تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمدؒ بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

خلافتِ راشدہ حصہ دوم (۱۱ھ تا ۱۶ھ)

ترجمہ: سیّد محمدؒ ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ وسیّد رشید احمد ارشد ایم۔اے

جس میں عہد صدیقی کا مکمل دورِ خلافت اور عہد فارقی کے ابتدائی دور ۱۶ھ کے مفصل حالات فتنۂ زکوٰۃ فتنۂ ارتداد کا قلع قمع، جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی، مرتدوں سے جنگ فتوحاتِ عراق وشام اور جنگ یرموک کے مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے عدل وانصاف اور نظام سلطنت کے حالات نہایت دلکش انداز میں پیش گئے ہیں۔

نفیس اکیڈمی

اُردو بازار کراچی

حسبِ ذیل ترتیب سے ہم تاریخ طبری کو گیارہ حصوں میں پیش کر رہے ہیں

تاریخ طبری (حصہ اوّل) سیرت النبی ﷺ، ولادت رسول ﷺ سے وفات رسول ﷺ تک
ترجمہ ☆ سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ دوم) خلافتِ راشدہ (حصہ اوّل ۱۰ھ تا ۱۶ ہجری)
ترجمہ ☆ سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ سوم) خلافتِ راشدہ (حصہ دوم ۱۶ھ تا ۳۵ ہجری)
ترجمہ ☆ مولانا رشید احمد ارشد ایم اے۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ سوم کا دوم) خلافتِ علی رضی اللہ عنہ (۳۵ھ تا ۴۰ ہجری)
ترجمہ ☆ مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ چہارم) امیر معاویہؓ سے شہادت حسینؓ تک (۴۱ھ تا ۶۶ھ)
ترجمہ ☆ سید حیدر علی طباطبائی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ پنجم) اموی دورِ حکومت (۶۷ ہجری تا ۹۹ ہجری)
ترجمہ ☆ محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ششم) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تا مروان ثانی (۹۹ ہجری تا ۱۳۲ ہجری)
ترجمہ ☆ محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ہفتم) عباسی دورِ حکومت (۱۳۲ھ تا ۱۷۰ھ)

ترجمہ ☆ محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ہشتم) ہارون رشید اور اس کے جانشین (۱۷۱ھ تا ۲۳۱ھ)

ترجمہ ☆ سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ نہم) خلافتِ بغداد کا دورِ انحطاط (حصہ اوّل)

ترجمہ ☆ علامہ عبداللہ العمادی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ دہم) خلافتِ بغداد کا دورِ انحطاط (حصہ دوم)

ترجمہ ☆ علامہ عبداللہ العمادی۔

خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ طبری کا حصہ دوم خلافتِ راشدہ کے نام سے پیش خدمت ہے۔ زیر نظر حصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکمل دورِ خلافت اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عہد بڑا ہی ہنگامہ خیز دور تھا۔ آپؓ ہی کے زمانے میں فتنۂ ارتداد نے سر اٹھایا' اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عرب کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اس کے ساتھ ہی منکرین زکوٰۃ نے بھی ملک بھر میں انتشار پھیلا دیا۔ اسی زمانے میں جھوٹے مدعیانِ نبوت نے بھی اپنا دعوۂ نبوت بڑے کروفر سے پیش کیا اور عجیب وغریب الہامات کی بھرمار کر دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف دو سال کی قلیل مدت میں سب فتنوں پر قابو پالیا' اور ملک میں امن و امان بحال کر کے فتوحات کا آغاز کیا۔ عہد صدیقی سے ہی اسلامی فتوحات کے سنہری دور کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق میں مشغولِ جہاد تھے۔ کہ انہیں شام کے محاذ پر جانے کا حکم ملتا ہے۔ شام کا یہ سفر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زندگی کا غیر معمولی واقعہ ہے ایک ہفتہ کا یہ طویل صحرائی سفر آپ نے اور آپ کے رفقاء نے بغیر پانی کے طے کیا۔ علامہ طبریؒ نے مجاہدین کی مشکلات کا ذکر اس انداز سے تحریر کیا ہے کہ پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم بھی شریکِ سفر تھے۔ علامہ طبریؒ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آغاز خلافت سے وفات تک کے تمام واقعات جزئیات کی حد تک اتنے خوب صورت انداز میں تحریر کیے ہیں کہ اس عہد کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی تحریر کیا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور بہت مختصر ہے مگر اس مختصر دور میں بہت سے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا کارنامہ فتنۂ ارتداد کا قلع قمع کرنا اور قرآن کریم کی تدوین ہے ان دونوں کارناموں نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا ہے۔

علامہ طبریؒ بہت بڑے محدث اور مفسر ہیں۔ اس لیے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ ان کا ذہن اس غیر جانب داری کا آئینہ دار ہے جو ایک مؤرخ کے لیے ضروری ہے۔ علامہ نے روایات کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے' اور اس پر جرح اور تعدیل کا کام دوسرے اصحابِ علم کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ بلا خوف تر دید کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ طبری سے بہتر اسلامی تاریخ کا ماخذ کسی زبان میں بھی موجود نہیں۔ بعض لوگ علامہ طبری کو شیعہ کہتے ہیں۔ علامہ طبری ہرگز شیعہ نہیں تھے۔ پہلے وہ عقائد کے لحاظ سے شافعی تھے۔ بعد میں وہ خود اہل سنت والجماعت کے مجتہد عالم ہوئے اور فرقہ جریرہ کی بنیاد ڈالی۔ جو کچھ مدت تک فرقہ جریرہ کے نام سے رائج رہا اور اس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد کے عین مطابق تھے۔

تاریخ طبری اسلام کے سنہری دور کی نہایت مفصل اور مستند تاریخ ہے۔

اس ضخیم کتاب کی طباعت واشاعت کا کام کرنا اور وہ بھی اس زمانے میں جب کہ کاغذ نہ صرف گراں سے گراں تر ہو رہا ہے۔ بلکہ نایاب بھی ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور ہمارے ادارے کے معاونین اور ذی علم تاجرانِ کتب کی حوصلہ افزائی کا مرہون منت ہے۔

مجھے یقین ہے کہ تاریخ کے قدر دانوں کا تعاون مجھے ہمیشہ حاصل رہے گا۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ تاریخ کے تمام نایاب ماخذ یکے بعد دیگرے اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہوں گا۔

وَ مَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ
باب ۱	
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۱
انصار کا اجتماع	۳۱
سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تقریر	۳۱
دو امیر مقرر کرنے کی تجویز	۳۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقریر کرنے کا ارادہ	۳۲
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر	۳۲
انصار کی مخالفت	۳۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر	۳۳
حباب بن المنذر کی دھمکی	۳۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت	۳۴
سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی دھمکی	۳۵
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سعد رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اصرار	۳۵
ضحاک بن خلیفہ کی روایت	۳۶
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ	۳۶
جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا حکم	۳۷
جیش اسامہ رضی اللہ عنہ بھیجنے کی مخالفت	۳۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ بھیجنے کا فیصلہ	۳۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مجاہدین کو خطاب	۳۸
حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت	۳۹
حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا آبل پر حملہ	۳۹
باب ۲	
مدعی نبوت اسود عنسی ۱۱ھ	۴۰
اہل یمن کا قبول اسلام	۴۰
شہر بن باذام	۴۰
امارت یمن پر عاملوں کا تقرر	۴۰
اسود عنسی کا خروج	۴۱
اہل یمن کی ہم نوائی	۴۱
قیس بن عبد یغوث	۴۱
اسود اور قیس بن عبد یغوث کی کشیدگی	۴۲
قیس بن یغوث کی طلبی	۴۲
قیس بن عبد یغوث کی اسود کو یقین دہانی	۴۲
اسود کے خلاف منصوبہ	۴۳
قیس بن عبد یغوث کو قتل کرنے کی دھمکی	۴۳
قیس بن عبد یغوث کی معافی	۴۴
اسود عنسی کی فیروز کو قتل کی دھمکی	۴۴
آزاد زوجہ اسود کا تعاون	۴۵
اسود عنسی کا قتل	۴۵
اسود عنسی کے قتل کا اعلان	۴۶
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی امارت	۴۷
ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت	۴۷
اسود عنسی کے متعلق فیروز کا بیان	۴۷
فیروز کی طلبی	۴۸
فیروز کے قتل کا ارادہ	۴۸
فیروز اور آزاد زوجۂ اسود کی گفتگو	۴۸
آزاد زوجۂ اسود کا فیروز کو پیغام	۴۸
فیروز کا اسود پر حملہ	۴۹
اسود عنسی کا خاتمہ	۴۹
اسود عنسی کے ہمراہیوں کا فرار	۵۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہؓ کو بشارت	۵۰
اسود کے خروج کی مدت	۵۰
عہد صدیقی کی پہلی خوش خبری	۵۰
رسولؐ اللہ کی خدمت میں آخری وفد	۵۰
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات	۵۰
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین	۵۱
حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا انتقال	۵۱
حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی	۵۱
باب ۳	
فتنہ ارتداد و منکرین زکوٰۃ ۱۱ھ	۵۲
مرتدین سے پہلی لڑائی	۵۲
مدعی نبوت طلیحہ اور قبیلہ غطفان	۵۲
باغیوں کی سرکوبی	۵۲

قبیلہ کلب میں ارتداد	۵۳	حضرت خالدؓ بن ولید کی روانگی طے		حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط	۶۸
بنو قضاعہ پر اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کشی	۵۳	معرکہ بزاخہ	۶۲	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضرت خالدؓ	
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا زکوٰۃ کی		بنو طے کا بنو قیس سے جنگ کرنے پر		کے نام خط	۶۹
وصولی پر اصرار	۵۳	اصرار	۶۲	مجرموں کو سزائیں	۶۹
مدینے پر حملے کا خطرہ	۵۴	طلیحہ سے جنگ کا آغاز	۶۳	ام زمل سلمیٰ بنت ام قرفہ	۶۹
مرتدین کا مدینے پر حملہ	۵۴	بنو فزارہ کا میدان جنگ سے فرار	۶۳	ام سلمیٰ کا خروج	۶۹
مسلمانوں کی پسپائی	۵۴	طلیحہ کا فرار	۶۳	ام سلمیٰ کا قتل	۷۰
مرتدین پر مسلمانوں کا حملہ	۵۴	مرتد قبائل کا قبول اسلام	۶۳	فجاءۃ ایاس بن عبداللہ کا فریب	۷۰
مرتدین کا تعاقب	۵۵	عہد رسالت میں طلیحہ پر حضرت ضرار		فجاءۃ ایاس کی عہد شکنی کی سزا	۷۰
تین قبائلی سرداروں کی مدینہ میں آمد	۵۵	رضی اللہ عنہ کی فوج کشی	۶۳	ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ	۷۱
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ذی		طلیحہ کے ہمراہیوں میں اضافہ	۶۴	باب ۴	
القصہ	۵۵	بنو غطفان کی طلیحہ کی اطاعت	۶۴	مدعیان نبوت سجاح و مسیلمہ کذاب	
اہل الربذہ پر حملہ	۵۶	منکرین زکوٰۃ قبائل کی مایوسی و مراجعت	۶۵	۱۱ھ	۷۲
ابرق پر قبضہ	۵۶	بنو عامر کا تذبذب	۶۵	بنو تمیم کے عاملوں کا تقرر	۷۲
بنو عبس اور بنو ذبیان کی شکست	۵۶	فتنۂ ارتداد کی وبا اور مسلمانوں کی		زبرقان بن بدر کی وفاداری	۷۲
اسلامی فوجی دستوں کی روانگی	۵۷	پریشانی	۶۵	سجاح بنت الحارث بن سوید	۷۳
مرتدین کے نام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ		بنو عامر کا مطالبہ	۶۶	سجاح کا اعلان نبوت	۷۳
کے خطوط	۵۶	عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کی		وکیع اور مالک کی اطاعت	۷۳
امرائے عساکر کے نام حضرت		گرفتاری	۶۶	سجاح کی پیش قدمی	۷۳
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فرمان	۵۹	عمر بن خالد کی گرفتاری	۶۶	مقتولین کی دیت	۷۴
حضرت عدیؓ بن حاتم اور بنو طے	۶۰	ابو یعقوب سعید بن عبید کی روایت	۶۷	ہذیل کی گرفتاری	۷۴
بنو طے کی اطاعت	۶۰	بنو اسد اور بنی قیس کا قبول اسلام	۶۷	سجاح کی یمامہ پر فوج کشی	۷۴
بنو جدیلہ کی بیعت	۶۱	طلیحہ کا قبول اسلام	۶۷	سجاح کے لیے مسیلمہ کے تحائف	۷۵
حضرت خالدؓ بن ولید کی روانگی	۶۱	علقمہ بن علاثہ	۶۷	سجاح کا مسیلمہ سے خطاب	۷۵
عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم		علقمہ بن علاثہ کا فرار اور اطاعت	۶۸	سجاح کی مسیلمہ سے خیمہ میں ملاقات	۷۵
رضی اللہ عنہما کی شہادت	۶۱	اہل بزاخہ کی اطاعت	۶۸	سجاح اور مسیلمہ کی شادی	۷۶
حضرت عدیؓ بن حاتم کی پیش کش	۶۲	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں		سجاح کا مہر	۷۶

سجاح کی مراجعت جزیرہ ۷۶
سجاح کا قبول اسلام ۷۷
زبرقان اور اقرع ۷۷
وکیع اور سماعہ کی اطاعت ۷۷
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بطاح کی جانب پیش قدمی ۷۸
انصار کا تعاون ۷۸
مالک بن نویرہ کا بنو یربوع کو مشورہ ۷۸
مالک بن نویرہ کی گرفتاری ۷۹
مالک اور اس کے ساتھیوں کا قتل ۷۹
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اجتہادی غلطی ۷۹
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی برطرفی کا مطالبہ ۸۰
سوید کی روایت ۸۰
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوجیوں کو ہدایت ۸۰
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کی شکست ۸۲
مسیلمہ کذاب اور شرجیلؓ کی لڑائی ۸۲
بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت ۸۳
نہار الرحال ابن عنفوہ ۸۳
نہار الرحال کا بنو حنیفہ پر اثر ۸۳
یمامہ بن مسیلمہ کا حرم ۸۳
اہل یمامہ کی بنو اسد کے خلاف شکایت ۸۴
مسیلمہ کذاب کا الہامی انداز ۸۴
ام الہیثم اور مسیلمہ کذاب ۸۴
بنی حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کی دعا ۸۵
مسیلمہ کی وجہ سے باغ کی تباہی ۸۵
طلحۃ النمری اور مسیلمہ کذاب ۸۶
مجاعہ بن مرارہ ۷۶
مجاعہ اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری ۷۶
مجاعہ کے ہمراہیوں کا قتل ۷۶
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا رحال کے متعلق بیان ۸۷
مجاعہ بن برارہ کی جان بخشی ۸۷
جنگ عقرباء ۸۷
رحال بن عنفوہ کی زیر قیادت ۸۸
مقدمۃ الجیش ۸۸
رحال بن غنویہ کا فتنہ ۸۸
رحال بن عنفوہ کا خاتمہ ۸۸
حضرت ثابتؓ بن قیس کی شہادت ۸۹
براء ابن مالک کی شجاعت ۸۹
مرتدین پر مسلمانوں کی یورش ۸۹
حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت ۹۰
حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا حملہ ۹۰
حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۹۰
حضرت سالمؓ بن عبداللہ علمبردار ۹۱
حضرت زیدؓ بن الخطاب کی شہادت ۹۱
اسلامی فوج کی قبیلہ داری صف بندی ۹۱
محکم کا قتل ۹۲
حضرت خالدؓ بن ولید کا رجز ۹۲
مسیلمہ کذاب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ۹۲
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مسیلمہ پر حملہ ۹۳
حدیقۃ الموت ۹۳
حدیقۃ الموت کا محاصرہ ۹۳
مسیلمہ کذاب کا قتل ۹۴
مجاعہ بن برارہ کی مصالحت کی پیشکش ۹۴
اغلب بن عامر بن حنیفہ کا فرار ۹۴
قلعوں کے محاصرہ کا اعلان ۹۵
مجاعہ بن مرارہ کی حکمت عملی ۹۵
جنگ یمامہ کے شہدائے کرام ۹۵
حضرت خالدؓ بن ولید اور مجاعہ کی مصالحت ۹۶
سلمہ بن عمیر الحنفی کی صلح نامہ سے مخالفت ۹۶
صلح نامہ ۹۶
بنو حنیفہ کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم ۹۷
سلمہ بن عمیر ۹۷
سلمہ بن عمیر کی خودکشی ۹۷
عرض اور قریہ کی مال غنیمت ۹۸
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بنت مجاعہ سے نکاح ۹۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بنو حنیفہ کا وفد ۹۸

باب ۵

مرتدین بحرین وعمان اور یمن ۱۱ھ ۹۹
حضرت علاءؓ بن الحضرمی کی روانگی بحرین ۹۹

جارودؓ بن المعلی	۹۹
بنو عبدالقیس کا قبول اسلام	۹۹
منذرؓ بن ساوی کی وفات	۱۰۰
وراثت کا مسئلہ	۱۰۰
بحرین میں ارتداد کی وباء	۱۰۰
منذر بن نعمان بن منذر کی امارت	۱۰۰
جوانا کا محاصرہ	۱۰۱
ثمامہؓ بن اثال	۱۰۱
عکرمہ کی روانگی مہرہ	۱۰۱
سعد اور بلی پر فوج کشی	۱۰۱
مقاعس اور ذیلی قبائل کی بغاوت	۱۰۱
قیس بن عاصم کی اطاعت	۱۰۲
اونٹوں کی گم شدگی	۱۰۲
پانی کا چشمہ	۱۰۲
اونٹوں کی واپسی	۱۰۳
حضرت علاءؓ الحضرمی کی حطم پر فوج	
کشی	۱۰۳
عبداللہ بن حذف کی گرفتاری ورہائی	۱۰۴
مسلمانوں کا حطم پر حملہ	۱۰۴
حطم کا خاتمہ	۱۰۴
ابجر پر قیس بن عاصم کا حملہ	۱۰۵
غرور بن سوید کا قبول اسلام	۱۰۵
مال غنیمت کی تقسیم	۱۰۵
مرتدین کا دارین میں اجتماع	۱۰۵
دارین پر فوج کشی	۱۰۶
دارین پر حملہ	۱۰۶
منافقین کی افواہیں	۱۰۶

حضرت ثمامہؓ بن اثال کی شہادت	۱۰۷
ہجری راہب کے قبول اسلام کی وجہ	۱۰۷
چشمہ جاری ہونے کا معجزہ	۱۰۷
بنو شیبان بن ثعلبہ کے لیے حکم	۱۰۸
سنین میں اختلاف	۱۰۸
اہل عمان کا ارتداد	۱۰۹
لقیط بن مالک الازدی	۱۰۹
حذیفہ اور عرفجہ کی عمان پر فوج کشی	۱۰۹
عکرمہ کو عمان پر فوج کشی کا حکم	۱۰۹
لقیط سے سرداروں کی علیحدگی	۱۰۹
ذباء کا معرکہ	۱۱۰
عمان میں امن وامان	۱۱۰
اہل مہرہ واقعہ نجد کا ارتداد	۱۱۱
عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مہرہ پر فوج کشی	۱۱۱
معرکہ نجد	۱۱۱
مال غنیمت اور شحریت کی روانگی مدینہ	۱۱۱
مرتدین یمن	۱۱۲
یمن کے عامل	۱۱۲
یمن کے عاملوں کے خلاف بغاوت	۱۱۲
عمروؓ بن حزم اور خالدؓ بن سعید کی	
مراجعت مدینہ	۱۱۲
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ابرق	۱۱۳
اہل تہامہ کی سرکوبی	۱۱۳
شنوۃ پر فوج کشی	۱۱۳
اخابث عک	۱۱۴
قبیلہ عک کی بغاوت وسرکوبی	۱۱۴
قبیلہ عک کے اخابث	۱۱۴

اہل نجران کا واقعہ	۱۱۵
اہل نجران کی تجدید معاہدہ کی	
درخواست	۱۱۵
جریرؓ بن عبداللہ کو جہاد کا حکم	۱۱۵
جریر کی مراجعت نجران	۱۱۵
جبری بھرتی کا حکم	۱۱۶
حضرت ابوبکر کا عتاب بن اسد کے	
نام فرمان	۱۱۶
اہل یمن کا دوسری مرتبہ ارتداد	۱۱۷
قیس بن عبد یغوث کا ارتداد	۱۱۷
ذی الکلاح کو ورغلانے کی کوشش	۱۱۷
قیس اور لحجی جماعت	۱۱۷
سازش کا انکشاف	۱۱۸
فیروز کا فرار	۱۱۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بغاوت صنعاء	
کی اطلاع	۱۱۸
ابناء کی جلاوطنی	۱۱۸
ابناء کی اہانت	۱۱۹
فیروز کی بنو عقیل اور قبیلہ عک سے مدد	
کی درخواست	۱۱۹
قیس کی شکست وفرار	۱۱۹
یوم الزرم	۱۱۹
فروہ کا بنو مراد پر تقرر	۱۲۰
عمرو بن معدی کا ارتداد	۱۲۰
عکرمہ کی ابین میں آمد	•
قیس بن عبد یغوث اور عمرو بن	
معدیکرب میں کشیدگی	۱۲۰

ظاہراور مسروق کوصنعاء جانے کا حکم ۱۲۰
عمرو بن معدیکرب اور خالدؓ بن اسید کی لڑائی ۱۲۱
قیس اور عمرو بن معدیکرب کی گرفتاری ۱۲۱
مفرور باغیوں کی تلاش ۱۲۱
قیس بن عبد یغوث کو معافی ۱۲۲
عمرو بن معدی کرب کی رہائی ۱۲۲
مفرور سرکشوں کی سرکوبی ۱۲۲

باب ۶

مرتدین حضر موت ۱۱ھ ۱۲۳
زیادہؓ بن لبید عامل حضر موت ۱۲۳
مہاجرؓ بن امیہ کا امارت کندہ پر تقرر ۱۲۳
اہل کندہ کا ارتداد ۱۲۳
حضرمیوں کا صدقات پہنچانے سے انکار ۱۲۳
مہاجرؓ بن امیہ کی روانگی حضر موت ۱۲۴
عداء کی اونٹنی پر جھگڑا ۱۲۴
ابوالسمیط حارثہ کی مداخلت ۱۲۵
اہل ریاض کی جنگ کی تیاری ۱۲۵
زیاد کا اہل ریاض پر حملہ ۱۲۵
اہل ریاض کی یورش ۱۲۵
شرجیل بن المسیط کی مخالفت ۱۲۶
شرجیل بن المسیط کا شب خون مارنے کا مشورہ ۱۲۶
زیاد بن لبید کا مرتدین پر شب خون ۱۲۶
مہاجرین امیہ کی کندہ پر فوج کشی ۱۲۷
کندہ کی بستیوں پر مسلمانوں کی یورش ۱۲۷
مہاجر اور اہل کندہ کی جنگ ۱۲۷
عکرمہؓ کی بخیر میں آمد ۱۲۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اہل کندہ کے متعلق فرمان ۱۲۸
اشعث کی عکرمہؓ سے امان طلبی ۱۲۸
اشعث کی اطاعت ۱۲۸
بخیر کے محصورین کا انجام ۱۲۹
اشعث کی گرفتاری ۱۲۹
اشعث کی جاں بخشی کی درخواست ۱۲۹
اشعث کی جاں بخشی ۱۳۰
اشعث کی ام فروہ بنت ابی قحافہ سے شادی ۱۳۰
عرب اسیروں کی رہائی ۱۳۰
بنت نعمان کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ۱۳۱
بنت نعمان بن جون ۱۳۱
عرب قیدیوں کا زر فدیہ ۱۳۱
امارت یمن پر مہاجرین امیہ کا تقرر ۱۳۱
رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا ۱۳۲
۱۱ھ کے متفرق واقعات ۱۳۲

باب ۷

فتوحات عراق ۱۳۳
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عراق جانے کا حکم ۱۳۳
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ابن صلوبا کو امان نامہ ۱۳۳
قبیصہ بن ایاس کی جزیہ پر مصالحت ۱۳۳
عراق کا پہلا جزیہ ۱۳۴
مثنیٰ بن حارثہ ۱۳۴
مثنیٰ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا حکم ۱۳۴
جابان اور مثنیٰ کی لڑائی ۱۳۴
حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور عبد المسیح کی گفتگو ۱۳۴
اہل حیرہ کی جزیہ پر مصالحت ۱۳۵
اہل مدائن کے نام حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط ۱۳۵
شعبی کی روایت ۱۳۵
جہاد میں مرتدین کی شمولیت کی مخالفت ۱۳۶
ابلہ میں اسلامی افواج کا اجتماع ۱۳۶
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مدائن پر حملہ کا حکم ۱۳۶
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ہرمز کے نام خط ۱۳۶
ہرمز کی پیش قدمی ۱۳۷
جنگ سلاسل ۱۳۷
ایرانیوں کا پانی پر قبضہ ۱۳۷
حضرت خالدؓ اور ہرمز کا مقابلہ ۱۳۸
خاندانی ٹوپی کا اعزاز ۱۳۸
ایرانیوں کی شکست وفرار ۱۳۸
مدینہ میں ہاتھیوں کی نمائش ۱۳۸
مثنیٰ کا ایرانیوں کا تعاقب ۱۳۹

عورت کے قلعہ کا محاصرہ	۱۳۹
کاشت کاروں کی بحالی	۱۳۹
جنگ مذار	۱۴۰
قارن کی مذار میں آمد	۱۴۰
شکست خوردہ سپاہ کا مذار میں اجتماع	۱۴۰
جنگ مذار	۱۴۰
ایرانی مقتولین کی تعداد	۱۴۱
جنگ مذار میں سوار کے حصہ میں اضافہ	۱۴۱
کاشتکاروں کو دعوت اسلام	۱۴۱
جنگ دلجہ	۱۴۲
اندزغر (اندرزگر) کی فوج کشی	۱۴۲
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دجلہ کی جانب پیش قدمی	۱۴۲
جنگ دلجہ	۱۴۲
فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تقریر	۱۴۳
کاشتکاروں سے حسن سلوک	۱۴۲
بکر بن وائل کے نصرانیوں کا قتل	۱۴۲
جنگ الیس	۱۴۴
عرب نصرانیوں کا ایرانیوں سے اتحاد	۱۴۴
بہمن جاذویہ	۱۴۴
جابان کی روانگی	۱۴۴
عرب نصرانیوں کا الیس میں اجتماع	۱۴۴
جابان کے مشورہ کی مخالفت	۱۴۴
مالک بن قیس کا خاتمہ	۱۴۵
کھانے میں زہر ملانے کا مشورہ	۱۴۵
جنگ الیس	۱۴۵
خون کی نہر	۱۴۵
ایرانیوں کی شکست فرار	۱۴۶
سفید روٹیوں پر مسلمانوں کی حیرت	۱۴۶
نہر کی پن چکیاں	۱۴۶
جندل عجلی کو انعام	۱۴۶
ایرانی مقتولین کی تعداد	۱۴۶
امغیشیا کی فتح	۱۴۷
امغیشیا پر قبضہ	۱۴۷
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تعریف	۱۴۶
جنگ مقر اور فرات قلی باد	۱۴۸
آزاذبہ کی جنگی تیاری	۱۴۸
معرکہ مقر	۱۴۸
آزاذبہ کا فرار	۱۴۸
حیرہ کی فتح	۱۴۹
حیرہ کا محاصرہ	۱۴۹
اہل حیرہ کو ایک دن کی مہلت	۱۴۹
قصر ابیض پر حملہ	۱۴۹
حیرہ کے نمائندے	۱۴۹
عمرو بن عبدالمسیح	۱۵۰
عدی کا وفد	۱۵۰
عدی کے وفد کی جزیہ پر مصالحت	۱۵۰
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحائف	۱۵۰
عمرو بن عبدالمسیح کی ذہانت	۱۵۰
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زہر خورانی کا واقعہ	۱۵۱
کرامہ بنت عبدالمسیح کی حوالگی کی شرط	۱۵۱
اہل حیرہ سے معاہدہ	۱۵۲
حیرہ کی فتح	۱۵۲
جریر بن عبداللہ	۱۵۲
کرامہ بنت عبدالمسیح	۱۵۳
کرامہ بنت عبدالمسیح کا زرفدیہ	۱۵۳
شویل کی ہزار سے اوپر عدد سے لاعلمی	۱۵۳
حضرت خالدؓ کی نماز فتح	۱۵۳
حضرتؓ خالد کی یمنی تلوار	۱۵۴
صلوبا بن نسطونا کی مصالحت کی پیشکش	۱۵۴
معاہدہ کی تحریر	۱۵۴
حیرہ کے نواحی زمیندار	۱۵۴
زاذ بن بہیش اور صلوبا بن نسطونا سے معاہدہ	۱۵۵
عاملوں اور فوجی افسروں کا تقرر	۱۵۵
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے قاصد	۱۵۵
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ملوک فارس کے نام خط	۱۵۶
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط بنام سرداران فارس	۱۵۶
خراج کی وصولی	۱۵۶
اہل فارس میں اختلاف	۱۵۶
عمال خراج کی وصولی کی رسید	۱۵۶
اہل حیرہ کے معاہدہ کی تقریر	۱۵۷
ایران کے شاہی خاندان میں ناچاقی	۱۵۷
حضرت عیاضؓ بن غنم کی علالت	۱۵۷
حضرت خالدؓ اور حضرت عیاضؓ کو	

احکامات	۱۵۷
سرحدات میں فوجی چوکیوں کا قیام	۱۵۸
حضرت خالدؓ سے عبداللہ بن وثمیہ کی شکایت	۱۵۸
انبار اور کلواذی کے واقعات	۱۵۹
انبار پر فوج کشی	۱۵۹
انبار کا محاصرہ	۱۵۹
جنگ ذات العیون	۱۵۹
مذبوحہ جانوروں کا پل	۱۵۹
شیرزاذ کی روانگی	۱۶۰
اہل انبار کی عربی زبان سے واقفیت	۱۶۰
اہل بانقیا اور اہل بوازیج کی ثابت قدمی	۱۶۰
اہل سواد سے خراج پر مصالحت	۱۶۰
فتح عین التمر	۱۶۱
مہران بن بہرام چوبین	۱۶۱
مہران کی ایک چال	۱۶۱
عقہ بن ابی عقہ کی گرفتاری	۱۶۱
قلعہ عین التمر پر قبضہ	۱۶۱
عقہ اور عمرو بن صعق کا قتل	۱۶۲
کینہ کے چالیس لڑکے	۱۶۲
فتح عین التمر	۱۶۲
دومۃ الجندل کا واقعہ	۱۶۳
حضرت خالد کی روانگی دومۃ الجندل	۱۶۳
اکیدر بن عبدالملک کا قتل	۱۶۳
اہل دومہ سے لڑائی	۱۶۳
جودی اور ودیعہ کی گرفتاری و قتل	۱۶۳
بنوکلب کو امان	۱۶۴
حضرت خالد کا دومہ میں قیام	۱۶۴
عجمیوں کے جزیرے کے نصرانیوں سے ساز باز	۱۶۴
مسلمانوں کی ناکہ بندی	۱۶۴
اسلامی فوجی دستوں کی روانگی	۱۶۵
حصید کی تسخیر	۱۶۵
قعقاع کا حصید پر حملہ	۱۶۵
ابولیلیٰ کی خنافس پر فوج کشی	۱۶۵
مصیخ بنوالبرشاء	۱۶۵
مصیخ بنوالبرشاء پر یورش	۱۶۵
حرقوص بن نعمان	۱۶۶
جریر اور لبید کا خون بہا	۱۶۶
حرقوص بن نعمان کا قتل	۱۶۶
الثنی اور الزمیل کا واقعہ	۱۶۷
ربیعہ بن بجیر پر شب خون	۱۶۷
ہذیل اور عتاب پر شب خون	۱۶۷
الرضاب پر قبضہ	۱۶۷
جنگ فراض	۱۶۸
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی فراض	۱۶۸
رومیوں اور ایرانیوں کی متحدہ فوج	
جنگ فراض	۱۶۸
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا فراض میں قیام	۱۶۸
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فریضہ حج کی ادائیگی	۱۶۸
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شام کی مہم پر جانے کا حکم	۱۶۹
عجمی باندیاں اور غلام	۱۶۹
۱۲ھ کے متفرق واقعات	۱۶۹
امیر حج کے بارے میں اختلاف	۱۷۰
ابورجزہ نیرد کی روایت	۱۷۰
باب ۸	
فتوحات شام ۱۳ھ	۱۷۱
مسلمانوں کی شام پر فوج کشی	۱۷۱
خالد بن سعید کی معزولی	۱۷۱
خالد بن سعیدؓ کے ریشمی لباس پر اعتراض	۱۷۱
خالد بن سعید کی مخالفت	۱۷۱
خالد بن سعید کا تیم کے امدادی دستے پر تقرر	۱۷۲
خالد بن سعید کو تیما میں قیام کا حکم	۱۷۲
خالد بن سعید کی ثلث کی جانب پیش قدمی	۱۷۲
باہان پادری اور خالد بن سعید کی لڑائی	۱۷۲
جیش البدال	۱۷۲
عمرو بن العاص کا امارت عمان پر تقرر	۱۷۳
عمرو بن العاص کو جہاد شام میں شرکت کی دعوت	۱۷۳
ولید بن عقبہ کی جہاد کے لیے طلبی	۱۷۳
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نصیحت	۱۷۳
عمرو بن العاصؓ اور خالد بن سعید کو احکامات	۱۷۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جہاد پر خطبہ	۱۷۴
رضا کار مجاہدین کے دستوں کی روانگی	۱۷۴

خالد بن سعید کی پیش قدمی	۱۷۴	حضرت خالد کی تلوار سے متعلق سوال	۱۸۱	علاقہ شام کی پہلی صلح	۱۸۸
باہان کا محاصرہ	۱۷۵	سیف اللہ کا لقب	۱۸۱	مرج الصفر کا واقعہ	۱۸۸
شرجیل کی مدینہ میں آمد	۱۷۵	جرجہ کو دعوتِ اسلام	۱۸۱	حضرت خالدؓ بن ولید کی فتوحات	۱۸۸
جہاد شام کے لیے مختلف فوجی دستے	۱۷۵	جرجہ کے اسلام سے متعلق سوالات	۱۸۲	حضرت خالدؓ کے نام تنبیہ آمیز فرمان	۱۸۹
خالد بن سعید کو معافی	۱۷۵	جرجہ کا قبول اسلام	۱۸۲	عراق کی جنگوں کی اہمیت	۱۸۹
ہرقل کی غیر معمولی جنگی تیاری	۱۷۶	جرجہ کی شہادت	۱۸۲	ابن خالد بن سعید کی شہادت	۱۸۹
یرموک میں جمع ہونے کا فیصلہ	۱۷۶	رومیوں کی پسپائی	۱۸۲	رومی حملوں کا استیصال	۱۸۹
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت	۱۷۶	واقوصہ کی گھاٹی	۱۸۳	حضرت خالد کا رومیوں کے عقب	
رومیوں کا واقوصہ میں اجتماع	۱۷۶	رومی سرداروں کا قتل	۱۸۳	میں پہنچنے کا فیصلہ	۱۹۰
حضرت خالد کی جہاد شام میں شرکت	۱۷۷	چار سو مسلمانوں کی شہادت پر بیعت	۱۸۳	حضرت خالد کا مجاہدین سے خطاب	۱۹۰
حضرت خالدؓ اور باہان کی جنگ	۱۷۷	عکرمہؓ بن ابی جہل کی شہادت	۱۸۳	مجاہدین کی سوا کو روانگی	۱۹۰
رومی سپاہ کی تعداد	۱۷۷	جنگ یرموک میں مسلم خواتین کی		پانی کی تلاش	۱۹۱
جنگ یرموک	۱۷۸	شرکت	۱۸۴	مسلمانوں کا مسیخ پر حملہ	۱۹۱
حضرت خالد کا امرائے اسلام کو مشورہ	۱۷۸	اشتر کے متعلق ارطاۃ کی روایت	۱۸۴	موسیٰ پر فوج کشی	۱۹۱
خود مختار مسلم امراء	۱۷۸	زخمی مسلمان اور شہداء کی تعداد	۱۸۴	مثنیٰ بن حارثہ کی جانشینی	۱۹۱
رومیوں کی کمک	۱۷۸	حضرت ابوبکر کی وفات کا اعلان	۱۸۴	جہاد شام کے لیے صحابہ کا انتخاب	۱۹۲
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا امراء سے		ہرقل کا مشورہ	۱۸۴	عراقی چوکیوں پر تجربہ کار مجاہدین کا	
خطاب	۱۷۸	ہرقل کا جنگ نہ کرنے پر اصرار	۱۸۵	تقرر	۱۹۲
حضرت خالدؓ بن ولید کی رائے	۱۷۹	اہل دربار کی مخالفت	۱۸۵	ہرمز جاذویہ کی پیش قدمی	۱۹۲
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی رائے سے		مسلمانوں کا وفد اور رومی سپہ سالار	۱۸۵	شہر براز کا غرور	۱۹۲
اتفاق	۱۷۹	تذارق کی گرفتاری و قتل	۱۸۵	مثنیٰ کا شہر براز کو جواب	۱۹۳
اسلامی سپاہ کی نئی ترتیب	۱۷۹	ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی طلایہ گردی کی مہم	۱۸۶	جنگ بابل	۱۹۳
ایک ہزار صحابہ کی شرکت	۱۸۰	قباث کا اپنے استاد کے متعلق بیان	۱۸۶	ہرمز کی شکست	۱۹۳
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زخمی گھوڑا	۱۸۰	قباث کی استاد سے ملاقات	۱۸۷	آزرمیدخت کی جانشینی	۱۹۳
جنگ کا آغاز	۱۸۰	مروان بن حکم کا قباث سے استفسار	۱۸۷	مثنیٰ کی روانگی مدینہ	۱۹۴
مدینہ کا قاصد	۱۸۱	یزید بن ابی سفیان کی روانگی تبوکیہ	۱۸۷	حضرت ابوبکر کی وصیت	۱۹۴
حضرت خالدؓ اور جرجہ	۱۸۱	شرجیلؓ بن حسنہ کی روانگی	۱۸۸	وصیت کی تعمیل	۱۹۴

اہل فارس کے داخلی مسائل	۱۹۴
معرکہ عین التمر	۱۹۵
رہبر رافع بن عمیرہ طائی	۱۹۵
سفر کے لیے پانی کا ذخیرہ	۱۹۶
صحرا میں پانی کا چشمہ	۱۹۶
قبیلہ بہرا پر شب خون	۱۹۶
فتح بصریٰ	۱۹۷
جنگ اجنادین	۱۹۷
ابن ہزارف کی جاسوسی	۱۹۷
قبقلار کا خاتمہ	۱۹۷
جنگ اجنادین کے شہدائے کرامؓ	۱۹۸
محاصرہ دمشق	۱۹۸
حضرت ابوبکرؓ کی علالت	۱۹۸
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات	۱۹۸
زمانہ خلافت	۱۹۹
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین	۲۰۰
حضرت اسماء بنت عمیس	۲۰۰
پرانے کپڑوں کا کفن	۲۰۰
وفات کا وقت	۲۰۰
حضرت محمد ﷺ کے پہلو میں قبر	۲۰۰
قاسم بن محمد کی روایت	۲۰۰
نوحہ کی ممانعت	۲۰۱
حضرت ابوبکرؓ کے اشعار	۲۰۱
حضرت ابوبکرؓ کے آخری الفاظ	۲۰۱
حضرت ابوبکرؓ کا حلیہ مبارک	۲۰۱
حضرت ابوبکر کا شجرۂ نسب	۲۰۲
حضرت ابوبکرؓ کے والدین	۲۰۲
حضرت ابوبکرؓ کے بھائی	۲۰۲
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد کے اسمائے گرامی	۲۰۲
عہد صدیقی کے عمال' کاتب اور قاضی	۲۰۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہدۂ قضاۃ پر تقرر	۲۰۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت حضرت عبدالرحمٰنؓ سے مشورہ	۲۰۳
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے	۲۰۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عوام سے خطاب	۲۰۴
جانشینی کے متعلق وصیت نامہ	۲۰۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اظہار خفگی	۲۰۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خواہش	۲۰۵
تین چیزیں نہ کرنے کی خواہش	۲۰۵
تین چیزیں کرنے کی تمنا	۲۰۵
تین باتیں حضرت محمد ﷺ سے پوچھنے کی آرزو	۲۰۵
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سخ میں رہائش	۲۰۶
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سادہ زندگی	۲۰۶
مدینہ میں قیام	۲۰۶
بیت المال کی رقم کی واپسی	۲۰۶
بیت المال کی رقم	۲۰۷
طلحہؓ بن عبداللہ کے اعتراض کا جواب	۲۰۷
باب ۹	
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۲۰۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ	۲۰۸
حضرت ابوعبیدہؓ کے نام فرمان	۸
حضرت خالدؓ کی جگہ حضرت ابوعبیدہؓ کا تقرر	۲۰۸
جنگ فحل	۲۰۸
فتح دمشق	۲۰۹
حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی امارت کا فرمان	۲۰۹
خالدؓ بن سعید اور ولیدؓ بن عقبہ کو معافی	۲۰۹
سیف کی روایت کے مطابق	۲۱۰
دمشق کا واقعہ	۲۱۰
حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی	۲۱۰
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی وجہ	۲۱۰
تکذیب نفس کی شرط	۲۱۰
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بہن سے مشورہ	۲۱۰
حضرت خالدؓ کے مال کی تقسیم	۲۱۱
حضرت خالدؓ کے اثاثے کی خریداری	۲۱۱
حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت	۲۱۱
فحل کا محاصرہ	۲۱۱
حمص کا محاصرہ	۲۱۲
اہل دمشق کا جشن	۲۱۲
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی	۲۱۲
شہر پناہ پر چڑھائی	۲۱۲
دربانوں کا قتل	۲۱۳
اہل دمشق کی بدحواسی	۲۱۳
اہل دمشق سے مصالحت	۲۱۳
دمشق کے مال غنیمت کی تقسیم	۲۱۳
عراقی فوج کی مراجعت عراق	۲۱۴

موضوع	صفحہ
فحل کا واقعہ	۲۱۴
فتح دمشق کے سنین میں اختلاف	۲۱۴
ابوعبید ثقفی	۲۱۴
سیف کی روایت کے مطابق فحل کے واقعات	۲۱۵
فحل کی اہمیت	۲۱۵
طبریہ کا محاصرہ	۲۱۵
ذات الروغہ	۲۱۵
سقلار بن مخراق کا اسلامی سپاہ پر اچانک حملہ	۲۱۵
رومیوں کا فرار وقتل	۲۱۶
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی مراجعت حمص	۲۱۶
محاصرہ بیسان	۲۱۶
اہل طبریہ کی اطاعت	۲۱۶
جنگ فارس کے لیے بیعت	۲۱۷
مثنیٰ بن حارثہ کی تقریر	۲۱۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عوام کو خطاب	۲۱۷
ابوعبیدہ ثقفی کی امارت	۲۱۸
سلیط بن قیس کو امیر نہ بنانے کی وجہ	۲۱۸
ابوعبیدہ ثقفی کی کفارہ ادا کرنے کی خواہش	۲۱۸
یعلیٰ بن امیہ کی روانگی یمن	۲۱۹
نمارق کا واقعہ	۲۲۰
بوران (پوران دخت) کی تخت نشینی	۲۲۰
آزرمی دخت کی معزولی	۲۲۰
رستم کا سپہ سالاری پر تقرر	۲۲۰
ترغیب جہاد	۲۲۱
عہد فاروقی کی پہلی نوید فتح	۲۲۱
مثنیٰ کا حیرہ میں قیام	۲۲۱
جابان کی روانگی	۲۲۲
جابان کا نمارق میں قیام	۲۲۲
جنگ نمارق	۲۲۲
جابان کی گرفتاری و رہائی	۲۲۲
رستم کی طمع وحب جاہ	۲۲۲
جابان کا زرفدیہ	۲۲۳
ابوعبید ثقفی کی پابندی عہد	۲۲۳
نرسی کا باغ نرسیان	۲۲۳
نرسی کو فوج کشی کا حکم	۲۲۳
جنگ کسکر	۲۲۴
کسکر کا تاراج	۲۲۴
باروسماء الزوابی اور نہر جوبر پر فوج کشی	۲۲۴
اہل باروسما اور نہر جوبر سے مصالحت	۲۲۴
جالینوس کی روانگی	۲۲۵
ایرانیوں کی دعوت کی پیشکش	۲۲۵
ایرانیوں کی دعوت کے متعلق ابن اسحاق کی روایت	۲۲۵
جالینوس کی شکست وفرار	۲۲۵
اسلامی سپاہ کی دعوت	۲۲۶
ابوعبیدؓ اور اہل فارس کی دعوت	۲۲۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ابوعبید رضی اللہ عنہ کو نصیحت	۲۲۶
بہمن جاذویہ کو فوج کشی کا حکم	۲۲۶
درفش کادیانی کا علم	۲۲۷
جنگ جر	۲۲۷
ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ثقفی کی شہادت	۲۲۷
مثنیٰ کی مدافعت	۲۲۷
اہل مدائن کا رستم سے فسخ معاہدہ	۲۲۸
جنگ جر کی مدینہ میں اطلاع	۲۲۸
بہمن جاذویہ کے دیو پیکر ہاتھی	۲۲۸
سلیط کی فرات عبور کرنے کی مخالفت	۲۲۸
اہل فارس کا بزدلی کا طعنہ	۲۲۸
اسلامی سپاہ کا عبور فرات	۲۲۹
دومہ زوجہ ابوعبیدہ کا خواب	۲۲۹
ہاتھیوں کا حملہ	۲۲۹
ابوعبید ثقفی کا سفید ہاتھی پر حملہ	۲۲۹
سات مسلمان علمبرداروں کی شہادت	۲۲۹
مثنیٰ کی علمبرداری	۲۳۰
عبداللہ بن مرثد کی حماقت پر سزا	۲۳۰
شکستہ پل کی تعمیر	۲۳۰
شہدائے جر کی تعداد	۲۳۰
مجاہدین جنگ جر کی روپوشی	۲۳۰
ابوعبید ثقفی کے شہید ہونے کی بشارت	۲۳۱
مثنیٰ کا الیس میں قیام	۲۳۱
قاصد عبداللہ بن زید	۲۳۱
مجاہدین جر کی اظہار ندامت	۲۳۱
الیس صغرا کے واقعات	۲۳۲
جابان اور سردان شاہ کی گرفتاری وقتل	۲۳۲
جریر بن عبداللہ کی حضرت عمرؓ سے درخواست	۲۳۲
جریر کو محاذ عراق پر جانے کا حکم	۲۳۲

جریر کی روانگی عراق	۲۳۳	مہران کا قتل	۲۳۸	خنافس پر حملہ کا مشورہ	۲۴۴
بویب کے واقعات	۲۳۳	مہران کا اسلحہ	۲۳۸	سواد کے علاقہ میں فوج کشی	۲۴۴
مہران ہمدانی	۲۳۳	مشرکین کی پسپائی	۲۳۹	خنافس کی منڈی	۲۴۴
جریر کی بویب میں آمد	۲۳۳	مسعود بن حارثہ اور انس بن ہلال کی		خنافس پر اچانک چھاپہ مارنے کی	
مہران کا ملطاط میں قیام	۲۳۴	شہادت	۲۳۹	تجویز	۲۴۵
حملہ سے پہلے روزہ کشائی	۲۳۴	شہر براز کا قتل	۲۳۹	رئیس انبار کا تعاون	۲۴۵
ایک جری مجاہد کی بے تابی	۲۳۴	ربعی کے تیسرے حملہ میں مشرکین کی		خنافس کی منڈی پر چھاپہ	۲۴۵
بنو بجیلہ کے مال غنیمت سے خمس کی		پسپائی	۲۴۰	مثنیٰ کی مراجعت پر اعتراض	۲۴۵
چوتھائی کا اضافہ	۲۳۵	ابن ذی السہمین کا خدا کے وعدے پر		مثنیٰ کا مجاہدین کو خطاب	۲۴۶
قبیلۂ بجیلہ کی عرفجہ سے خفگی	۲۳۵	یقین	۲۴۰	مثنیٰ کا انبار میں استقلال	۲۴۶
قبیلہ بجیلہ کا عرفجہ کی قیادت قبول		جنگ جر کا انتقام	۲۴۰	مثنیٰ کا الکباث پر حملہ	۲۴۶
کرنے سے انکار	۲۳۵	یوم الاعشاء	۲۴۰	اہل صفین کا فرار	۲۴۶
قبیلۂ بجیلہ کی جریر کی قیادت میں		تلواروں اور نیزوں پر مسعود اور خالد		سامان رسد کا خاتمہ	۲۴۶
روانگی	۲۳۵	کا جنازہ	۲۴۱	بنو تغلب پر اچانک حملہ	۲۴۷
مجاہدین کا بویب میں اجتماع	۲۳۵	قوادس کی دلیر عورتیں	۲۴۱	معرکۂ تکریت	۲۴۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجاہدین کو عراق		جریر بن عبداللہ اور جری مجاہدین کا		اہل صفین کا انجام	۲۴۷
جانے کی ہدایت	۲۳۶	تعاقب	۲۴۱	فرات اور عیینہ کی مدینہ میں طلبی	۲۴۷
غالب بن عبداللہ اور عرفجہ البارقی کی		خمس میں قبیلہ بجیلہ کا حصہ	۲۴۱	قادسیہ کی جنگ کے اسباب	۲۴۸
روانگی	۲۳۶	فتح ساباط	۲۴۲	رستم اور فیروزان کے اختلاف	۲۴۸
مثنیٰ کے لیے مزید کمک	۲۳۶	سواد کے علاقے کا تاراج	۲۴۲	آل کسریٰ کی عورتوں کی فہرست	۲۴۸
مہران کو محاذ پر بھیجنے کا فیصلہ	۲۳۶	جریر اور عرفجہ کے متعلق ابن اسحاق کی		یزدگرد کی تخت نشینی	۲۴۸
مہران کی دریائے فرات عبور کرنے		روایت	۲۴۲	بغاوت کا خطرہ	۲۴۹
کی پیشکش	۲۳۷	مہران کے اسلحہ کی تقسیم	۲۴۳	مثنیٰ کی عجمی حلقوں سے مراجعت	۲۴۹
ایرانی سپاہ کی صف آرائی	۲۳۷	مہران بن باذان کا شعر	۲۴۳	مثنیٰ کا ذی قار میں قیام	۲۴۹
مجاہدین کی صف آرائی	۲۳۷	حضرت سعد بن ابی وقاص کی روانگی		عمالوں کو فوجی بھرتی کا حکم	۲۴۹
حملہ سے قبل تین تکبیریں	۲۳۷	عراق	۲۴۳	قبائل میں جوش جہاد	۲۴۹
جنگ بویب	۲۳۸	فوجی چوکیوں کا قیام	۲۴۴	امیر حج عبدالرحمٰن بن عوفؓ	۲۵۰

حضرت عمرؓ کے عمال ۲۵۰

باب ۱۰

قادسیہ کا معرکہ ۲۵۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ضرار کے چشمے پر قیام ۲۵۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد میں شرکت کا ارادہ ۲۵۱
صحابہؓ کبار کی مخالفت ۲۵۱
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ ۲۵۱
حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی مخالفت ۲۵۲
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام خط ۲۵۲
ذمیوں کی مشتبہ حالت ۲۵۲
ایرانیوں کا جوش وخروش ۲۵۳
مجاہدین کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ۲۵۳
سپہ سالاری کے لیے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا انتخاب ۲۵۳
حضرت سعد کو حضرت عمرؓ کی نصیحت ۲۵۳
روانگی سے قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ہدایات ۲۵۴
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی روانگی عراق ۲۵۴
جماعت نخع کو عراق جانے کی ترغیب ۲۵۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مجاہدین سے خطاب ۲۵۵
معاویہ بن خدیج اور ہمراہیوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اظہار نفرت ۲۵۵
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے لیے مزید کمک ۲۵۶
اسلامی افواج ۲۵۶
بشیرؓ بن الخصاصیہ کی جانشینی ۲۵۶
قادسیہ کی فوج کے متعلق مختلف روایات ۲۵۶
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو پیش قدمی کا حکم ۲۵۶
حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی روانگی ۲۵۷
مجاہدین کی صف بندی ۲۵۷
اسلامی فوج کے امراء ۲۵۸
قابوس بن قابوس بن المنذر کا خاتمہ ۲۵۸
مثنیٰ بن حارثہ کی وصیت ۲۵۹
ارباب اعشار ۲۵۹
حضرت سعدؓ کے نام فرمانِ فاروقی ۲۵۹
حضرت سعد کو تفصیلی حالات لکھنے کا حکم ۲۶۰
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا جواب ۲۶۰
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجاہدین کے لیے دعا ۲۶۰
حضرت سعد کی زہرہ سے روانگی ۲۶۱
پابندی عہد کی ہدایت ۲۶۱
ایرانی جاسوس کا قتل ۲۶۱
حنین جانے والا ایرانی رسالہ ۲۶۱
رئیس حیرہ کی برات پر حملہ ۲۶۲
مال غنیمت کے علاوہ خمس کی تقسیم ۲۶۲
حضرت سعد بن ابی وقاص کا قدلیس میں قیام ۲۶۲
یوم الاباقر ۲۶۳
اسلامی سفارت بھیجنے کا حکم ۲۶۳
اسلامی سفارت کی روانگی ۲۶۴
اسلامی سفیروں کے اسمائے گرامی ۲۶۴
مجاہدین کی قادسیہ میں آمد ۲۶۴
مغیرہؓ بن شعبہ کی سفارت ۲۶۴
سفارت کی ناکامی ۲۶۵
کافور کا قمیص سے تبادلہ ۲۶۵
مشرکین کا فوجی چوکی پر حملہ ۲۶۵
یزدگرد کا وزراء سے مشورہ ۲۶۵
اسلامی وفد کی ظاہری ہیئت ۲۶۶
اسلامی سفارت یزدگرد کے دربار میں ۲۶۶
امیر وفد نعمان اور یزدگرد کی گفتگو ۲۶۶
یزدگرد کی دھمکی ۲۶۶
نعمان بن مقرن کا ایرانی دربار میں تقریر ۲۶۷
یزدگرد کی دولت کی پیش کش ۲۶۷
مغیرہ بن زرارہ کی ولولہ انگیز تقریر ۲۶۷
یزدگرد کا اہانت آمیز سلوک ۲۶۸
عاصم بن عمرو اور مٹی کا ٹوکرا ۲۶۸
یزدگرد اور رستم کی گفتگو ۲۶۹
رستم کی برہمی ۲۶۹
یوم الحیتان ۲۶۹
ایام اللحم ۲۷۰

انوشجان بن الہربذ کا قتل ۲۷۰

باب ۱۱

رستم کی قیادت ۲۷۱
عقاب کی مثال ۲۷۱
رستم کی معذرت ۲۷۲
بادشاہ کا عزم مصمم ۲۷۲
جنگ کی تیاری ۲۷۲
رستم کا تذبذب ۲۷۳
شکست کا اندیشہ ۲۷۳
نجومی سے سوال ۲۷۴
پرندے کا شگون ۲۷۴
نجومیوں کا اختلاف ۲۷۴
زوال کی پیشین گوئی ۲۷۴
جشماہ کا معاہدہ ۲۷۵
رستم کی روانگی ۲۷۵
ایک مسلمان کی گرفتاری ۲۷۵
مسلمان کی گفتگو ۲۷۵
رعایا سے بدسلوکی ۲۷۶
رستم کی تقریر ۲۷۶
اہل حیرہ کو تنبیہ ۲۷۶
ابن قبیلہ کا جواب ۲۷۶
رستم کا جواب ۲۷۷
جنگ سے پرہیز ۲۷۷
دوبارہ خواب ۲۷۷
طویل جنگ کی تیاری ۲۷۷
ایرانی فوج کے سردار ۲۷۸
حضرت سعدؓ کے انتظامات ۲۷۸
خبر رسانی ۲۷۸
دشمن سے مقابلہ ۲۷۸
حضرت سعد کا خواب ۲۷۹
حضرت طلیحہؓ کے کارنامے ۲۷۹
عجمی افراد کی امداد ۲۸۰
خبر رساں افراد ۲۸۰
عمرو اور طلیحہ ۲۸۰
دشمن کے کیمپ میں ۲۸۱
ایرانی شہسواروں سے مقابلہ ۲۸۱
تن تنہا مقابلہ ۲۸۱
ایرانی شہسواروں کی گواہی ۲۸۲
طلیحہ کی تعریف ۲۸۲
خبر رسانی کی مہم ۲۸۲
ابتدائے فتح ۲۸۳
حضرت سعد کی نصیحت ۲۸۳
رستم کی پیش قدمی ۲۸۳
اسلامی لشکر کے سردار ۲۸۳
رستم کی صف آرائی ۲۸۳
ایرانی لشکر کی آمد ۲۸۴
برے خواب ۲۸۴
دشمن کے ہاتھیوں کی تعداد ۲۸۴
گفت و شنید کا پیغام ۲۸۴
مصالحت کی کوشش ۲۸۴
حضرت زہرہ کا جواب ۲۸۵
اسلامی تعلیمات ۲۸۵
اسلام کی طرف میلان ۲۸۶
مدبرین اسلام کے نام پیغام ۲۸۶
مسلمانوں کا قاصد ۲۸۶
اسلامی قاصد کی حالت ۲۸۷
آمد کا مقصد ۲۸۷
تین دن کی مہلت ۲۸۷
ایک چیز کا انتخاب ۲۸۸
مسلمانوں کی خصوصیات ۲۸۸
ربعی کی بہادری ۲۸۸
دوسرا قاصد ۲۸۹
حضرت حذیفہ کی گفتگو ۲۸۹
رستم کا خطاب ۲۸۹
تیسرا قاصد ۲۸۹
امیر و غریب کا امتیاز ۲۹۰
رستم کا جواب ۲۹۰
رستم کی تقریر ۲۹۰
حضرت مغیرہ کا جواب ۲۹۱
عربوں کی تعریف ۲۹۲
رستم کی پیشین گوئی ۲۹۲
جھڑپیں ۲۹۲
عبور ۲۹۲
آخری الفاظ ۲۹۳
رستم سے مکالمہ ۲۹۳
آخری نصیحت ۲۹۳
رستم کی تمثیلات ۲۹۴
لومڑی کی مثال ۲۹۴
چوہوں کی مثال ۲۹۴
مکھی کی مثال ۲۹۵
انگور کے باغ کی مثال ۲۹۵

مسلمانوں کا جواب	۲۹۶	حضرت سعد کی جنگی ہدایات	۳۰۳	جذبہ شہادت	۳۱۲
دعوت اسلام و جزیہ	۲۹۶	سورۂ جہاد کی تلاوت	۳۰۴	دلیرانہ جنگ	۳۱۲
کسانوں کی مثال	۲۹۷	نعرۂ تکبیر	۳۰۴	تین حملے	۳۱۲
عبور دریا	۲۹۷	جنگ کا آغاز	۳۰۴	آدھی رات تک جنگ	۳۱۲
باب ۱۲		سواروں کی جنگ	۳۰۵	خوشی کی رات	۳۱۳
یوم ارمات	۲۹۸	عمرو بن معدی کرب کارنامے	۳۰۵	ابومحجن کا واقعہ	۳۱۳
خدا کی تنبیہ	۲۹۸	قبیلہ بجیلہ سے جنگ	۳۰۵	ابومحجن کے اشعار	۳۱۳
بڑا بول	۲۹۸	ہاتھیوں کے ذریعے جنگ	۳۰۵	ابومحجن کے کارنامے	۳۱۳
رستم کی صف آرائی	۲۹۸	حضرت طلیحہ کی تقریر	۳۰۶	حضرت سعد کی حیرانی	۳۱۴
خبررسانی کا انتظام	۲۹۹	قبیلہ اسد کا مقابلہ	۳۰۶	ابومحجن کی واپسی	۳۱۴
اعلان جہاد	۲۹۹	حضرت اشعث کے کارنامے	۳۰۶	اشعار	۳۱۴
حضرت سعد کی معذوری	۲۹۹	شدید جنگ	۳۰۶	ابومحجن کا جرم	۳۱۴
لوگوں میں اختلاف	۲۹۹	ہاتھی والوں کا مقابلہ	۳۰۷	ابومحجن کی رہائی	۳۱۵
حضرت سعد کا خطبہ	۳۰۰	ہاتھیوں کی تباہی	۳۰۷	باب ۱۴	
حضرت عاصم کی تقریر	۳۰۰	قبیلہ اسد کی شاندار کامیابی	۳۰۷	یوم عماس	۳۱۶
تحریری پیغام	۳۰۰	اسدی شاعر کے اشعار	۳۰۷	شہداء کی تجہیز و تدفین	۳۱۶
جاسوسوں کی اطلاع	۳۰۱	باب ۱۳		حضرت قعقاع کی ہدایات	۳۱۶
نماز سے مغالطہ	۳۰۱	یوم اغواث	۳۰۹	میدان میں دشمن کی لاشیں	۳۱۶
تبلیغ جہاد	۳۰۱	زخمیوں اور شہداء کا انتظام	۳۰۹	حضرت قعقاع کی تدبیر	۳۱۷
قیس کی تقریر	۳۰۲	شام کی امدادی فوج	۳۰۹	حضرت ہاشم کی آمد	۳۱۷
غالب کا خطاب	۳۰۲	شامی لشکر کی ترتیب	۳۱۰	تیراندازی کا کمال	۳۱۷
ابن ہذیل کی تقریر	۳۰۲	ہراول دستے کی تدبیر	۳۱۰	ہاتھیوں کی دوبارہ فوج	۳۱۷
یسر بن اہم کا خطاب	۳۰۲	ایرانی سرداروں کا قتل	۳۱۰	گھمسان کا رن	۳۱۷
عاصم کا فرمان	۳۰۲	چار بھائیوں کی جنگ	۳۱۱	ہاشم کی فوج	۳۱۸
ربعی کا قول	۳۰۳	حضرت قعقاع کی سرگرمیاں	۳۱۱	شدید ترین جنگ	۳۱۸
ربعی کی ہدایت	۳۰۳	بہترین کارناموں پر انعام	۳۱۱	قیس کی تقریر	۳۱۸
اہل فارس کی فوج	۳۰۳	جنگ کا نیا طریقہ	۳۱۱	حضرت عمرو بن معدی کرب کی	

شمشیرزنی	۳۱۸	حوصلہ افزا تقریر	۳۲۶	خواتین کے کارنامے	۳۳۳
شبر بن علقمہ کا کارنامہ	۳۱۹	دشمن کی پسپائی	۳۲۶	بعض قبائل کی گرفتاری	۳۳۳
ہاتھیوں کی تباہی کا طریقہ	۳۱۹	رستم کا قتل	۳۲۶	حضرت ابن الزبیر کی روایت	۳۳۳
سونڈ اور آنکھوں پر حملہ	۳۲۰	دشمن کی شکست	۳۲۷	مسلمانوں کے نقصان پر خوشی	۳۳۴
بڑے ہاتھیوں کی تباہی	۳۲۰	مقتولوں کی تعداد	۳۲۷	بھائیوں کو شکست	۳۳۴
ہاتھیوں میں بھگدڑ	۳۲۰	دشمن کا تعاقب	۳۲۷	مسلم شہداء	۳۳۴
تلواروں کی شدید جنگ	۳۲۱	رستم کا سامان	۳۲۷	جنگ قادسیہ	۳۳۴
لیلۃ الہریر	۳۲۱	جالینوس کا قتل	۳۲۸	نعمان بن قبیصہ کا قتل	۳۳۵
حفاظتی دستہ	۳۲۱	جنگ کا اختتام	۳۲۸	جنگ کی تیاری	۳۳۵
عمرو کی واپسی	۳۲۱	رستم کے سامان کی قیمت	۳۲۸	قادسیہ سے گفتگو	۳۳۵
پیچھے سے حملہ	۳۲۲	ایرانیوں کا قبول اسلام	۳۲۹	حضرت مغیرہ کا جواب	۳۳۶
دوبارہ صف بندی	۳۲۲	بچوں کی جنگی خدمات	۳۲۹	جہاد کا حکم	۳۳۶
بے اجازت حملہ	۳۲۲	دشمن کا صفایا	۳۲۹	اسلام یا جزیہ	۳۳۶
صفوں کی ترتیب	۳۲۳	جالینوس کا ساز و سامان	۳۲۹	رستم کی دھمکی	۳۳۶
قیس بن ہبیرہ کی تقریر	۳۲۳	حضرت زہرہ کا کارنامہ	۳۳۰	صف آرائی	۳۳۷
درید بن کعب کی تقریر	۳۲۳	زہرہ کو مزید انعام کا حکم	۳۳۰	حضرت سلمٰی کا واقعہ	۳۳۷
حضرت اشعث کا قول	۳۲۳	بہادر سپاہیوں کو انعامات	۳۳۰	ابو محجن کے اشعار	۳۳۷
صبر کی تلقین	۳۲۳	اعتراضات کا جواب	۳۳۰	عارضی رہائی	۳۳۷
حملہ کرنے میں عجلت	۳۲۴	رستم کے قتل کا حال	۳۳۱	ابو محجن کے حملے	۳۳۷
فتح و نصرت کی دعاء	۳۲۴	دشمن کی بے بسی	۳۳۱	دشمن کی بے بسی	۳۳۸
شدید ترین جنگ	۳۲۴	ایرانیوں کی بری حالت	۳۳۱	ہاتھی اور تیر اندازی	۳۳۸
قعقاع کے اشعار	۳۲۴	سلمان کی شہسواری	۳۳۱	رستم کا قتل	۳۳۸
لیلۃ الہریر کی وجہ تسمیہ	۳۲۵	بقایا فوج کا صفایا	۳۳۱	جالینوس کا قتل	۳۳۹
جنگ کا کھیل	۳۲۵	فوجی افسروں کے نام	۳۳۲	امدادی فوج	۳۳۹
مسلح دشمن سے جنگ	۳۲۵	باب ۱۵		حضرت سعدؓ پر اعتراضات	۳۳۹
قبیلہ کندہ کی بہادری	۳۲۵	ابو اسحاق کی روایت	۳۳۳	دشمن کا تعاقب	۳۳۹
شب قادسیہ	۳۲۶	گزشتہ واقعات کا خلاصہ	۳۳۳	مزید پیش قدمی	۳۳۹

جنگ جلولا ۳۴۰
توقف کا حکم ۳۴۰
نئے مرکز کی تلاش ۳۴۰
شام کی فتوحات ۳۴۱

باب ۱۶

اہل سواد کا حال ۳۴۲
حضرت سعدؓ کی بددعاء ۳۴۲
خواتین کی جنگی خدمات ۳۴۲
جنگ میں خواتین کی کثرت ۳۴۲
قبیلہ نخع کی خواتین ۳۴۳
نکاح کا پیغام ۳۴۳
حضرت قعقاع کا مشورہ ۳۴۳
جنگ کے نتیجہ کا انتظار ۳۴۳
نامۂ فتح ۳۴۴
قاصد سے استفسار ۳۴۴
شام کی امدادی فوج ۳۴۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر ۳۴۵
حضرت عمرؓ کے نام دوسرا خط ۳۴۵
تیسرا خط ۳۴۵
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب ۳۴۵
صحابہؓ سے مشورہ ۳۴۶
متفقہ فیصلہ ۳۴۶
دوسرے خط کا جواب ۳۴۶
تیسرے خط کا جواب ۳۴۷
واپسی کی دعوت ۳۴۷
شاہی خاندان کی اراضی ۳۴۷
مشتبہ معاملہ ۳۴۷
سواد عراق کا شرعی حکم ۳۴۸
اہل سواد کا معاہدہ ۳۴۸
حضرت محمد بن سیرین کا قول ۳۴۸
اہل کتاب خواتین سے نکاح ۳۴۹
حضرت حذیفہ کا حکم ۳۴۹
ائمہ کے اقوال ۳۴۹
جاگیروں کی بخشش ۳۵۰
معاہدہ کا طریقہ ۳۵۰
سن میں اختلاف ۳۵۱

باب ۱۷

شہر بصرہ کی تعمیر ۳۵۲
ہند کی سرحد ۳۵۲
حاکم فرات سے جنگ ۳۵۲
حضرت عتبہ کا خطاب ۳۵۳
نئے مقام کی تلاش ۳۵۳
بصرہ کا مقام ۳۵۳
اہم مقام ۳۵۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب ۳۵۴
حضرت عتبہ کو ہدایات ۳۵۴
حکومت کے خطرات ۳۵۴
اہل ابلہ کا مقابلہ ۳۵۵
دشمن کو شکست ۳۵۵
مال غنیمت کی تقسیم ۳۵۵
ممتاز افراد ۳۵۶
دست میسان ۳۵۶
فیلکان سے جنگ ۳۵۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعتراض ۳۵۶
حضرت مغیرہ کی جنگ ۳۵۷
مسلم خواتین کی جنگی تدبیر ۳۵۷
اہم جنگی اسیر ۳۵۷
خوش نصیبی ۳۵۷
نعرۂ تکبیر کے اثرات ۳۵۸
زیاد کا کام ۳۵۸
حضرت عتبہ کا دور حکومت ۳۵۸
بصرے کے حکام ۳۵۸
اسلامی صوبوں کے حکام ۳۵۸

باب ۱۸

۱۵ھ کے واقعات ۳۵۹
مرج الروم کا واقعہ ۳۵۹
حضرت خالد کا تعاقب ۳۵۹
ایرانیوں کی شکست ۳۵۹
شنس کا قتل ۳۶۰
فتح حمص ۳۶۰
موسم سرما کی جنگ ۳۶۰
سردی کا مقابلہ ۳۶۰
مصالحت کی کوشش ۳۶۰
نعرۂ تکبیر کے اثرات ۳۶۱
اہل حمص کی مصالحت ۳۶۱
صلح کی شرائط ۳۶۱
حضرت ابوعبیدہؓ کے انتظامات ۳۶۱
حضرت عمر کا پیغام ۳۶۲
فتح قنسرین ۳۶۲
حضرت عمرؓ اور خالدؓ ۲
شہر کی تباہی ۲

ہرقل کی پسپائی	۳۶۳	فتح بیت المقدس	۳۶۹	خصوصی افراد	۳۷۶
ناکہ بندی	۳۶۳	دجال کے بارے میں سوال	۳۶۹	خواتین کے وظائف	۳۷۶
سنہ میں اختلاف	۳۶۳	یہودی کی پیشین گوئی	۳۶۹	اخراجات کا اندازہ	۳۷۶
قسطنطنیہ کی طرف کوچ	۳۶۳	اہل ایلیاء کی مصالحت	۳۶۹	مال غنیمت کا اصول	۳۷۷
مسلمانوں کی خصوصیات	۳۶۳	آمد کی وجہ	۳۷۰	ناگہانی حادثہ کے لیے رقم	۳۷۷
الوداعی سلام	۳۶۴	صلح نامہ کا مضمون	۳۷۰	حاکم کی تنخواہ کا معیار	۳۷۷
شام سے رخصت	۳۶۴	صلح کی شرائط	۳۷۰	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تنخواہ	۳۷۸
قلعوں کی ویرانی	۳۶۴	زمینداروں کے لیے رعایت	۳۷۱	تنخواہ بڑھانے کی کوشش	۳۷۸
فتح قیساریہ	۳۶۴	دوسرے معاہدہ کا مضمون	۳۷۱	رسول اکرم ﷺ کا طریقہ	۳۷۸
حضرت معاویہؓ کے نام خط	۳۶۵	جزیہ کی ادائیگی	۳۷۱	سنت نبوی کی پیروی	۳۷۹
اہل قیساریہ کو شکست	۳۶۵	فلسطین کے دو حصے	۳۷۱	مال غنیمت کی تقسیم میں مشورہ	۳۷۹
فتح کے قاصد	۳۶۵	فلسطین کے حکام	۳۷۲	تقسیم میں ترتیب	۳۷۹
قیسارے سے گفتگو	۳۶۵	گھوڑے کی خرابی	۳۷۲	جزیہ کا مصرف	۳۷۹
فتح کی خوشی	۳۶۵	بیت المقدس کی زیارت	۳۷۲	محمد بن اسحاق کا اختلاف	۳۸۰
جنگی قیدی	۳۶۶	بیت المقدس میں نماز	۳۷۲	بعد کے واقعات	۳۸۰
فتح بیسان	۳۶۶	قبلہ کا رخ	۳۷۳	اہل وعیال کا محافظ دستہ	۳۸۰
حضرت عمرؓ کے جنگی انتظامات	۳۶۶	نبی کی پیشین گوئی	۳۷۳	ہراول دستہ	۳۸۰
ارطبون سے گفتگو	۳۶۶	کعب کی تکبیر	۳۷۳	یوم برس	۳۸۰
ارطبون کی بدنیتی	۳۶۷	قسطنطنیہ کے لیے بددعاء	۳۷۳	ایرانی فوج کی شکست	۳۸۰
حضرت عمرو کا تدبر	۳۶۷	طلاء	۳۷۴	اہل فارس	۳۸۱
حضرت عمرو بن العاص کی تعریف	۳۶۷	ارطبون کا قتل	۳۷۴	ایرانی سرداروں کا قتل	۳۸۱
ارطبون کا خط	۳۶۷	ارطبون کے بارے میں اشعار	۳۷۴	دشمن کی فوج کا صفایا	۳۸۱
خط کا جواب	۳۶۸	وظائف کی تقسیم	۳۷۵	غلام کا مقابلہ	۳۸۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط	۳۶۸	وظیفہ یابوں کا رجسٹر	۳۷۵	شہریار کا قتل	۳۸۲
سفر کا اعلان	۳۶۸	مجاہدین کی ترتیب	۳۷۵	نائل کا اعزاز	۳۸۲
سپہ سالاروں کی ملاقات	۳۶۸	اعتراضات کے جوابات	۳۷۶	حضرت ابراہیم کا مقابلہ	۳۸۳
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نکتہ چینی	۳۶۸	دیگر مجاہدین	۶	شاہی لشکر کو شکست	۳۸۳

حضرت ہاشم کا کارنامہ	۳۸۳	محافظ دستہ	۳۸۹	حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارسی کی	
نعرۂ تکبیر	۳۸۴	عاصم کی پیش قدمی	۳۸۹	دعوت جنگ یا جزیہ	۳۹۴
صوبوں کے امراء	۳۸۴	پیش رو حضرات	۳۸۹	شاہی خاندان حلوان میں	۳۹۴
باب ۱۹		دشمن کا مقابلہ اور شکست	۳۸۹	محافظ کا قتل	۳۹۵
۱۶ھ کے واقعات	۳۸۵	عبور دریا کی دعاء	۳۸۹	ایرانی شہسوار کا قتل	۳۹۵
بہرسیر میں داخلہ	۳۸۵	دریا میں لشکر کثیر	۳۹۰	تیر انداز کا خاتمہ	۳۹۵
کسانوں کا معاملہ	۳۸۵	مدائن پر قبضہ	۳۹۰	ایوان کسریٰ میں نماز	۳۹۵
بہرسیر کا محاصرہ	۳۸۵	دیہاتی کا مشورہ	۳۹۰	پہلا جمعہ	۳۹۶
اہل فارس کی قلعہ بندی	۳۸۶	عجیب منظر	۳۹۰	مدائن کا مال غنیمت	۳۹۶
حضرت زہرہ کی شہادت	۳۸۶	جزیہ دینے کا معاہدہ	۳۹۰	اہل مدائن کا تعاقب	۳۹۶
حضرت عائشہ کی روایت	۳۸۶	مال و دولت پر قبضہ	۳۹۱	سونے چاندی کے برتن	۳۹۶
صلح کا شاہی پیغام	۳۸۶	عاصمؓ کے کارناموں کی تعریف	۳۹۱	شاہی جواہرات ودیگر سامان	۳۹۶
ابومغرز کے نامعلوم الفاظ کے اثرات	۳۸۷	حضرت سعدؓ کی دعاء	۳۹۱	زہرہ کے اشعار	۳۹۷
فصیل پر سنگ باری	۳۸۷	حضرت سلمانؓ کی پیشین گوئی	۳۹۲	شاہی تاج اور قیمتی لباس	۳۹۷
شہر کا انخلاء	۳۸۷	پیالے کی گمشدگی	۳۹۲	بادشاہوں کی زرہیں اور تلواریں	۳۹۷
فرار کی وجہ	۳۸۷	پانی کے اندر سفر	۳۹۲	یادگار سامان کی تقسیم	۳۹۷
فرشتوں کا جواب	۳۸۷	عبور کرنے میں سہولت	۳۹۳	سونے چاندی کی مورتیاں	۳۹۸
شہر میں داخلہ	۳۸۸	دشمن کا فرار	۳۹۳	مسلم سپاہیوں کی دیانت داری	۳۹۸
سفید محل کا نظارہ	۳۸۸	بادشاہ کی روانگی	۳۹۳	دیانت داری کی تعریف	۳۹۹
سخت محاصرہ	۳۸۸	سرکاری خزانہ کی منتقلی	۳۹۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین	۳۹۹
فتح مدائن اور ایوان کسریٰ	۳۸۸	اسلامی فوجوں کا داخلہ	۳۹۳	مال غنیمت کی تقسیم	۳۹۹
عبور دریا کا عزم	۳۸۸	دشمن کا تعاقب	۳۹۳	ایوان کسریٰ میں عبادت	۴۰۰
حضرت سعد کی تقریر	۳۸۸	دیو آمدند	۳۹۴	مدائن میں قیام	۴۰۰

مُقَدِّمَہ

از

پروفیسر شبیر حسین قریشی ایم،اے

زیر نظر کتاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے شروع ہوتی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ دور عہد رسالتؐ کے بعد عہد اسلامی کا اہم ترین دور ہے اور اسلام دراصل مکمل ضابطہ حیات ہے اس کی تعلیمات میں نہ صرف زخمی انسانیت کے زخموں کا مداوا ہے بلکہ اس کی روح کی بالیدگی اور ارتقاء کے سامان بھی موجود ہیں۔ اسلام نے تزکیہ باطن اور تطہیر ظاہر دونوں ہی پر زور دیا ہے۔ تاکہ روح کی نشوونما کے ساتھ ساتھ جسم کی ترقی بھی ہو سکے اور یوں انسان اپنی تخلیق کے منشاء کی تکمیل کر سکے اور اپنے ارتقاء کے ذروۂ بلند پر پہنچ سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عرب کو جو مختلف قبیلوں میں منقسم تھا اور لاتعداد معبودوں کی پرستش کرتا تھا۔ ملت واحدہ کی ترکیب میں مدغم اور خدائے واحد کے دین پر عامل کر دیا اور ان منتشر انسانی گروہوں کو مرکزیت بخشی اسلام کا پیغام اخوت، مساوات اور عدل عمرانی سے عبارت ہے جب تک مسلمانوں نے اس پیغام کی ترسیل کو اپنا نصب العین بنایا اور اس پر عامل رہے۔ بحر و بر، خشک و تر اور عرب و عجم ان کے زیر نگین رہے۔ زیر نظر کتاب صدر اسلام کے انہی مسلمانوں کے کارناموں پر مشتمل ہے جنھوں نے محمدؐ اور خدائے محمد کی اطاعت کی۔ ان کے پیام کو اپنا لائحہ عمل بنایا اور تسخیر کائنات کے راز ان پر کھل گئے۔ تاریخ عالم ایسی شاندار، ایسی متوازن اور ایسی مستقل و سریع تسخیر کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

عہد رسالت پوری کائنات کے لیے ایک مبارک دور تھا آپؐ کے بعد آپؐ کے جانشینوں کے دور کو خلافت راشدہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اس دور کی ابتداء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ہوئی آپ کا عہد بڑا ہنگامہ خیز تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو طوفان اٹھا وہ عالم اسلام کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسلام کے لیے پہلی آزمائش سقیفہ بنو ساعدہ میں انصار کی وہ مجلس تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ طے ہونا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس آزمائش میں پورے اترے، اس کے بعد فتنہ ارتداد کی وبا نے تقریباً سارے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس کے ساتھ ساتھ منکرین زکوٰۃ کا فتنہ الگ انتشار پیدا کر رہا تھا۔ رہی سہی کسر جھوٹے مدعیان نبوت نے پوری کر دی۔ ان نامساعد حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے قبائلی سرداروں نے بھی بغاوت کر دی ریاست اسلامی کا وجود خطرے میں تھا۔ بادی النظر میں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اسلام نعوذ باللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات گرامی ہی تک محدود تھا اور آپؐ کی وفات کے بعد اس کی بقاء بھی ممکن نہیں۔

حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد ریاست اسلامیہ کی گوناگوں ذمہ داریوں اور امت کی قیادت کا بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کاندھوں پر پڑا۔ انھوں نے کمال بصیرت و دانائی سے کام لیتے ہوئے پہلے محبان رسول اللہ ﷺ کے زخمی دلوں پر پھایا رکھا جو آنحضرت ﷺ کے وصال سے بدحال ہو رہے تھے اور اسی وقت وہ سقیفہ بنو ساعدہ میں پہنچے اور انھوں نے اپنی خداداد فراست و تدبر سے انتہائی بگڑے ہوئے حالات پر قابو پایا مگر مشکلات کا یہیں خاتمہ نہیں ہوا بلکہ یہ تو آغاز تھا ان مصائب کا' جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوچار ہونا تھا حالات خطرناک صورت اختیار کر چکے تھے لیکن اس طوفانی دور میں حضرت ابوبکرؓ نے دامن استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی' وہ اپنے نبیؐ کے مسلک سے ایک انچ بھی ہٹنے کے لیے تیار نہ ہوئے حالانکہ بعض مواقع پر صحابہؓ کبار کی آراء مختلف تھیں خصوصاً جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا مسئلہ اور منکرین زکوٰۃ کا فتنہ' ایسے متنازعہ فیہ امور میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اجتہادی صلاحیتوں سے کام لیا اور پایان کار وہ سر بلند رہے تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے نہ صرف غیر معمولی کامیابی حاصل کی بلکہ باغیوں کی سرکوبی کی اور مدعیان نبوت کے پندار کو بھی پاش پاش کر دیا۔ مرتدین کو دوبارہ حلقہ بگوش اسلام کیا اس طرح نہایت قلیل مدت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں اور اسلام کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

بیعتِ خلافت کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے سامنے پہلا مسئلہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا۔ چہار جانب سے بغاوت کی خبریں آ رہی تھیں خود دارالخلافہ محفوظ و مامون نظر نہیں آتا تھا۔ دمبدم مدینہ پر حملے کا خطرہ تھا۔ ان حالات میں بھی جب کہ صحابہ کبارؓ بھی اس مہم کو ملتوی کرنے پر مصر تھے آپ نے حکم رسولؐ سے سرتابی نہیں کی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کچھ دور پا پیادہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گئے اس وقت اسامہ گھوڑے پر سوار تھے ان سے رہا نہ گیا اور انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا تو آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں یا مجھے پیادہ پا چلنے کا حکم دیں۔ علامہ طبری اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اسامہؓ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ ﷺ یا تو آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر جاتا ہوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں نہ تم اتر سکتے ہو اور نہ میں سوار ہوں گا۔ میں اس وقت پیدل اس لیے چل رہا ہوں تاکہ اللہ کی راہ میں کچھ دیر پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کر لوں''

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے وقت حضرت ابوبکرؓ نے ان سے یوں خطاب فرمایا:

> ''ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کر دوں ان کو اچھی طرح یاد رکھو خیانت نہ کرنا۔ نفاق نہ برتنا' بدعہدی نہ کرنا' مثلہ نہ کرنا' کبھی چھوٹے بچے کو' پیر مرد کو اور عورت کو قتل نہ کرنا' کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا اور کسی ثمر دار درخت کو قطع نہ کرنا سوائے کھانے کی ضرورت کے' بیکار کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا' تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو ترک دنیا کر کے خانقاہوں میں بیٹھ گئے ہیں ان سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ بعض لوگ تمہارے لیے کھانوں کے خوان لائیں گے اگر تم اس میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا ایسے لوگوں سے تمہارا مواجہہ ہوگا جن کے سر کی چندیا صاف ہوگی اور اس کے گرد بالوں کی پٹیاں جمی ہوں گی ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا' اچھا اب اللہ کا نام لے کر جاؤ اللہ نیزے کی ضرب اور طاعون سے تمہاری حفاظت کرے''۔

ان واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شریعت اور اسلام کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے انھوں نے اپنے عہد خلافت میں کوئی ایسا کام نہیں کیا' جو اسلام کی روح کے منافی ہو انھوں نے مذہبی معاملات اور امور حکومت میں مکمل طور پر نبی کریم کی پیروی کی۔ اور آپؓ نے کسی کام میں بھی مسلک رسول کریم ﷺ سے سر مو تجاوز نہیں کیا۔

اندرونی مشکلات نے بیرونی خطرات میں بھی اضافہ کر دیا حضرت صدیق اکبرؓ نے صرف دو سال میں نہ صرف اندرونی مشکلات پر قابو پا کر پورے ملک میں امن و امان قائم کیا بلکہ بیرون عرب فتوحات کا آغاز کیا۔ وقت نے آپ کو اتنی مہلت نہ دی کہ بیرونی فتوحات کی تکمیل آپؓ کے عہد میں انجام پذیر ہوتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ جن فتوحات کی تکمیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی ان کا سنگ بنیاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا تھا ملکی و سیاسی خدمات کے علاوہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ قرآن شریف کی تدوین ہے۔ جنگ یمامہ میں بیشتر حفاظ قرآن صحابہ کی شہادت کے بعد کاتب وحی حضرت زید بن ثابت کو تدوین قرآن کا حکم دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ مبارک کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری نے ان واقعات کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے ان کی یہ کوشش بلاشبہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے انھوں نے ان واقعات کی جزئیات تک محفوظ کر کے اس عہد کی ایک مکمل تصویر پیش کر دی ہے۔ علاوہ ازیں ان کا عام انداز یہ ہے کہ ایک واقعہ کے متعلق انھیں جہاں جہاں سے بھی روایات مل سکیں انھیں بلا کم و کاست سپرد قلم کر دیا ان کی یہی اہم خصوصیت ہے اس سے یہ فائدہ ہوا کہ آنے والے دور کے مؤرخین ان روایتوں میں موازنہ کر کے صحیح واقعات تک پہنچ سکیں۔ منکرین زکوٰۃ اور مدعیان نبوت کے واقعات علامہ طبری نے نہایت مفصل اور بصراحت بیان کیے ہیں۔ انھوں نے ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے اتنی احتیاط برتی ہے کہ اس ضمن میں اگر کوئی معمولی واقعہ بھی پیش آیا تو علامہ نے اسے بھی قلم بند کر دیا۔

علامہ بن جریر طبری نے عہد صدیقی کے نمایاں واقعات کو نہایت مفصل اور کئی کئی راویوں کے حوالے سے رقم کیا ہے لیکن ان کے ساتھ ضمنی اور معمولی واقعات بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ اسود عنسی کا ذکر کرتے ہوئے آزادز وجہ اسود اور فیروز کی ملاقاتیں' قتل کا منصوبہ' اسود عنسی کے قتل میں آزاد کی اعانت کا اس انداز سے ذکر ہے کہ اسود عنسی کے عروج و زوال کا کوئی پہلو تاریکی میں نہیں رہتا۔ اسی طرح مرتدین و منکرین زکوٰۃ کا حال بیان کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قبیلوں اور ان کے افعال سے ہمیں باخبر رکھتے ہیں' صفوان' زبرقان' عدی کے قبائل کا ذکر اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ علامہ طبری اس عہد کے معمولی معمولی واقعات کو بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر دینا چاہتے ہیں۔

مدعیان نبوت میں سب سے بڑا فتنہ گر مسیلمہ کذاب تھا اسی لیے مسیلمہ کذاب اور سجاح کا پورا پس منظر بیان کرتے وقت علامہ نمونہ کے طور پر سجاح کے الہام کے اقتباسات بھی پیش کرتے ہیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں اور ان کے بشرے نورانی ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ نماز کے لیے بندھ گئے ہیں' میں نے ان سے کہا کہ تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو' شراب نہ پیو بلکہ اے نیک گروہ تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کھانا کھاؤ۔ سبحان اللہ! جب حیات جاودانی ملے گی تب تم جس طرح چاہنا زندگی بسر کرنا اور اللہ کی طرف جانا اگر رائی کا دانہ بھی ہو تو اس پر بھی گواہ رہے گا وہ دلوں کے بھید سے واقف ہے اور بہت سے لوگ اس

میں برباد ہو جائیں گے''۔

مسیلمہ کذاب اور سجاح کی نبوت کا ڈھونگ' سجاح کی مسیلمہ کذاب پر فوج کشی' ان دونوں کی خیمہ میں ملاقات سجاح اور مسیلمہ کذاب کی شادی' مسیلمہ کذاب کے قوانین' ام الہیثم بنو حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کے حق میں دعاء کا واقعہ' اور اس کی دعاؤں کی بدولت باغوں اور رزاعت کی تباہی کا ذکر بھی ملتا ہے' مسیلمہ کذاب جس انداز سے اپنے پیروؤں سے گفتگو کرتا ہے۔ علامہ موصوف نے اس کی تصویر کشی بھی کی۔ انھوں نے مسیلمہ کے بہروپ کو بہت دلچسپ اور دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہے جہاں وہ سجاح کے الہامی انداز کا ذکر کرتے ہیں وہاں مسیلمہ کذاب کے الہامی انداز کو بھی پیش کرتے ہیں:

''اے مینڈک کی! مینڈک کی بیٹی! تو کس قدر صاف ہے' تیرا بالائی حصہ پانی میں رہتا ہے اور زیریں مٹی کیچڑ میں۔ تو نہ پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو مکدر کرتی ہے''۔

ایک دوسرا الہام ملاحظہ فرمایئے:

''قسم ہے کھیت میں بیج ڈالنے والوں' فصل دور کرنے والوں' دانہ نکالنے والوں' پھر چکی میں آٹا پینے والوں' روٹی پکانے والوں' ان کو چور کر میدہ کرنے والوں اور پھر لقمہ بنا کر کھانے والوں کی جو چربی اور مکھن سے کھاتے ہیں۔ اے ساکنان بادیہ! تم کو فضیلت دی گئی ہے اور شہری تم سے کسی بات میں آگے نہیں ہیں' اپنے علاقے کی مدافعت کرو غریب کو پناہ دو اور بدمعاش کو یہاں سے نکال دو''۔

علامہ طبریؒ نے ان واقعات کے جزئیات کو محفوظ کر کے انھیں جیتے جاگتے اور چلتے پھرتے کردار بنا دیئے ہیں ان میں بھرپور زندگی ملتی ہے' قاری کو نامانوس فضا نہیں ملتی' بلکہ ایک تسلسل' یگانگت اور گہرا رچاؤ ملتا ہے ان واقعات میں حسن ترتیب نے اور جان ڈال دی ہے' مثلاً جنگ یمامہ و حدیقۃ الموت کے واقعات کے بعد مجاعہ بن بن برارہ کی حکمت عملی اور اپنی قوم کے لیے حضرت خالدؓ سے امان حاصل کرنے کا واقعہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے اور جہاں مجاعہ بن مرارہ کی دور اندیشی اپنی قوم کو بچانے میں نظر آتی ہے۔ وہاں سلمہ بن عمیر الحنفی کی شرارت معاہدہ کی خلاف ورزی' شر انگیزی اور اس کی خودکشی کا بھی ذکر ملتا ہے گویا فریقین کے ایسے غیر معروف افراد کا ذکر بھی علامہ طبری اپنی تاریخ میں کر جاتے ہیں جن پر عام مؤرخین توجہ نہیں دیتے۔

اہل بحرین کے ارتداد کا ذکر کرتے ہوئے اونٹوں کی گمشدگی و بازیابی اور چشمہ جاری ہونے کے معجزات ہجر کے راہب کے قبول اسلام کی وجہ اور اسی طرح مرتدین حضر موت کے متعلق حالات قلمبند کرتے ہوئے عدا کی اونٹنی پر جھگڑا' رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی دو گانے والیوں کو سزا' فتح الیس کے بعد سفید روٹیوں پر عربوں کی حیرت کا واقعہ' کرامہ بنت عبدالمسیح کی حوالگی کی شرط اور پھر جنگ یرموک میں شیر اسلام حضرت خالدؓ بن ولید اور جرجہ کی گفتگو اور جرجہ کے قبول اسلام کا واقعہ بظاہر غیر ضروری اور غیر اہم ہیں مگر یہ تسلسل و تواتر کی ایسی کڑیاں ہیں جو پورے واقعہ کو سمجھنے میں بڑی مدد دیتی ہیں۔

علامہ طبری بعض اوقات ایسے واقعات بھی بیان کر جاتے ہیں جو بظاہر غیر متعلق اور معمولی معلوم ہوتے ہیں جنگ یرموک کا ایک کردار قباث اپنے استاد اور اپنی ابتدائی زندگی کا واقعہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

''فتح یرموک کی اطلاع لے جانے والے وفد میں جو مدینہ جا رہا تھا' میں بھی شریک تھا اس جنگ میں ہم لوگوں کو بہت کافی

مال غنیمت ملا تھا اس سفر میں ہمارا رہبر ہم کو ایک ایسے چشمے پر لے گیا جس کی زمانہ جاہلیت میں میں نے شاگردی کی تھی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں بڑا ہو گیا اور مجھ کو یہ احساس ہوا کہ اپنے لیے کچھ کمانا چاہیے تو بعض لوگوں نے مجھے اس شخص کا پتہ دیا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا اس نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے پاس چلے آئے' میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ عرب کے شیروں میں سے ایک شیر تھا اس کے کھانے کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن میں اونٹ کا پٹھا مع کھال کے چٹ کر جاتا تھا اور پٹھے کے علاوہ اتنا ہی اور گوشت کھا جاتا تھا صرف اتنا باقی چھوڑتا کہ جس سے میرا پیٹ بھر جائے۔ جب وہ کسی قبیلے پر غارت گری کے لیے جاتا تو مجھ کو قریب چھوڑ دیتا اور کہتا کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس سے رجز گاتا ہوا گزرے تو تم سمجھ جانا کہ وہ میں ہوں اور میرے ساتھ مل جانا' اس طرح ایک عرصہ تک میں اس کے ساتھ رہا اس نے میرے لیے کافی مال جمع کر دیا۔ وہ مال لے کر میں اپنے گھر آیا وہ میری پہلی کمائی تھی اس کے بعد میں اپنی قوم کا سردار ہو گیا اور عرب کے بڑے لوگوں میں میرا شمار ہونے لگا''۔

یہ واقعہ غیر سیاسی سہی لیکن اس کی معاشرت کی بھرپور تصویر ہے اس سے اس دور کے معاشرہ کے اس تاریک پہلو پر روشنی پڑتی ہے کہ قبیلہ کے لوگوں کو اخلاقی طور پر اس امر سے کوئی سروکار نہ تھا کہ دولت کہاں سے آئی چونکہ وہ دولت مند تھا اسی لیے اسے اپنے قبیلہ کی سرداری کا حق پہنچتا ہے اس کے علاوہ دولت کمانے کا آسان طریقہ لوٹ مار اور غارت گری تھا اور اسی طرح یہ واقعہ اس حقیقت کا بھی انکشاف کرتا ہے کہ ذرائع آمدورفت اور رسل ورسائل کتنے غیر محفوظ تھے۔ اور اسی عہد کی سوسائٹی کتنی پستی میں پہنچ چکی تھی' اور حقیقت علامہ طبری نے اس قسم کے واقعات کو محفوظ کر کے تاریخی خاکہ میں رنگ آمیزی کی ہے۔

عہد صدیقی سے اسلامی فتوحات کا زریں دور شروع ہوا تھا حضرت خالدؓ بن ولید عراق میں مصروف جہاد تھے کہ انھیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان شام کے محاذ پر جانے کا ملتا ہے۔ حیرہ سے شام کا سفر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا محیر العقول کارنامہ ہے بغیر پانی کے اتنے دور دراز صحراء کا ہفت روزہ صحرائی سفر خود معجزہ سے کم نہیں تھا۔ علامہ طبری نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے انھوں نے مجاہدین کی مشکلات اور ان مشکلات پر قابو پانے کا طریقہ بھی بالصراحت سپرد قلم کیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آغاز خلافت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات تک کے تمام واقعات جزئیات کی حد تک اتنے بہتر انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ اس عہد کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے علامہ طبری نے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔

علامہ طبری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیاسی زندگی' حلیہ' شجرۂ نسب' فتوحات' فیصلے اور اس کے بعد آپ کا آخری عہد' علالت' وصیت' آخری الفاظ نیز مرض الموت کے اشعار' تجہیز وتکفین' آپ کے والدین بھائی' ازواج و اولاد کے اسماء گرامی اور عہد صدیقی کے عمال' کاتب اور قاضیوں کے نام بالتفصیل تحریر کیے گئے۔

عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا نظام حکومت:

عہد صدیقی میں نظام حکومت وہی رہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا' تمام امور ملکی صحابہ کبارؓ کے مشوروں سے انجام پاتے تھے ان میں حضرت عمر فاروق، حضرت ابوعبیدہ، حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔

تمام ملک آٹھ صوبوں میں بٹا ہوا تھا ❶ مدینہ ❷ مکہ ❸ طائف ❹ نجران ❺ صنعاء ❻ حضرموت ❼ بحرین

8 دومۃ الجندل۔ آپؓ عمال کے انتخاب میں بہت محتاط رہتے تھے ان ہی لوگوں کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی تھی جو مکتب رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتہ تھے اور ان کا تقرر کرتے وقت انھیں مفید پند و نصائح اور ہدایات بھی دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ولیدؓ بن عقبہ محصل صدقات کو یہ نصیحت فرمائی:

''ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لیے اللہ رہائی کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اس کو بڑا اجر دیتا ہے۔ تقویٰ ان چیزوں میں سے بہترین شے ہے جس کی وصیت بندگان خدا ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔ تم خدا کے راستوں میں سے ایک راستے پر جا رہے ہو لہٰذا جو امر تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا موجب ہو اس میں تمہارا غفلت کوتاہی اور فراموشی اختیار کرنا ناقابل عفو جرم ہے' پس تمہاری طرف سے سستی اور سہل انگاری ہرگز نہ ہونی چاہیے''۔

جب شام کی مہم پر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا تقرر کیا تو انھیں یہ ہدایات کیں:

''اے یزیدؓ تمہاری قرابت داریاں ہیں' شاید تم ان کو اپنی امارت سے فائدہ پہنچاؤ' درحقیقت یہی سب سے بڑا خطرہ ہے جس سے میں ڈرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمانوں کا حاکم مقرر ہو اور ان پر کسی کو بلا استحقاق محض رعایت کے طور پر افسر بنا دے تو اس پر خدا کی لعنت ہو اور خدا اس کا کوئی عذر اور فدیہ قبول نہ فرمائے گا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا''۔

مالی نظام:

آپؓ کے عہد میں اگرچہ ایک مکان بیت المال کے نام سے ضرور تھا مگر کوئی خزانہ نہ تھا۔ جونہی مال غنیمت آتا اسی وقت تقسیم کر دیا جاتا تھا آپ کی وفات کے وقت بیت المال میں صرف ایک درہم تھا۔ ذرائع آمدنی بھی وہی تھے جو عہد رسالت میں تھے۔ یعنی زکوٰۃ' عشر' جزیہ' خمس فے اور خراج البتہ عہد رسالت کی بہ نسبت آمدنی میں اضافہ ہوا۔ اہل حیرہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم خراج دیا کرتے تھے' اس کے گرد و نواح کے ذمی بیس ہزار سالانہ خراج دیتے تھے۔ بہرکیف آپ کے عہد میں آمدنی میں اضافہ ہوا۔ مستقل ملک کی حیثیت صرف عرب کی تھی۔ عراق و شام کے سرحدی اضلاع مفتوح تھے اور ان سے خراج و جزیہ کی رقوم وصول ہوتی تھیں۔ آمدنی کا ایک جزو فوجی ضروریات کے لیے علیحدہ کر لیا جاتا تھا۔ بقیہ آمدنی مسلمانوں میں تقسیم کر دی جاتی تھی۔

فوجی نظام:

آپؓ کے عہد میں کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی بوقت ضرورت مسلمان خود جمع ہو جاتے۔ البتہ یہ کیا گیا کہ مجاہدین کو قبیلوں اور دستوں میں منقسم کر کے علیحدہ علیحدہ افسروں کی ماتحتی میں دے دیا گیا۔ فوجی اخراجات کے لیے آمدنی میں سے ایک رقم الگ کر لی جاتی تھی جس سے اسلحہ اور سامانِ جنگ خریدا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے بعض چراگاہیں مخصوص تھیں جن میں فوج کے جانور چرا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی علاقے پر فوج بھیجتے تو حسن اخلاق اور عدل کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ذمیوں کو جو عرب میں تھے یعنی یہود و عیسائیوں کے وہی حقوق بحال رکھے گئے جو آنحضرت ﷺ کے عہد میں انھیں عطاء کیے گئے تھے' حیرہ کے عیسائیوں کے ساتھ نہایت فیاضانہ برتاؤ کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عہدِ خلافتِ راشدہ

واقعہ سقیفہ

انصار کا اجتماع:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے اور سب نے کہا کہ آپ کے بعد ہمیں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنالینا چاہیے سعدؓ بیمار تھے انصار ان کو باہر لے آئے۔ جب سب جمع ہو گئے' سعدؓ نے اپنے بیٹے یا کسی بھتیجے سے کہا کہ علالت کی وجہ سے مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں سب کو اپنی تقریر سنا سکوں لہٰذا جو میں کہوں تم اسے بخوبی یاد کر کے دوسروں کو سنا دینا۔ چنانچہ سعدؓ جو کہتے تھے اسے وہ شخص یاد کر لیتا تھا اور پھر بلند آواز میں تمام حاضرین کو سنا دیتا تھا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

سعدؓ نے حمد و ثناء کے بعد کہا اے گروہ انصار دین میں تم کو وہ اوّلیت حاصل ہے اور اسلام میں تم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب کے کسی دوسرے قبیلے کو حاصل نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کئی سال تک اپنی قوم کو اللہ رحمان کی عبادت کی دعوت دیتے رہے اور بتوں اور اللہ کے شرکاء کی عبادت سے روکتے رہے مگر سوائے معدودۂ چند آدمیوں کے ان کی قوم ان پر ایمان نہیں لائی جو ایمان لائے وہ اس قدر کم تھے کہ وہ ان مظالم کے مقابلے میں جو ان کی قوم نے ان پر کر رکھے تھے اپنی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے' لہٰذا جب اللہ نے چاہا کہ وہ تم کو شرافت' عزت اور سعادت کی نعمت سے مخصوص کرے اس نے اپنے اور اپنے رسولؐ پر ایمان لانے کی نعمت سے تم کو بہرہ ور کر دیا۔ تا کہ تم ان کی ان کے صحابہؓ کی مدافعت کرو اور ان کے اور ان کے دین کے اعزاز کے لیے اس کے دشمنوں سے جہاد کرو۔ چنانچہ تم نے اپنے طرز عمل سے ایسا ہی ثابت کیا کہ ان کے دشمن کے مقابلے میں نہایت سخت ثابت ہوئے اور اس کے لیے دوسروں کے مقابلے میں دوبھر ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عربوں نے اللہ کے حکم کے سامنے خوشی سے یا بادل ناخواستہ گردنیں جھکا دیں اور دور و دراز کے لوگوں نے سر اطاعت خم کر دیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسولؐ کے لیے تمہارے ذریعے زمین کو زیرنگین کر دیا اور تمہاری تلواروں سے عرب نے ان کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔ اللہ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا اس حال میں کہ وہ تم سے بہت ہی خوش اور راضی تھے' لہٰذا اب سب کے مقابلے میں تم کو یہ حکومت اپنے قبضے میں کر لینا چاہیے کیونکہ یہ صرف تمہارا حق ہے کسی اور کا نہیں۔

سعد رضی اللہ عنہ کی اس تقریر پر تمام حاضرین نے اظہار پسندیدگی کیا اور کہا کہ تمہاری رائے بالکل درست ہے اور ہم اس سے تجاوز

نہیں کریں گے ہم تم کو امیر بناتے ہیں کیونکہ تم ہمارے مسلمہ سردار ہو اور تمام نیک مسلمانوں کی نگاہ میں مقبول ہو۔

دو امیر مقرر کرنے کی تجویز:

اس تجویز پر بحث ہونے لگی کہ آیا یہ کامیاب ہوگی یا اس کی مخالفت کی جائے گی' بعضوں نے کہا اچھا اگر مہاجرین اس سے اختلاف کریں اور یہ کہیں کہ ہم مہاجر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی صحابہ ہیں' ہم ان کے قبیلے والے ہیں اور رشتہ دار ہیں۔ اب ان کے بعد تم کو اس امارت کے متعلق ہم سے تنازع کرنے کا کیا حق ہے' ایک جماعت نے کہا اس وقت ہم یہ تجویز پیش کریں گے کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو اور اس سے کم پر ہم کسی بات کے لیے راضی نہ ہوں گے' اس تجویز کو سن کر سعدؓ نے کہا کہ یہ تجویز کمزوری کی پہلی دلیل ہے' عمر رضی اللہ عنہ کو اس جلسے کی اطلاع ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر آئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو اندر تھے بلوایا۔ علی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے کی تیاری میں مصروف تھے عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہلا کر بھیجا کہ میرے پاس باہر آیئے انھوں نے جواب دیا کہ میں اس وقت مصروف ہوں' عمرؓ نے پھر کہلا کر بھیجا کہ ایک خاص بات پیش آ گئی ہے اس کے لیے تمہاری موجودگی نہایت ضروری ہے' ابوبکرؓ باہر آئے عمرؓ نے ان سے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ انصار بنو ساعدہ کے سقیفہ میں جمع ہو کر سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں اور سب سے کم ضرر رساں جو تجویز ان کے کسی شخص نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ انصار میں سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو۔

دونوں شتاب روی سے انصار کے پاس چلے راستے میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مل گئے۔ وہ بھی ساتھ ہو گئے' آگے بڑھے' عاصم بن عدی اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما ملے انھوں نے ان سے کہا کہ واپس جاؤ تم اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتے' مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور انصار کے مجمع میں پہنچے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقریر کرنے کا ارادہ:

عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم انصار کے پاس پہنچے' اثنائے راہ میں اس موقع کے لیے میں نے اپنے دل میں ایک تقریر کا مضمون سوچا تھا کہ انصار کے سامنے اسے بیان کروں گا۔ وہاں پہنچتے ہی میں نے چاہا کہ تقریر کروں مگر ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا ذرا صبر کرو پہلے میں کہہ لوں اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے بیان کرنا۔ مگر جو تقریر ابوبکرؓ نے کی وہ ایسی تھی کہ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ اور اس سے بھی زیادہ اس میں ابوبکرؓ نے کہہ دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے حمد و ثناء کے بعد کہا: ''اللہ نے اپنی مخلوقات کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول اور اپنی امت کا نگراں مقرر کر کے مبعوث فرمایا تاکہ صرف اسی کی پرستش ہو اس کی وحدانیت تسلیم ہو حالانکہ اس سے پہلے وہ اللہ کے سوا مختلف معبودوں کی عبادت کرتے تھے اور مدعی تھے کہ یہ معبود اللہ کے یہاں ان کے سفارش کرنے والے اور نفع پہنچانے والے ہیں حالانکہ وہ پتھر سے تراشے یا لکڑی سے بنائے جاتے تھے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ قَالُوْا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾

''اور وہ اللہ کے سوا ایسوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچاتے ہیں اور نہ نقصان اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے یہاں ہمارے شفیع ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی صرف اس لیے پوجا کرتے ہیں کہ یہ اللہ تک رسائی کے لیے ہمارا ذریعہ بنیں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیام عربوں کو ناگوار ہوا اور وہ اپنے آبائی دین کے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئے' اللہ نے آپ کی تصدیق کے لیے مہاجرین اولین کو مخصوص فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے انھوں نے آپ کے ساتھ ہر حال میں رہنے کے لیے شرکت کی اور باوجود اپنی قوم کی ایذاء رسانی اور تکذیب کے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ حالانکہ تمام لوگ ان کے مخالف تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے مگر وہ باوجود تمام لوگوں کے ظلم اور ان کے خلاف جتھابندی کے اپنی قلت تعداد سے کبھی متاثر اور خائف نہیں ہوئے اس طرح وہ پہلے ہیں جنھوں نے اس زمین میں اللہ کی عبادت کی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی اور خاندان والے ہیں اور ان کے بعد اس منصب امارت کے اور سب کے مقابلے میں وہی زیادہ مستحق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس حق میں سوائے ظالم کے اور کوئی ان سے تنازع نہیں کرے گا' اب رہے تم انصار کوئی شخص دین میں تمہاری فضیلت اور ابتدائی شرکت اور خدمت کا منکر نہ ہوگا اللہ نے اپنے دین اور اپنے رسول کی حمایت کے لیے تم کو اختیار کیا اور اسی لیے وہ تمہارے پاس ہجرت کر کے آئے' اس وقت بھی ان کی اکثر ازواج اور اصحاب تمہارے یہاں رہتے ہیں' بے شک پہلے مہاجرین کے بعد تمہارے مقابلے میں ہماری نظر میں کسی اور کی منزلت نہیں ہے لہٰذا مناسب ہوگا کہ امیر ہم ہوں اور تم وزیر' ہر معاملے میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور بغیر تمہارے اتفاق رائے کے ہم کوئی کام نہیں کریں گے''۔

انصار کی مخالفت:

اس کے جواب میں حباب بن المنذر نے کہا کہ اے گروہ انصار تم اس معاملے میں کسی کی بات نہ سنو خود عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لو تمام لوگ تمہارے زیر سایہ ہیں کسی کو تمہاری مخالفت کی جرأت نہ ہوگی اور کوئی شخص تمہاری رائے سے سرتابی نہیں کرے گا' تم عزت والے' دولت والے' طاقت اور شوکت والے' تجربہ کار دلیر اور بہادر ہو' لوگوں کی نظریں تمہاری طرف اٹھی ہوئی ہیں تم اس باب میں اب اختلاف نہ کرو ورنہ معاملہ خراب ہو جائے گا اور بات بگڑ جائے گی' تم نے سنا ہم نے جو تجویز پیش کی تھی کہ ایک امیر ہمارا ہو اور ایک امیر تمہارا ہو اسے بھی انہوں نے نہیں مانا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

عمر نے کہا یہ ناممکن ہے دو تلواریں ایک نیام میں جمع نہیں ہو سکتیں بخدا عرب ہرگز اس بات کو نہیں مانیں گے کہ تم ان پر حکومت کرو جب کہ ان کے نبی تمہارے علاوہ دوسرے قبیلے کے ہوں۔ ہاں البتہ عربوں کو اس قبیلے کی حکومت تسلیم کرنے میں تامل نہ ہوگا جس میں نبوت تھی اور اسی میں سے ان کے امیر ہونے چاہئیں اور اس شکل میں اگر عربوں میں سے کوئی اس کی امارت ماننے سے انکار کرے گا تو اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کھلی ہوئی دلیل اور کھلا ہوا حق ہوگا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت اور امارت میں کون ہم سے تنازع کر سکتا ہے' اسے سب ہی نے تسلیم کیا' ان کے بعد اب ہم ان کے ولی اور خاندان والے اس کے مستحق ہیں' صرف جو گمراہ ہوگا' گنہگار ہوگا یا ورطہ ہلاکت میں گرفتار ہوگا وہی اس تجویز کی مخالفت کرے گا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کی دھمکی:

حباب بن المنذرؓ نے کہا اے گروہ انصار' تم اس معاملے کا خود تصفیہ کرلو اور ہرگز اس شخص کی اور اس کے ہمراہیوں کی بات نہ مانو یہ تمہارا حصہ بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ لوگ ہماری تجویز نہ مانیں تو ان سب کو اپنے ان علاقوں سے خارج البلد کردو اور تمام امور کی باگ ان کے علی الرغم اپنے ہاتھ میں لے لو' کیونکہ بخدا اس امارت کے سب سے زیادہ تم ہی مستحق اور اہل ہو' تمہاری تلواروں نے ان تمام لوگوں کو اس دین کا مطیع بنایا ہے جو کبھی مطیع ہونے والے نہ تھے میں اس تمام کاروائی کے تصفیے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں کیونکہ میں اس کا پورا تجربہ رکھتا ہوں اور اس کا اہل ہوں' بخدا اگر تم چاہو تو میں ابھی کانٹ چھانٹ کر اس کا فیصلہ کر لیتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا اگر ایسا کرو گے اللہ تم کو ہلاک کردے گا۔ حبابؓ نے کہا بلکہ تم مارے جاؤ گے' ابوعبیدہؓ نے کہا اے گروہ انصار تم وہ ہو جنھوں نے سب سے پہلے دین کی حمایت اور نصرت کی ہے۔ اب یہ نہ ہونا چاہیے کہ سب سے اول تم ہی اس میں تغیر اور تبدل کرو اور اسلام کی بات بگاڑ و' بشیر بن سعد ابوالنعمانؓ بن بشیر نے کہا اے گروہ انصار مشرکین سے جہاد اور دین اسلام کی ابتداء میں خدمت کی جو سعادت ہمیں حاصل ہوئی اس سے ہمارا مقصد صرف اپنے پروردگار کی رضامندی اور اپنے نبی کی اطاعت تھی ہم اس سے دنیاوی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے' تو اللہ کا ہم پر ہر طرح کا فضل اور احسان ہے۔ سن لو' بے شک محمد ﷺ قریش تھے لہٰذا ان کی قوم اس امارت کی زیادہ مستحق اور اہل ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان سے اس معاملے میں کبھی تنازع نہیں کروں گا' اللہ سے ڈرو' ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ اس معاملے میں ان سے تنازع کرو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تجویز:

ابوبکرؓ نے کہا یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ موجود ہیں ان میں سے جسے چاہو امیر بنالو مگر ان دونوں نے کہا کہ تمہاری موجودگی میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے کیونکہ تم مہاجرین میں سب سے بزرگ ہو' غار میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق رہے ہو اور نماز کی امامت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن چکے ہو اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اس لیے تمہارے ہوتے ہوئے کس کو یہ بات زیبا ہے کہ وہ اس کے لیے تقدیم کرے اور امارت قبول کرے۔ تم اپنا ہاتھ بیعت کے لیے لاؤ۔ چنانچہ جب عمرؓ اور ابوعبیدہؓ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے چلے۔ بشیرؓ بن سعد نے ان سے سبقت کی اور سب سے پہلے انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' حباب بن المنذرؓ نے للکارا اے بشیر بن سعدؓ تم نے اپنی جماعت کی مخالفت میں یہ حرکت کیوں کی کیا تم کو اپنے عزیز سعد کی امارت پر حسد ہوا' بشیرؓ نے کہا بخدا ہرگز یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ میں نے اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ میں ان لوگوں سے اس معاملے میں تنازع کروں' جس کا اللہ نے ان کو ہر طرح سے مستحق بنایا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت:

جب قبیلہ اوس نے دیکھا کہ بشیرؓ بن سعد نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی اور وہ قریش کے اس معاملے میں حامی ہیں اور خزرج سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں انھوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ جن میں اسیدؓ بن حضیر ان کے ایک نقیب بھی تھے کہ اگر ایک مرتبہ کے لیے بھی خزرج کو امارت مل گئی تو اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے تم سے مرتبے میں بڑھ جائیں گے اور پھر کبھی وہ حکومت میں تم کو کوئی حصہ نہ دیں گے لہٰذا ہمارے لیے بہتر یہ ہے کہ ہم سب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلیں چنانچہ ان سب نے کھڑے ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ

کی بیعت کر لی اس سے سعد بن عبادہؓ اور خزرج کے تمام منصوبے جو حکومت حاصل کرنے کے تھے خاک میں مل گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

ابوبکر بن محمد الخزاعی سے مروی ہے کہ اس کے بعد تمام بنو اسلم جماعت کے ساتھ کہ ان کی کثرت کی وجہ سے راستے پُر ہو گئے' وہاں آئے اور انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جب میں نے اسلم کو آتا ہوا دیکھا مجھے کامیابی کا یقین ہوا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی دھمکی:

سابقہ روایت کے سلسلے سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ اب ہر طرف سے لوگ آ آ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کو روند ڈالتے اس پر سعدؓ کے کسی آدمی نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو بچاؤ ان کو نہ روندو' عمرؓ نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے اس کو قتل کر دو اور خود ان کے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا میں چاہتا ہوں کہ تم کو روند کر ہلاک کر دوں۔ سعدؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی' عمرؓ نے کہا چھوڑ و اگر اس کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تمہارے منہ میں ایک دانت نہ رہے گا' ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ خاموش رہو اس موقع پر نرمی برتنا زیادہ سودمند ہے۔ عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کا پیچھا چھوڑ دیا۔ سعدؓ نے کہا کہ اگر مجھ میں اٹھنے کی بھی طاقت ہوتی تو میں تمام مدینے کی گلی کوچوں کو اپنے حامیوں سے بھر دیتا کہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ہوش و حواس جاتے رہتے اور بخدا اس وقت میں تم کو ایسی قوم کے حوالے کر دیتا جو میری بات نہیں مانتے بلکہ میں ان کی اتباع کرتا' اچھا اب مجھے یہاں سے اٹھالے چلو۔ ان کے آدمیوں نے ان کو اٹھا کر ان کے گھر میں پہنچا دیا۔ چند روز ان سے تعارض نہیں کیا گیا اس کے بعد ان سے کہلا کر بھیجا گیا کہ چونکہ تمام لوگوں نے اور خود تمہاری قوم نے بھی بیعت کر لی ہے تم بھی آ کر بیعت کرو' سعدؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ میں تمہارے مقابلے میں اپنا ترکش خالی نہ کر دوں' اپنے نیزے کو تمہارے خون سے رنگین نہ کر لوں' اور اپنی تلوار سے جس پر میرا بس چلے وار نہ کر لوں اور اپنے خاندان اور اپنی قوم کے ان افراد کے ساتھ جو میرا ساتھ دیں تم سے لڑ نہ لوں ہرگز بیعت نہیں کروں گا' خدا کی قسم ہے اگر انسانوں کے ساتھ جن بھی تمہارے ساتھ ہو جائیں تب بھی جب تک کہ میں اپنے معاملے کو اپنے رب کے سامنے پیش نہ کر لوں بیعت نہیں کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اصرار:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی عمرؓ نے ان سے کہا بغیر بیعت لیے ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ مگر بشیرؓ بن سعد نے کہا چونکہ ان کو اپنے انکار پر اصرار ہے اس لیے جب تک کہ وہ قتل نہ ہو جائیں گے ہرگز تمہاری بیعت نہیں کریں گے اور تاوقتیکہ ان کی اولاد ان کے خاندان والے اور ان کے قبیلے کے کچھ لوگ بھی ان کے ساتھ کام نہ آ جائیں۔ وہ تنہا مقتول نہ ہوں گے اس لیے مناسب ہے کہ ان کو چھوڑ دو' وہ تنہا ہیں ان کے چھوڑ دینے سے تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا اور بشیرؓ بن سعد کی رائے کو قبول کر لیا۔ اور چونکہ بیعت کے معاملے میں ان کا طرز عمل معلوم ہو چکا تھا اس لیے ان کی اس رائے کو خلوص پر مبنی سمجھا۔ اس کے بعد سے سعدؓ نہ ابوبکرؓ کی امامت میں نماز پڑھتے تھے اور نہ جماعت میں شریک ہوتے' حج میں بھی مناسک کو ان کے ساتھ ادا نہ کرتے۔ ابوبکرؓ کے انتقال تک ان کی یہی روش رہی۔

ضحاک بن خلیفہ کی روایت:

ضحاک بن خلیفہ سے مروی ہے کہ امارت کے انتخاب کے موقع پر حباب بن المنذرؓ نے کھڑے ہو کر تلوار نکال لی اور کہا کہ میں ابھی اس کا تصفیہ کر دیتا ہوں' میں شیر ہوں اور شیر کی کھوہ میں ہوں اور شیر کا بیٹا ہوں' عمرؓ نے اس پر حملہ کیا اس کے ہاتھ پر وار کیا' تلوار گر پڑی' عمرؓ نے اسے اٹھالیا اور پھر سعدؓ پر جھپٹے اور لوگ بھی سعدؓ پر جھپٹے اب سب نے باری باری آ کر بیعت کی سعدؓ نے بھی بیعت کی' اس وقت عہد جاہلیت کا سا منظر پیش آیا اور تو تو میں میں ہونے لگی ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے دور رہے۔ جس وقت سعدؓ پر لوگ چڑھ گئے کسی نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا' عمرؓ نے کہا اللہ اسے ہلاک کر دے وہ منافق ہے' عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے سامنے ایک پتھر آ گیا اور ان کی ضرب سے وہ قطع ہو گیا۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ اس روز سعد بن عبادہؓ نے ابوبکرؓ سے کہا اے گروہ مہاجرین تم نے میری امارت پر حسد کیا اور تم نے اور میری قوم نے مجھے بیعت پر مجبور کر دیا۔ مہاجرین نے جواب دیا کہ اگر ہم نے تم کو جماعت سے علیحدگی پر مجبور کیا ہوتا اور اس کے بعد تم خود جماعت میں شامل ہو جاتے تو اس وقت تم کو اس شکایت کا موقع تھا مگر اب تو ہم نے تم کو جماعت میں شریک رہنے پر مجبور کیا ہے اس میں تم کو کیا وجہ شکایت ہو سکتی ہے اس سے مفر نہیں اور اگر تم نے اطاعت اور جماعت سے علیحدگی اختیار کی تو ہم تم کو قتل کر دیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے روز ابوبکرؓ نے منادی کرادی کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم پایہ تکمیل کو پہنچے اور ان کی فوج کے جس قدر افراد مدینہ میں ہوں وہ سب جرف میں ان کے پڑاؤ کو پہنچ جائیں' نیز انھوں نے تمام مسلمانوں کے سامنے تقریر کی اس میں حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ایک مسلمان ہوں' میں نہیں جانتا کہ آیا تم مجھ سے انہی باتوں کی توقع رکھتے ہو جسے رسول اللہ ﷺ آسانی سے پورا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ اللہ نے محمد ﷺ کو تمام اہل عالم کے لیے انتخاب کیا تھا' اسی لیے اس نے ان کو آفات سے محفوظ رکھا' میں صرف پیرو ہوں ہادی نہیں اگر میں راہِ راست پر گامزن رہوں تم میری اتباع کرنا اگر بھٹک جاؤں مجھے سیدھا کر دینا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اس امت میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ذرا سا بھی حق ان کے ذمے باقی ہو' سن لو کہ میرا شیطان مجھے اغواء کرتا ہے ایسی صورت میں اگر میں اس کے اغواء میں آ جاؤں تم مجھ سے علیحدہ ہو جانا اس وقت میرا تم پر کوئی حق نہ رہے گا' تم ہر وقت موت کے سایے میں چلتے پھرتے ہو مگر اس کا وقت تم کو معلوم نہیں' بہتر یہ ہے کہ یہ زندگی معینہ نیک کاموں میں بسر ہو مگر یہ بات توفیق الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی' لہٰذا تم کو کوشش یہ کرنا چاہیے کہ قبل اس کے کہ موت عمل کے مواقع ختم کر دے تم نیک اعمال کر لو۔ بعض قوموں نے اپنی زندگی میں کچھ نہیں کیا اور وہ دوسروں کو عمل صالح کا موقع دے گئیں تم ان جیسے نہ ہو جانا' عمل صالح کے لیے پوری کوشش کرو' موت سے ڈرو' اور نجات کے طالب بنو' موت تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور معلوم نہیں کہ وہ اچانک کب آ جائے اس سے ڈرتے رہو' اپنے بزرگوں' اولاد اور بھائیوں کی موت سے عبرت حاصل کرو' زندوں کی حرص مت کرو بلکہ مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔

اپنی ایک اور تقریر میں ابوبکرؓ نے حمد و ثناء کے بعد کہا' اللہ صرف ان اعمال کو قبول کرتا ہے جو صرف اس کے لیے کیے جائیں لہٰذا

تم صرف اللہ کے لیے عمل کرو اور سمجھ لو کہ جو کام تم محض اللہ کے لیے کرو گے وہ اس کی حقیقی اطاعت ہوگی' وہ حقیقی کامیابی کی طرف قدم ہوگا اور وہ اصلی متاع ہوگی جو اس دنیائے فانی میں تم آخرت باقی کے لیے مہیا کرو گے جو تمہاری ضرورت کے وقت کام آئے گی' اے اللہ کے بندو! تم میں سے جو مر گئے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جو تم سے پہلے تھے ان پر غور کرو کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں۔ کہاں ہیں وہ جابر فرمانروا اور کہاں ہیں وہ سورما جن کی شجاعت اور فتح مندی کی داستانیں مشہور ہیں جن سے عالم میں ایک تہلکہ پڑ گیا تھا۔ آج وہ خاک ہو چکے اور ان کے متعلق صرف باتیں ہی باتیں رہ گئیں اور ظاہر ہے کہ بروں کی برائیاں ہی مذکور ہیں' وہ بادشاہ کہاں گئے جنہوں نے زمین کو جوتا اور آباد کیا وہ چل بسے اور آج کوئی ان کا نام تک نہیں لیتا گویا کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں اللہ نے ان کی بداعمالیوں کی سزا میں ان کو برباد کر دیا۔ اور ان کی تمام لذتیں ختم ہو گئیں' وہ چل بسے ان کی برائیاں باقی رہ گئیں اور ان کی دنیا دوسروں کے قبضے میں چلی گئی ہم ان کے جانشین ہوئے اگر ہم نے ان کی حالت سے عبرت حاصل کی تو ہم نجات پا جائیں گے اور اگر ہم ان کی کامیاب دنیاوی زندگی سے دھوکے میں آ گئے' ہماری بھی وہی درگت ہوگی جو ان کی ہوئی۔ وہ مہ جبین آج کہاں ہیں جو اپنی جوانی پر اتراتے تھے' وہ سب خاک میں مل کر خاک ہو چکے اور صرف ان کی بداعمالیوں کی حسرت ان کی دامن گیر رہتی ہے' وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے شہر بسائے اور ان کے گرد فصیلیں بنائیں اور دنیا کے عجائبات ان شہروں میں جمع کیے۔ وہ ان سب کو اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑ مرے آج ان کے محل برباد ہیں اور وہ قبر کی تاریکی میں بے نام ونشان پڑے سڑ رہے ہیں۔ خود تمہاری اولاد اور تمہارے دوست اور اعزہ کہاں ہیں جن کو موت آ گئی اور اب ان کو اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا پڑی ہوگی' سن لو اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ بلا سبب کے بھلائی کرتا ہے اور بغیر اس کی اطاعت اور حکم کی اتباع کے کوئی ضرر اس کی مخلوق سے دور نہیں ہوتا اور سمجھ لو کہ تم مقروض غلام ہو' اور بغیر اس کی اطاعت کے تم آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔ کوئی بھلائی نہیں جس کا نتیجہ دوزخ ہو اور کوئی برائی برائی نہیں جس کا نتیجہ جنت ہو۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا حکم:

ہشام بن عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگئی اور خود انصار نے بھی اختلاف کے بعد ان کی بیعت کر لی' ابوبکرؓ نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم پوری ہونا چاہیے' اس وقت حالت یہ ہوگئی تھی کہ تمام عرب کے قبائل یا تو سب کے سب مرتد ہو چکے تھے یا ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو چکے تھے۔ بہر حال کوئی پورا قبیلہ مسلمان نہیں رہا تھا' ہر طرف نفاق پھوٹ پڑا تھا اور اب یہود اور نصاریٰ بھی للچائی ہوئی نظروں سے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے' اور خود مسلمانوں کی حالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات' اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کی وجہ سے ان بھیڑ بکریوں کی سی ہوگئی تھی جو موسم سرما کی برساتی رات میں حیران ہوگئی ہوں۔ صحابہؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ لے دے کے صرف یہی مسلمان ہیں جو آپ کے سامنے ہیں عربوں کے ارتداد کی جو حالت ہے وہ آپ پر روشن ہے اس لیے اب یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ مسلمانوں کی اس جماعت کو اپنے سے علیحدہ کریں۔ ابوبکرؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک شخص بھی نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ ہو کہ درندے مجھے اٹھا لے جائیں گے تب بھی اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو اس کے کام پر روانہ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور اگر تمام بستیوں میں میرے سوا اور کوئی نہ رہے تو صرف میں تنہا آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔

علیؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے مدینے کے گرد کے ان قبائل کو جو صلح حدیبیہ کے موقع پر اجازت لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جمع کیا وہ برآمد ہوئے اور اہل مدینہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم میں روانہ ہوئے ابوبکرؓ نے ان قبائل میں سے جن کو گھروں کو جانے کی اجازت ملی تھی اور جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی خود اپنے قبائل کی چوکیداری پر متعین کر دیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ بھیجنے کی مخالفت:

حسن بن ابی الحسن بصری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے اہل مدینہ اور حوالی مدینہ سے ایک مہم مقرر کی اس میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے اور اسامہؓ بن زید کو اس فوج کا امیر مقرر کیا یہ مہم پوری طرح خندق کو پار نہیں کر سکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی' اسامہؓ سب کے ساتھ ٹھہر گئے اور انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ تم جاؤ اور خلیفہ رسولؐ سے میری واپسی کی اجازت لے کر آؤ کیونکہ تمام اکابر اور بہادر مسلمان میرے ساتھ ہیں اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور آپ کے اور تمام مسلمانوں کے متعلقین کی جانوں کا اندیشہ ہے کہ کہیں مشرک اچانک سب کو قتل نہ کر دیں۔ اس مہم کے انصاریوں نے عمرؓ سے کہا کہ اگر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی کی اجازت نہ دیں اور جانے پر اصرار کریں تو تم ان سے ہماری طرف سے کہنا کہ وہ ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہؓ سے زیادہ ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ بھیجنے کا فیصلہ:

اسامہؓ کے حکم سے عمرؓ مدینہ آئے اور ابوبکرؓ سے آ کر اپنے آنے کی غرض بیان کی اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی درخواست سنائی۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر کتے اور بھیڑیئے تنہائی کی وجہ سے مجھے کھالیں تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد نہیں کروں گا۔ عمرؓ نے کہا اور انصار نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ ان کا امیر کسی اور ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہؓ سے بڑا ہو۔ یہ سن کر تو ابوبکرؓ جو بیٹھے ہوئے تھے غصے سے اچھل پڑے اور بڑھ کر انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ کر کہا اے ابن الخطابؓ اللہ تمہاری ماں کا برا کرے کہ تم مر جاتے بھلا جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منصب پر فائز کیا ہے تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اسے علیحدہ کر دوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مجاہدین کو خطاب:

عمرؓ بے نیل و مرام اپنی فوج میں آئے انھوں نے پوچھا کیا کر آئے عمرؓ نے کہا اللہ تمہاری ماؤں کو تمہارا سوگوار بنائے' آگے بڑھو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تمہاری درخواست مقبول نہیں ہوئی۔ اس کے بعد خود ابوبکرؓ مدینہ سے اس مہم کے پڑاؤ میں آئے اور انھوں نے اسے روانہ کیا اور خود پیادہ اس کی متابعت کی اسامہؓ اونٹ پر سوار تھے اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف' ابوبکرؓ کے گھوڑے کو آگے سے لگام پکڑے لا رہے تھے۔ اسامہؓ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر جاتا ہوں ابوبکرؓ نے کہا یہ دونوں باتیں نہیں ہوسکتیں نہ تم اتر سکتے ہو اور نہ میں سوار ہوں گا میں اس وقت اس لیے پیدل چل رہا ہوں تا کہ اللہ کی راہ میں کچھ دیر تک پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کرلوں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں سات سو درجے بڑھائے جاتے ہیں اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں چلتے چلتے جب وہ ٹھہرے انھوں نے اسامہؓ سے کہا بہتر ہوتا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو تم میرے پاس چھوڑ جاتے' اسامہؓ نے کہا بہتر ہے ان کو لے جایئے پھر ابوبکرؓ نے ساری فوج سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کر دوں ان کو اچھی طرح یاد رکھو' خیانت نہ کرنا' نفاق نہ برتنا' بدعہدی نہ کرنا' مثلہ نہ کرنا (اعضائے جسم کو قطع نہ

کرنا) کبھی چھوٹے بچے کو پیر مرد کو اور عورت کو قتل نہ کرنا' کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا اور نہ جلانا اور کسی ثمر دار درخت کو قطع نہ کرنا سوائے کھانے کی ضرورت کے' بیکار کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا' تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو ترکِ دنیا کر کے خانقاہوں میں بیٹھ گئے ہیں ان سے کوئی تعارض نہ کرنا۔ بعض لوگ تمہارے لیے کھانوں کے خوان لائیں گے اگر تم اس میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا' ایسے لوگوں سے تمہارا مواجہہ ہوگا جن کی سر کی چندیا صاف ہوگی اور اس کے گرد بالوں کی پٹیاں جمی ہوں گی ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا۔ اچھا اب اللہ کا نام لے کر جاؤ۔ اللہ تمہاری نیزے کی ضرب اور طاعون سے حفاظت کرے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس موقع پر ابوبکرؓ جوف تک آئے اور انھوں نے اسامہؓ اور ان کی مہم کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اسامہؓ سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس چھوڑ دو' اسامہؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش مان لی' ابوبکرؓ نے اسامہؓ سے کہا کہ اپنی اس مہم میں تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کی پوری تکمیل کرنا' سب سے پہلے قضاعہ کے علاقے سے شروع کرنا۔ پھر آبل جانا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل میں ذرا سی کوتاہی نہ کرنا مگر اسی کے ساتھ آپؐ کی وفات کی وجہ سے جو تاخیر ہوگئی اس کی وجہ سے عجلت نہ کرنا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا آبل پر حملہ:

اسامہؓ تیزی سے سفر کر کے ذی المروہ اور وادی آئے اور یہاں سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق قبائل قضاعہ کی طرف اپنے رسالے دوڑائے اور آبل پر چھاپہ مارا اس کارروائی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کو کوئی جانی نقصان نہیں اٹھانا پڑا' ان کو غنیمت ملی' اس کارروائی میں سوائے اس وقت کے جو قیام اور واپسی میں صرف ہوا چالیس دن صرف ہوئے' مذکورۂ بالا واقعے کے متعلق عطاء الخراسانی سے بھی اسی کے مثل بیان منقول ہے۔

باب ۲

مدعی نبوت اسود عنسی ۱۱ھ

اہل یمن کا قبول اسلام:

جب باذام اور تمام یمن اسلام لے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے یمن کی امارت پر باذام کو فائز کر دیا اور یمن کی تمام رعایا کا ان کو حاکم مقرر کر دیا۔ آپ کی تمام زندگی میں باذام اس خدمت پر قائم رہے' نہ آپ نے ان کو علیحدہ کیا نہ ان کے اقتدار میں کچھ کمی کی اور نہ کسی اور کو ان کا شریک بنایا۔ باذام کا انتقال ہو گیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فرائض کو کئی شخصوں میں تقسیم کر دیا۔

شہر بن باذام:

عبید بن مخبر بن لوذان الانصاری السلمی سے جو خود ان اصحاب میں تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذام کی وفات کے بعد حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر ۱۰ھ میں یمن کے عاملوں کے ساتھ یمن بھیجا تھا مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذام کے بعد ان کی امارت کو شہرؓ بن باذام' عامرؓ بن شہر الہمدانی' عبداللہؓ بن قیس' ابوموسیٰ اشعریؓ' خالدؓ بن سعید بن العاص' طاہر بن ابی ہالہ' یعلیٰؓ بن امیہ اور عمرو بن حزم کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ آپؐ نے حضر موت پر زیاد بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا۔ قبائل سکاسک سکون اور ساویہ بن کندہ پر عکاشہؓ بن ثور بن اصغر الغوثی کو عامل مقرر کیا اور معاذؓ بن جبل کو یمن اور حضر موت دونوں کا معلم مقرر فرمایا۔

امارت یمن پر عاملوں کا تقرر:

قرس اللیثی سے مروی ہے کہ حجۃ الاسلام سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ روانہ ہوئے' آپؐ نے یمن کی امارت کا انتظام فرمایا اور اسے کئی اشخاص میں تقسیم کر دیا اور ہر شخص کو یمن کے خاص خاص رقبوں کا عامل نامزد کر دیا۔ اسی طرح آپؐ نے حضر موت کی امارت کا انتظام فرمایا اور اس پر تین صاحبوں کو علیحدہ علیحدہ امارت پر مقرر کیا' عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو نجران کا والی مقرر کیا' خالدؓ بن سعید بن العاص کو بحران' رمع اور زبید کے مابین علاقے کا والی مقرر کیا' عامر بن شہر کو ہمدان کا والی مقرر کیا خاص صنعاء پر ابن باذام کو والی مقرر کیا' طاہر بن ابی ہالہ کو عک اور اشعریین کا' مارب پر ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو اور جند پر یعلیٰ بن امیہ کو والی مقرر کیا' معاذ رضی اللہ عنہ یمن اور حضر موت کے ان تمام علاقوں کے معلم تھے لہٰذا وہ ان سب مقامات کا دورہ کرتے رہتے تھے' اسی طرح حضر موت پر آپؐ نے مختلف عامل مقرر کیے عکاسک اور سکون پر عکاشہؓ بن ثور کو عامل مقرر کیا اور بنو معاویہ بن کندہ پر عبداللہ یا مہاجر رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا مگر اس وقت یہ اپنی علالت کی وجہ سے نہ جا سکے اور پھر ابوبکرؓ نے ان کو اس خدمت پر بھیجا۔ حضر موت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادؓ بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا' یہ زیادؓ' مہاجر رضی اللہ عنہ کا کام بھی کرتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اس وقت یہی لوگ آپؐ کے یمن اور حضر موت کے عامل تھے سوائے ان کے جو اسود کے مقابلے میں شہید ہو گئے یا خود مر گئے' جیسے باذام کہ ان کی موت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کام کو کئی اصحاب کو تقسیم کر دیا جب سے باذام کے بیٹے شہر کہ جن کو اسود نے یورش کر کے شہید کر دیا۔ یہی روایت دوسرے سلسلے سے بھی مروی ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عنسی کے مقابلے میں عامر بن شہر الہمدانی نے اپنی سمت سے فوج کے ساتھ پیش

قدمی کی پھر فیروز اور داذ ویہ نے اپنی سمتوں سے پیش قدمی کی اس کے بعد ہی ان تمام امراء نے جن کو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے لکھا تھا آپؐ کے حکم کی تعمیل میں اسود کے مقابلے کی تیاری کی۔

اسود عنسی کا خروج:

عبید بن مخر سے مروی ہے کہ ہم جند میں تھے ہم نے وہاں کے باشندوں کا نہایت معقول انتظام کر لیا تھا اور اس کے لیے ان سے معاہدے لکھوا لیے تھے اتنے میں اسود کا خط ہمارے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ ''اے لوگو! جو ہمارے ملک میں گھس آئے ہو اس علاقے کو جس پر تم نے قبضہ کر لیا ہے ہمارے حوالے کر دو اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے وہ ہمیں دے جاؤ کیونکہ ہم اس کے حقدار ہیں اور تم کو کوئی حق نہیں ہے'' ہم نے اس کے پیامبر سے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو اس نے کہا کہف خبان سے اس کے بعد اسود نے نجران کا رخ کیا اور اپنے خروج کے دس روز کے بعد اس نے اس پر جا کر قبضہ کر لیا' مذحج کے عوام اس کے ساتھ ہو گئے ہم اب اپنی حالت پر غور کر رہے تھے اور اپنی جماعت کو جمع کر رہے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ اسود شعوب میں آ گیا ہے۔ شہر بن باذام اس کے مقابلے پر نکل چکے تھے یہ اسود کے خروج سے بیس راتوں کے بعد کا واقعہ ہے ہم ان دونوں کے مقابلے کے نتیجے کے منتظر تھے کہ دیکھیں کسے شکست ہوتی ہے کہ ہمیں خبر ملی کہ اسود نے شہر کو قتل کر ڈالا اور ابناء کو شکست ہوئی اور اس نے اپنے خروج سے پچیس راتوں کے بعد صنعاء پر قبضہ کر لیا' معاذؓ نے راہ فرار اختیار کی وہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جو مارب میں تھے' آئے اور دونوں یمن چھوڑ کر حضر موت میں داخل ہو گئے معاذؓ قبیلہ سکون میں ٹھہر گئے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سکاسک کے پاس اس علاقے میں جو مضو راور مفازہ جوان کے اور مارب کے درمیان تھے متصل تھا فروکش ہوئے' عمرؓ اور خالدؓ کے علاوہ اور بقیہ تمام امرائے یمن طاہر کے پاس چلے آئے البتہ وہ دونوں مدینہ پلٹ گئے۔

اہل یمن کی ہمنوائی:

طاہرؓ اس وقت صنعاء کے گرد عک کے علاقے کے وسط میں مقیم تھے' اس وقت تک حضر موت کے صحرا صہیبہ سے لے کر طائف کے علاقے سے عدن کی جانب بحرین تک علاقہ اسود کے قبضے میں آ چکا تھا۔ تمام یمن اس کے ساتھ ہو گیا تھا البتہ قبائل عک تہامہ میں اس کے مخالف تھے اس کی کیفیت ایک جہاں سوز آگ کی سی تھی کہ جدھر اس نے رخ کیا سب کو جلا دیا۔ شہر سے مقابلے کے وقت اس کے ساتھ شتر سواروں کے علاوہ سات سو شہ سوار تھے اس کے سرداران فوج میں قیس بن عبد یغوث المرادی' معاویہ بن قیس الجنبی' یزید بن محرم' یزید بن حصین الحارثی اور یزید بن افکل الازدی نامی سردار تھے' اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس کی شوکت بہت بڑھ گئی' سواحل میں سے حاز عثر' شرجہ' حردہ غلافقہ' عدن اور جَنَد پر اس کا قبضہ ہو گیا تھا' ممالک میں صنعاء سے لے کر طائف کی جانب اَحْسیہ اور علیب تک کا علاقہ اس کے قبضے میں تھا۔ مسلمانوں نے اس سے رحم کی درخواست کر کے امان حاصل کی اور مرتدین نے اس سے کفر اور اسلام سے رجعت کے وعدے پر معاملہ کر لیا' مذحج میں اس کا نائب عمرو بن معدی کرب تھا اسی طرح اس نے اپنے امورِ سلطنت کوئی آدمیوں کو تفویض کیا تھا۔

قیس بن عبد یغوث:

چنانچہ اس کی فوج کا سپہ سالار قیس بن عبد یغوث تھا ابناء کی سرداری فیروز اور داذ ویہ کے سپرد تھی مگر جب اسود کی حکومت اچھی

طرح جم گئی اس نے قیس فیروز اور داذویہ کی اہانت کی اور وہ اس طرح کہ اس نے شہر کی بیوی سے جو فیروز کے چچا کی بیٹی تھی' شادی کر لی' ہم اسی پریشانی میں حضر موت میں مقیم تھے اور ہمیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ اسود یا خود ہم پر پیش قدمی کرے گا یا ہمارے مقابلے پر فوج بھیجے گا یا خود حضر موت میں کوئی شخص اسود کی طرح نبوت کا دعویٰ کرنے کے لیے خروج کر دے گا ہم پریشان اور حیران سرگردان تھے' معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو بکرہ کی جو سکون کا ایک خاندان ہے رہلہ نامی ایک عورت سے نکاح کیا تھا بنو نکبیل اس عورت کے ننھیالی تھے اس کمر بندی رشتہ کی وجہ سے ان لوگوں نے ہم پر شفقت کی اور ہمیں اپنے یہاں ٹھہرایا' معاذ رضی اللہ عنہ اس عورت کے شیفتہ تھے یہاں تک کہ بعض مرتبہ اللہ سے دعاء مانگتے تھے کہ خداوندا تو قیامت کے دن مجھے قبیلہ سکون کے ساتھ اٹھانا اور کبھی ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے تھے' اسی اثناء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مراسلے ہمیں ملے جن میں ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص کو ہم اسود کے مقابلے کے لیے جملہ تدبیر سے کام نکالنے کے لیے آمادہ کریں اور ہر شخص کو جس سے ذرا سی بھلائی کی توقع تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیام پہنچا دیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ فوراً اس حکم کی تعمیل کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس کام کو اس خوبی سے انجام دیا کہ اب ہمیں پھر اپنی قوت کا احساس اور کامیابی کا تیقن ہوا۔

اسود اور قیس بن عبد یغوث میں کشیدگی:

جشیش بن الدیلمی سے مروی ہے کہ دبر بن تحنس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر ہمارے پاس آئے اس خط میں آپؐ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور لڑائی یا حیلے سے اسود کے خلاف جنگی کارروائی کریں نیز ہم آپؐ کے پیام کو ان لوگوں کو بھی پہنچائیں جو اس وقت اسلام پر راسخ ہوں اور دین کی حمایت کے لیے آمادہ' ہم نے عمل کیا مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ اسود کے خلاف کامیاب ہونا بہت دشوار ہے مگر اسی زمانے میں ہمیں خبر ملی کہ اسود اپنے سپہ سالار قیس بن عبد یغوث سے مشتبہ ہو گیا ہے ہم نے خیال کیا کہ اس صورت میں اب قیس کو خود اپنی جان کا خوف ہو گا لہٰذا اگر ہم اسے دعوت دیں تو وہ فوراً منظور کرے گا ہم نے اسے دعوت دی' پوری کیفیت سنائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام اسے پہنچایا وہ اس بات سے اس قدر خوش ہوا کہ گویا اس کے دل کی بات تھی جو آسمان سے نازل ہوئی وہ اسود کے برتاؤ سے بہت ہی ملول اور کبیدہ خاطر تھا اس نے فوراً ہماری بات منظور کر لی' دبر بن تحنس بھی ہمارے پاس آ گئے' ہم نے اور لوگوں سے مراسلت کی اور دعوت دی' شیطان نے اس کارروائی کی بھنک اسود کو پہنچائی۔

قیس بن عبد یغوث کی طلبی:

اس نے قیس کو طلب کر کے کہا سنتے ہو یہ فرشتہ کیا کہہ رہا ہے' قیس نے پوچھا وہ کیا' اسود نے کہا یہ کہتا ہے کہ تم نے قیس کی عزت کی اس کا درجہ بڑھایا اور جب اس نے تمہارے مزاج میں پورا دخل حاصل کر لیا اور تمہاری طرح وہ معزز اور متمکن ہو گیا وہ تمہارے دشمن سے جا ملا' تمہاری حکومت کے درپے اور بدعہدی پر کمر بستہ ہو گیا' اے اسود تم فوراً اس کا سر قلم کر کے اس کا لباس اتار لو ورنہ وہ خود تمہارا سر قلم کر کے تمہارا لباس اتار لے گا۔

قیس بن عبد یغوث کی اسود کو یقین دہانی:

قیس نے اس کے جواب میں قسم کھا کر کہا یہ شیطان بالکل دروغ بیانی کر رہا ہے میرے دل میں آپ کی اس قدر عظمت اور وقعت ہے کہ میں آپ کے متعلق اپنے دل سے بھی کوئی بات نہیں کرتا' اسود نے کہا تم بھی کس قدر برے ہو کہ فرشتے کو جھٹلاتے ہو'

بیشک فرشتے نے جو بات مجھ سے کہی وہ سچ ہے مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ تم اپنے کیے پر نادم اور تائب ہو کیونکہ تمہاری سازش کا راز آشکارا ہو گیا۔

قیس وہاں سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا اے جشیش' اے فیروز' اے داز ویہ' اسود نے یہ بات کہی اور میں نے اس کا یہ جواب دیا اب بتاؤ کیا کریں ہم نے کہا ہم کو بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالنا چاہیے۔ ہم اسی خوف وہراس کی حالت میں تھے کہ اسود نے ہمیں طلب کیا اور کہا کیا میں نے تم لوگوں کو تمہاری قوم پر شرف نہیں دیا اور اب مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ میرے خلاف سازش کر رہے ہو' ہم نے کہا اس مرتبہ آپ ہمیں معاف کر دیں' اسود نے کہا اچھا اب دوبارہ کوئی شکایت مجھ تک نہ آنے پائے ورنہ میں معاف نہیں کروں گا' اس طرح ہماری جان بچی حالانکہ ہم ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے مگر اب بھی وہ ہماری اور قیس کی طرف سے مشتبہ تھا اور خود ہم اس کی طرف سے خائف تھے اتنے میں ہمیں معلوم ہوا کہ عامر بن شہر' ذی زود' ذی مران' ذی الکلاع اور ذی ظلیم اسود کے مقابلے پر برآمد ہوئے ہیں' انھوں نے ہم سے مراسلت کی اور مدد کا وعدہ کیا ہم نے ان کو اس کا جواب لکھا اور خواہش کی تاوقتیکہ ہم آخری تصفیہ کر کے اطلاع نہ دیں وہ اپنی اپنی جگہ سے جنبش نہ کریں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے موصول ہونے کی وجہ سے اب ان کو اسود کے خلاف کارروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

اسود کے خلاف منصوبہ:

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے نجران کے تمام باشندوں کو جن میں عرب اور غیر عرب سب ہی تھے اسود کے معاملے کے متعلق لکھا' وہ اس کے ساتھ شریک نہ ہوئے اپنے دین پر قائم رہے اور ایک جگہ سب اکٹھا ہو گئے' اس کا اسود پر بڑا اثر ہوا اور اسے اپنی موت نظر آنے لگی' مجھے ایک بات سوجھی' میں اس کی بیوی کے پاس گیا میں نے اس سے کہا اے بہن تم جانتی ہو کہ اس شخص کی وجہ سے تمہاری قوم کو کیا مصیبت اٹھانا پڑی ہے' اس نے تمہارے شوہر کو قتل کر دیا' تمہاری قوم والوں کو قتل و غارت کیا جو باقی بچے ان کی اہانت کی اور تمہاری عورتوں کی رسوائی کی کہو اس کے خلاف ہمارا ساتھ دے سکتی ہو' اس نے کہا ہاں کس بات میں؟ میں نے کہا اس کے اخراج میں' آزاد نے کہا یا اس کے قتل میں' میں نے کہا اچھا قتل میں سہی۔ اس نے کہا ہاں میں اس کے لیے آمادہ ہوں' بخدا اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ میں اسے برا سمجھتی ہوں۔ یہ نہ اللہ کے کسی حق کی حرمت کرتا ہے اور نہ کسی اللہ کی حرام کردہ شئے سے اجتناب' جب تمہارا ارادہ ہو مجھے اطلاع دو میں اس معاملہ کی تکمیل کی تدبیر کروں گی۔

قیس بن عبد یغوث کو قتل کرنے کی دھمکی:

اوس سے مل کر میں باہر آیا فیروز اور داز ویہ میرے منتظر تھے اتنے میں قیس بھی آ گیا ہم اس کے لیے اٹھنا چاہتے تھے اور وہ ابھی ہمارے پاس آ کر بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ کسی خدمت گار نے اوس سے کہا کہ بادشاہ بلاتے ہیں وہ سید ھا مذحج اور ہمدان کے دس آدمیوں کے ساتھ اسود کے پاس چلا گیا اس جماعت کی وجہ سے اسود اس وقت اسے قتل نہ کر سکا۔ اسود نے قیس سے کہا اے عیھلہ بن کعب بن غوث یا کہا اے عبھلہ بن کعب بن غوث کیا اپنے ان ساتھیوں کی وجہ سے تم مجھ سے بچ سکتے ہو' تمہاری بدعہدی کے متعلق جو کچھ میں نے کہا تھا وہ بالکل سچ تھا اور تم نے جو جواب دیا وہ محض جھوٹ تھا۔ فرشتہ مجھ سے کہہ رہا تھا قیس کے ہاتھ کاٹ دو ورنہ دیکھو وہ اس طرح تمہارا سر کاٹ ڈالے گا قیس نے کہا میرے لیے یہ بات ہرگز جائز نہیں ہے کہ میں آپ کو جو اللہ کے رسول ہیں قتل کر دوں'

آپ جو چاہیں میرے متعلق حکم دیں' آپ کو میرے متعلق جو شبہ ہو گیا ہے اس سے مجھے سخت بے اطمینانی ہے اس سے تو معاملے کا تصفیہ بہتر ہے اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو موت کے ذریعے اس خوف سے نجات حاصل ہو جائے گی اور ایک وقت کی موت روزانہ کی موتوں سے جس میں میں مبتلا ہوں بہتر ہے۔

قیس بن عبدالغوث کو معافی:

قیس کی اس تقریر سے اسود کو اس پر رحم آ گیا اور اس نے کہا جاؤ' قیس ہمارے پاس آیا' اپنی سرگذشت سنائی اور رازداری کی نصیحت کی اور کہا کہ اب اپنے منصوبے پر عمل کرو اس کے بعد اسود بہت سے لوگوں کے ساتھ ہمارے سامنے برآمد ہوا' ہم سب اس کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے' آستانے پر سو گائے' بیل اور اونٹ ذبح کے لیے موجود تھے اس نے ان کے سامنے ایک لکیر کھینچ دی اور ان جانوروں کو اس لکیر کے پار کھڑا کر دیا اور خود وہ اس لکیر کے اس پار کھڑا ہوا اور پھر بغیر اس کے کہ ان جانوروں کو کوئی قابو میں رکھتا یا ان کے ہاتھ پاؤں باندھے جاتے اس نے ایک سرے سے ان سب کو ذبح کر دیا کہ کسی نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی البتہ جب وہ ذبح کر چکا اس نے ان کا پیچھا چھوڑا اور اب وہ ہاتھ پاؤں مار کر ٹھنڈے ہوئے اس سے زیادہ ہولناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ایسا متوحش دن مجھ پر گذرا تھا' اس کے بعد اسود نے چھرا سنبھال کر فیروز سے کہا کہو جو اطلاع مجھے تمہارے متعلق ملی ہے وہ سچ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو بھی ذبح کر کے ان جانوروں کے ساتھ کر دوں فیروز نے کہا جناب والا نے ہمارے یہاں شادی کی اور ابناء میں ہماری عزت افزائی کی' اگر ہم آپ کو نبی نہ مانتے تو کیوں آپ کا ساتھ دیتے اور اب تو ہماری دین و دنیا دونوں آپ کے ساتھ وابستہ ہیں ایسی حالت میں بھلا ہم کیونکر آپ کے خلاف کوئی سازش کر سکتے ہیں ہمارے متعلق اس قسم کی چغلیوں کو آپ ہرگز قبول نہ کریں ہم حسب سابق بدستور آپ کے وفاکش اور جان نثار ہیں اسود نے کہا اچھا ان جانوروں کو یہاں کے تمام لوگوں میں تقسیم کر دو' چونکہ تم سب سے واقف ہو اس لیے یہ کام تم کرو۔

اسود عنسی کی فیروز کو قتل کی دھمکی:

تمام اہل صنعاء میرے پاس جمع ہو گئے میں نے قبیلوں میں اونٹ اور خاندانوں میں بیل تقسیم کیے اور بڑی برادریوں والوں کو کئی کئی جانور دیئے اس طرح ہر سمت محلے کے لوگوں نے اپنا حصہ پا لیا اور قبل اس کے کہ وہ شخص جس کو مذبوحہ جانور دیے گئے تھے' اپنے مکان پہنچے وہ جانور اس کے مکان پہنچا دیا گیا' اس اثناء میں اسود اپنے ایک پاؤں پر کھڑا ہوا تھا اور فیروز کو لوگ بھگاتے ہوئے اس کے پاس لا رہے تھے' اسود نے فیروز کو سنانے کے لیے جسے اس نے سن بھی لیا کہا کہ کل صبح میں اسے اور اس کی جماعت کو قتل کر دوں گا کل اسے میرے پاس پیش کیا جائے اب جو اس نے مڑ کر دیکھا تو فیروز اس کے بالکل قریب آ چکا تھا اسود نے کہا چپ رہو اور پھر جو کچھ فیروز نے اس کے خلاف کیا تھا اس سے اسود نے فیروز کو اطلاع دی اور کہا کہ تم نے خوب کیا پھر اندر جاتے ہوئے فیروز کے گھوڑے پر ضرب لگائی اور وہ اندر چلا گیا فیروز نے باہر آ کر ہم سے سارا واقعہ بیان کیا' ہم نے قیس کو بلا بھیجا وہ آ گیا اب ہماری اس تمام جماعت کی یہ رائے ہوئی کہ میں پھر اس کی بیوی کے پاس جاؤں اپنے منصوبے سے اسے آگاہ کروں تا کہ پھر جو اس کا خیال ہو وہ ہمیں بتائے' میں اس عورت کے پاس آیا میں نے پوچھا کہو کیا کہتی ہو' اس نے کہا کہ اسود بہت ہی چوکنا ہے اس نے اپنی حفاظت کا پورا انتظام کر رکھا ہے' محل کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں پہرہ نہ ہو البتہ صرف یہ گھر ایسا ہے کہ اس کی پشت شارع عام کے فلاں مقام

پر ہوتی ہے لہٰذا جب رات ہو تو تم اس گھر کی دیوار میں نقب لگا کر اندر آ جاؤ کیونکہ یہاں پہرے دار نہ ہوں گے اور اس کے قتل کرنے میں کوئی مزاحمت نہ ہوگی' چراغ اور اسلحہ پہلے سے یہاں موجود رہیں گے۔

آزاد زوجہ اسود کا تعاون:

میں اس عورت کے پاس سے نکلا اسود سے جو اپنے کسی مکان سے نکل رہا تھا میری مڈبھیڑ ہوگئی اس نے ڈانٹ کر مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں کیسے آئے نیز اس نے میرے سر پر تھپڑ مارا چونکہ وہ نہایت قوی بازو تھا اس کی ضرب سے میں گر پڑا مگر اسی وقت اس کی عورت نے چیخ ماری جس سے گھبرا کر اس نے میرا پیچھا چھوڑا اور نہ وہ مجھے ختم کر دیتا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ شخص میرا چچیرا بھائی ہے۔ مجھ سے ملنے آیا تھا تم نے اس کے ساتھ اس بدسلوکی کو کر کے میری توہین اور دل آزاری کی۔ اسود نے کہا اچھا خاموش رہو تمہاری خاطر میں نے اسے معاف کیا اس طرح اس کی بیوی نے مجھے اس کے پنجے سے چھڑایا۔ میں اپنے دوستوں کے پاس آیا۔ میں نے کہا بس بھاگ کر جان بچاؤ۔ یہ واقعہ ہوا ہے' ہم ابھی اسی ادھیڑ بن میں پریشان تھے کہ اس کی بیوی کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ہرگز نہ جانا اور اس کا پیچھا نہ چھوڑو' تمہارے چلے آنے کے بعد میں نے تاوقتیکہ اسود سے اطمینان حاصل نہیں کر لیا اس کا پیچھا نہیں چھوڑا اب وہ بالکل مطمئن ہو گیا ہے لہٰذا اپنا کام کرو' ہم نے فیروز سے کہا کہ اب تم اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اسے اچھی طرح اس کام کے لیے پکا کر لو میں تو اب اسود کی ممانعت کے بعد دوبارہ محل میں نہیں جا سکتا' فیروز اس کام کے لیے گئے وہ مجھ سے کہیں زیادہ سمجھدار بھی تھے' اسود کی بیوی نے ان کو اس کے قتل کی راہ بتائی انھوں نے کہا مگر باہر سے پختہ دیواروں میں ہم کیسے نقب زنی کر سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ پہلے اندر سے نقب کے مقام کو دیوار کھود کر تیار کر لیں تاکہ پھر آسانی سے باہر سے نقب کی جا سکے' چنانچہ وہ دونوں حجرے کے اندر گئے اور وہاں انھوں نے دیوار کو اندر سے کھودا اور پھر اس کوٹھڑی کو بند کر آئے۔

اسود عنسی کا قتل:

اب فیروز اس کی بیوی کے پاس محض ایک ملنے والے کی حیثیت سے بیٹھ گئے اتنے میں اسود وہاں آ گیا اس نے اپنی بیوی کو اہانت آمیز پیرایے میں غیرت دلائی کہ تم ایک غیر محرم کے ساتھ بیٹھی ہو اس نے کہا کہ یہ اپنی قرابت اور دودھ میں شرکت کی وجہ سے میرے محرم ہیں' اسود نے فیروز کو ڈانٹا کہ نکل جا انھوں نے ہم سے آ کر ساری سرگذشت بیان کی' رات ہوئی ہم نے اپنی تجویز پر عمل کیا اس کے لیے ہم نے اپنے تمام متبعین کو پہلے سے تیار کر لیا تھا مگر ہم نے اس معاملے کے متعلق ہمدانیوں اور حمیریوں سے بھی مراسلت کا انتظار نہیں کیا اور اس کے گھر میں رات کو باہر سے نقب لگائی اور اندر پہنچے وہاں ڈھکن کے نیچے چراغ روشن تھا فیروز چونکہ ہم سب میں زیادہ بہادر اور قوی تھے ہم نے ان کو آگے رکھا اور خود ان کے پیچھے ہوئے اور کہا کہ اب جو تمہاری سمجھ میں آئے ویسا کرو' وہ آگے چلے' اسود شہ نشین میں تھا اب ہم اس کے اور پہرے والوں کے درمیان ہو گئے' جب فیروز اس شہ نشین کے دروازے پر آئے انھوں نے سنا کہ اسود بہت زوروں سے بک رہا ہے اور بڑبڑا رہا ہے اور اس کی بیوی وہاں بیٹھی ہوئی ہے' فیروز جب دروازے پر جا کر کھڑے ہوئے شیطان نے اسود کو جگا دیا اور اس کی زبان سے شیطان بولنے لگا وہ بیٹھے بیٹھے بڑبڑانے لگا اور یہ بھی کہا کہ فیروز تم یہاں کیسے۔ اس اندیشے سے کہ اگر وہ پلٹ گئے تو وہ خود بھی مارے جائیں گے اور وہ عورت بھی ماری جائے گی وہ خود فوراً اس سے گتھ

گئے۔ وہ اونٹ کا سا دراز قامت تھا فیروز نے اس کا سر پکڑ کر اسے قتل کر دیا اس کی گردن کو کچل دیا اور پھر اپنا گھٹنا اس کی پشت پر رکھ کر اسے بھی اس طرح کچلا کہ وہ تڑپ نہ سکے اس سے فارغ ہو کر وہ باہر آنے کے لیے اٹھے اس کی بیوی نے چونکہ وہ اب تک اسی خیال میں تھی کہ فیروز نے اسود کو قتل نہیں کیا ہے ان کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے کہاں چھوڑے جاتے ہو' فیروز نے کہا میں جاتا ہوں تاکہ اپنے رفیقوں کو اس کے قتل کی اطلاع دے دوں۔

فیروز ہمارے پاس آئے ہم بھی ان کے ساتھ اندر گئے ہم اس کا سر اتارنے لگے مگر شیطان نے اسے حرکت دے دی اور وہ اس طرح تڑپا کہ کوئی اسے قابو میں نہ رکھ سکا' میں نے کہا سب اس کے سینے پر بیٹھ جاؤ دو شخص اس کے سینے پر بیٹھ گئے اس کی بیوی نے اس کے سر کے بال پکڑ لیے۔ اس کے حلقوم سے خرخراہٹ کی آواز آئی میں نے اس کے منہ پر تو بڑا چڑھا دیا اور چھری سے اس کا گلا کاٹ ڈالا اس کے حلقوم سے ایسی شدید خرخراہٹ کی آواز آئی جیسے کہ کسی زبردست بیل کو ذبح کرنے کے بعد اس کے حلقوم سے آتی ہے میں نے ایسے زور کی خرخراہٹ کبھی اس سے پہلے نہ سنی تھی۔ اس آواز پر وہ سپاہی جو شہ نشین کے گرد پہرے پر متعین تھے دوڑ کر آئے مگر اس کی بیوی نے ان کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ نبی صاحب پر اس وقت وحی آ رہی ہے یہ اسی کی آواز ہے' اسود ٹھنڈا ہو گیا' ساری رات ہم نے وہیں جاگ کر اور باتیں کرتے ہوئے گزار دی اور اب یہ سوچنے لگے کہ یہاں ہمارے (فیروز' داذویہ اور قیس) کے سوا چوتھا آدمی نہیں ہے کس طرح اپنے آدمیوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی جائے طے پایا کہ پہلے ہم اپنا وہ شعار بلند کریں جو ہمارے اور ان کے درمیان طے پا چکا ہے اور نماز صبح کی اذان دیں۔

اسود عنسی کے قتل کا اعلان:

اس قرارداد کے مطابق طلوع صبح کے ساتھ داذویہ نے شعار معہود بلند آواز میں پکارا جس کو سن کر مسلمان اور کافر سب ہی پریشان ہو گئے۔ محل میں جس قدر پہرے دار تھے ان سب نے جمع ہو کر ہم کو گھیر لیا' اب میں نے صبح کی آذان دی' مسلمانوں کے شہ سوار محل کے پہرے داروں کے مقابلے پر آ پہنچے میں نے ان سے بلند آواز میں کہا میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور عبہلہ کذاب تھا' پھر میں نے اس کا سر سب کے سامنے ڈال دیا۔ دبرؒ نے نماز باجماعت پڑھائی دشمن نے صنعاء پر غارت گری کی میں نے اعلان کر دیا۔ کہ اے اہل صنعاء جو اجنبی تمہارے پاس آئے اسے اپنے پاس روک لو یا دشمن کا جو شخص پہلے سے کسی کے یہاں ہو وہ اسے اپنے پاس روک لے جانے نہ دے' تمام باشندوں نے ہمارے اس اعلان کی بجا آوری کی اسی طرح ہم نے تمام راہگیروں میں بھی اعلان کر دیا تھا کہ جس پر قابو پاؤ اسے پکڑ لو۔ دشمن نے غارت گری کی وہ بہت سے بچوں کو اٹھا لے گئے اور بہت سے مال و متاع کو لوٹ لے گئے اور شہر کی فصیل سے باہر نکل آئے' باہر آ کر انھوں نے اپنا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ان کے ستر شہ سوار اور شتر سوار غائب ہیں' اہل شہر ان لوگوں کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر چکے تھے' ہمارے اپنے سات سو بال بچے غائب تھے۔ قیدیوں کے تبادلے کے متعلق باہمی مراسلت سے یہ طے پایا کہ ہمارے جو لوگ ان کے پاس قید ہیں وہ انھیں رہا کر دیں اور ان کے جو ہمارے پاس قید ہیں ہم ان کو رہا کر دیں اس تبادلے کی کارروائی کے بعد وہ ہمارے مقابلے میں کسی قسم کا فائدہ اٹھائے بغیر بے نیل و مرام اپنی راہ چلے گئے' اور پھر صنعاء اور نجران کے درمیان آوارہ گردی اور لوٹ مار کرنے لگے صنعاء اور جند بلا کسی خدشے کے ہمارے قبضے میں آ گئے اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کی عزت رکھ لی۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی امارت:

اب خود ہم میں امارت کے متعلق رقابت پیدا ہوئی اور ہر شخص نے امارت کی خواہش کی اس اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ عمال اپنے اپنے مستقروں کو آنے لگے' آخر کار ہم سب نے معاذ بن جبلؓ پر اتفاق رائے کیا اب وہی امامت کرنے لگے' ہم نے اس فتح کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجی آپؐ اس وقت زندہ تھے یہ خبر تو آپ کو اسی شب ہی میں مل چکی تھی جس کی صبح کو آپ کی وفات ہوئی البتہ ہمارے فرستادے آپ کی وفات کے دوسرے دن مدینے پہنچے اور ابوبکرؓ نے ہمیں جواب دیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس شب میں اسود مارا گیا اسی وقت اس کے قتل کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی مل گئی آپؐ نے صبح کو ہم سب کو بشارت دی کہ کل رات اسود قتل کر دیا گیا اسے ایک مبارک آدمی نے جو ایک مبارک خاندان کا فرد ہے قتل کیا ہے' ہم نے پوچھا وہ کون ہے آپؐ نے فرمایا ''فیروز' فیروز کامیاب ہوئے''۔

فیروز سے مروی ہے کہ ہم نے اسود کو قتل کر دیا اور اب پھر حکومت ہمارے ہاتھ میں آ گئی' صرف یہ اور ہوا کہ ہم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا لیا ان پر سب نے اتفاق کیا اور وہ صنعاء میں سب مسلمانوں کو نماز پڑھانے لگے صرف تین دن انھوں نے نماز پڑھائی ہوگی ہم اب بالکل مطمئن تھے کہ سب شورشوں کو ہم نے مٹا دیا ہے البتہ ہمارے دشمنوں کی جو ایک جماعت ہمارے اور نجران کے درمیانی علاقے میں آوارہ گردی کر رہی تھی اس کے انتظام کی ایک فکر رہ گئی تھی کہ اتنے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی اور اس واقعے نے بالکل انقلاب ہی برپا کر دیا اور اب ہر طرف فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔

اسود عنسی کے متعلق فیروز کا بیان:

فیروزؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دبر بن تحنس الازدی رضی اللہ عنہ کو اپنے قاصد کی حیثیت سے اہل یمن کے پاس بھیجا تھا وہ دازویہ الفارسی کے پاس فروکش تھے' اسود ایک کاہن تھا شیطان اس کے ساتھ تھا اور اس کا ایک تابع تھا۔ اس نے یمن میں خروج کیا' اس کے فرمانروا پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا' اس کی بیوی سے شادی کر لی اور پورے یمن پر قابض ہو گیا' باذام اس سے پہلے انتقال کر چکے تھے ان کے بیٹے ان کے جانشین تھے' اسود نے ان کو قتل کر کے ان کی بیوی سے شادی کر لی دازویہ اور قیس بن مکشوح المرادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد دبرؓ بن تحنس کے پاس جمع ہوئے تاکہ اسود کے قتل کے لیے مشورہ کریں' اسود نے تمام لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا وہ صنعاء کے میدان میں جمع ہوئے' اس کے بعد وہ اپنے محل سے برآمد ہو کر سب کے وسط میں آ کر کھڑا ہوا' اس کے ساتھ شاہی بھالا تھا اب اس نے شاہی گھوڑا طلب کر کے اسے بھالے سے زخمی کر کے چھوڑ دیا وہ گھوڑا اسی حالت میں کہ خون اس کے جسم سے بہہ رہا تھا تمام شہر میں بھاگتا پھرا اسی طرح اس نے جان دے دی اسود میدان کے بیچ میں آ کر کھڑا ہوا اس نے ذبح کرنے کے لیے جانور طلب کیے' اور ان کو ایک خط کے ادھر کھڑا کروایا' اگرچہ ان جانوروں کی گردنیں اور سر اس خط پر تھے مگر کوئی اس سے آگے نہ بڑھا۔ اسودؔ اپنا بھالا لے کر ان کے ذبح کے لیے بڑھا اس نے سب کو کھڑے کھڑے ذبح کر دیا اور وہ جانور خط کی اس سمت میں جدھر وہ کھڑے تھے گر پڑے اسی طرح اس نے سب جانوروں کو ذبح کر دیا' اور پھر بھالا ہاتھ میں لیے ہوئے وہ زمین پر سرنگوں ہو گیا سر اٹھا کر اس نے کہا کہ یہ فرشتہ (یعنی اس کا تابع شیطان) کہہ رہا ہے کہ ابن المکشوح مخالفوں میں سے ہے اے اسود تم اس کا سر تن سے جدا کر دو۔

فیروز کی طلبی:

دوسری مرتبہ وہ پھر زمین پر سرنگوں ہوا اور پھر سر اٹھا کر اس نے کہا کہ فرشتہ کہہ رہا ہے' کہ ابن الدیلمی تمہارا مخالف ہے اے اسود تم اس کا داہنا ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹ ڈالو' جب میں نے اس کی زبان سے یہ بات سنی مجھے اندیشہ ہوا کہ اب میری جان کی خیر نہیں یہ مجھے بھی ان جانوروں کی طرح اپنے بھالے سے ذبح کر ڈالے گا' اس اندیشے سے اب میں اور لوگوں کے پیچھے چھپنے لگا تا کہ وہ مجھے نہ دیکھ پائے اسی طرح الٹے پاؤں میں وہاں سے نکل آیا خوف کی وجہ سے میرے قدم ڈگمگا رہے تھے' گھر کے قریب پہنچا تھا کہ اسود کے ایک آدمی نے پیچھے سے آ کر میری گردن پر مکا مارا اور کہا کہ چلو بادشاہ بلاتے ہیں تو لومڑی کی طرح چھپتا پھرتا ہے واپس چلو۔ اس واقعے سے تو میں سمجھ گیا کہ مارا جاؤں گا۔

فیروز کے قتل کا ارادہ:

اس زمانے میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم سب بلا استثناء ہر وقت خنجر اپنے پاس رکھتے تھے میں نے چپکے سے اپنے موزے میں ہاتھ ڈال کر اپنا خنجر نکال لیا اور یہ ارادہ کر کے کہ اسود کے پاس پہنچتے ہی خود میں اس پر جارحانہ حملہ کر کے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا کام تمام کر دوں گا' میں آگے بڑھا' جب میں اس کے قریب آیا اس نے میرے چہرے کے طور برے دیکھے وہ تاڑ گیا کہ میں شر پر آمادہ ہوں اسود نے مجھ سے کہا کہ اپنی جگہ ٹھہر جاؤ میں ٹھہر گیا' اس نے کہا کہ تم یہاں کے سب سے بڑے آدمی ہو اور یہاں کے اشراف سے سب سے زیادہ باخبر ہو لہٰذا تم ان مذبوحہ جانوروں کو اہل صنعاء میں تقسیم کر دو' میں اس کام میں مصروف ہو گیا اور اب اسود اونٹ پر سوار ہو کر وہاں سے رخصت ہو گیا' میں ان جانوروں کا گوشت اہل صنعاء میں تقسیم کر رہا تھا کہ اسود کا وہ فرستادہ جس نے میری گردن پر ضرب لگائی تھی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس میں سے مجھے بھی دیجیے میں نے کہا کہ ایک ٹکڑا نہیں مل سکتا تو نے ہی میری گردن پر مکا مارا تھا۔ اس جواب پر وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور اسود سے جا کر میری شکایت کی' گوشت تقسیم کر کے میں خود اسود کے پاس آیا قریب پہنچا تھا کہ میں نے اس شخص کو سنا کہ وہ اسود سے میری شکایت کر رہا ہے اسود نے اس سے کہا ذرا ٹھہرو میں اسے بھی ذبح کیے دیتا ہوں۔ میں نے اسود سے کہا کہ آپ کے ارشاد کے بموجب میں نے تمام گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے' اس نے کہا اچھا۔ وہ اپنی راہ چل دیا اور میں اپنے گھر چلا آیا۔

فیروز اور آزاد زوجہ اسود کی گفتگو:

ہم نے بادشاہ کی بیوی کو اطلاع دی کہ ہم اسے قتل کرنا چاہتے ہیں کیا کریں اس نے جواب میں خود مجھے طلب کیا' میں اس کے پاس گیا۔ اس نے پہلے سے قصر کے دروازے پر اپنی چھوکری متعین کر رکھی تھی تا کہ وہ مجھے اندر لے جائے میں اندر گیا اور پھر میں اور ملکہ ایک دوسرے حجرے کے اندر گئے' اور اس میں ہم نے نقب کھود دی اس سے فارغ ہو کر ہم بڑے دالان میں آ گئے اور اس حجرے کے دروازے پر پردہ لٹکوا دیا۔ میں نے ملکہ سے کہا کہ بس آج رات میں اس کا خاتمہ کر دوں گا اس نے کہا ضرور آیئے۔

آزاد زوجہ اسود عنسی کا فیروز کو پیام:

اتنے میں اچانک اسود اس گھر میں آ پہنچا' مجھے دیکھ کر اسے سخت غیرت آئی اور غصہ آ گیا اس نے میری گردن کو دبوچ کر دھکے دینا شروع کیے۔ میں کسی نہ کسی طرح اس سے اپنا بچاؤ کرتا ہوا قصر سے باہر آیا۔ اپنے دوستوں سے ملا۔ ان سے سارا ماجرا بیان

کیا اور اب مجھے یقین آ گیا کہ بات بگڑ گئی اب کچھ نہیں ہو سکتا مگر اسی اثناء میں ملکہ کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے ملکہ کا یہ پیام پہنچایا کہ اسود کی اس حرکت کی وجہ سے تم ہرگز بددل ہو کر اپنے ارادے کو نہ چھوڑ بیٹھنا' تمہارے جانے کے بعد میں نے اسود سے خوب بحث کی اور اسے قائل کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم تو شرافت کے مدعی ہو'اس نے کہا ہاں' میں نے کہا تو پھر میرا بھائی میرے سلام اور اپنی نیازمندی کے اظہار کے لیے میرے پاس آیا تھا اور تم نے اس کے معاوضے میں اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ 30
اس کی گردن میں ہاتھ دے کر ذلت سے قصر سے نکال دیا۔ میں نے اس معاملے میں اس کی ایسی خبر لی کہ آخر وہ خود شرمندہ ہو کر اپنی بیہودگی پر نادم ہوا اور اس نے کہا کیا واقعی وہ تمہارے بھائی تھے' میں نے کہا جی ہاں' اس نے کہا مجھے قطعی معلوم نہ تھا لہٰذا اب آج رات تم سب اپنے ارادے کی تکمیل کے لیے ضرور آؤ۔

فیروز کا اسود پر حملہ:

اس پیام سے ہم مطمئن ہوئے اور ہمارے کام کے پورا ہونے کی راہ نکل آئی۔ رات ہوئی میں' داذویہ اور قیس قصر میں اپنی تیار کردہ نقب سے داخل ہوئے' میں نے قیس سے کہا کہ تم عرب کے مشہور دلاور ہو اندر جاؤ اور اسود کو قتل کر دو' قیس نے کہا میری یہ کیفیت ہے کہ ایسے خطرناک مواقع میں کانپنے لگتا ہوں اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس پر وار کروں اور وہ کارگر نہ ہو' بہتر یہ ہے کہ فیروز تم جاؤ تم ہم میں سب سے کم عمر اور زیادہ قوی بازو بھی ہو' میں نے تلوار اپنے آدمیوں کے پاس رکھی اور اندر گیا تا کہ پہلے معلوم ہو جائے کہ اس کا سر کہاں ہے۔ وہاں چراغ روشن تھا وہ مسند پر سو رہا تھا اور اس کا تمام جسم لحاف سے اس طرح ڈھکا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں اس کی بیوی پاس بیٹھی ہوئی تھی' اس سے پہلے یہ اسے انار کھلا رہی تھی۔ اسی حالت میں وہ سو گیا تھا' میں نے اشارے سے اس کا سر دریافت کیا اس نے اشارے ہی سے مجھے بتا دیا۔ میں بڑھ کر اس کے سرہانے جا پہنچا اور اس کے سر کو غور سے دیکھنے لگا' مجھے معلوم نہیں کہ آیا میں نے اس کا سر دیکھا یا نہیں مگر اب میری نظر اس کی دونوں آنکھوں پر پڑی جن کو اس نے کھول لیا تھا اور اس نے مجھے دیکھ لیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر تم تلوار لینے کے لیے پلٹے تو یہ موقع نکل جائے گا اور پھر وہ سنبھل کر ہتھیار لے بیٹھے گا اور ان سے اپنی مدافعت کرے گا' معلوم ہوتا ہے کہ اس کے شیطان نے میری اسے اطلاع دے دی ہے اور اسے بیدار کر دیا ہے' اسی کے بعد شیطان اس کی زبان سے مجھ سے بولنے لگا' اسود دیکھتا جاتا تھا اور بڑبڑا رہا تھا کہ میں نے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑی اور پھر گردن مروڑ کر اسے توڑ ڈالا۔

اسود عنسی کا خاتمہ:

اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آنے لگا' اس کی بیوی نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں تمہاری مخلص بہن ہوں مجھے کہاں چھوڑ چلے میں نے کہا پریشان نہ ہو میں نے اس کا کام تمام کر کے ہمیشہ کے لیے اس کی جانب سے تم کو مطمئن کر دیا ہے اب میں اپنے دوستوں سے آ کر ملا ان سے ساری سرگذشت بیان کی' انھوں نے کہا پھر جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس لے آؤ' میں پھر اسود کی خوابگاہ میں آیا وہ بڑبڑایا میں نے اس کے منہ پر لگام لگا دی اور سر کاٹ لیا اور اسے اپنے دوستوں کے پاس لے آیا اب ہم وہاں سے نکل کر اپنے گھر آئے' دبرؓ بن تحنس الازدی ہمارے پاس مقیم تھے' ہم صنعاء کے قلعوں میں جو سب سے بلند قلعہ تھا اس پر چڑھ گئے۔ دبرؓ بن تحنس نے اذان دی پھر ہم سب نے اعلان کیا کہ اللہ عزوجل نے جھوٹے مدعی اسود کو ہلاک کر دیا۔ سب لوگ

ہمارے پاس آئے ہم نے اس کا سر ان کے سامنے ڈال دیا۔

اسود عنسی کے ہمراہیوں کا فرار:

جب اسود کے ساتھیوں نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے گھوڑوں پر زین رکھ کر بھاگنے کے لیے آمادہ ہوئے اور شرارتاً یہ کیا کہ یہ لوگ جن شرفاء کے یہاں مقیم تھے بھاگتے وقت انھیں کے بچوں کو اٹھا لے گئے' میں نے رات کی تاریکی میں دیکھا کہ وہ لوگ بچوں کو اپنے سامنے بٹھا کر بھاگے جا رہے ہیں' میں نے فوراً اپنے بھائی سے جو مجھ سے نیچے شاہراہ میں اور لوگوں کے ساتھ تھے کہا دیکھو ان میں سے جس جس پر قابو پاؤ فوراً روک لو جانے نہ دو کیونکہ یہ ہمارے بچوں کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں' میری اس نصیحت پر عمل ہوا اور ہم نے ان کے ستر آدمی روک لیے اور وہ ہمارے صرف تیس لڑکوں کو لے جا سکے' شہر سے دور پہنچ کر جب انھوں نے اپنا جائزہ لیا تو ستر آدمی کم پائے' وہ پھر ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے آدمی چھوڑ دیجیے ہم نے کہا تم ہمارے بچوں کو چھوڑ دو چنانچہ انھوں نے ہمارے بچے واپس بھیج دیئے اور ہم نے ان کے ساتھی ان کے حوالے کر دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو بشارت:

اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بشارت دی کہ اللہ نے اسود الکذاب العنسی کو ہلاک کر دیا اسے تمہارے ایک سچے دیندار بھائی۔ نے قتل کیا ہے' اسود کے قتل کے بعد اب ہم پھر امن وامان میں زندگی بسر کرنے لگے اور اسلام کو غلبہ ہوا اور وہی حالت عود کر آئی جو اسود کے یمن میں آنے سے پہلے تھی' تمام امیر ایمان لائے انھوں نے رجعت کی' اور تمام لوگوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا کیونکہ ان کو اسلام لائے بہت تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔

اسود کے خروج کی مدت:

ابن صخر سے مروی ہے کہ اسود کے خروج سے اس کے قتل تک تین ماہ کی مدت گزری ضحاک بن فیروز سے مروی ہے کہ کہف خبان میں اس کے خروج سے قتل ہونے تک چار ماہ گذرے تھے پہلے اس نے اپنی تحریک کو پوشیدہ رکھا' بعد میں اسے ظاہر کیا۔

عہد صدیقی کی پہلی خوشخبری:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ربیع الاوّل کے آخری حصہ میں اسامہ کی مہم روانہ کی اور اسی زمانے میں ان کو اسود کے قتل کی اطلاع ملی' اسامہ رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد یہ پہلی فتح کی بشارت تھی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں ملی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آخری وفد:

واقدی کہتے ہیں کہ اس ۱۱ ہجری کے نصف محرم میں نخع کا وفد زرارہؓ بن عمرو کی سیادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ آخری وفد تھا جسے آپؐ نے باریاب فرمایا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات:

اس سال ۳/ رمضان منگل کی رات میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتیس سال کی عمر میں انتقال ہوا یہ روایت ابان بن صالح کی ہے۔ ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین ماہ بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا' واقدی کہتے ہیں کہ یہ آخری بیان ہم سب کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین:

علیؓ اور اسماءؓ بنت عمیس نے ان کو غسل دیا' عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی' ابو محشر سے مروی ہے کہ عباسؓ' علیؓ اور فضل بن العباس ان کی قبر میں اترے تھے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا انتقال:

اس سال عبداللہ بن ابی بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہم کا انتقال ہوا۔ طائف کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوالحسن کا چلایا ہوا ایک تیر ان کے لگا تھا پہلے تو زخم بھر گیا تھا' مگر پھر وہ ہرا ہو گیا اور اسی سے انھوں نے شوال میں وفات پائی۔ اسی سال اہل فارس نے یزدجرد کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اسی سال ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خارجہ بن حصن الفزاری سے مقابلہ ہوا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی:

علی بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بموجب شام کے اس علاقے کو جہاں اسامہؓ کے باپ زیدؓ بن حارثہ شہید ہوئے تھے روانہ کر کے ابوبکرؓ مدینہ میں مقیم رہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کام انھوں نے نہیں کیا۔ اس کے بعد ہی عربوں کے وفد دین اسلام سے مرتد ہو کر ابوبکرؓ کے پاس آئے یہ وہ لوگ تھے جو نماز کے قائل اور زکوٰۃ کے منکر تھے مگر ابوبکرؓ نے ان کی بات نہیں مانی اور ان کو رد کر دیا۔ اس کے بعد اسامہؓ بن زیدؓ بن حارثہ کی واپسی تک جو مدینہ سے ان کی روانگی کے چالیس دن بعد عمل میں آئی ابوبکرؓ خاموش رہے' اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ستر دن کے بعد مدینے آئے' بہرحال ان کی واپسی کے بعد ابوبکرؓ نے ان کو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے سنانؓ الضمری کو مدینے پر اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے برآمد ہوئے' اور جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخری میں مدینے سے چل کر ذی القصہ میں فروکش ہوئے۔

باب۳

فتنہ ارتداد و منکرین زکوٰۃ ۱۱ھ

مرتدین سے پہلی لڑائی:

اس سے قبل نوفل بن معاویہ الدیلمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کی تحصیل کے لیے بھیجا تھا' شربہ میں خارجہ بن حصن نے زبردستی اس مال کو نوفلؓ سے چھین کر اسے بنوفزارہ کو واپس کر دیا۔ نوفلؓ، اسامہؓ کے مہم پر جانے سے قبل مدینے میں ابوبکرؓ کے پاس آ گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدین سے پہلی لڑائی عنسی سے یمن میں ہوئی اس کے بعد یہ لڑائی خارجہ بن حصن اور منظور بن زمانی بن سیار سے غطفان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہوئی اس موقع پر پہلے مسلمانوں کو پسپائی ہوئی' ابوبکرؓ ایک گھنے جنگل میں گھس کر چھپ گئے مگر پھر اللہ نے مشرکوں کو شکست دی۔

مجالد بن سعید سے مروی ہے کہ اسامہؓ کے مدینے سے روانہ ہو جانے کے بعد تمام عرب کافر اور سرکش ہو گئے' قریش اور ثقیف کے علاوہ کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا کہ وہ کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد نہ ہو گئے ہوں۔

مدعی نبوت طلیحہ اور قبیلۂ غطفان:

عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد تمام عرب عام اور خاص مرتد ہو گئے۔ مسیلمہ اور طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا' ان کی جماعت اور طاقت بہت بڑھ گئی طے اور اسد طلیحہ کے ساتھ ہوئے' اسی طرح اشجع اور غطفان کے بعض خاندانوں کے خاص لوگوں کے علاوہ تمام غطفان مرتد ہو گیا اور انھوں نے طلیحہ کی بیعت کر لی' ہوازن متردد تھے انھوں نے بھی زکوٰۃ کی ادائی سے انکار کر دیا البتہ ثقیف اور ان کے توابع اسلام پر قائم رہے اور ان کی اقتداء میں جدیلہ اور اعجاز بھی عام طور پر اسلام پر قائم رہے البتہ بنوسلیم کے خواص مرتد ہو گئے اور یہی حال تمام قبائل عرب کا تھا۔ یمن' یمامہ اور بنو اسد کے علاقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادے اور ان اشخاص کے نمائندے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود' مسیلمہ اور طلیحہ کی مدافعت اور مقاومت کا حکم بھیجا تھا ابوبکرؓ کے پاس مدینہ میں واقعات اور خطوط کے ساتھ آئے یہ سب خط انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور زبانی تمام حالات بیان کیے۔ ابوبکرؓ نے کہا ابھی ٹھہرو اور دیکھو کہ تمہارے امراء اور دوسرے عمائد کے قاصد ان خبروں سے بھی زیادہ پریشان کن حالات کی اطلاع لے کر یہاں آتے ہوں گے اور واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں بلا استثناء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ تمام امراء نے اپنے اپنے مستقر سے یہ اطلاع دی کہ ہر جگہ فتنہ ارتداد برپا ہو گیا ہے کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو کہ کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد ہو کر باغی نہ ہو گئے ہوں اور مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی چھائی ہوئی ہے۔

باغیوں کی سرکوبی:

ابوبکرؓ نے انھیں ذرائع سے ان سب کا مقابلہ شروع کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال کر چکے تھے کہ مراسلت شروع کی جو قاصد اب آئے تھے ان کو تو ابوبکرؓ نے اپنے حکم سے واپس بھیج دیا مگر ان کے عقب میں اپنے دوسرے قاصد اس غرض کے لیے روانہ کیے اور

اب منتظر رہے کہ اسامہؓ واپس آئیں تو پھر خود ان باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوں۔ مگر اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی سے پہلے ہی عبس' اور زبیان نے ابوبکرؓ سے لڑائی شروع کر دی۔

قبیلہ کلب میں ارتداد:

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس وقت کلب اور قضاعہ پر بنو عبداللہ کے امریٔ القیسؓ بن اصبغ الکلبی آپؐ کے عامل تھے' قین پر عمروؓ بن الحکم تھے اور سعد ہذیم پر معاویۃ بن غلان الوائلی عامل تھے (سری کہتے ہیں کہ وائلی نہیں دابلی تھے) ودیعۃ الکلبی اپنے قبیلہ کلب کے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا امرؤ القیس اپنے دین اسلام پر قائم رہے اسی طرح زمیل بن قطبۃ القینی اپنے قبیلہ بنو قین کے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا اور عمروؓ اپنے دین پر قائم رہے' معاویہ سعد ہذیم کے اپنے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا' ابوبکرؓ نے امرؤ القیس بن خلان کو جو سکینہ بنت حسین کے نانا تھے لکھا کہ تم اس کا انتظام کرو وہ ودیعۃ کے پاس گئے نیز ابوبکرؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا وہ زمیل اور معاویۃ العذری کے انتظام کے لیے کھڑے ہوئے۔

بنو قضاعہ پر اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کشی:

اسامہؓ نے قضاعہ کے علاقے کے وسط میں پہنچ کر اپنے رسالے ان میں پھیلا دیئے اور حکم دیا کہ جو لوگ اسلام پر قائم ہوں ان کو مرتدین کے مقابلے کے لیے آمادہ کر کے برآمد کریں' مگر تمام قضاعہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور پھر دومہ میں منتقل ہو کر ودیعہ کے پاس جمع ہو گئے' اسامہؓ کے سواران کے پاس بے نیل و مرام چلے آئے اسامہؓ اپنی فوج کے ساتھ بڑھے اور انھوں نے حمقتین پر غارت گری کر کے جذام کے بنو الضبیب میں اور لخم کے بنو خلیل میں اور ان کے توابع میں کشت و خون کیا ان کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا اور پھر مال غنیمت کو لے کر صحیح و سالم اپنے مقام پر چلے آئے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا زکوٰۃ کی وصولی پر اصرار:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خاص لوگوں کے علاوہ تمام قبائل اسد' غطفان اور طے طلیحہ کے ساتھ ہو گئے' بنو اسد سمیرا میں جمع ہوئے' بنو فزارہ اور ان کے قریب کے غطفان طیبہ کے جنوب میں جمع ہوئے بنو طے اپنے علاقوں کی سرحد پر جمع ہوئے' ثعلبہ بن سعد' اور ان کے قریب والے قبائل مرہ اور عبس ربذہ کے مقام ابرق میں جمع ہوئے' بنو کنانہ کے کچھ لوگ بھی ان سے آملے تھے مگر وہ علاقے ان کے بار کے متحمل نہ ہو سکے' اس لیے ان کی دو جماعتیں ہو گئیں' ایک ابرق میں مقیم رہی اور دوسری ذی القصہ چلی گئی' طلیحہ نے حبال کو ان کی مدد کے لیے بھیج دیا اس طرح حبال کی مہمانداری بھی اہل ذی القصہ کے جس میں وہاں کے متوطن بنو اسد اور اس موقع پر ان کی حمایت کے لیے آنے والے قبائل لیث دیل اور مدلج پر مشتمل تھی' کے ذمے ہو گئی۔ ابرق میں جو بنو مرہ تھے عوف بن فلان بن سنان ان کا سردار تھا اور حارث بن فلان بن سبیع والا ثعلبہ اور عبس کا سردار تھا' ان قبائل نے اپنے وفد مدینے بھیجے تھے یہ مدینے آ کر عمائد مدینہ کے یہاں فروکش ہوئے عباسؓ کے علاوہ اور سب نے ان کو اپنے یہاں مہمان بنا لیا اور ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر آئے اس شرط کے ساتھ کہ وہ نماز تو پڑھتے رہیں مگر زکوٰۃ نہ دیں۔ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حق پر راسخ کر دیا انھوں نے کہا کہ اگر یہ زکوٰۃ کی اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اس وقت (زکوٰۃ کے جانوروں کی رسیاں بھی زکوٰۃ ادا کرنے والوں پر عائد تھیں) ابوبکرؓ نے ان کی بات نہ مانی۔

مدینہ پر حملے کا خطرہ:

مدینے کے قریب والے مرتدین کا وفد ان کے پاس واپس آ گیا اور انھوں نے اپنے قبائل سے کہا کہ اس وقت مدینے میں بہت کم آدمی ہیں حملہ کرنے کا اچھا موقع ہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی غافل نہ تھے انھوں نے اس وفد کے اخراج کے بعد مدینے کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے متعین کر دیئے علیؓ' زبیرؓ' طلحہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اس کام پر مقرر کیے گئے' اس کے علاوہ ابوبکرؓ نے تمام اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ مسجد میں جمع ہوں اور پھر ان سے کہا کہ تمام ملک کافر ہو گیا ہے اور وہ تمہاری قلت تعداد کو دیکھ گئے ہیں۔ وہ ضرور دن یا رات میں تم پر حملہ آور ہوں گے' دشمن کی سب سے قریب جماعت یہاں سے صرف ایک ڈاک کی منزل پر ہے' وہ چاہتے تھے کہ ہم ان کے شرائط قبول کر کے ان سے سمجھوتہ کر لیں مگر ہم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی شرائط مسترد کر دیں لہٰذا اب مقابلے کے لیے بالکل تیار ہو جاؤ۔

مرتدین کا مدینہ پر حملہ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کے بعد صرف تین راتیں گذری تھیں کہ مرتدین نے رات ہوتے ہی مدینے پر دھاوا بول دیا اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو وہ ذی حسیٰ میں چھوڑ آئے تا کہ وہ بوقت ضرورت کمک کا کام دیں' یہ غارت گر رات کے وقت مدینے کے ناکوں پر پہنچے وہاں پہلے سے فوج متعین تھی ان کے عقب میں کچھ اور لوگ تھے جو بلندی پر چڑھ رہے تھے' پہرے داروں نے ان لوگوں کو دشمن کی یورش سے آگاہ کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع دینے کے لیے آدمی دوڑائے' ابوبکرؓ نے جواب میں یہ ہدایت کی کہ سب اپنی اپنی جگہ جمے رہیں جس پر تمام فوج نے عمل کیا' اس کے ساتھ ہی خود ابوبکرؓ ان تمام مسلمانوں کو لے کر جو مسجد میں تھے اونٹوں پر سوار ہو کر مدافعت کے لیے چلے دشمن نے پسپائی اختیار کی۔

مسلمانوں کی پسپائی:

مسلمانوں نے انھیں اونٹوں پر ایک کا تعاقب کیا اور بڑھتے ہوئے ذی حسیٰ پہنچے' وہاں مرتدین کی جماعت جو بوقت ضرورت کمک کے لیے وہاں ٹھہر گئی تھی چمڑے کے کپوں میں ہوا بھر کر اور ان میں رسیاں باندھ کر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلی اور انھوں نے ان کپوں کو اپنے پیروں سے ضرب لگا کر اونٹوں کے سامنے فٹ بال کی طرح لڑھکا دیا اور چونکہ اونٹ اس سے سب سے زیادہ بدکتا ہے اس لیے مسلمانوں کے تمام اونٹ ان کپوں سے اس طرح بدک کر فرار ہوئے کہ وہ مسلمانوں سے جو ان پر سوار تھے کسی طرح بھی سنبھل نہ سکے اور مدینے سے پہلے انھوں نے دم نہیں لیا۔ مسلمان اس طرح بغیر کسی جانی یا مالی نقصان اٹھائے بے نیل ومرام مدینے چلے آئے۔ حطیہ بن اوس کے بھائی خطیل بن اوس اور عبداللہ اللیثی نے جو اپنے قبیلے بنو عبد مناۃ کے ساتھ جو بنو ذبیان سے تھے مرتد تھا اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے۔

مرتدین پر مسلمانوں کا حملہ:

مسلمانوں کی اس پسپائی سے دشمنوں کو یہ گمان ہوا کہ مسلمان کمزور ہیں ان میں مقابلے کی طاقت نہیں' اس خام خیالی میں انھوں نے اپنے ان ساتھیوں کو جو ذی القصہ میں فروکش تھے اس واقعے کی اطلاع دی وہ اس خبر پر بھروسہ کر کے اس جماعت کے پاس آ گئے مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ نے ان کے متعلق کچھ اور ہی فیصلہ کیا ہے جس کو وہ بہر حال نافذ کر کے چھوڑتا ہے' رات بھر

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی فوج کی تیاری میں مصروف رہے اور سب کو تیار کر کے رات کے پچھلے پہر پوری فوجی ترتیب کے ساتھ مدینے سے دشمن پر غارت گری کرنے چلے وہ خود پیادہ تھے' نعمانؓ بن مقرن ان کے میمنے پر عبداللہؓ بن مقرن میسرے پر اور سویدؓ بن مقرن ساقہ فوج میں جن کے ساتھ شتر سوار بھی تھے متعین تھے' ابھی صبح نمودار نہیں ہوئی تھی کہ مسلمان اور مرتدین ایک ہی میدان میں روبرو آ گئے یہ تمام پیشقدمی اس قدر خاموشی اور احتیاط سے وقوع پذیر ہوئی کہ مرتدین کو مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور بھنک بھی نہ مل سکی کہ مسلمانوں نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا' صرف رات کے پچھلے پہر میں لڑائی ہوئی آفتاب کی کرن نے ابھی مطلع افق کو اپنے جلوہ سے منور نہیں کیا تھا کہ مرتدین نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی۔

مرتدین کا تعاقب:

مسلمانوں نے ان کے تمام جانوروں پر قبضہ کر لیا اس واقعے میں حبال بری طرح مارے گئے ابوبکرؓ نے ان کا تعاقب کیا اور ذی القصہ پہنچ کر فروکش ہوئے' فتنہ ارتداد کے بعد یہ پہلی فتح تھی جو اللہ نے مسلمانوں کو دی' ابوبکرؓ نے نعمانؓ بن مقرن کو کچھ لوگوں کے ساتھ وہیں متعین کر دیا اور خود مدینے چلے آئے اس شکست سے مشرکین ذلیل ہو گئے اور اب انھوں نے ظلم پر کمر باندھی' بنوذبیان اور بنوعبس نے اپنے یہاں کے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کو نہایت بے دردی سے طرح طرح کے عذاب دے کر شہید کر ڈالا ان کی تقلید میں دوسرے قبائل نے بھی مسلمانوں کے ساتھ یہ ہی کیا۔ البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس فتح سے مسلمانوں کی عزت قائم ہوئی اور ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔ ان مظالم کی اطلاع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر عہد کیا کہ جن جن قبائل نے مسلمانوں پر یہ مظالم کیے ہیں وہ ان سب کو اسی بے دردی سے قتل کریں گے جیسا کہ انھوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہے اور جس قدر مسلمان قتل کیے گئے ان سے زیادہ وہ ان کے انتقام میں مشرکوں کو قتل کریں گے۔

تین قبائل کے سرداروں کی مدینہ میں آمد:

اس کے بعد اس سلسلے میں کوئی مزید کارروائی نہیں کی گئی البتہ جب ہر قبیلے میں مسلمان زیادہ خلوص اور استقامت سے اپنے دین پر جم گئے اور اس کے برخلاف ہر قبیلے میں مشرک اپنے کام سے انحراف کرنے لگے اور مدینے میں صفوانؓ، زبرقانؓ اور عدیؓ کی جمعیتیں مسلمانوں کی حمایت کے لیے رات میں آئیں۔ پہلے صفوانؓ آئے' پھر زبرقانؓ اور پھر عدیؓ آئے۔ صفوانؓ ابتدائی رات میں مدینہ آئے' زبرقانؓ وسط شب میں اور عدیؓ آخر شب میں مدینہ پہنچے' صفوانؓ کے آنے کی بشارت سعدؓ بن ابی وقاص نے دی' زبرقان رضی اللہ عنہ کی بشارت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اور عدی کی بشارت عبداللہ بن مسعودؓ نے دی' ایک روایت یہ ہے کہ عدی کی بشارت ابوقتادہؓ نے دی تھی' جب یہ سردار مدینے میں نمودار ہوئے تو ہر جمعیت کے نمودار ہونے کے موقع پر لوگوں نے کہا کہ یہ دشمن معلوم ہوتے ہیں مگر ابوبکرؓ نے ہر موقع پر یہ کہا کہ نہیں یہ دوست ہیں حمایت کے لیے آئے ہیں نقصان کے لیے نہیں' چنانچہ جب باقاعدہ طور پر یہ معلوم ہوا کہ یہ جمعیتیں حمایت اسلام کے لیے آئی ہیں مسلمانوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ بڑے مبارک آدمی ہیں آپ ہمیشہ سے بشارت دیتے چلے آئے ہیں یہ وہ وقت تھا کہ جب اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو روانہ ہوئے ساٹھ دن پورے ہوئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ذی القصہ:

اس کے کچھ ہی دن کے بعد خود اسامہؓ دو ماہ کچھ یوم باہر گذار کر اپنی مہم سے مدینہ چلے آئے' ان کے آنے کے بعد ابوبکرؓ نے

ان کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا اور ان سے اور ان کی فوج سے کہا کہ سردست تم بھی آرام کرلو اور اپنی سواری کے جانوروں کو بھی دم لینے دو۔اب خود ابوبکرؓ مدینے سے ان لوگوں کے ساتھ جو اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم میں گئے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ جو مدینے کے ناکوں پر متعین تھے اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم والی سواریوں پر سوار ہوکر ذی القصہ روانہ ہوئے مگر مسلمانوں نے ان کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہم آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ خود اس مہم پر نہ جائیں کیونکہ خدانخواستہ اگر آپ کام آ گئے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اس سے آپ کا مدینے میں قیام کرنا دشمن کے حق میں زیادہ مضر ہے آپ کسی اور کو اس کام کے لیے بھیج دیں تاکہ اگر وہ کام آ جائے تو آپ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر سکیں۔ابوبکرؓ نے کہا کہ میں اس بات کو ہرگز نہیں مانتا میں خود اپنی ذات سے اس فتنے کے انسداد میں تمہاری شرکت کروں گا۔

اہل الربذہ پر حملہ:

ابوبکرؓ سب انتظام کر کے ذی حسیٰ اور ذی القصہ چلے۔نعمانؓ،عبداللہؓ اور سویدؓ اپنی اپنی جگہ تھے اسی ترتیب کے ساتھ ابوبکرؓ نے ابرق میں اہل الربذہ کو جا لیا' شدید جنگ ہوئی' اللہ نے حارث اور عوف کو شکست دی اور حطیہ زندہ گرفتار کرلیا گیا' اس واقعے سے عبس اور بنوبکر فرار ہو گئے' ابوبکرؓ نے چندروز ابرق میں قیام کیا۔

ابرق پر قبضہ:

اس سے قبل بنوذبیان نے اس علاقے پر اپنا تصرف کرلیا تھا۔حرام نے بنوذبیان سے کہا کہ تم اس تمام علاقے پر قبضہ کرلو کیونکہ اللہ نے یہ ہمیں غنیمت میں دیا ہے۔انھوں نے اس پر قبضہ کر کے وہاں کے قدیم دیس والوں کو خارج البلد کر دیا تھا۔اب اس وقت جب مرتدین مغلوب ہوئے اور ان کا فتنہ خود ان کے لیے تباہ کن ثابت ہوا اور امن وامان ہوا' بنوثعلبہ اس علاقے کے قدیم متوطن پھر توطن کے لیے وہاں آئے مگر ان کو قابضوں نے اس ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا وہ ابوبکرؓ کے پاس مدینے آئے اور پوچھا کہ ہم کو کیوں اپنی زمینوں میں آباد ہونے سے روکا گیا ابوبکرؓ نے کہا تم جھوٹے ہو اس علاقے پر تمہاری ملکیت باقی نہیں رہی یہ علاقہ اب صرف میری ملک اور زیر تصرف ہے ابوبکرؓ نے ان کی درخواست نہیں مانی اور بنوثعلبہ کے برخلاف انھوں نے ابرق کو مسلمانوں کے گھوڑوں کی چراگاہ بنا دیا' اس کے بعد پھر اس تمام علاقے کو اسی جنگ کی وجہ سے جو منکرین زکوٰۃ اور مسلمانوں میں ہوئی ابوبکرؓ نے زکوٰۃ کے جانوروں کی چراگاہ بنا دیا اور اس طرح ان چراگاہوں کو اوروں کے لیے محصور اور ممنوع قرار دیا۔

اس جنگ میں شکست کھا کر بنوعبس اور بنوذبیان طلیحہ سے جو سمیرا سے چل کر اس وقت بزاخہ پہنچ کر فروکش تھا جا ملے۔

بنوعبس اور بنوذبیان کی شکست:

عبدالرحمٰن بن کعبؓ بن مالک سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد ابوبکرؓ مدینے پر ان کو اپنا نائب مقرر کر کے مرتدین کے مقابلے کے لیے چلے ربذہ آئے' یہاں بنوعبس' ذبیان اور بنوعبد مناۃ بن کنانہ کی ایک جماعت سے ان کا ابرق پر مقابلہ ہوا جنگ ہوئی اللہ نے مرتدین کو ہزیمت کامل دی' وہ بھاگ گئے۔ابوبکرؓ مدینے چلے آئے' اس اثناء میں اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج بھی آرام کر کے تازہ دم ہوگئی اور مدینے کے قرب وجوار کے اور لوگ بھی آ گئے ابوبکرؓ ذی القصہ روانہ ہوئے اور وہاں سب کے ساتھ فروکش ہو گئے یہ مقام مدینے سے ڈاک کی ایک منزل مسافت پر نجد کی سمت واقع تھا۔یہاں انھوں نے اپنی فوج کو گیارہ دستوں میں

تقسیم کیا' گیارہ نشان باندھے ہر دستہ ایک امیر کی قیادت میں دیا اور سب کو حکم دیا کہ جہاں جہاں سے گذریں وہاں کے طاقتور مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیں اور بعض کو وہیں اپنے اپنے علاقوں کی حفاظت کے لیے مقرر کر کے چھوڑ دیں۔

اسلامی فوجی دستوں کی روانگی:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جب اسامہؓ اور ان کی فوج نے اپنی سواریوں کو آرام دے لیا وہ تازہ دم ہوگئیں اور اسی زمانے میں اس قدر صدقات مدینہ میں موصول ہوئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے ابوبکرؓ نے مہماتی فوجیں تیار کیں اور گیارہ جمعیتیں مقرر کر کے ان کو گیارہ امیروں کی قیادت میں گیارہ نشانوں کے ساتھ مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا' ایک نشان خالدؓ بن ولید کے تفویض ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے طلیحہ بن خویلد کے مقابلے پر جائیں اس سے فارغ ہو کر بطاح میں مالک بن نویرہ سے لڑیں اگر اس وقت تک وہ ان کے مقابلے پر جمارہے' ایک نشان عکرمہؓ بن ابی جہل کو دیا گیا اور ان کو مسیلمہ کے مقابلے کا حکم دیا گیا' ایک نشان مہاجر بن ابی امیہؓ کے تفویض ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ عنسی کی فوجوں کا مقابلہ کریں نیز قیس بن مکشوح اور ان دوسرے اہل یمن کے مقابلے میں جو ابناء سے برسر پیکار تھے ابناء کی امداد کریں اور اس سے فارغ ہو کر کندہ کے مقابلے کے لیے حضرموت چلے جائیں' ایک نشان سعیدؓ بن العاص کو دیا گیا جو اسی زمانے میں یمن سے اپنی خدمت چھوڑ کر آئے تھے اور ان کو حمقتین بھیجا جو شام کی سرحد پر ہے۔ ایک نشان عمروؓ بن العاص کو دیا اور ان کو قضاعہ' ودیعہ اور حارث کی جمعیتوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ ایک نشان حذیفہ بن محصنؓ الغلفانی کو دیا اور ان کو اہل دبا کے مقابلے میں بھیجا ایک نشان عرفجہؓ بن ہرثمہ کو دیا اور ان کو مہرہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ یہ دونوں مہرہ میں ایک جا جمع ہو جائیں مگر جو جو علاقے ان کے سپرد کیے گئے ہیں ان میں وہ ایک دوسرے پر امیر رہیں گے۔ ابوبکرؓ نے شرحبیلؓ بن حسنہ کو عکرمہؓ بن ابی جہل کے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ یمامہ سے فارغ ہو کر تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا' اور مرتدین سے جنگ کے موقع پر تم ہی اپنے رسالے کے آزاد امیر رہو گے' ایک نشان طریفہ بن حاجز کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنو سلیم اور ان کے ساتھی ہوازن کا مقابلہ کریں' ایک نشان سویدؓ بن مقرن کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقہ تہامہ کو جائیں' ایک نشان علاءؓ الحضرمی کو دے کر ان کو بحرین جانے کا حکم دیا۔ یہ امراء ذی القصہ سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے' ہر سردار کی فوج اس سے جا ملی۔ ابوبکرؓ نے تمام مرتدین کے نام ایک پیام بھی خط کی صورت میں بھیجا۔ عبدالرحمٰن بن کعبؓ بن مالک سے جن کو ابوبکرؓ نے اس خط کی تحریر میں قحذم کے ساتھ شریک کیا تھا۔

مرتدین کے نام حضرت ابوبکرؓ کے خطوط:

مروی ہے کہ تمام مرتدین کے نام ایک ہی خط تھا جو ابوبکرؓ نے لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے:

"بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ یہ خط ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہؐ کی جانب سے ان تمام عام اور خاص لوگوں کے نام ہے جن کو یہ موصول ہو چکا ہے وہ اسلام پر قائم ہوں یا اس سے مرتد ہو گئے ہوں' سلامتی ہو ان پر جنہوں نے راہ راست کی اتباع کی ہدایت کے بعد ضلالت اور گمراہی اختیار نہیں کی' میں تمہارے سامنے اس معبود حقیقی کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے' تعریف کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اللہ واحد لاشریک ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اللہ کا جو پیام وہ ہمارے لیے لائے ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جو اس سے انکار کرے ہم اسے کافر سمجھتے ہیں اس سے جہاد کریں گے' اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو واقعی اپنی جانب سے اپنی مخلوق کے لیے

بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی جانب اس کے حکم کی دعوت دینے والا اور ایک روشن شمع بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ جو زندہ ہوں ان کو اللہ کا خوف دلائیں اور اس طرح منکرین کے برخلاف بات پکی ہو جائے۔ جس نے ان کی بات مانی اللہ نے اسے راہ راست بتا دی اور جس نے ان سے انکار کیا رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اسے اچھی طرح سزا دی یہاں تک کہ وہ خوشی سے یا بادل نخواستہ اسلام لے آیا' پھر اللہ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا مگر وہ اللہ کے حکم کو پوری طرح نافذ کر چکے تھے اور اس کی امت کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی کر چکے تھے' اللہ نے ان کی موت کی صاف اطلاع خود رسول اللہ ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی کتاب میں اس نے نازل فرمایا ہے پہلے سے دے دی تھی۔

ان کے متعلق وہ فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (بے شک تم مرنے والے ہو اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ. (ہم نے تم سے پہلے کسی انسان کو بقائے دوام نہیں دی تو کیا اگر تم مر گئے تو وہ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟) پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے: وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. (محمد ﷺ بھی ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم اپنے پچھلے پیروں پلٹ جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور اپنے شکر گزار بندوں کو جزائے خیر دے گا) اس لیے جو لوگ محمد ﷺ کی عبادت کرتے تھے ان کو آگاہ ہو جانا چاہیے کہ محمد ﷺ مر گئے اور جو اللہ وحدہ' لاشریک کی عبادت کرتے تھے' ان کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ اللہ ان کا نگران ہے وہ زندہ جاوید ہے نہ اسے موت ہے نہ اسے اونگھ اور نیند آتی ہے وہ اپنی بات کا محافظ ہے اپنے دشمن سے پورا پورا انتقام لینے والا ہے۔

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس طرح اپنا حصہ اور نصیبہ اس سے حاصل کر سکو اور تمہارے نبی جو اللہ کا پیام تمہارے پاس لائے ہیں اس سے بہرہ ور ہو سکو اور اللہ کی ہدایت پر گامزن رہو اللہ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہو جسے اللہ ہدایت نہ دے وہ گمراہ ہے اور جسے اللہ معاف نہ کرے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے' جس کی اعانت اللہ نہ کرے وہ ذلیل اور ناکام رہ جاتا ہے' جس کی ہدایت اللہ نے کی وہ واقعی راہِ راست پر گامزن ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا وہ بالکل گمراہ ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا. (جسے اللہ نے ہدایت دی وہ واقعی کامیاب ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا تو اس کے بعد پھر ہرگز اسے کوئی صحیح اور خیر خواہ رہبر نہیں مل سکتا) اور جب تک کوئی اس دین الٰہی کا اقرار نہ کرے نہ دنیا میں اس کا کوئی عمل مقبول ہوگا اور نہ آخرت میں کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول کیا جائے گا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہت سے لوگ اسلام لانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد اس سے مرتد ہو گئے ہیں ان کو یہ جسارت اس لیے ہوئی کہ انھوں نے اللہ کے متعلق غلط اندازہ قائم کیا ہے اور اس کے طریقہ کار سے وہ واقف نہیں اور انھوں نے شیطان کے اغوا کو قبول کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ. بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا. (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو انھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے' جو جن تھا اس لیے اس نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو اب کیا تم اسے اور اس

کی جماعت کو میرے سوا اپنا مالک بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں راہ راست سے ہٹنے والوں کو یہ بہت برا معاوضہ ملا) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ. (بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ اس کی جماعت تم کو اس لیے اغوا کرتی ہے کہ تم دوزخ میں جاؤ)۔

میں نے فلاں شخص کو مہاجرین' انصار اور پہلے تابعین کی جمعیت کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ تاوقتیکہ وہ اللہ کا پیام تم تک نہ پہنچا دیں نہ کسی سے جنگ کریں اور نہ کسی کو قتل کریں لہٰذا جو اس دعوت کو قبول کر کے اس کا اقرار کر لے اپنے موجودہ طرز عمل سے باز آ جائے اور عمل صالح کرنے لگے اس کے اقرار اور عمل کو قبول کر کے اس پر بقاء اور قیام کے لیے اس شخص کی اعانت کی جائے اور جو اس پیام کو رد کر دے اس کے متعلق میں نے حکم دیا ہے کہ محض اس انکار کی وجہ سے اس سے جنگ کی جائے' ور پھر جس پر قابو چلے اس کے ساتھ ذرا بھی رحم نہ کیا جائے ان کو جلا دیا جائے اور بری طرح قتل کر دیا جائے ان کے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنا لیا جائے۔ اسلام کے سوا کسی بات کو ان سے قبول نہ کیا جائے جو اسلام کی اتباع کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے جو اس سے انکار کرے تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اللہ سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتا۔

میں نے اپنے پیامبر کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس خط کو ہر مجمع میں پڑھ کر سنا دیں اور ہمارا شعار اذان ہے لہٰذا جب مسلمان اذان دیں مرتدین بھی اذان دیں تو خاموشی اختیار کی جائے اور اگر وہ اذان نہ دیں فوراً ان کی خبر لی جائے اور اذان دینے کے بعد بھی ان سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس مسلک پر ہیں اگر وہ اسلام سے انکار کریں فوراً ان سے جنگ شروع کر دی جائے اور اگر وہ اسلام کا اقرار کر لیں ان کے بیان کو قبول کر کے ان پر اسلام کی خدمت عائد کی جائے''۔

امرائے عساکر کے نام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

فوجوں سے پہلے پیامبر ابوبکرؓ کے اس خط کو لے کر اپنی اپنی سمت روانہ ہوئے ان کے بعد امرائے عساکر ابوبکرؓ کے حسب ذیل فرمان کے ساتھ اپنی اپنی سمتوں کو چلے۔

''یہ فرمان ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فلاں شخص کے لیے لکھا گیا ہے جب انھوں نے اسے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کے لیے روانہ کیا' ہم نے ان امراء کو اس شرط پر یہ منصب دیا ہے کہ وہ دل میں اور علانیہ جہاں تک ہو سکے گا اللہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہیں گے اور مرتدین کے مقابلے میں خلوص نیت کے ساتھ پوری سعی کریں گے اور ان سے اللہ کے لیے لڑیں گے ہاں مگر اس سے پہلے وہ ان کو اپنی اصلاح کا موقع دیں گے اور اسلام کی دعوت دیں گے تاکہ اگر وہ اسے قبول کر لیں ان سے کوئی تعارض نہ کیا جائے اور انکار کریں تو فوراً ان پر یورش کر دی جائے یہاں تک کہ وہ پھر اسلام لے آئیں تب ان کو ان کے حقوق اور فرائض بتائے جائیں جو ان پر واجب الادا ہو وہ وصول کیا جائے اور جس کے وہ مستحق ہوں وہ ان کو دیا جائے' اس معاملے میں ان کو ہرگز مہلت نہ دی جائے اور جب تک یہ اغراض حاصل نہ ہو جائیں مسلمانوں کو جہاد سے واپس نہ لایا جائے جو شخص اللہ عزوجل کی بات کو تسلیم کر کے اس کا اقرار کر لے اس کے ایمان کو قبول کر کے تپاک کے ساتھ دین پر قیام کے لیے اس کی مدد کی جائے' ان لوگوں سے بھی جہاد کیا جائے جو ایک طرف اللہ کے پیام کا اقرار کرتے ہیں اور پھر اللہ کے حکم سے انکار کرتے ہیں۔

البتہ اگر وہ ہماری دعوت کو قبول کر لیں تو ان سے کوئی تعارض نہ کیا جائے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آخرت میں ان سے

حساب لے لے گا۔ اگر انھوں نے نفاق سے کام لیا ہوگا البتہ جو علانیہ طور پر اللہ کی دعوت کو رد کر دے اسے جہاں اور جس طرح ہو سکے ذلت سے قتل کر دیا جائے اور اسلام لانے کے سوا کوئی دوسری شرط اس کی قبول نہ کی جائے جو اسلام کا اقرار کر لے اسے مسلمان سمجھا جائے اور اسی طرح سلوک کیا جائے اور جو اسلام لانے سے انکار کرے اس سے جنگ کی جائے اگر اللہ فتح دے تو مرتدین کو تلوار اور آگ سے بری طرح ہلاک کر دیا جائے اور جو مال غنیمت دستیاب ہو اس میں سے پانچواں حصہ علیحدہ کر کے باقی کو شرکائے جہاد میں تقسیم کر دیا جائے اور پانچواں حصہ ہمیں بھیج دیا جائے' امیر کو لازم ہے کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو جلد بازی اور فساد سے روکے اور ان میں کسی غیر آدمی کو تاوقتیکہ اس کی صلاحیت کا پورا علم نہ ہو جائے شامل نہ ہونے دے کیونکہ مبادا وہ دشمن کا جاسوس ہو اس طرح بے خبری میں مسلمانوں پر کوئی حملہ ہو جائے' سفر اور قیام میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور میانہ روی اختیار کرے ان کی خبر گیری کرتا رہے اور مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ اور گفتار میں ہمیشہ خوش خلقی اور ملائم لہجہ اختیار کرے''۔

قاسم بن محمد' بدر بن الخلیل اور ہشام بن عروہ سے مذکور ہے کہ جب عبس' ذبیان اور ان کے توابع بزاخہ میں جمع ہو گئے طلیحہ نے بنو جدیلہ اور غوث کو کہلا کر بھیجا کہ تم فوراً میرے پاس آ جاؤ' ان قبائل کے کچھ لوگ تو فوراً ہی اس کے پاس پہنچ گئے اور دوسرے اپنی قوم والوں کو انھوں نے ہدایت کی کہ وہ بھی ان سے آ ملیں اور وہ بھی طلیحہ کے پاس آ گئے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم اور بنو طے:

قبل اس کے کہ ابوبکرؓ' خالدؓ بن الولید کو ذی القصہ سے روانہ کریں انھوں نے عدیؓ سے کہا کہ تم فوراً اپنی قوم کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ اس ہنگامے میں وہ برباد ہو جائیں' عدیؓ اپنی قوم کے پاس آئے اور ذروہ اور غارب میں انھوں نے ان کو روک لیا' ان کے بعد ہی خالدؓ روانہ ہوئے ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ پہلے وہ اکناف پر طے سے شروع کریں اور پھر بزاخہ کا رخ کریں اور وہاں سے آخر میں بطاح جائیں اور جب وہ دشمن سے فارغ ہو جائیں تو تاوقتیکہ ان کو جدید احکام موصول نہ ہوں وہ اور قصد نہ کریں۔ ابوبکرؓ نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ خیبر جاتے ہیں اور پھر وہاں سے مڑ کر وہ خالدؓ سے سلمٰی کے اکناف پر آ ملیں گے' خالدؓ روانہ ہوئے بزاخہ سے انھوں نے کنائی کاٹ کر آجاء کا رخ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اب تو وہ خیبر جا رہے ہیں پھر وہاں سے ان کے مقابلے پر پلٹیں گے اس خیال سے طے اپنی جگہ بیٹھے رہے طلیحہ کے پاس نہیں گئے عدیؓ بھی طے کے پاس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا کہ ہم ابو الفصیل کی ہرگز کبھی بیعت نہیں کریں گے' عدیؓ نے کہا کہ تمہارے مقابلے پر ایسی فوج آ رہی ہے کہ تمہارے گھر بار کو لوٹ کر برباد کر دے گی اور اس وقت تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابوالفحل الاکبر کی کنیت سے یاد کرو گے' میری بات نہیں مانتے تو تم جانو اس شخص سے نبٹ لو' طے نے کہا اچھا تم اس حملہ آور فوج سے جا کر ملو اور اسے ہم پر یورش کرنے سے روکو تاکہ اس اثناء میں ہم اپنے ان ہم قوم لوگوں کو جو بزاخہ میں ہیں بلا لیں اور یہ بات اس لیے ضروری ہے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر اب جبکہ ہمارے لوگ ان کے ہاتھ میں ہیں ہم طلیحہ کی مخالفت کا اعلان کر دیں تو وہ یا تو ان سب کو قتل کر دے گا اور یا ان کو یرغمال کی حیثیت سے قید رکھے گا۔

بنو طے کی اطاعت:

عدیؓ خالدؓ کے پاس آئے جو اب سخ آ چکے تھے' عدیؓ نے خالدؓ سے کہا کہ مہربانی فرما کر آپؓ مجھے تین دن کی مہلت دیں اور میری قوم کے خلاف کوئی کارروائی شروع نہ کریں پانسو جنگجو تمہارے ساتھ ہو جائیں گے جن کے ساتھ تم دشمن کا مقابلہ کرنا اور یہ بات

اس سے بہتر ہے کہ تم ابھی ان کو واصل جہنم کردو اور اس کے لیے ان سے مصروف پیکار ہو جاؤ' خالدؓ نے ان کی تجویز مان لی۔ عدیؓ اپنی قوم کے پاس آئے اس سے پہلے وہ بزاخہ سے اپنی قوم والوں کو واپس بلانے کے لیے اپنے آدمی بھیج چکے تھے چنانچہ اب وہ دکھانے کے لیے بطور کمک اپنی قوم کے پاس آ گئے۔ اگر یہ ترکیب نہ کی جاتی تو ان کی واپسی نہ ہو سکتی اور مرتدین ان کو واپس نہ جانے دیتے' ان کو مسلمان بنا کر عدیؓ نے خالدؓ کو آ کر ان کے اسلام لے آنے کی اطلاع دی۔

بنو جدیلہ کی بیعت:

اب خالدؓ نے یہاں سے جدیلہ کے مقابلے کے خیال سے التسر کی طرف کوچ کیا' عدیؓ نے ان سے کہا کہ طے کی مثال ایک پرند کی ہے جدیلہ طے کے دو بازوؤں میں سے بمنزلہ ایک بازو کے ہیں آپ مجھے چند روز کی مہلت دیں شاید اللہ ان کو بھی راہ راست پر لے آئے' جس طرح اس نے غوث کو گمراہی سے نکال لیا خالدؓ نے ان کی بات مانی عدیؓ جدیلہ کے پاس آئے اور جب تک انھوں نے عدی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی عدیؓ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا' ان کے اسلام لے آنے کی بشارت عدیؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو آ کر دی' اور اس قبیلے کے ایک ہزار شتر سوار جان دینے کے لیے مسلمانوں کے پاس آ گئے' اس طرح عدیؓ سے زیادہ بابرکت اور موجب سعادت شخص بنو طے میں کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی روانگی:

اس سلسلے میں ہشام بن الکلبی کہتے ہیں کہ جب اسامہؓ اور ان کی تمام فوج مدینہ واپس آ گئی ابوبکرؓ نے مرتدین کے خلاف پیش از پیش سعی شروع کی وہ سب کے ساتھ مدینہ سے چل کر ذی القصہ جو نجد کی سمت مدینہ سے ایک منزل ڈاک کی مسافت پر ہے' آئے' یہاں انھوں نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور پھر خالدؓ بن الولید کو سب کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا ثابتؓ بن قیس کو انصار کا امیر مقرر کر کے خالدؓ کے ماتحت کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ طلیحہ اور عیینہ بن حصن کے مقابلے پر جائیں جو بنو اسد کے ایک چشمہ آب بزاخہ پر فروکش تھے اس موقع پر ابوبکرؓ نے یہ چال بھی چلی کہ ظاہر کیا کہ خود میں بھی اپنی تمام فوج کے ساتھ بہت جلد خیبر ہوتا ہوا تم سے آ ملوں گا حالانکہ تقریباً تمام فوج وہ خالدؓ کے ہمراہ کر چکے تھے مگر اس بات کو انھوں نے اس لیے ظاہر کیا تا کہ دشمن کو یہ خبر پہنچے اور وہ مرعوب رہے۔ اس انتظام کے بعد ابوبکرؓ مدینہ چلے آئے' خالدؓ اپنی راہ چل دیئے جب دشمن قریب رہ گیا۔

عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہما کی شہادت:

انھوں نے عکاشہؓ بن محصن اور بنو العجلان کے ثابتؓ بن اقرام انصار کے حلیف کو دشمن کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا' جب یہ دشمن کے قریب پہنچے طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ دیکھنے کے لیے اور دریافت حال کے لیے برآمد ہوئے' سلمہ نے تو آتے ہی ثابت رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا اور طلیحہ نے جب دیکھا کہ اس کا بھائی اپنے مقابل سے فارغ ہو چکا ہے اس نے اسے اپنے مقابل کے مقابلے میں مدد کے لیے پکارا کہ آؤ میری مدد کرو ورنہ یہ شخص مجھے کھا جائے گا چنانچہ اب ان دونوں نے عکاشہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا اور اپنی فرودگاہ کو پلٹ گئے اب خالدؓ اپنی فوج کے ساتھ اس مقام پر آئے جہاں ثابتؓ مقتول پڑے تھے کسی کو ان کی خبر نہ تھی کہ اچانک کسی اونٹ کا پاؤں ان کے جسم پر پڑ گیا ان کو مقتول دیکھ کر مسلمان مرعوب ہو گئے اب پھر جو غور سے دیکھا کہ عکاشہؓ بن محصن بھی مقتول پڑے ہوئے ملے اس سے وہ اور بھی مرعوب ہوئے اور کہنے لگے مسلمانوں کے دو بڑے سردار اور بہادر امیر مارے گئے۔ اس رنگ کو دیکھ کر

اس وقت خالدؓ طے کے پاس پلٹ آئے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم کی پیشکش:

ہشام کہتے ہیں کہ خود عدیؓ بن حاتم سے مروی ہے کہ میں نے خالدؓ بن ولید سے کہلا کر بھیجا کہ تم میرے پاس آ کر چند روز قیام کرو میں طے کے تمام قبائل کے پاس آدمی بھیجتا ہوں اور جس قدر مسلمان اس وقت تمہارے ساتھ ہیں ان سے کہیں زیادہ فوج تمہارے پاس جمع کیے دیتا ہوں اور پھر میں خود تمہارے دشمن کے مقابلے میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی روانگی طے:

ایک انصاری سے مروی ہے کہ ثابتؓ اور عکاشہؓ کے شہید ہونے کے بعد جب خالدؓ نے دیکھا کہ ان کی فوج والوں پر اس واقعے کا بہت برا اثر پڑا ہے انھوں نے کہا اگر تم چاہو تو میں تم کو عرب کے ایک ایسے بڑے قبیلے کے پاس لیے چلتا ہوں جن کی تعداد اور شوکت بہت زیادہ ہے اور جن کا ایک شخص بھی مرتد نہیں ہوا ہے' مسلمانوں نے خالدؓ سے پوچھا اس سے آپ کی مراد کون سا قبیلہ ہے اگر ایسا ہے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے' خالدؓ نے کہا طے' مسلمانوں نے کہا بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں اور آپ کی رائے مناسب ہے' چنانچہ خالدؓ سب مسلمانوں کو لے کر طے میں فروکش ہو گئے۔

معرکہ بزاخہ:

مروی ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ سلمٰی کے قصبہ ارک میں فروکش ہوئے تھے مگر دوسری روایت یہ ہے کہ وہ ''آجا'' میں فروکش ہوئے یہاں سے انھوں نے طلیحہ کے مقابلے کے لیے اپنی فوج کو مرتب کیا اور بزاخہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ اس اثناء میں تمام بنو عامر اپنے امراء اور عوام کے ساتھ اس جھگڑے سے علیحدہ مگر قریب ہی اس انتظار میں بیٹھے تھے کہ دیکھیں کس کو شکست ہوتی ہے تب کسی فریق کی شرکت کا فیصلہ کریں۔

بنو طے کا بنو قیس سے جنگ کرنے پر اصرار:

سعد بن مجاہد نے اپنی قوم کے شیوخ سے یہ بات سنی کہ ہم نے خالدؓ سے کہا ہم قیس سے نبٹ لیتے ہیں بنو اسد ہمارے حلیف ہیں ان کے مقابلے سے ہم کو معاف کر دیا جائے۔ خالدؓ نے کہا کہ قیس بھی کچھ طاقتور نہیں ہیں۔ لہٰذا دونوں قبیلوں میں سے جس کے مقابلے پر جانا چاہو بڑھو' اس پر عدیؓ نے کہا کہ اگر اسلام کو میری قوم میں سے میرے قریب تر سے قریب تر خاندان نے چھوڑا ہوتا تو میں ان سے جہاد کرتا' محض اس وجہ سے کہ بنو اسد ہمارے حلیف ہیں ہم ان سے نہ لڑیں' میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں خالدؓ نے کہا دونوں فریقوں سے جہاد کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے لہٰذا اس معاملے میں تم اپنے ساتھیوں کی مخالفت نہ کرو کسی ایک کے مقابلے پر جاؤ بہتر یہ ہے کہ اس فریق کے مقابلے پر جاؤ جس سے لڑنے کے لیے وہ زیادہ بے تاب ہیں۔

عبدالسلام بن سوید سے مروی ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے بنو اسد اور بنو فزارہ کے رسالے طے کے مقابلے میں آتے اور محض مواجہے ہونے کے بعد بغیر لڑے واپس ہو جاتے اور کہتے کہ ہم ہرگز کبھی ابوالفصیل (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی بیعت نہیں کریں گے اس کے جواب میں طے کے سوار کہتے کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہاری اس طرح خبر لیں گے کہ پھر تم ان کو ابوالفحل الاکبر کہو گے۔

طلیحہ سے جنگ کا آغاز:

اب لڑائی شروع ہوئی عینیہ نے بنوفزارہ کے سات سو افراد کے ساتھ طلیحہ کی جماعت میں خوب ہی داد مردانگی دی اس وقت طلیحہ اپنے اونی خیمے کے صحن میں چادر اوڑھے بنی بنا ہوا بیٹھا تھا اور باہر میدان میں نہایت خون ریز جنگ ہو رہی تھی' جب عینیہ کو لڑائی میں تکلیف اٹھانا پڑی اور اس کا شدید نقصان ہوا وہ میدان کارزار سے پلٹ کر طلیحہ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کیا جبرائیل تمہارے پاس آئے' اس نے کہا اب تک نہیں آئے عینیہ معرکے میں آ کر پھر لڑائی میں مصروف ہو گیا اور جب اس کو دوبارہ جنگ کی شدت نے پریشان کر دیا وہ پھر طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا کہو اب بھی جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے اس نے کہا نہیں عینیہ نے کہا اب کب آئیں گے ہمارا تو کام تمام ہوا۔ مگر وہ پھر میدان جنگ میں پلٹ کر لڑنے لگا اور اب جب پھر اسے ناکامی ہوئی وہ طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا اب بھی جبرائیل علیہ السلام آئے اس نے کہا ہاں عینیہ نے پوچھا انھوں نے کیا بات بتائی طلیحہ نے کہا انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لڑائی تمہارے لیے اسی طرح چکی کا پاٹ ثابت ہوگی جیسے عینیہ کے لیے اور یہ ایک ایسا واقعہ ہوگا جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

بنوفزارہ کا میدان جنگ سے فرار:

عینیہ نے اپنے دل میں کہا واقعی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ ایک ناقابل فراموش سانحہ ثابت ہوگی اے بنوفزارہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اب یہاں سے بھاگو' بخدا طلیحہ کذاب ہے تمام بنوفزارہ اپنے امیر کے حکم پر لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے ان کے جاتے ہی رنگ بدل گیا تمام مرتدین بھاگے طلیحہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کیا حکم ہے اس سے پہلے ہی اس نے اپنے اور اپنی بیوی نوار کے لیے دو گھوڑے سفر کے لیے ساز و سامان سے درست تیار رکھے تھے۔

طلیحہ کا فرار:

جب اس کی مفرور فوج نے اسے آ کر گھیرا اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے وہ لپک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا دوسرے پر اس نے اپنی بیوی کو سوار کیا اور اسے لے کر بھاگا اپنے ساتھیوں سے بھی اس نے کہا کہ جو میری طرح بھاگ کر جان بچا سکتا ہو وہ بھاگ جائے طلیحہ نے حوشیہ کی راہ اختیار کی اور وہاں سے شام چلا گیا اس کی جماعت بالکل پراگندہ ہوگئی بہت سے مارے گئے۔

مرتد قبائل کا قبول اسلام:

بنوعامر اپنے خاص و عام افراد کے ساتھ یہاں سے قریب بیٹھے ہوئے جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے اور قبائل سلیم اور ہوازن کا بھی یہی حال تھا کہ اللہ نے بنوفزارہ اور طلیحہ کو بری طرح شکست دی اور برباد کر دیا تو چھ دوسرے قبائل خود آئے اور کہنے لگے کہ جس دین کو ہم نے چھوڑا تھا ہم پھر اس میں داخل ہوتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے مال اور جان کے متعلق اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں۔

عہد رسالت میں طلیحہ پر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی فوج کشی:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ عینیہ' غطفان اور بنوطے میں سے جو لوگ مرتد ہوئے ان کے ارتداد کا واقعہ عمارہ بن فلان الاسدی کی روایت سے جو ہم تک منقول ہوا ہے یہ ہے کہ طلیحہ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تھا آپ نے ضرارؓ بن الازور کو اس فتنے کے استیصال کے لیے ہدایات کے ساتھ اپنے بنواسد کے عاملوں کے پاس روانہ فرمایا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ

ہر مرتد کے مقابلے پر باقاعدہ کارروائی کریں' اس میں مسامحت نہ کریں انھوں نے طلیحہ کو پریشان اور خوف زدہ کر دیا' مسلمان واردات میں فروکش ہوئے اور مشرک سمیراء میں فروکش ہوئے' مسلمانوں کی جمعیت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا' برخلاف اس کے مشرک گھٹنے لگے یہاں تک کہ ضرارؓ نے خود طلیحہ پر پیش قدمی کی اور قریب تھا کہ وہ طلیحہ کو زندہ گرفتار کر لیتے مگر ایک وار کی وجہ سے جو انھوں نے کسی تیز آلے سے اس پر کیا اور اس کا کوئی اثر اس پر نہ ہوا۔ اس میں کامیابی نہ ہوسکی۔ یہ بات تمام مسلمانوں میں مشہور ہوگئی کہ کسی ہتھیار کا طلیحہ پر اثر نہیں ہوتا۔ اسی اثناء میں مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی' اس وار کے متعلق جو ضرارؓ نے طلیحہ پر کیا تھا بعض لوگوں نے کہا کہ اس پر کسی ہتھیار کا اثر نہیں ہوتا۔

طلیحہ کے ہمراہیوں میں اضافہ:

اس بات کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسی دن کی شام نہ ہونے پائی تھی کہ بہت سے لوگ مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر طلیحہ سے جا ملے۔ اس کی بات خوب بن آئی اور دور دور اس کی شہرت پھیل گئی۔ ذوالخمار بن عوف الجذامی ہمارے سامنے آ کر فروکش ہوا ثمامہ بن اوس بن لام الطائی نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میرے ساتھ جدیلہ کے پانچ سو جوانمرد ہیں اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آ جائے تو ہم ریگستان کے قریب قردودھ اور انسرہ میں مقیم ہیں تم ہم کو بلا لینا' اسی طرح مہال بن زید نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میرے ساتھ غوث کی ایک زبردست جماعت موجود ہے اگر تم کو کوئی تکلیف پیش آئے تو ہم فید کے قریب اکناف میں فروکش ہیں تم ہم کو بلا لینا' طے ذی الخمار بن عوف کی طرف اس لیے جھک پڑے کہ عہد جاہلیت میں اسد' غطفان اور طے کے درمیان ایک معاہدۂ دوستی تھا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے کچھ قبل غطفان اور اسد نے طے کے خلاف ایک سمجھوتہ کر کے ان کے قبائل غوث اور جدیلہ کو ان کے دیس سے نکال باہر کیا' یہ بات عوف کو ناگوار گذری اس نے غطفان سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے کہ غوث اور جدیلہ جلاوطن ہو گئے مگر عوف نے ان دونوں سے نامہ و پیام کر کے ان سے دوبارہ معاہدہ کر لیا اور اب وہ ان کی مدد کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اس کی مدد سے یہ قبیلے پھر اپنے گھروں کو واپس آ کر بس گئے مگر یہ بات غطفان کو بہت شاق ہوئی۔

بنو غطفان کی طلیحہ کی اطاعت:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عیینہ بن حصن نے غطفان کے سامنے تقریر کی اور ان سے کہا کہ جب سے ہمارے اور بنو اسد کے تعلقات منقطع ہوئے ہیں میں نے غطفان کی حدود نہیں دیکھیں میں تو اب پھر ان سے اس معاہدے کی تجدید کرنا چاہتا ہوں جو نہایت قدیم زمانے سے ہمارے اور ان کے درمیان قائم تھا اور طلیحہ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں اگر ہم اپنے حلیفوں میں سے کسی نبی کی اتباع کر لیں تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ ہم قریش کے نبی کی اتباع کریں اس کے علاوہ محمد کا انتقال ہو چکا ہے اور طلیحہ زندہ ہے۔

غطفان نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اس نے طلیحہ کی اتباع کر لی ان سب نے بھی اس کی اتباع کی' جب تمام غطفان طلیحہ کے ساتھ ہو گیا' ضرارؓ، قضاعیؓ، سنانؓ اور دوسرے وہ لوگ جو بنو اسد میں فتنۂ ارتداد کے انسداد میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کام کر رہے تھے وہاں سے بھاگے جتنے ان کے ساتھی تھے وہ منتشر ہو گئے' پھر انھوں نے ابوبکرؓ سے آ کر سارا واقعہ سنایا اور ان کو باخبر رہنے اور حفاظت کے لیے تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دیا' اس سلسلے میں ضرارؓ بن الازور سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ شاید ہی کسی شخص کو جنگ کی ایسی پریشان کن حالت سے مقابلہ کرنا پڑا ہو جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہوا مگر اس کے باوجود ان کے استقلال میں ذرا کمی

نہ تھی چنانچہ جب ہم نے ان کو تمام واقعات سنائے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ سب واقعات ان کے موافق پیش آئے ہیں۔

منکرین زکوٰۃ قبائل کی مایوسی و مراجعت:

بنو اسد' غطفان' ہوازن اور طے کے وفد ابوبکرؓ کے پاس آئے قضاعہ کے وفد سے اسامہؓ بن زید کی ملاقات ہوگئی' اسامہؓ ان کو بھی ابوبکرؓ کے پاس لے آئے یہ سب وفد مدینہ میں جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دسویں دن یہ تمام وفد مدینہ آئے اور مسلمانوں کے عمائد کے یہاں مہمان ہوئے انھوں نے یہ شرط کی کہ ہم نماز پڑھنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ زکوٰۃ معاف کر دی جائے' جن لوگوں کے پاس یہ وفد فروکش تھے وہ سب ان کی اس شرط کو ماننے پر آمادہ ہو گئے تھے اور قریب تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں' عباسؓ کے سوا مسلمان عمائد میں کوئی اور ایسا نہ تھا جس کے یہاں کوئی وفد مقیم نہ ہوتا ہو' اپنی اپنی جگہ اس بات کو طے کر کے یہ سب ابوبکرؓ کے پاس آئے اور سمجھوتے کی اطلاع دی مگر ابوبکرؓ نے ان کی شرط کو نہ مانا اسے مسترد کر دیا اور کہا کہ میں وہی زکوٰۃ برابر وصول کروں گا جو رسول اللہ ﷺ وصول کرتے تھے' اسے ان لوگوں نے نہ مانا ابوبکرؓ نے ان کو بے نیل و مرام واپس کر دیا اور ایک دن اور رات کی ان کو مہلت دی وہ بہت تیزی سے اپنے قبائل کو روانہ ہو گئے۔

بنو عامر کا تذبذب:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیفر کے پاس بھیجا تھا' رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی' عمروؓ اس وقت عمان میں تھے یہ مدینہ آ رہے تھے جب بحرین آئے انھوں نے منذرؓ بن ساویٰ کو زندگی کے آخر وقت میں پایا' منذرؓ نے عمروؓ سے کہا مجھے اپنے مال کے متعلق مشورہ دو کہ میں اسے کس کام میں خرچ کروں جس سے مجھے نفع ہو ضرر نہ ہو عمروؓ نے کہا اسے وقف کر دو تا کہ تمہارے بعد یہ صدقہ جاریہ رہے' منذرؓ نے ان کے مشورے پر عمل کیا' عمروؓ وہاں سے روانہ ہو کر بنو تمیم میں آئے وہاں سے چل کر بنو عامر کے علاقے میں آئے اور قرۃ بن ہبیرہ کے پاس فروکش ہوئے' قرۃ کی یہ حالت تھی کہ وہ متذبذب تھا کہ کس کا ساتھ دے خاص خاص اشخاص کے علاوہ تمام بنو عامر اسی شش و پنج میں تھے' یہاں سے چل کر عمروؓ مدینہ آئے قریش نے ان کو گھیر لیا اور واقعات دریافت کیے انھوں نے بیان کیا کہ دبا سے لے کر مدینہ تک فوجیں چھاؤنی ڈالے پڑی ہیں' یہ سن کر قریش متفرق ہو گئے اور مشورے کے لیے مختلف حلقوں میں تقسیم ہو گئے۔

فتنہ ارتداد کی وباء اور مسلمانوں کی پریشانی:

عمرؓ بن الخطاب عمروؓ بن العاص سے ملنے آ رہے تھے کہ ان کو کچھ لوگ نظر پڑے جو عمروؓ بن العاص کے بیان کردہ واقعات پر تبادلۂ خیال کر رہے تھے اس حلقے میں عثمانؓ' علیؓ' طلحہؓ' زبیرؓ' عبدالرحمانؓ اور سعدؓ تھے جب ان کے قریب آئے وہ خاموش ہو گئے' عمرؓ نے پوچھا کیا گفتگو تھی' انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا' عمرؓ نے کہا جو بات تم لوگوں نے مجھ سے چھپانا چاہی وہ مجھے معلوم ہے' طلحہؓ بگڑے اور کہنے لگے اے ابن الخطابؓ اب تم ہم کو غیب کی باتیں بتاتے ہو' عمرؓ نے کہا کہ غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے مگر میرا خیال ہے کہ آپ حضرات یہی کہتے ہوں گے کہ ہمیں عربوں سے قریش کے لیے سخت اندیشہ ہے اب عمرؓ نے قسم دے کر اب سب سے پوچھا کیا یہ بات نہ تھی انھوں نے اس کا اقرار کیا اور کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں عمرؓ نے کہا آپ لوگوں کو اس حالت سے قطعی خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے تو عربوں کے لیے آپ کی جانب سے زیادہ اندیشہ ہے جتنا کہ آپ کو ان کی جانب سے ہے۔ بخدا اگر

قریش کے قبائل کسی تنگ وتاریک غار میں جائیں تو تمام عرب ان کی متابعت میں وہاں چلے جائیں گے' اللہ سے ان کے معاملے میں ڈرو اور اس قدر سوئے ظن ان سے نہ رکھو۔ یہ کہہ کر عمرؓ' عمروؓ بن العاص سے ملنے چلے گئے اور ان سے مل کر ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے۔

بنو عامر کا مطالبہ:

عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب عمروؓ بن العاص عمان سے مدینہ آنے لگے وہ قرۃ بن ہبیرہ بن سلمہ بن قشیر کے پاس مہمان ٹھہرے' بنو عامر کے تمام خاندانوں کا ایک زبردست لشکر اس کے گرد فروکش تھا' قرۃ نے عمروؓ کے لیے جانور ذبح کیے اور ان کی خوب خاطر مدارات کی جب وہ سفر کے لیے تیار ہوئے قرۃ نے ان سے خلوت میں گفتگو کی اور کہا کہ عرب اس بات کو کبھی بھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے تم کو لگان دیں البتہ اگر تم مطالبہ رقم سے ان کو معاف کردو تو وہ تمہاری بات سنیں گے اور اسے مانیں گے اگر تم اس کے لیے آمادہ نہیں ہوتو میں نہیں سمجھتا کہ وہ تمہاری اتباع اور حمایت کریں عمروؓ نے اس سے کہا قرۃ کیا تم کافر ہو چکے ہو چونکہ تمام بنو عامر اس کے گرد موجود تھے اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کی متابعت کی وجہ سے اپنی دلی منشاء کو ظاہر کردے کیونکہ وہ سب کے سب اس کی اتباع میں کافر ہو جائیں گے اور اس طرح وہ بہت بڑے شر کا باعث بن جائے گا۔ اس لیے بات کو ٹالنے کے لیے اور یہ بتانے کے لیے کہ وہ اسلام پر قائم ہے اس نے کہا اچھا ہم آپ کا مطالبہ لگان دے دیں گے' اس کے لیے ایک وقت مقرر کرلیا جائے جب ہم سب جمع ہو کر اس کا تصفیہ کریں' عمروؓ نے کہا تم عربوں سے ہم کو ڈراتے ہو اور اسی لیے تم مجلس منعقد کرنا چاہتے ہو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دو بخدا اس موقع پر ہم ایک زبردست رسالے سے تم پر یورش کریں گے' یہ کہہ کر عمرو بن العاصؓ مسلمانوں اور ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے اور ان سے تمام واقعات بیان کیے۔

عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کی گرفتاری:

خالدؓ نے بنو عامر کے معاملے کا تصفیہ کر کے جب ان سے بیعت لے لی' انھوں نے عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کو قید کر کے ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا' یہ ابوبکرؓ کے سامنے آئے قرہ نے کہا اے خلیفہ رسولؐ اللہ میں مسلمان ہوں عمرو بن العاصؓ میرے اسلام کے شاہد ہیں وہ جب میرے پاس اثنائے سفر میں آئے میں نے ان کو اپنا مہمان بنایا ان کی تعظیم وتکریم کی اور ان کی حفاظت کی۔ ابوبکرؓ نے عمروؓ بن العاص کو بلا کر اس کی تصدیق چاہی' عمروؓ نے تمام واقعہ بیان کیا اور جو کچھ قرہ نے کہا تھا وہ کہا بیان کرتے کرتے جب وہ زکوٰۃ کے متعلق اس کی گفتگو کو بیان کرنے لگے قرہ نے کہا اب بس کیجیے آگے بیان نہ کیجیے آپ پر اللہ کی رحمت ہو' عمروؓ نے کہا یہ نہیں ہوسکتا میں پوری بات ابوبکرؓ سے بیان کروں گا چنانچہ انھوں نے تمام گفتگو بیان کردی' ابوبکرؓ نے اسے معاف کر کے اس کی جان بخشی کردی۔

عیینہ بن حصن اس حالت میں کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن پر بندھے تھے مدینہ آیا مدینہ کے لڑکے کھجور کی شاخوں سے اسے کونچتے تھے اے اللہ کے دشمن ایمان لانے کے بعد تو کافر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ میں آج تک اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا تھا' ابوبکرؓ نے اسے بھی معاف کر کے اس کی جان بخشی کردی۔

عمر بن خالد کی گرفتاری:

مسلمانوں نے بنو اسد کے ایک شخص کو گرفتار کر کے عمر بن خالد کے سامنے پیش کیا' یہ طلیحہ کے حالات اور نبوت کے واقعات سے باخبر تھا' خالدؓ نے اس سے کہا کہ اس کی اور اس کی وحی کی کیفیت بیان کرو چنانچہ اس نے یہ الہام سنایا: والحمام و الیمام و الصر

و الصوم قد ضمن قبلکم ھو ام لیبلغن ملکنا العراق و الشام۔

ابو یعقوب سعید بن عبیدہ کی روایت:

ابو یعقوب سعید بن عبیدہ سے مروی ہے کہ جب اہل الغمر بزاخہ میں جمع ہوئے طلیحہ نے سب کے روبرو کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تم ایک چکی تیار کرو جس میں رسیاں بندھی ہوں اللہ اس سے جسے چاہے گا مارے گا اور جسے چاہے اس پر لا ڈالے گا' اس کے بعد اس نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور کہا کہ بنونصر بن قعین کے دو شہ سوار دو سیاہ گھوڑوں پر روانہ کرو وہ ایک جاسوس کو پکڑ کر تمہارے پاس لائیں گے' اس کے پیروؤں نے بنوقعین کے دو شہ سوار اس کام کے لیے بھیج دیئے اور پھر خود وہ اور سلمہ دیکھ بھال کے لیے برآمد ہوئے۔

بنو اسد اور بنو قیس کا قبول اسلام:

ایک انصاری سے جو بزاخہ کے واقعے میں شریک تھے مروی ہے کہ اس واقعے میں خالد رضی اللہ عنہ کو کسی شخص کے بیوی بچے بھی ہمدست نہ ہو سکے کیونکہ بنو اسد کے تمام اہل وعیال محفوظ مقامات میں رکھے گئے تھے' اس کے متعلق ابو یعقوب سے مروی ہے کہ بنو اسد کے بیوی بچے مثقب اور فلیج کے درمیان محفوظ تھے اور قیس کے اہل وعیال فلیج اور واسط کے درمیان محفوظ تھے' خالدؓ کے بڑھتے ہی انہوں نے شکست کھائی اور اپنے بیوی بچوں کی ہلاکت کے خوف سے سب اسلام لے آئے اور خالدؓ سے ان کے لیے امان کی درخواست کی اور ان کو تعاقب کرنے سے باز رکھا۔

طلیحہ کا قبول اسلام:

طلیحہ میدان جنگ سے بھاگ کر نقع میں بنوکلب کے پاس فروکش ہو گیا اور اسلام لے آیا۔ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہیں مقیم رہا اس کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسے اطلاع ملی کہ تمام اسد' غطفان اور عامر مسلمان ہو چکے ہیں وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت ہی میں وہ عمرہ کرنے مکے روانہ ہوا' مدینہ کے قریب سے گذرا ابوبکرؓ سے کہا گیا کہ طلیحہ موجود ہے انھوں نے کہا کہ اب میں اس کے ساتھ کیا کروں جانے دو اللہ نے اسے اسلام کی ہدایت دے دی' طلیحہ نے مکہ آ کر عمرہ ادا کیا اور پھر عمرؓ کے خلیفہ ہونے کے بعد ان کی بیعت کرنے آیا' عمرؓ نے اس سے کہا تم عکاشہؓ اور ثابتؓ کے قاتل ہو' بخدا میں کبھی تم کو پسند نہیں کر سکتا' طلیحہ نے کہا امیر المومنین آپ ان دو شخصوں کا کیا غم کرتے ہیں جن کو اللہ نے میرے ہاتھوں شہادت کی کرامت عطاء فرمائی اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا عمرؓ نے اس سے بیعت لے لی اور کہا اے مکار اب بھی کچھ کہانت کی قوت باقی ہے اس نے کہا اب میں بوڑھا ہو گیا اب کچھ دم نہیں رہا' ان کے پاس سے وہ اپنی قوم کی قیام گاہ کو آیا اور پھر وہاں عراق جانے تک مقیم رہا۔

علقمہ بن علاثہ:

سہل اور عبداللہ سے مروی ہے کہ بنو عامر متذبذب تھے کہ اس فتنہ ارتداد میں کیا روش اختیار کریں اور وہ منتظر تھے کہ اسد اور غطفان کیا کرتے ہیں جب ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اس وقت بنو عامر اپنے عوام اور خواص کے ساتھ علیحدہ فروکش ہو کر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے' قرۃ بن ہبیرہ بنو کعب اور ان کے متعلقین کے ساتھ اور علقمہ بن علاثہ بنو کلاب اور ان کے متعلقین کے ساتھ مورچہ زن تھے' علقمہ کا واقعہ یہ ہوا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں اسلام لا کر مرتد ہو گیا اور طائف کے فتح ہو جانے کے بعد

شام چلا گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ بہت تیزی سے عرب واپس آیا اور بنو کعب میں اس نے مقابلے کے لیے چھاؤنی قائم کی مگر اب تک وہ متذبذب تھا کہ کیا کرے' اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہوئی انھوں نے ایک مہماتی جمعیت قعقاع رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس کے مقابلے پر روانہ کی اور قعقاع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جا کر علقمہ بن علاثہ پر اچانک حملہ کر دو تم اس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لانا یا قتل کر دینا' تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کپڑا پھٹ جائے تو اس کی اصلاح یہ ہے کہ اسے اچھی طرح سی دیا جائے' لٰہذا اس مہم کو کامیاب بنانے میں جو تم سے ہو سکے وہ کرنا۔

علقمہ بن علاثہ کا فرار اور اطاعت:

قعقاع رضی اللہ عنہ اپنی مہم کے ساتھ چلے اور انھوں نے علقمہ پر جو ایک چشمہ آب پر مقیم تھا اچانک حملہ کر دیا علقمہ کے احتیاط کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر وقت ایک پاؤں پر کھڑا رہتا تھا اس لیے حملہ ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے کی طرف لپکا' حملہ آور بھی اس کے پیچھے دوڑے مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آ سکا اس کے اہل و عیال نے اطاعت قبول کر لی' اس کی بیوی' بیٹیاں دوسری عورتیں اور وہ مرد جو وہیں رہ گئے تھے بالکل بدل گئے اور انھوں نے قعقاع رضی اللہ عنہ سے اسلام کی وجہ سے اپنے آپ کو بچا لیا' قعقاع رضی اللہ عنہ ان کو ابوبکرؓ کے پاس لے آئے اس کے بیٹے اور بیوی نے کہا کہ ہم نے علقمہ کو نہیں بلایا ہم تو اپنے وطن میں مقیم تھے ہم نے اسے کوئی اطلاع نہیں بھیجی اس نے جو کچھ کیا اس کے ذمہ دار ہم کسی طرح نہیں ہیں' ابوبکرؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر خود علقمہ بھی اسلام لے آیا اور ابوبکرؓ نے اس کے اسلام کو تسلیم کر لیا۔

ابن سیرین سے بھی اسی مفہوم کا بیان نقل ہوا ہے۔

اہل بزاخہ کی اطاعت:

اہل بزاخہ کی ہزیمت کے بعد بنو عامر نے کہا کہ ہم پھر اس دین میں داخل ہو جاتے ہیں جس کو ہم نے ترک کر دیا تھا خالدؓ نے ان سے بھی انھیں شرائط پر جو انھوں نے اہل بزاخہ سے جس میں اسد' غطفان اور طے شامل تھے بیعت لی تھی بیعت لے لی اور ان سب نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر اطاعت قبول کر لی' خالدؓ نے اسد' غطفان' ہوازن' سلیم اور طے سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنھوں نے ارتداد کے زمانے میں اپنے یہاں کے مسلمانوں کو جلایا تھا ان کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا اور مظالم کیے تھے ان کے حوالے کر دیں اس معاملے میں انھوں نے کسی عذر کو نہیں مانا ان قبائل نے اپنے ان تمام لوگوں کو خالدؓ کے حوالے کر دیا۔ خالدؓ نے ان قبائل کے اسلام کو قبول کر کے ان کو چھوڑ دیا البتہ انھوں نے قرۃ بن ہبیرہ اور اس کے چند ساتھیوں کو قید کر لیا۔ اور جن لوگوں نے مسلمانوں پر مظالم کیے تھے ان کے اعضاء قطع کرا دیے ان کو جلایا سنگسار کیا اور بعض کو پہاڑوں سے گرا دیا' اور بعض کو کنوؤں میں ڈال کر تیروں سے چھلنی کر دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط:

قرۃ اور دوسرے قیدیوں کو خالدؓ نے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کیا' اور ان کو لکھا کہ بنو عامر اسلام سے روگردانی اور انتظار کے بعد پھر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں جن قبائل سے میری جنگ ہوئی یا جن سے بغیر جنگ کے مصالحت ہوئی میں نے ان سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنھوں نے ارتداد کے زمانے میں مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کیے تھے تاوقتیکہ میرے حوالے نہ کر

دیں میں ان سے مصالحت نہیں کروں گا' انھوں نے میری شرط مان لی اور ایسے تمام مجرموں کو میرے حوالے کر دیا میں نے ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر قتل کر ڈالا۔ البتہ قرۃ اور اس کے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضرت خالدؓ کے نام خط:

نافع سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اس خط کے جواب میں خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا جو کچھ تم نے کیا اور جو کامیابی تم کو حاصل ہوئی۔ اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے تم اپنے ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو فَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے اور نیکی کرتے ہیں) تم اللہ کے اس کام میں پوری جدوجہد کرو تساہل نہ کرنا اور جس کسی ایسے شخص پر جس نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو تمہارا قابو چل جائے اسے بے دریغ قتل کر کے دوسروں کے لیے باعث عبرت بنانا' اور جس شخص نے اللہ کی مخالفت کی ہو اور تم اس کو قتل کر دینے میں اسلام کی بھلائی سمجھتے ہو بے دریغ اسے قتل کر دینا۔

مجرموں کو سزائیں:

خالدؓ ایک ماہ بزاخہ میں فروکش رہے اور اس قسم کے لوگوں کی تلاش میں ہر طرف چھاپے مار کر ان کو گرفتار کرتے رہے' ان میں سے بعض کو انھوں نے جلا دیا۔ بعض کو ہاتھ پاؤں باندھ کر کنوؤں میں ڈال دیا' بعض کو سنگسار کر دیا' اور بعض کو پہاڑوں پر سے گرا کر مار ڈالا۔ قرۃ اور اس کے ساتھی گرفتار کر کے لائے گئے مگر ان کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا گیا جو عیینہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا کیونکہ ان کی حالت ان سے مختلف تھی اور نہ انھوں نے وہ حرکتیں کی تھیں جو عیینہ نے کی تھیں۔

ام زمل سلمٰی بنت ام قرفہ:

سہل اور ابو یعقوب سے مروی ہے کہ غطفان کے شکست خوردہ اور مفرور لوگ ظفر آئے۔ یہاں ام زمل سلمٰی' مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیٹی جو اپنی ماں ام قرفہ بنت ربیعہ بن خلان بن بدر کے بالکل مشابہ تھی رہا کرتی تھی' ام قرفہ مالک بن حذیفہ کی بیوی تھی اور اس کے بطن سے مالک کی اولاد قرفہ' حکمہ' جراشہ' زمل' حصین' شریک عبد' زفر' معاویہ' حملہ' قیس اور لایا پیدا ہوئی۔ ان میں سے حکمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز جبکہ عیینہ بن حصن نے مدینے کے مویشیوں پر غارت گری کی' قتل کر دیا ابوقتادہؓ نے حکمہ کو قتل کیا۔

ام سلمٰی کا خروج:

غرض کہ یہ تمام مفرور سلمٰی کے پاس جو عزت میں اپنی ماں جیسی تھی جمع ہو گئے اس کے پاس ام قرفہ کا اونٹ بھی تھا' یہ سب لوگ اس کے یہاں فروکش ہوئے اس نے ان لوگوں کو ان کی شکست پر غیرت دلائی اور جنگ کا حکم دیا اور پھر خود بھی قبائل میں گھوم گھوم کر ان کو خالدؓ کے مقابلے کے لیے اکسایا اس طرح ایک بڑی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی اور اب وہ پھر جنگ کے لیے دلیر ہوئے' ہر جانب سے بچھڑے بھٹکے اس کے پاس آ گئے۔ اس سے قبل ام قرفہ کی زندگی میں یہ قید ہو کر عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملی تھی' انھوں نے اسے آزاد کر دیا تھا یہ ان کے پاس عرصہ تک رہی پھر اپنی قوم میں چلی آئی ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ تم میں سے ایک حوب کے کتوں کو بھونکائے گی' سلمٰی نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو پورا کیا اور اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے آمادہ ہوئی۔ اس کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے اس نے ظفر سے حوب تک کے علاقے میں بارہا چکر لگائے اور ان قبائل غطفان' ہوازن سلیم' اسد اور طے کے وہ تمام لوگ جو جنگ سے مفرور ہو کر بے یار و مددگار مصیبت کے دن بسر کر رہے

تھے اس کے پاس ایک اور کوشش کے لیے جمع ہو گئے۔

ام سلمیٰ کا قتل:

خالد رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اس وقت مجرموں کی گرفتاری' زکوٰۃ کی تحصیل' دعوت اسلام اور لوگوں کی تسکین میں منہمک تھے' اس عورت کے مقابلے پر بڑھے اب تک اس کی شوکت اور طاقت بہت بڑھ چکی تھی اور اس کا مقابلہ اب آسان کام نہیں رہا تھا' خالدؓ اس کے اور اس کی جمعیتوں کے مقابل جنگ کے لیے فروکش ہو گئے نہایت شدید اور خون ریز جنگ ہوئی وہ جنگ کے وقت اپنی ماں کی شان کی طرح اس کے اونٹ پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہی تھی اس روز خاسی کے جو بنو غنم کا ایک خاندان تھا اور ہاریہ اور غنم کے خاندان کے خاندان صاف ہو گئے' کامل کے کئی آدمی کام آئے یہ ہی بہت زیادہ جانبازی سے جنگ میں لڑے تھے' آخرکار خالدؓ کے شہ سواروں نے اس اونٹ پر یورش کر کے اسے ذبح اور سلمیٰ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے اونٹ کے گرد تقریباً سو آدمی مارے گئے۔ دشمن کو کامل شکست ہوئی' خالدؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی بشارت بھیجی جو مدینے میں قرۃ کے آنے کے بیس راتوں کے بعد موصول ہوئی۔

فجاۃ ایاس بن عبداللہ کا فریب:

سہل اور ابو یعقوب سے مروی ہے کہ جواُ اور ناعر کا قصہ یہ ہوا کہ فجاۃ ایاس بن عبد یالیل ایک دن ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اسلحہ سے میری مدد کریں اور پھر مرتدین کی جس جماعت کے مقابلے پر چاہیں بھیج دیں' ابوبکرؓ نے اسے اسلحہ دیا اور ہدایت کر دی' مگر اس نے ان کے حکم سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے خلاف ہو گیا۔ اپنے مقام سے برآمد ہو کر جواُ آیا' یہاں سے اس نے بنو الشرید کے نجبہ بن ابی المیثاء کو مسلمان پر غارت گری کے لیے بھیجا' سلیم' عامر اور ہوازن کے ہر مسلمان پر غارت گری کرنے لگا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انھوں نے طریفہ بن ماجز کو حکم دیا کہ تم تیار ہو کر اس کے مقابلے پر جاؤ' نیز انھوں نے عبداللہ بن قیس الجاسی کو طریفہ کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ یہ دونوں نجبہ کے مقابلے کے لیے چلے اور تلاش کر کے اس کے قریب پہنچے اس نے ان دونوں سے کنائی کاٹنا شروع کی اور بچنا چاہا مگر انھوں نے جواء پر اسے لڑنے کے لیے مجبور ہی کر دیا' جنگ ہوئی نجبہ مارا گیا۔ فجاۃ بھاگا مگر طریفہ نے لپک کر اسے زندہ گرفتار کر لیا اور ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا جب وہ ابوبکرؓ کے پاس پہنچا انھوں نے اس کے لیے مدینے کی عیدگاہ میں آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر اس میں زندہ جھونک دیا۔

فجاۃ ایاس کی عہد شکنی کی سزا:

فجاۃ کے متعلق عبداللہ بن ابی بکرؓ سے جو روایت منقول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بنو سلیم کا ایک شخص فجاۃ ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل بن عمیرہ بن خفاف' ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں میں مرتدوں سے جہاد کرنا چاہتا ہوں' آپ سواری اور اسلحہ سے میری مدد کیجیے' ابوبکرؓ نے اس کی درخواست مان لی اسے سواری اور اسلحہ دیئے یہ وہاں سے چل کر اب مفصلات میں پہنچا وہاں جو مسلم یا مرتد اس کے سامنے آیا اس نے اس سے مال وصول کرنا شروع کیا جس نے انکار کیا اسے اس نے قتل کر دیا۔ اس کے ہمراہ بنو الشرید کا نجبہ بن ابی المیثاء بھی تھا' ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے طریفہ بن حاجز کو لکھا کہ دشمن خدا فجاہ نے مجھے آ کر یہ دھوکہ دیا کہ اپنے تئیں مسلمان ظاہر کر کے مجھ سے درخواست کی کہ مرتدین سے جہاد کے لیے اس کی مدد کروں' میں نے اسے سواری

دی اور اسلحہ دیئے اب مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ اللہ کا دشمن مسلمانوں اور مرتدین سے مال وصول کر رہا ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے لہٰذا تم اپنے پاس کے مسلمانوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسے قتل کر دو یا زندہ گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو' طریقہ بن حاجز ان کے مقابلے پر گئے' مقابلہ ہوا مگر پہلے صرف تیروں سے مقابلہ ہوا' ایک تیر بجنہ کے لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا فجاءۃ نے جب مسلمانوں کی شجاعت' سعی اور ثابت قدمی دیکھی وہ سہم گیا اس نے طریقہ سے کہا کہ اس کام کے تم مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہو تم بھی ابوبکرؓ کے مقرر کردہ امیر ہو اور میں بھی اس کا امیر ہوں۔ طریقہ نے کہا اگر سچے ہو تو ہتھیار رکھ دو اور میرے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس چلو' فجاءۃ طریقہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا' جب دونوں ابوبکرؓ کے پاس آئے ابوبکرؓ نے طریقہ بن حاجز کو حکم دیا کہ اسے بقیع میں لے جا کر آگ سے جلا ڈالو' طریقہ اسے عیدگاہ لائے آگ جلوائی اور اس میں اسے زندہ جلا دیا۔

ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ سلیم بن منصور کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے بعض مرتد ہو گئے تھے اور بعض اپنے امیر بنو حارثہ کے معن بن حاجز کے ساتھ جن کو ابوبکرؓ نے مقرر کیا تھا اسلام پر قائم تھے جب خالدؓ بن الولید طلیحہ کے مقابلہ پر گئے' ابوبکرؓ نے معن کو لکھا کہ بنو سلیم میں سے جو لوگ اب تک اسلام پر قائم ہوں تم ان کو لے کر خالدؓ کے ساتھ جاؤ۔ معن اپنے مستقر پر اپنے بھائی طریقہ بن حاجز کو مقرر کر کے خالدؓ کے ساتھ چلے گئے' بنو سلیم میں سے ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ خنساء کا بھائی بھی مرتد ہو گیا تھا جس کا اس نے اپنے اشعار میں بھی فخریہ اظہار کیا ہے مگر پھر یہ اسلام لے آیا اور سب کے ساتھ اس نے بھی اسلام قبول کیا۔ عمرؓ بن الخطاب کے عہد میں یہ مدینہ آیا۔ مدینہ آ کر اس نے اپنی اونٹنی بنو قریظہ کے فراز میں بٹھائی پھر وہ عمرؓ کے پاس آیا جو اس وقت مساکین کو صدقہ دے رہے تھے اور اسے عرب کے فقراء میں تقسیم کر رہے تھے اس نے کہا امیر المؤمنین مجھے عطاء دیجیے کیونکہ میں حاجت مند ہوں' عمرؓ نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ اسلمی ہوں' عمرؓ نے کہا اے دشمن خدا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا ہے۔

فـرديـت رمـحـي مـن كـتـيـبـة خـالـد   و انـي لا رجـو بـعـدهـا ان اعـمّـرا

ترجمہ: ''میں نے اپنے نیزے کو خالدؓ کے دستے سے سیراب کیا اور اب میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ عمر کی خبر لوں گا''۔

یہ کہہ کر عمر رضی اللہ عنہ اس کے سر پر درہ مارنے بڑھے مگر وہ بھاگ گیا اور اپنی اونٹنی کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور پھر اس نے حرہ شوران کی راہ بنو سلیم کو واپس جانے کے لیے اختیار کی۔ اور بعد میں اپنے اشعار میں عمر رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل کی شکایت کی اور ان کی ہجو لکھی۔

باب ۴

مدعیانِ نبوت سجاح و مسیلمہ کذاب ۱۱ھ

بنو تمیم کے عاملوں کا تقرر:

بنو تمیم کا واقعہ یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی مگر اس سے پہلے آپؐ اپنے عاملوں کو بنو تمیم میں مقرر کر کے بھیج چکے تھے' زبرقان بن بدر' رباب' عوف اور ابناء کے عامل تھے' قیسؓ بن عاصم مقاعس اور ان کے متعلقہ خاندانوں کے عامل تھے' صفوانؓ بن صفوان اور سبزہ بن عمرو' بنو عمرو کے عامل تھے یہ بھدی پر تھے اور وہ خضم پر تھے' یہ دونوں بنو تمیم کے قبیلے ہیں۔ وکیعؓ بن مالک' اور مالکؓ بن نویرہ بنو حنظلہ کے عامل تھے' ایک بنو مالک اور دوسرا بنو یربوع کا عامل تھا' صفوان کو جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی وہ بنو عمرو اپنے علاقے اور سیرہ کے علاقے کے صدقات کا مال لے کر ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے۔ سیرہ اپنی قوم میں رباب کے ہنگامے کی وجہ سے ٹھہرے رہے' قیس خاموش بیٹھے منتظر رہے کہ زبرقان کیا کرتے ہیں کیونکہ وہ قیس سے ناراض تھے جب کبھی قیس نے ان سے خوش گوار تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی زبرقانؓ نے ان کی کوششوں کو پارہ پارہ کر دیا ان کو کامیاب نہ ہونے دیا اس لیے اس موقع پر قیس انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں زبرقان کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ ان کے مخالف روش اختیار کریں اب جب انھوں نے دیکھا کہ زبرقانؓ نے اب تک اپنے عندیہ کا اظہار نہیں کیا ہے قیس نے کہا ابن العکلیہ کا برا ہو انہوں نے میرے منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں اگر میں ابوبکرؓ کی اتباع کرتا ہوں اور ان کو صدقات کا مال لے جا کر دوں وہ اسے بنو سعد میں خرچ کر ڈالیں گے اور پھر زبرقان ان قبائل میں مجھے رسوا کریں گے اور اگر خود میں ان صدقات کو بنو سعد میں خرچ کر دوں تو وہ ابوبکرؓ کے پاس مجھے رسوا کریں گے۔

زبرقانؓ بن بدر کی وفاداری:

آخر کار سوچ سوچ کر قیس نے یہ تصفیہ کیا کہ ان صدقات کو وہ مقاعس اور ان کے دوسرے متعلقہ خاندانوں میں تقسیم کر دیں انھوں نے اس پر عمل کیا مگر زبرقانؓ نے وفاداری اختیار کی اور وہ صفوان کے پیچھے ہی رباب' عوف اور ابناء کے صدقات کا مال لے کر مدینہ آ گئے اور ایک شعر میں انھوں نے قیس کے طرز عمل پر تعریض کی' ان کے جانے کے بعد قبائل کا انتظام درہم برہم ہو گیا' ہر طرف کفر و ارتداد پھیل گیا' اور ہر شخص کو اپنی پڑ گئی مگر اس کے بعد قیس اپنے فعل پر نادم ہوئے اور جب علاءؓ بن الحضرمی ان کے قریب آئے وہ اپنے علاقے کے صدقات کا مال وصول کر کے اسے ان کے پاس خود لے کر آ گئے اور خود بھی پھر ان کے ساتھ جہاد کے لیے چلے۔

اس ہنگامے میں عوف اور ابناء بطون سے الجھے رہے اور رباب مقاعس سے دست و گریباں رہے اسی طرح خضم مالک کے ساتھ اور بھدی یربوع کے ساتھ لڑتے رہے اس وقت خضم پر سبزہ بن عمرو صفوانؓ کے جانے کے بعد عامل تھے' حصین بن یار بھدی اور رباب کے عامل تھے' عبداللہ بن صفوان ضبہ کے' عصیماء بن ابیرہ' عبد مناۃ کے' بنو غنم کے عوف بن البلاد بن خالد الجشمی عوف اور ابناء کے عامل تھے' بطون پر سعر بن خفاف تھے' ثمامہؓ بن اثال بنو تمیم سے ان کی امداد کو آیا کرتے تھے مگر جب یہ فتنہ رونما ہوا یہ سب کے سب اپنے اپنے خاندانوں کو چلے گئے اس سے ثمامہ بن اثال کو سخت نقصان پہنچا البتہ جب عکرمہ ان کے پاس آئے تو انھوں نے ثمامہ

کو جنگ پر ابھارا مگر پھر بھی وہ کچھ نہ کر سکے۔

سجاح بنت الحارث بن سوید:

تمام بنو تمیم کے علاقے کا یہ ہی حال تھا کہ ہر ایک کو اپنی پڑی تھی وہ باہم دیگر دست و گریبان تھے ان میں جو مسلمان تھے ان کا واسطہ ان لوگوں سے تھا جو اب تک متذبذب تھے۔ کہ کس کا ساتھ دیں۔ اسی حالت میں سجاح بنت الحارث جزیرے سے ان کے پاس پہنچی یہ اور اس کا خاندان بنو تغلب میں تھا' ربیعہ کے بعض خاندانوں پر ان کی سیادت تھی' اس کے ہمراہ ہذیل بن عمران بنو تغلب کے ساتھ' عقہ بن ہلال نمر کے ساتھ زیاد بن خلان ایاد کے ساتھ اور سلیل بن قیس شیبان کے ساتھ تھے' ایک طرف تو پہلے سے خود ہی ان قبائل میں خلفشار اور بدنظمی پھیلی ہوئی تھی دوسری طرف سے سجاح اور اس کے ہمراہی سردار اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ ان پر چڑھ آئے یہ واقعی بڑی پریشانی کی بات تھی جس میں اب یہ سب کے سب مبتلا ہو گئے۔

سجاح کا اعلانِ نبوت:

سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان اور اس کے دادا عقفان کی اولاد بنو تغلب میں سے تھے اس نے بنو تغلب میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جزیرہ میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا' ہذیل نصرانیت کو چھوڑ کر سجاح کا مرید ہو گیا یہ سردار اس کے ساتھ ابوبکرؓ سے لڑنے کے لیے آئے جب وہ حزن پہنچی اس نے مالک بن نویرہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور اسے صلح کی دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس درخواست کی وجہ سے مالک بن نویرہ اس کے مقابلے اور لڑائی سے باز رہا اور اس نے سجاح کو بنو تمیم کے قبیلوں سے لڑنے پر برانگیختہ کیا' سجاح نے کہا کہ ہاں یہ تجویز مناسب ہے لہٰذا خود تم اس پر عمل کرو میں خود بنو یربوع کی عورت ہوں اگر حکومت مل گئی تو یہ انھیں کی ہو گی' اس کے بعد اس نے بنو مالک بن حنظلہ سے نامہ و پیام شروع کیا اور ان کو مصالحت اور حمایت کی دعوت دی۔ عطارد بن حاجب اور بنو مالک کے تمام سردار اپنے علاقے کو چھوڑ کر بھاگے اور اسی حالت میں وہ بنو العنبر میں آ کر سبزہ بن عمرو کے یہاں فروکش ہوئے۔ اس معاملے میں وکیع نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اسی طرح بنو یربوع کے سردار مالک کے طرز عمل سے بیزار ہو کر اپنے علاقے کو چھوڑ کر بنو مازن میں حصین بنو تیار کے پاس چلے آئے۔

وکیع اور مالک کی اطاعت:

سجاح کے قاصد مصالحت اور مشارکت کی دعوت دیتے ہی مالک کے پاس آئے۔ وکیع نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اس طرح اب وکیع' مالک' اور سجاح تینوں ایک رائے ہو گئے اور انھوں نے اب آپس میں مصالحت اور معاہدہ کر کے سب سے لڑنے کی ٹھان لی اور اب اس پر گفتگو شروع ہوئی کہ خضم' بھدی' عوف' ابناء اور رباب میں سے کس قبیلے سے جنگ کی ابتداء کی جائے' البتہ قیس کو انہوں نے اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہ اب تک متذبذب تھے اور اس لیے ان کو اس بات کی توقع تھی کہ قیس ان سے مل جائیں گے۔ اس موقع پر سجاح نے الہامی پیرایہ میں یہ جملے کہے ''سواریاں تیار رکھو' غارت گری کے لیے تیار ہو جاؤ پھر رباب پر غارت گری کر دو۔ کیونکہ ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے''۔

سجاح کی پیش قدمی:

سجاح اپنے مقام سے بڑھ کر احقار آ کر فروکش ہوئی اور اس نے بنو تمیم کے متعلق کہا کہ یہ حجاز کا میدان ہے' اور رباب میں اگر

کوئی آفت آ جائے تو وہ ضرور دجانی اور دہانی جا کر پناہ گزیں ہوں گے اس لیے مناسب ہے کہ تم میں سے کوئی جا کر پہلے سے ان مقامات پر قبضہ کر لے چنانچہ مالک بن نویرہ نے بڑھ کر دجانی پر قبضہ کر لیا رباب کو اس کی اطلاع ہوئی ان کے تمام قبائل ضبہ اور اور عبد مناۃ سجاح کے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے وکیع اور بشر کا بنو ضبہ کے بنو بکر سے مقابلہ ہوا۔ قبیلہ ثعلبہ بن سعد بن ضبہ سے عقہ اور عبد مناۃ سے ہذیل کا مقابلہ ہوا' وکیع اور بشر کی بنو ضبہ کے بنو بکر سے جنگ ہوئی جس میں ان دونوں کو شکست فاش ہوئی سماعۂ وکیع اور قعقاع گرفتار کر لیے گئے اور ان کے بے شمار آدمی کام آ گئے' اس موقع پر قیس بن عاصم کو اپنے تردد پر ندامت ہوئی اور ان کو محسوس ہوا کہ ان کا طرز عمل مناسب نہ تھا اپنے بعض شعروں میں انہوں نے اپنی ندامت کا اعتراف کیا۔

مقتولین کی دیت:

اس کے بعد سجاح' ہذیل اور بنو بکر کا عقہ اس معاہدے سے جو سجاح اور وکیع کے مابین ہوا تھا پلٹ گئے' عقہ بشر کا ماموں تھا' سجاح نے کہا کہ رباب کے پاس جاؤ وہ تم سے صلح کر لیں گے' تمہارے قیدیوں کو رہا کر دیں گے تم ان کے مقتولوں کی دیت ادا کر دینا اور ان کے اس طرز عمل کا خوشگوار اثر دوسروں پر بھی پڑے گا چنانچہ ضبہ نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور اپنے مقتولین کی دیت لے لی' حملہ آور ضبہ کے علاقے سے چلے گئے' اس واقعے کے متعلق قیس نے چند شعر کہے جس میں ضبہ کے اس طرح دب کر صلح کر لینے پر ان کی مذمت کی اور ان کو غیرت دلائی اور اپنے عندیہ کا اظہار کر دیا کوئی عمری' سعدی یا ربی سجاح کی دعوت میں شریک نہیں ہوا تھا اور نہ خود ان لوگوں نے کبھی یہ امید کی کہ ان قبائل میں سے کوئی ان کا ساتھ دے گا البتہ قیس کے متعلق ان کو توقع تھی کہ وہ ہمارا ساتھ دے گا مگر جب اس نے اپنے عندیہ کا اظہار اس موقع پر ضبہ کو غیرت دلا کر کر دیا اور اپنی روش پر ندامت کا اظہار کر دیا وہ اس کی طرف سے بھی مایوس ہو گئے۔ حنظلہ میں سے صرف وکیع اور مالک نے سجاح کی موافقت اختیار کی تھی اس معاہدے کے ساتھ کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور آپس میں آمد و رفت رکھیں گے' اسی بات کا اظہار اصم التیمی نے فخریہ طور پر اپنے چند شعروں میں کیا ہے۔

ہذیل کی گرفتاری:

جزیرے کے لشکر کے ساتھ سجاح اپنے مقام سے بڑھ کر نباج پہنچی' اوس بن خزیمۃ الہجیمی نے بنو عمرو کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کی حمایت میں لڑنے آ گئے ان سب پر غارت گری کی' ہذیل گرفتار کر لیا گیا' بنو مازن کے قبیلہ بنو وبر کے ناشرہ نے اس کو گرفتار کیا' عقہ کو عبدۃ الہجیمی نے گرفتار کر لیا۔ پھر دونوں فریق جنگ سے اس شرط پر باز آ گئے کہ قیدیوں کو واپس کر دیں' سجاح وغیرہ ان کے یہاں سے چلے جائیں اور ان کے علاقے سے ہو کر نہ گذریں' اس شرط کو سجاح نے مان لیا' حملہ آوروں نے ان کے قیدی رہا کر دیئے مگر ان لوگوں نے سجاح اور اس کے ساتھیوں سے شرائط صلح کے ایفاء کے لیے ضمانت لے لی تھی جسے انہوں نے پورا کر دیا مگر ہذیل کے دل میں اس مازنی کے خلاف جس نے اس کو گرفتار کیا تھا گرہ لگ گئی چنانچہ عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے بعد اس نے ایک جمعیت اکٹھا کر کے سفار پر جہاں بنو مازن مقیم تھے غارت گری کی بنو مازن نے اس کو قتل کر دیا اور سفار میں پھینک دیا۔

سجاح کی یمامہ پر فوج کشی:

جب ہذیل اور عقہ دشمن کے پنجے سے رہائی پا کر سجاح کے پاس واپس آئے اور اہل جزیرہ کے دوسرے سردار بھی جمع ہوئے انہوں نے سجاح سے کہا کہ مالک اور وکیع نے اپنی قوم سے صلح کر لی ہے اب وہ ہماری مدد نہیں کرتے اور اس بات کے بھی روادار نہیں

رہے کہ ہم ان کے علاقے سے گذر سکیں' اسی طرح ان قبائل نے بھی ہم سے شرط کی ہے کہ ہم ان کے علاقے سے نہ گذریں لہٰذا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں' اس نے کہا یمامہ چلو اہل یمامہ کی شوکت بھی زیادہ اور مسیلمہ کی بات بڑھ چکی ہے' اس کے بعد اس نے الہامی لہجے میں کہا۔ یمامہ چلو' کبوتر کی طرح اڑتے ہوئے' یہ لڑائی فیصلہ کن ہوگی اس کے بعد تم پر کوئی ملامت نہیں رہے گی۔

سجاح کے لیے مسیلمہ کے تحائف:

سجاح اور اس کی جماعت بنوحنیفہ کی طرف چلی مسیلمہ کو اس کی اطلاع ہوئی' اس سے وہ پریشان ہو گیا اور ڈرا کہ اگر وہ اس وقت سجاح سے الجھ جائے گا تو ثمامہؓ حجر پر اسے زیر کر لے گا یا شرحبیلؓ بن حسنہ یا گرد کے دوسرے قبائل اسے زیر کر لیں گے اس خوف سے خود اس نے سجاح کو تحائف بھیجے اور درخواست کی کہ آپ مجھے امان دیں تاکہ میں پھر خود آپ کے پاس آؤں' سجاح کی فوجیں مختلف چشموں پر فروکش ہو گئیں اس نے مسیلمہ کو اپنے پاس بلایا اسے امان دی' مسیلمہ بنوحنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ساتھ سجاح کی خدمت میں حاضر ہوا' سجاح ایک راسخ العقیدہ عیسائی تھی اور بنوتغلب کے مشرب نصرانیت سے واقف تھی مسیلمہ نے اس سے کہا کہ آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہوتی اگر برابر تقسیم کی جائے لہٰذا اب قریش کا حصہ بھی اللہ نے تم کو دے دیا ہے تم اسے بخوشی قبول کر لو۔

سجاح کا مسیلمہ سے خطاب:

سجاح نے کہا یہ آدھی زمین صرف ان کا حق ہے جو اللہ کے مطیع ہیں تم اس نصف کو ان سواروں کو دے دو جو تمہارے سامنے صف بستہ ہیں اور وہ خون کے تشنہ ہیں مسیلمہ نے کہا اللہ نے جس کی بات چاہی سنی' اور جس نے خیر طلب کی اللہ نے اسے خیر عطاء کی' اور اس کی بات حسب مراد بڑھتی چلی گئی' تمہارے رب نے تم کو دیکھا' تم پر سلامتی بھیجی اور وحشت کو تم سے دور کر دیا اور آخرت کے دن وہ تم کو آتش دوزخ سے بچا کر حیات دوام عطاء فرمائے گا۔ نیک لوگوں کی دعائیں ہمارے لیے ہیں جو نہ شقی ہیں نہ بدکار' جو تمام رات اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ تمہارے بزرگ رب کے لیے جو مالک ہے بادلوں کا اور بارشوں کا''۔

اس نے یہ بھی کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں اور ان کے بشرے نورانی ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ نماز کے لیے بندھ گئے ہیں' میں نے ان سے کہا کہ تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو' شراب نہ پیو بلکہ اے نیک گروہ تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کھانا کھاؤ' سبحان اللہ جب حیات جاودانی ملے گی تب تم جس طرح چاہنا زندگی بسر کرنا اور اللہ کی طرف جانا۔ اگر رائی کا دانہ بھی ہوا تو اس پر بھی کوئی گواہ رہے گا وہ دلوں کے بھید سے واقف ہے' اور بہت سے لوگ اس میں برباد ہو جائیں گے۔

مسیلمہ نے اپنی جماعت کے لیے یہ قانون بنایا تھا کہ جس کا کوئی ایک لڑکا ہو اجو اس کا وارث ہو سکے اسے اس لڑکے کے مرنے تک اپنی عورت سے مباشرت نہ کرنا چاہیے'' البتہ اگر وہ مر جائے تو پھر اولاد کے خیال سے مباشرت کر سکتا ہے اور اگر پھر بیٹا ہو جائے تو علیحدگی اختیار کر لے۔ اس طرح اس نے ہر ایسے شخص کے لیے جس کا لڑکا ہو عورت سے مباشرت کو حرام کر دیا ہے۔

سجاح کی مسیلمہ سے خیمہ میں ملاقات:

اس واقعے کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب سجاح مسیلمہ کے مقابل آئی اس نے مدافعت کے لیے اپنے قلعہ کا دروازہ بند

کرلیا سجاح نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے آ کر ملو' مسیلمہ نے کہا اس شرط پر کہ اپنے ساتھیوں کو ہٹا دو' سجاح نے حسب عمل کیا مسیلمہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ملاقات کے لیے ایک خیمہ نصب کرو اور اس میں عود اور لوبان کی خوب دھونی دو تا کہ اس کی خواہش جماع میں تحریک ہو جب سجاح اس خیمے میں آ گئی مسیلمہ قلعے سے اتر آیا اور اس نے حکم دیا کہ دس آدمی یہاں پہرہ دیں اور دس اس طرف پہرہ پر کھڑے رہیں اس کے بعد مسیلمہ نے سجاح سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ لیٹ گیا اور اس نے کہا کہیے کیا الہام ہوا ہے' سجاح نے کہا بھلا عورتیں بھی ابتداء کرتی ہیں ہاں تم کو جو الہام ہوا ہو اس کے مطابق عمل کرو مسیلمہ نے کہا' کیا تم نے اپنے اس رب کو نہیں دیکھا کہ اس نے حاملہ عورت کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اس کی پسلیوں اور انتڑیوں کے درمیان سے ایک جاندار بچہ پیدا کیا'' سجاح نے کہا پھر کیا' مسیلمہ نے کہا مجھے الہام ہوا ہے''اللہ نے عورت کو فرج بتایا ہے اور مردوں کو ان کا شوہر ہم ان میں جس طرح چاہیں دخول کریں اور جب چاہیں نکال لیں تا کہ وہ ہمارے لیے اولاد جنیں''۔

سجاح اور مسیلمہ کی شادی:

سجاح نے کہا میں اعلان کرتی ہوں کہ تم نبی ہو' مسیلمہ نے کہا تو پھر شادی کے لیے تیار ہو تا کہ میں اپنی اور تمہاری قوم کے ساتھ تمام عرب پر قبضہ کرلوں۔ سجاح نے کہا ہاں میں تیار ہوں مسیلمہ نے چند فحش شعر پڑھے سجاح نے کہا میں ہر طرح تیار ہوں مسیلمہ نے کہا ہاں مجھے بھی اس کے متعلق الہام ہو چکا ہے' تین دن سجاح اس کے پاس رہی پھر اپنی قوم کے پاس آ گئی انہوں نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا وہ حق پر ہیں اس لیے میں نے ان کی اتباع کی اور ان سے شادی کرلی' انہوں نے پوچھا مسیلمہ نے تم کو کچھ مہر بھی دیا۔ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تم پھر مسیلمہ کے پاس جاؤ' تمہاری جیسی عورت کے لیے یہ زیبا نہیں کہ بغیر مہر پلٹ آئے۔

سجاح کا مہر:

سجاح پھر مسیلمہ کے پاس آئی' جب مسیلمہ نے اسے آتا ہوا دیکھا اپنا قلعہ بند کرلیا اور پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے مہر تو دو' مسیلمہ نے پوچھا تمہارا مؤذن کون ہے اس نے کہا شبث بن ربعی' مسیلمہ نے کہا اسے میرے پاس بھیجو' شبث آیا مسیلمہ نے اس سے کہا کہ اپنے ساتھیوں میں اعلان کردو کہ مسیلمہ بن حبیب رسول اللہ نے تمہارے لیے ان نمازوں میں سے جن کا محمدؐ نے حکم دیا ہے' دو نمازیں عشاء اور صبح کی معاف کردیں زبرقان بن بدر عطارد بن حاجب اور ان جیسے اور لوگ سجاح کے مصاحبوں میں تھے۔

کلبی نے بیان کیا ہے کہ بنو تمیم کے مشائخ نے یہ بات بیان کی ہے کہ صحراء کے اکثر بنو تمیم ان دو وقتوں کی نماز نہیں پڑھتے۔

یہ مہر حاصل کر کے سجاح اپنے مصاحبین زبرقان' عطارد بن حاجب' عمرو بن الاہتم' عیلان بن خرشہ اور شبث بن ربعی وغیرہ کے ساتھ وہاں چلی گئی' عطارد نے اپنے ایک شعر میں فخریہ اس بات کو لکھا ہے کہ اور تمام لوگوں کے نبی مرد ہوئے مگر ہمارا نبی عورت ہے۔

سجاح کی مراجعت جزیرہ:

مسیلمہ نے اس شرط پر سمجھوتہ کرلیا کہ وہ یمامہ کے محاصل میں سے نصف اسے دے گا' سجاح نے کہا مگر اس سال کی رقم تو میں اسی وقت لوں گی' مسیلمہ نے یہ بات مان لی اور کہا کہ اس کام کے لیے تم اپنا کوئی آدمی چھوڑ جاؤ البتہ نصف میں ابھی تم کو دیئے دیتا ہوں اور بقیہ رقم بعد میں بھیج دوں گا' یہ کہہ کر وہ قلعے کے اندر آ گیا نصف رقم اس نے سجاح کو بھجوا دی جسے لے کر وہ جزیرہ چلی آئی اور

بقیہ نصف کی وصول یابی کے لیے اس نے ہذیل' عقہ اور زیاد کو مسیلمہ کے پاس چھوڑ دیا یہ لوگ اطمینان سے مقیم تھے کہ اچانک خالدؓ بن الولید ان کے قریب جا پہنچے اور یہ لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے۔

سجاح کا قبول اسلام:

عرصے تک سجاح بنوتغلب میں مقیم رہی یہاں تک کہ امیر معاویہؓ کا عہد آیا اور جب تمام اسلامی ممالک میں بلاشرکت ان کی حکومت قائم ہوگئی انہوں نے بنوتغلب کو جزیرے سے منتقل کر دیا حضرت علیؓ کے بعد جب عراق نے بھی معاویہؓ کی حکومت کو تسلیم کر لیا' معاویہؓ نے یہ عمل اختیار کیا کہ کوفے میں علیؓ کے جو غالی شیعہ تھے ان کو ان کے مکانات سے بے دخل کر کے ان کی جگہ اپنے شام کے بصرے کے اور جزیرے کے غالی طرفداروں کو آباد کر دیا۔ انھی لوگوں کو شہروں میں نواقل کہا جاتا ہے' اسی سلسلے میں معاویہؓ نے قعقاع بن عمرو بن مالک کو کوفہ سے فلسطین کے شہر ایلیاء میں منتقل کیا اس نے یہ درخواست کی کہ ان کے خاندانی مکانات میں بنوعقفان کو سکونت پذیر کرا دیا جائے اور ان کو بنوتمیم کے ساتھ کر دیا۔ معاویہؓ نے بنوتمیم کو جزیرے سے کوفہ میں منتقل کر دیا اور ان کو قعقاع اور اس کے آبائی مکانات میں سکونت پذیر کرا دیا۔ سجاح بھی ان لوگوں کے ساتھ کوفہ آ گئی اور راسخ العقیدہ مسلمان ہوگئی۔

زبرقان اور اقرع:

زبرقانؓ اور اقرعؓ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ بحرین کا خراج آپ ہمیں لکھ دیں اور ہم اس بات کی ضمانت کرتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ایک بھی اسلام کو ترک نہیں کرے گا' ابوبکرؓ نے ان کی درخواست مان لی اور اس کے لیے ایک تحریر بھی لکھ دی' طلحہؓ بن عبیداللہ نے اس معاملے کے لیے طرفین میں سفارت کی تھی۔ اس تصفیے پر کئی شخص گواہ بھی بنائے گئے ان میں عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے مگر جب باقاعدہ تحریر لکھی گئی اور گواہی کے لیے وہ عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئی' عمرؓ نے اس کی شرائط دیکھ کر اس پر گواہی ثبت نہیں کی اور کہا کہ میں ہرگز اس پر شاہد نہیں بنوں گا اور پھر اس تحریر کو انہوں نے پرزے پرزے کر دیا اور مٹا دیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آیا وہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ امیر ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ، ابوبکرؓ نے کہا امیر تو عمرؓ ہی ہیں' البتہ بیعت میری ہوئی ہے' اس جواب سے طلحہؓ خاموش ہو گئے' زبرقانؓ اور اقرع خالدؓ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک ہوئے' یمامہ کی مشہور لڑائی میں بھی موجود تھے اس کے بعد اقرع جن کے ہمراہ شرحبیلؓ بھی تھے دومہ چلے گئے۔

وکیع اور سماعہ کی اطاعت:

جب سجاح جزیرہ واپس چلی گئی' مالک بن نویرہ ڈرا اور اپنی حرکت پر اسے ندامت ہوئی وہ متحیر تھا کہ اب کیا کرے' وکیع اور سماعہ کو بھی اپنے طرز عمل کی برائی کا احساس ہوا اور اب وہ پھر خلوص نیت کے ساتھ دائرہ اسلام میں واپس آ گئے انھوں نے کوئی سرکشی نہیں کی زکوۃ کی رقم اپنے علاقے سے وصول کر کے اسے خالدؓ کے پاس لے کر آئے' خالدؓ نے پوچھا کہ تم نے ان مرتدین سے کیوں تعلقات قائم کیے انھوں نے کہا کہ بنوضبہ نے ہمارے ایک شخص کو مار ڈالا تھا اس کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اس ہنگامے کو ہم نے مناسب موقع خیال کیا تھا اب بنوحنظلہ کے علاقے میں کوئی اور بات تو پریشان کن رہی نہ تھی البتہ مالک بن نویرہ اور جو لوگ بطاح میں اس کے پاس جمع ہو گئے تھے وہ باقی تھے کیونکہ مالک اب تک اپنے معاملے میں سخت متردد اور حیران تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بطاح کی جانب پیش قدمی:

قاسم اور عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ خالدؓ نے کوچ کا ارادہ کیا وہ ظفر سے چلے' اسد' غطفان' طے اور ہوازن کو وہ درست کر چکے تھے' اب وہ بطاح کے ارادے سے جوحزن سے ادھر واقع ہے اور جہاں مالک بن نویرہ مقیم تھا روانہ ہوئے' مالک کی یہ کیفیت تھی کہ وہ اپنے معاملے میں سخت متردد تھا' مگر اس موقعے پر انصار نے بھی خالدؓ کے ساتھ پیش قدمی کرنے میں تردد کا اظہار کیا اور ان کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے اور انہوں نے عذر میں یہ کہا کہ خلیفہ نے ہمیں اس کا حکم نہیں دیا تھا انہوں نے یہ ہدایت کی تھی کہ جب ہم بزاخہ سے فارغ ہو جائیں اور دشمن کے علاقوں کو مطیع کر لیں تو ان کے دوسرے حکم تک وہیں قیام کریں۔ مگر خالدؓ نے یہ کہا ممکن ہے کہ تم کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہو مگر خلیفہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آگے بڑھوں۔ تمام خبریں مجھے موصول ہوتی ہیں مجھے اس کے خلاف اب تک کوئی حکم نہیں موصول ہوا اور میں امیر ہوں اور جب تک مجھے ان کا کوئی صریح حکم اس کے خلاف نہ ملے اور میں دشمن کے زیر کرنے کا کوئی موقع پاؤں تو کیا اس کے لیے میں ان کو اطلاع دے کر حکم حاصل کروں اور اس طرح وہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے' میں تو ہرگز ایسا نہیں کروں گا بلکہ جو موقع ہم دست ہوگا اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ اسی طرح اگر ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں جس کے متعلق انھوں نے اپنے فرمان تقرر میں کوئی تصریح نہیں کی ہو تو اس موقع پر ہم کیا کریں گے' ہم جو بہتر صورت دیکھیں گے' اس پر فوراً عمل کریں گے' اب مالک بن نویرہ ہمارے قریب موجود ہے میں تو بہر حال خود اور اپنے ہمراہی مہاجرین اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس کے مقابلے پر بڑھتا ہوں اور تم کو ساتھ آنے پر مجبور نہیں کرتا۔

انصار کا تعاون:

یہ کہہ کر خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے ان کے جانے کے بعد انصار کو اپنی مخالفت پر ندامت ہوئی اور اس کے متعلق وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنے تئیں برا کہنے لگے انہوں نے کہا دیکھو اگر خالد رضی اللہ عنہ کو کامیابی ہوئی اور اس میں بھلائی ہوئی تو ہم اس سے محروم ہو جائیں گے اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے تو سب مسلمانوں میں ہماری رسوائی ہو جائے گی اور وہ ہم سے اجتناب کرنے لگیں گے' ان اندیشوں کی وجہ سے اب تمام انصار بھی خالد رضی اللہ عنہ کی معیت کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے' انہوں نے اپنے ایک قاصد کو خالدؓ کے پاس دوڑایا تا کہ وہ ان کو روکے' خالدؓ انصار کے لیے رک گئے اور جب وہ آ گئے تو اب وہ سب کو لے کر بطاح آئے مگر یہاں انہوں نے کسی کو نہ پایا۔

مالک بن نویرہ کا بنو یربوع کو مشورہ:

خالدؓ جب بطاح آئے انہوں نے وہاں کسی کو بھی نہیں پایا' البتہ انہوں نے دیکھا کہ مالک نے جب اسے اپنے معاملے میں تردد ہوا اپنے تمام پیرووں کو ان کی جائدادوں کی دیکھ بھال کے لیے بھیج دیا اور اجتماع کی ممانعت کر دی۔ اس موقع پر اس نے اپنی جماعت سے کہا اے بنو یربوع جب ہمارے امراء نے ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے ان کی بات نہ مانی اور دوسرے لوگوں کو بھی اسلام میں شرکت سے باز رکھا مگر اس فعل کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا میں نے اس معاملے پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کام کو بغیر سوچے سمجھے اور مصلحت بینی کے اختیار کیا گیا ہے اور نہ اس کی رہبری کے لیے لوگ ہیں ایسی حالت میں تم اس شورش سے علیحدگی اختیار کر لو' اپنے علاقوں کو چلے جاؤ اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

مالک کے اس مشورے کی وجہ سے اس کے تمام ساتھی اپنی اپنی کھیتیوں کی خبر گیری کے لیے چلے گئے' خود وہ اپنی فرودگاہ سے اپنے گھر چلا آیا۔

جب خالدؓ بطاح آئے انہوں نے باغیوں کی تلاش کے لیے مختلف فوجی دستے مفصلات میں روانہ کیے اور ان کو ہدایت کی کہ جہاں پہنچیں وہاں پہلے شعار اسلامی کی منادی کر دیں' جو اس کا جواب نہ دے اسے گرفتار کر لائیں اور جو مقاومت کرے اسے قتل کر دیں۔

مالک بن نویرہ کی گرفتاری:

ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ جب وہ کسی مقام پر پہنچیں اذان دیں اور اقامت کہیں اگر اس مقام کے باشندے بھی اذان اور اقامت کہیں تو ان سے کوئی تعرض نہ کریں اور اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو ان پر فوراً حملہ کر کے سب کو جس طرح چاہیں بے دریغ قتل کر ڈالیں جلا دیں اور جو چاہے کریں۔ اور اگر وہ شعار اسلامی کا جواب دے دیں تو پھر ان سے زکوٰۃ کا اقرار لیا جائے اگر وہ مان لیں تو بہتر ہے۔ ورنہ بغیر تنبیہ کے اچانک ان پر حملہ کر کے ان کو غارت کر دیا جائے۔ انھیں دستوں میں سے ایک رسالے کا دستہ مالک بن نویرہ کو جس کے ساتھ بنو ثعلبہ بن یربوع کے چند اور آدمی عاصم' عبید' عرین اور جعفر تھے گرفتار کر کے خالدؓ کے پاس لایا۔ اس دستے کے لوگوں میں جن میں ابوقتادہؓ بھی تھے ان اسیروں کے متعلق اختلاف ہو گیا' ابوقتادہؓ وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے اذان دی' اقامت کہی اور نماز پڑھی اس اختلاف شہادت کی وجہ سے خالدؓ نے ان کو قید کر دیا۔

مالک اور امین کے ساتھیوں کا قتل:

اس رات اس قدر شدید سردی اور ہوا تھی کہ کوئی شے اس کی تاب نہیں لاتی تھی جب سردی اور بڑھنے لگی خالدؓ نے منادی کو حکم دیا اس نے بلند آواز سے چلا کر کہا کہ ادفئوا اسرارکم (اپنے قیدیوں کو گرم کرو) بنو کنانہ کے محاورے میں اس لفظ کے معنی قتل کرنے کے تھے دوسروں کے محاورے میں جب ادفہ کہیں تو قتل کے معنی سمجھے جاتے' سپاہیوں نے اس لفظ کا مفہوم مقامی محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھ لیا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے انہوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا' ضرارؓ بن الازور نے مالک کو قتل کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ کو جو شور و غل سنائی دیا وہ اپنے خیمے سے برآمد ہوئے مگر اس وقت تک سپاہی ان سب کا کام تمام کر چکے تھے اب کیا ہو سکتا تھا' خالدؓ نے کہا اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ بہرحال ہوتا ہے اس سے پہلے بھی لوگوں کا ان کے بارے میں اختلاف تھا ابوقتادہؓ نے کہا یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے خالدؓ نے ابوقتادہؓ کو ڈانٹ دیا۔ وہ ناراض ہو کر ابوبکرؓ کے پاس مدینے آ گئے۔ ابوبکرؓ ان پر برہم ہوئے کہ امیر کی اجازت کے بغیر کیوں آئے' عمرؓ نے ان کی سفارش کی مگر ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تک یہ پھر اپنے امیر کے پاس واپس نہ جائیں میں معاف نہیں کروں گا ابوقتادہؓ خالدؓ کے پاس چلے آئے اور پھر خالدؓ کے ساتھ مدینے آئے' اسی زمانے میں خالدؓ نے ام تمیم منہال کی پوتی سے نکاح کیا تھا اور زمانہ طہر کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ عرب جنگ کے اثناء میں عورتوں سے مباشرت کو برا سمجھتے تھے اور جو ایسا کرتا اسے طعنہ دیتے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اجتہادی غلطی:

عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ خالدؓ ایک مسلمان کے خون کے ذمہ دار ہیں اور اگر یہ بات ثابت نہ ہو سکے تب بھی اس قدر تو ثابت

ہے جس سے کہ ان کو قید کر دیا جائے' اس معاملے میں عمرؓ نے بہت اصرار کیا مگر چونکہ ابوبکرؓ اپنے عمال اور آدمیوں کو کبھی قید نہیں کیا کرتے تھے انہوں نے عمرؓ سے کہا کہ عمرؓ اب اس معاملے میں خاموشی اختیار کرو۔ خالدؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے تم ان کے بارے اب ہرگز کچھ مت کہو' البتہ مالک کا خون بہا ادا کر دو' ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا وہ آئے اور انہوں نے اس واقعے کی پوری تفصیل بیان کی اور معذرت چاہی ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول کی البتہ جنگ کے اثناء میں ان کے نکاح کو برا سمجھا اور ان کو اس بات پر ڈانٹا' کیونکہ عرب اس فعل کو مذموم سمجھتے تھے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی برطرفی کا مطالبہ:

عروہ کے باپ سے مروی ہے کہ اس موقع پر مہم کے بعض لوگوں نے تو شہادت دی کہ جب ہم نے اذان دی' اقامت کہی اور نماز پڑھی ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر دوسروں نے کہا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا' اس وجہ سے وہ سب قتل کر دیئے گئے' مالک کا بھائی متمم بن نویرہ ابوبکرؓ کے پاس اپنے بھائی کا قصاص لینے آیا اور اس نے درخواست کی کہ ہمارے قیدی رہا کر دیئے جائیں' ابوبکرؓ نے قیدیوں کی رہائی کے لیے اس کی درخواست قبول کر لی اور حکم لکھ دیا' عمرؓ نے خالدؓ کے متعلق ابوبکرؓ سے سخت اصرار کیا کہ ان کو برطرف کر دیا جائے اور کہا کہ ان کی تلوار میں بے گناہ مسلمان کا خون ہے مگر ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ یہ نہیں ہوسکتا میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کے لیے نیام سے برآمد کیا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔

سوید کی روایت:

سوید سے مروی ہے کہ مالک بن نویرہ کے بہت ہی گھنے بال تھے' سپاہیوں نے ان کے سروں کو جوڑ کر ان پر دیگیں رکھ دی تھیں' مالک بن نویرہ اور جس قدر مقتول تھے آگ نے ان کے چہروں کو جھلسا دیا تھا البتہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے مالک کا چہرہ جھلنے سے محفوظ رہا' متمم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خدا کا واسطہ دیا اور کہا کہ وہ بالکل بھوکے تھے' عمرؓ نے ان کو جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے' دیکھا تھا انہوں نے متمم سے پوچھا کیا جو کچھ تم نے بیان کیا ہے ایسا ہی واقعہ ہوا' انہوں نے کہا بے شک جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ایسا ہی ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوجیوں کو ہدایت:

عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے فوجیوں کو یہ ہدایات دی تھیں کہ جب تم کسی بستی میں جاؤ اور وہاں نماز کے لیے اذان سنو خاموش رہنا اور پھر ان سے دریافت کرنا کہ انہوں نے کیوں سرکشی اختیار کی ہے اور اگر اذان سنائی نہ دے تو فوراً غارت گری کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کر دینا اور جلا دینا۔ بنوسلمہ کے ابوقتادہؓ حارث بن ربعی نے مالک کے مسلمان ہونے کی شہادت دی تھی اور ان کے قتل کے بعد انہوں نے عہد کیا کہ اب وہ آئندہ کبھی خالدؓ کے ہمراہ کسی جنگ میں شریک نہ ہوں گے اور وہ بیان کرتے تھے کہ جب خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے مالک کے قبیلے پر یورش کی تو رات کی وجہ سے وہ حملہ آوروں سے خائف ہوئے اور انہوں نے اسلحہ سنبھالا' ہم نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں انہوں نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں ہم نے پوچھا پھر ان ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا اور تمہارے ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے' ہم نے کہا اچھا اگر جیسا تم کہتے ہو یہ ہی ہے تو ہتھیار رکھ دو' انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے ہم نے نماز پڑھی' انہوں نے نماز پڑھی' خالدؓ مالک کے قتل کے متعلق یہ عذر پیش کرتے تھے کہ

اس نے بار بار یہ بات کہی ''میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے صاحب نے یہ اور یہ کہا ہوگا'' خالدؓ نے کہا کیا تم ان کو اپنا صاحب نہیں سمجھتے اور پھر آگے بڑھ کر ان کی اور ان کے ساتھیوں کی گردن ماردی' عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی انہوں نے ابوبکرؓ سے ان کی شکایت کی اور پیہم اصرار سے کہا کہ دیکھیے دشمن خدا خالدؓ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر کود پڑا۔ خالدؓ اس مہم سے پلٹ کر مدینہ آئے مسجد نبویؐ میں آئے وہ ایک زنگ آلود قبا پہنے تھے اور عمامہ باندھے تھے' جس میں متعدد تیر چبھے ہوئے تھے' جب مسجد میں آئے عمرؓ نے بڑھ کر تیروں کو ان کے سر سے کھینچ کر ان کو توڑ ڈالا اور کہا کہ محض دکھانے کے لیے اس ہیئت سے آئے ہو' تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا' بخدا میں تم کو سنگسار کروں گا' خالدؓ نے اس وقت ایک لفظ زبان سے نہیں کہا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی خیال ہے' وہ ابوبکرؓ کے پاس سیدھے چلے آئے اور سارا واقعہ سنایا اور معذرت چاہی' اس اعتراف پر ابوبکرؓ نے ان کو معاف کر دیا' ان کی خوشنودی حاصل کر کے وہ اٹھ آئے' عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے خالدؓ نے کہا اے ام شملہ کے بیٹے اب آؤ کیا کہتے ہو عمر رضی اللہ عنہ تاڑ گئے کہ ابوبکرؓ ان سے راضی ہو گئے ہیں وہ چپکے سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالد رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ عبد بن ازور الاسدی نے مالک کو قتل کیا تھا مگر کلبی کہتے ہیں' ضرارؓ بن الازور نے ان کو قتل کیا تھا۔

مسیلمۃ الکذاب اور اس کی قوم اہل یمامہ کے بقیہ واقعات

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی شکست:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہؓ بن ابی جہل کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ان کے پیچھے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا عکرمہؓ، شرحبیلؓ سے پہلے مسیلمہ کے مقابلے پر جا پہنچے تا کہ کامیابی کا سہرا ان کے سر رہے انہوں نے جاتے ہی مسیلمہ سے جنگ کی مگر اس نے ان کو شکست دی' اس واقعے کی اطلاع جب شرحبیل رضی اللہ عنہ کو ملی وہ اثنائے راہ میں ٹھہر گئے' عکرمہؓ نے اپنی سرگذشت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھی ابوبکرؓ نے ان کو ڈانٹ کر لکھا کہ نہ تم مجھے اس حالت میں اپنی صورت دکھاؤ اور نہ مدینہ واپس آؤ جس سے لوگوں میں بددلی پیدا ہو تم سیدھے حذیفہؓ اور عرفجہؓ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ ہو کر اہل عمان اور مہرہ سے لڑو اور اگر تمہارے پہنچنے سے پہلے وہ دونوں جنگ میں مصروف ہو گئے ہوں تو تم اپنی فوج کے ہمراہ بڑھتے چلے جانا' اثنائے راہ میں جہاں سے تمہارا گذر ہو وہاں کے باشندوں کو اسلام کے لیے ٹھیک کرتے جانا یہاں تک کہ تم اور مہاجرؓ بن ابی امیہ یمن اور حضرموت میں مل جاؤ' ابوبکرؓ نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم میرے دوسرے حکم تک اپنی جگہ مقیم رہو' پھر انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو یمامہ روانہ کرنے سے کچھ ہی دن پہلے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب خالد رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آئیں اور تم دونوں اللہ کے حکم سے اپنے کام سے فارغ ہو جاؤ تو تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا تا کہ وہاں تم اور عمروؓ بن العاص منکرین اور مخالفین کی سرکوبی کے لیے یکجا اور تیار رہو' خالدؓ جب بطاح سے ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان کے عرض حال اور معذرت خواہی کے بعد وہ ان سے راضی ہو گئے ابوبکرؓ نے ان کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ کی اس فوج میں جو انصار تھے' ثابتؓ بن قیس اور براءؓ بن فلان ان کے سردار تھے' ابوحذیفہؓ اور زیدؓ مہاجرین کے سردار تھے اسی طرح جتنے قبائل تھے ان میں ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ سردار تھا' خالدؓ اس فوج سے پہلے مدینہ سے چل کر بطاح میں اپنی سابقہ جمعیت کے پاس چلے آئے اور یہاں امدادی مہم کا انتظار کرنے لگے جب وہ آ گئی تو اس کے ساتھ یمامہ آئے ان کے مقابلے پر بنوحنیفہ کی تعداد اس روز بہت زیادہ تھی۔

مسیلمہ کذاب اور شرحبیل رضی اللہ عنہ کی لڑائی:

منقول ہے کہ بنوحنیفہ میں اس وقت چالیس ہزار صرف جنگجو تھے' خالدؓ بڑھتے ہوئے ان کے قریب پہنچے انہوں نے اپنے سارے رسالے کو عقہ' ہذیل اور زیاد کے مقابلے پر جو اس زرخراج کی وجہ سے جسے مسیلمہ نے سجاح کے لیے وصول کر کے ان کو دیا تھا وہاں مقیم تھے تا کہ اسے سجاح کے پاس پہنچا دیں' بھیجا۔ نیز خالدؓ نے تمیم کے بعض قبائل کو ان کے بارے لکھا' انھوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو جزیرۃ العرب سے باہر کر دیا۔ اس موقع پر شرحبیل رضی اللہ عنہ نے بھی وہی عجلت کی جو عکرمہ رضی اللہ عنہ کر چکے تھے اور خالدؓ کے آنے سے پہلے وہ مسیلمہ سے لڑ پڑے اور شکست کھائی اور پیچھے ہٹ آئے جب خالدؓ ان کے پاس آئے انہوں نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا کہ تم نے یہ کیا کیا' خالدؓ نے اسی اندیشے سے کہ چونکہ وہ اب یمامہ کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں۔ رسالے کے دستوں کے متعلق یہ اعتماد کیا تھا کہ وہ ان کے عقب سے دشمن کو ان پر یورش نہ کرنے دیں مگر انہوں نے خود لڑائی کی ابتداء کر کے نقصان اٹھایا۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت:

جابر بن فلاں سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے سلیط رضی اللہ عنہ کو خالدؓ کے لیے بطور کمک کے روانہ کیا تا کہ وہ ان کے عقب کی حفاظت کریں' یہ مدینہ سے چل کر جب خالدؓ کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ رسالے کے جو دستے مختلف اوقات میں ان علاقوں میں گرد آوری کے لیے بھیجے گئے تھے وہ منتشر اور فرار ہو چکے ہیں حالانکہ یہ کمک ان کے قریب ہی تھی مگر لاعلمی میں ایسا ہوا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ اہل بدر میں سے کسی سے سرکاری کام لوں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ اطمینان سے اللہ کی عبادت میں مصروف ہوں اور اس طرح اپنے بہترین اعمال لے کر اس کی جناب میں باریاب ہوں کیونکہ ان ایسے مقدس اور قوموں کے دوسرے نیک افراد کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سے مصائب سے محفوظ رکھتا ہے اور نعمتیں نازل فرماتا ہے بجائے اس کے کہ ان لوگوں سے عملی مدد لی جائے مگر عمر رضی اللہ عنہ کا خیال اس کے برعکس تھا اور وہ کہتے تھے کہ میں ان لوگوں کو ضرور امور سلطنت میں شریک کروں گا اور ان کو میرا ہاتھ بٹانا پڑے گا۔

نہار الرحال بن عنفوہ:

اثال الحنفی سے جو ثمامہؓ بن اثال کے ساتھ ان معرکوں میں موجود تھا مروی ہے کہ مسیلمہ کی یہ کوشش تھی کہ وہ ہر شخص کو خوشامد اور دلداری سے اپنا بنا لے اس کو کچھ اس کی پرواہ نہ تھی کہ لوگ اس کی برائیوں سے آگاہ ہو جائیں۔ اس کے ہمراہ نہار الرحال بن عنفوہ بھی تھا۔ یہ مہاجرین میں سے تھا اس نے کلام پاک پڑھا اور امور شرعیہ میں دستگاہ حاصل کی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہل یمامہ کا معلم مقرر فرمایا تھا کہ یہ مسیلمہ کے دعویٰ کی تردید کرے اور اس لیے مسلمانوں کے لیے باعث تقویت ہو مگر یہ مرتد ہو کر مسیلمہ کے ساتھ ہو گیا' بنو حنیفہ پر اس کے ارتداد کا مسیلمہ کے دعوئے نبوت سے کہیں زیادہ برا اثر پڑا اس نے مسیلمہ کے لیے اس بات کی شہادت دی کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ مسیلمہ کو میرے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہے' اس کی اس شہادت کو سب نے تسلیم کیا اس کی اطاعت قبول کی اور اس سے کہا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراسلت کرو اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو ہم پھر ان کے مقابلے پر تمہاری اعانت کریں گے۔

نہار الرحال کا بنو حنیفہ پر اثر:

اس نہار الرحال بن عنفوہ کا ان پر اس قدر اثر تھا کہ جو بات وہ کہتا بنو حنیفہ اسے مان لیتے اور اس کی اتباع کرتے اور ہر بات تصفیے کے لیے اس کے پاس پیش کرتے' یہ ظاہری طور پر اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا تھا اور ان کا نام پکارا جاتا تھا' عبدالرحمان بن النواحہ اس کا مؤذن تھا اور مجیر بن عمیر نماز کی اقامت کہا کرتا تھا' اور مسیلمہ کی نبوت کی شہادت دیتا تھا جب شہادت کے الفاظ کے ادا کرنے کا موقع آتا تو مسیلمہ مجیر کو حکم دیتا کہ بلند آواز سے اعلان کرو' وہ زیادہ بلند آواز سے مسیلمہ اور نہار کی تصدیق میں کلمات شہادت کہتا اور مسلمانوں کو گمراہ بناتا اس طرح رفتہ رفتہ نہار کا اثر بنو حنیفہ میں بہت زیادہ ہو گیا۔

یمامہ میں مسیلمہ کا حرم:

اس نے یمامہ میں حرم بھی متعین کیا اس سے لوگوں کو روک دیا اور اس کا احترام کرنے پر مجبور کیا اس طرح وہ حرم قرار پایا' اس حرم میں احالیف کے جو بنو اسید کی شاخ تھے اور جن کا وطن یمامہ تھا چند دیہات آ گئے اور یہ بھی حرم میں داخل ہو گئے احالیف میں قبائل نمارہ' نمر' حارث اور بنو جروہ تھے اب انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب ان کے علاقے میں خشک سالی ہوتی وہ اہل یمامہ کی پیداوار کو لوٹ کر حرم

میں آ کر چھپ جاتے اور اگر اہل یمامہ کو ان کی غارت گری کی پہلے سے اطلاع مل جاتی اور وہ ان کا کامیاب مقابلہ کر کے ان کا تعاقب کرتے تو یہ لوگ حرم میں چلے آتے اور ان کا تعاقب کرنے والے حرم کی حرمت کی وجہ سے اس کی سرحد کے اندر قدم نہ رکھتے اور اگر یہ لوگ بے خبری میں ان پر غارت گری کرتے اور ان کی پیداوار لوٹ لے جاتے تو فہو المراد اس قسم کی حرکتیں جب کثرت سے ہوئیں۔

اہل یمامہ کی بنو اسید کے خلاف شکایت:

اہل یمامہ نے ان کے خلاف باقاعدہ چارہ جوئی کی' مسیلمہ نے کہا اچھا میں تمہارے اور ان کے بارے میں آسمان سے وحی کے آنے کا انتظار کرتا ہوں اس کے بعد فیصلہ کروں گا پھر اس نے الہامی انداز میں ان سے کہا' قسم ہے اچانک پھیل جانے والی رات کی سیاہ بھیڑیئے اور سر بریدہ کھجور کے درخت کی' اسید نے قانون حرم کی خلاف ورزی نہیں کی'' احالیف نے کہا جناب والا کیا حرم میں غارت گری کرنا اور زراعت کو برباد کر دینا حرام نہیں ہے اس فیصلے کے بعد بنو اسید نے پھر غارتگری کی اور احالیف دوبارہ فریاد کے لیے آئے مسیلمہ نے کہا میں وحی کا منتظر ہوں اور پھر اس نے کہا ''قسم ہے سیاہ رات اور نڈر بھیڑیئے کی' اسید نے تر اور خشک کی زراعت کو برباد نہیں کیا'' احالیف نے کہا جناب والا کیا نخلستان بار آور نہ تھے جن کو انہوں نے قطع کیا ہے اور کھیتیاں تیار نہ تھیں جن کو انہوں نے برباد کر دیا۔ مسیلمہ نے کہا خاموش واپس جاؤ تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا الہامی انداز:

اسی طرح مسیلمہ اپنے پیروؤں کے سامنے بنو تمیم کے متعلق یہ الہام پڑھا کرتا تھا' بنو تمیم پاک جوان مرد ہیں ان میں کوئی برائی یا تساہل نہیں ہے ہم اپنی زندگی بھر ان کی لغزشوں کو احسان کر کے درگذر کرتے رہیں گے' ہر شخص کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے۔ اور جب ہم مر جائیں تو پھر ان کا معاملہ اللہ رحمان سے ہے' اسی طرح وہ یہ الہام پڑھا کرتا تھا' قسم ہے بکری اور اس کے رنگوں کی اور سب سے تعجب انگیز اس کا سیاہ رنگ اور اس کا دودھ ہے' سیاہ بکری سفید دودھ کس قدر عجیب بات ہے' دودھ میں پانی ملانا حرام کر دیا گیا ہے پھر کیوں تم کو شرم نہیں آتی''۔ ایک اور الہام یہ ہے۔ ''اے مینڈکی' مینڈک کی بیٹی تو کس قدر صاف پاک ہے' تیرا بالائی حصہ پانی میں رہتا ہے اور زیریں مٹی کیچڑ میں تو نہ پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو مکدر کرتی ہے'' ایک دوسرا الہام ہے ''قسم ہے کھیت میں بیج ڈالنے والوں' فصل دور کرنے والوں' دانہ نکالنے والوں' پھر چکی میں آٹا پیسنے والوں' روٹی پکانے والوں ان کو چور کر ملیدہ بنانے والوں اور پھر لقمے بنا کر کھانے والوں کی جو چربی اور مکھن سے کھاتے ہیں' اے ساکنان بادیہ! تم کو فضیلت دی گئی ہے اور شہری تم سے کسی بات میں آگے نہیں ہیں' اپنے علاقے کی مدافعت کرو غریب کو پناہ دو اور بدمعاش کو اپنے یہاں سے نکال دو''۔

ام الہیثم اور مسیلمہ کذاب:

ایک مرتبہ بنو حنیفہ کی ایک عورت ام الہیثم مسیلمہ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے نخلستانوں میں اب پھل نہیں آتے اور ہمارے کنوؤں میں بہت کم پانی رہ گیا ہے تم ہمارے نخلستانوں اور کنوؤں کی شادابی کے لیے دعاء کرو جس طرح محمدؐ نے اہل ہزمان کے لیے دعاء کی تھی۔ مسیلمہ نے نہار سے پوچھا۔ اس کا کیا واقعہ ہے' نہار نے کہا کہ ایک مرتبہ اہل ہزمان نے محمد ﷺ سے آ کر شکایت کی کہ ہمارے کنوؤں میں پانی بہت کم رہ گیا ہے اور نخلستان بار آور نہیں رہے' محمدؐ نے ان کے لیے دعاء کی ان کے کنوؤں میں اس قدر پانی آیا کہ وہ ابل پڑے اور نخلستان اس قدر بار آور ہوئے کہ پھل کے بوجھ سے ان کی شاخیں اس طرح زمین سے لگ گئیں کہ پھر وہ

خود درخت کی جڑیں ہو گئیں اور ان کو قطع کرنا پڑا پھر وہ نہایت بلند' سیدھی اور سرسبز ہو گئیں۔ مسیلمہ نے اس سے پوچھا کہ کنوؤں کے ساتھ انہوں نے کیا ترکیب کی تھی۔ نہار نے کہا محمدؐ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا پھر اہل ہزمان کے لیے دعاء کی اس کے بعد اس میں سے تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر غرارہ کیا اور پھر اس کی کلی اس ڈول میں کر دی' اسے لے کر وہ لوگ اپنے کنوؤں کے پاس آئے اور اس ڈول میں سے پانی لے کر سب کنوؤں میں ڈال دیا' پھر انہوں ان کنوؤں سے اپنے نخلستانوں کو پانی دیا۔ جس کا اثر وہ ہوا جو میں بیان کر چکا ہوں' اور پھر بھی کنوؤں کا پانی ذرا سا بھی کم نہیں ہوا۔

مسیلمہ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا' دعاء مانگی اس سے ایک چلو پانی منہ میں لے کر اس ڈول میں کلی کر دی۔ اس پانی کو ان لوگوں نے لے جا کر اپنے کنوؤں میں ڈال دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کنوؤں کا پانی اور بھی کم ہو گیا اور ان کے نخلستان خشک ہو گئے مگر یہ بات مسیلمہ کے قتل کے بعد ان پر ظاہر ہوئی۔

بنو حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کی دعاء:

ایک مرتبہ نہار نے اس سے کہا کہ تم بنی حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کو برکت دیا کرو' اس نے پوچھا یہ کس طرح کیا جائے' نہار نے کہا' اہل حجاز کا یہ دستور تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا وہ اسے دعائے برکت کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تھے وہ اس کی ٹھوڑی اور سر پر ہاتھ پھیرتے تھے مسیلمہ کے پاس بھی جو بچہ لایا جاتا وہ اس کے ساتھ یہی عمل کرتا مگر جس کی ٹھوڑی یا سر پر اس نے ہاتھ پھیرا وہ مسخ ہو گیا اور اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی' یہ بات اس کے پیروؤں کو اس کے قتل کے بعد معلوم ہوئی۔

مسیلمہ کی وجہ سے باغ کی تباہی:

مسیلمہ کے مصاحبوں نے اس سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تم بھی اپنے پیروؤں کے باغوں میں چلو اور نماز پڑھو' مسیلمہ یمامہ کے ایک باغ میں آیا اس نے وضو کیا نہار نے باغبان سے کہا کہ تم رحمان کا وضو لے کر اس سے اپنے باغ کو سیراب کیوں نہیں کر لیتے' اس سے تمام باغ سیراب اور شاداب ہو جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے بنو حنیفہ کے بنومہریہ کر چکے ہیں' اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ بنومہریہ کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کے وضو کا پانی وہ اپنے ساتھ یمامہ لے کر آیا اور اس پانی کو اس نے اپنے کنویں میں ڈال دیا' اس کی برکت سے اس کنویں کا پانی بڑھ گیا اور اس کی زمین جو پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہوتی جارہی تھی اب اس وضو کے پانی کی برکت سے جب اسے کنویں سے سیراب کیا گیا تو وہ شاداب اور سیر حاصل ہو گئی اور ہر زمانے میں اس کی زمین زراعت سے سرسبز اور آباد پائی گئی' نہار کے کہنے سے باغ والے نے مسیلمہ کے وضو کے پانی سے اپنے باغ کو سیراب کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل خشک اور بنجر ہو گئی کہ اب اس میں چارہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ایک اور شخص مسیلمہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری زمین شور ہو گئی ہے آپ اس کے لیے دعاء کیجیے جیسا کہ محمدؐ نے سلمیٰ کی زمین کے لیے دعاء کی تھی' مسیلمہ نے کہا نہار یہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا واقعہ ہوا ہے اس نے کہا' ایک مرتبہ ایک سلمی جس کی زمین شور ہو گئی تھی محمدؐ کے پاس آیا محمدؐ نے اس کے لیے دعاء کی اور پانی کے ایک ڈول میں کلی کر کے وہ اسے دے دیا' اس نے اس ڈول کو اپنے کنویں میں ڈال کر اسے نکال لیا اس سے وہ زمین پھر سرسبز اور قابل کاشت ہو گئی' یہ واقعہ سن کر مسیلمہ نے بھی یہی کیا۔ اور جو شخص اس کے پاس دعاء کے لیے آیا تھا اس نے وہ ڈول لے جا کر اپنے کنویں میں ڈالا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زمین میں زیادہ تری بڑھ

گئی جس کی وجہ سے نہ وہ خشک ہوسکی اور نہ بارآور۔

ایک مرتبہ ایک عورت مسیلمہ کے پاس آئی اور اسے دعاء کے لیے اپنے نخلستان لے گئی‘ مسیلمہ نے ان کے لیے دعاء کی‘ جنگ عقرباء کے دن اس کے نخلستان کے تمام خوشے خشک ہوکر جھڑ گئے‘ یہ بات اگرچہ اس کے پیرووں پر ظاہر ہوچکی تھی مگر بدبختی نے ان پر ایسا غلبہ کیا تھا کہ پھر بھی وہ راہِ راست پر نہ آئے۔

طلحۃ النمری اور مسیلمہ کذاب:

عمیر بن طلحۃ النمری اپنے باپ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ یمامہ آیا‘ اس نے پوچھا مسیلمہ کہاں ہے لوگوں نے کہا زبان بند کرو رسول اللہ کہو اس نے کہا جب تک میں اس سے ملاقات نہ کرلوں میں اسے رسول اللہ نہیں کہوں گا‘ اب وہ اس کے پاس آیا‘ اور پوچھا تم مسیلمہ ہو اس نے کہا ہاں‘ میرے باپ نے پوچھا تمہارے پاس کون آتا ہے اس نے کہا رحمان‘ میرے باپ نے پوچھا کیا وہ روشنی میں آتا ہے یا ظلمت میں‘ اس نے کہا ظلمت میں‘ میرے باپ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو اور محمدؐ صادق ہیں مگر ربیعہ کے کذاب کو میں مضر کے صادق پر ترجیح دیتا ہوں‘ یہ مسیلمہ کے ساتھ عقرباء کی جنگ میں مارا گیا۔

مجاعہ بن مرارہ:

جب مسیلمہ کو معلوم ہوا کہ خالدؓ قریب آ گئے ہیں اس نے عقرباء میں اپنا پڑاؤ ڈالا اپنے تمام لوگوں کو مدد کے لیے بلایا اور لوگ آنے لگے‘ اسی اثناء میں مجاعہ بن مرارہ ایک جمعیت کے ساتھ برآمد ہوا تاکہ بنو عامر اور بنو تمیم سے اپنا انتقام لے جس کے فوت ہو جانے کا اسے اندیشہ تھا اور اب ان لوگوں کے اس ہنگامے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس انتقام کے اس وقت لینے کی اسے ترغیب پیدا ہوئی‘ خولہ بنت جعفر کو بنو عامر نے اپنے یہاں روک لیا تھا‘ مجاعہ نے اسے ان کے ہاتھ سے زبردستی چھڑا لیا اور بنو تمیم نے اس کے اونٹ پکڑ لیے تھے۔

مجاعہ اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری:

خالدؓ‘ شرحبیلؓ بن حسنہ کے سامنے آئے اور انھوں نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا‘ خالدؓ نے اپنے مقدمۃ الجیش پر خالد بن فلان المخزومی کو امیر مقرر کیا اور اپنے میمنہ اور میسرہ پر زیدؓ اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا‘ مسیلمہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ پر محکم اور رحال کو امیر مقرر کیا‘ خالدؓ بڑھے‘ شرحبیل رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے‘ جب یہ مسیلمہ کے پڑاؤ سے ایک رات کے فاصلے پر رہ گئے‘ جلیلیہ پر رات کو ایک جماعت جس کی تعداد کم از کم چالیس اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بیان کی گئی ہے شب گذارنے کے لیے آئی‘ یہ مجاعہ اور اس کے ہمراہی تھے جو بنو عامر کے علاقے پر غارت گری کر کے اور خولہ بنت جعفر کو ان کے ہاتھ سے چھڑا کر ساتھ لیے ہوئے واپس آئے تھے اور یہاں نیند کے غلبے سے مجبور ہوکر یمامہ کے اصل درے سے ورے شب باش تھے خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے ان کو سوتے ہوئے جالیا‘ گھوڑوں کی باگیں ان کے ہاتھوں میں تھیں جن کو انھوں نے اپنے گالوں کے نیچے رکھ چھوڑا تھا ان کو اس فوج کے قریب آ جانے کا علم نہ ہوسکا تھا خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے ان کو بیدار کیا اور پوچھا کون ہو؟ انہوں نے کہا یہ مجاعہ ہے اور یہ حنیفہ ہے پھر انہوں نے پوچھا اللہ تمہارا بھلا نہ کرے تم بتاؤ تم کون ہو‘ اس کا خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے کچھ جواب نہیں دیا اور ان کو حراست میں لے لیا اور خالدؓ کے وہاں آنے تک ان کو روک رکھا‘ جب خالد رضی اللہ عنہ آئے ان کی فوج والوں نے اس جماعت کو ان کے پاس پیش کیا۔

مجاعہ کے ہمراہیوں کا قتل:

خالدؓ نے پہلے تو خیال کیا کہ یہ لوگ ان کے استقبال کے لیے آئے ہیں تاکہ ان کی گرفت سے بچ جائیں‘ اس خیال سے

انہوں نے پوچھا کہ تم کو ہماری خبر کب ہوئی' ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی تو کوئی اطلاع نہ تھی ہم تو یہ اپنے پاس والے بنو عامر اور بنو تمیم سے اپنا انتقام لینے آئے تھے' یہ جواب لاعلمی میں وہ دے گئے اگر خالدؓ کے سوال کو سمجھ جاتے تو ایسا نہ کہتے بلکہ کہتے کہ آپ کی خبر سن کر ہم خود آپ کے استقبال کے لیے آئے ہیں' خالدؓ نے ان کے جواب کی وجہ سے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا' مجاعہ بن مرارہ کے علاوہ اور سب نے قتل ہونے پر آمادگی ظاہر کی البتہ مجاعہ کے متعلق اس کے ساتھیوں نے خالدؓ سے کہا کہ تم کل جو بھلائی یا برائی کا سلوک اہل یمامہ کے ساتھ کرنا چاہتے ہو اپنے مفاد کی خاطر مجاعہ کو زندہ چھوڑ دو' خالدؓ نے اور سب کو قتل کر دیا اور مجاعہ کو یرغمال کے طور پر اپنے پاس قید کر لیا۔

حضرت ابوہریرہؓ کا رحال کے متعلق بیان:

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے رحال کو بلایا' وہ ان کے پاس آیا ابوبکرؓ نے اسے ہدایات دے کر اہل یمامہ کے پاس بھیج دیا' چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر وہ ان کے پاس چلا آیا تھا اس لیے وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ سچا مومن ہے حالانکہ ایک مرتبہ کا یہ واقعہ ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جس میں رحال بن عنفوہ بھی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' آپؐ نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ جس کا دانت جو احد سے بڑا ہے' دوزخ میں جل رہا ہے' اس صحبت کے اور سب تو مر گئے تھے میں اور رحال زندہ تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید سے خائف تھا کہ رحال نے مسیلمہ کے ساتھ خروج کیا اور اس کی نبوت کی شہادت دی اب اسلام کے لیے مسیلمہ سے بڑھ کر رحال کے مرتد ہونے سے نقصان کا اندیشہ تھا' ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے مقابلے پر بھیجا' یہ جب یمامہ کی گھاٹی پہنچے۔

مجاعہ بن مرارہ کی جان بخشی:

مجاعہ بن مرارہ بنو حنیفہ کے سردار سے جو اپنی قوم کی ایک چھوٹی سے جماعت کے ساتھ جن کی تعداد تیئس بیان کی جاتی ہے جس میں شہ سوار اور شتر سوار دونوں تھے اور جو بنو عامر سے اپنے ایک خون کا بدلہ لینے اس ہنگامے میں نکلا تھا آمنا سامنا ہو گیا یہ ایک مقام پر شب باش تھے وہیں خالدؓ نے ان کو آ لیا اور پوچھا کہ ہمارے آنے کی خبر تم کو کب ہوئی' انہوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی آمد کی تو اطلاع نہیں تھی ہم تو بنو عامر سے اپنا انتقام لینے نکلے تھے' اس جواب پر خالدؓ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا' ان کو قتل کر دیا گیا البتہ مجاعہ کو خالدؓ نے زندہ چھوڑ دیا' یہاں سے خالدؓ یمامہ چلے' ان کے آنے کی خبر پا کر مسیلمہ اور بنو حنیفہ بھی مقابلے کے لیے نکلے اور عقرباء میں آ کر فروکش ہوئے اسی مقام پر جو یمامہ کی سرحد پر یمامہ کے کھیتوں اور سرسبز علاقے کے سامنے واقع تھا۔ خالدؓ نے ان پر یورش کی' شرحبیل بن مسیلمہ نے بنو حنیفہ سے کہا کہ بس آج ہی کا دن حمیت دکھانے کا ہے اگر آج تم نے شکست کھائی تو تمہاری عورتیں لونڈیاں بنا لی جائیں گی اور بغیر نکاح کے ان سے تمتع کیا جائے گا لہٰذا آج تم اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے پوری جوانمردی دکھاؤ اور اپنی عورتوں کی مدافعت کرو' اب عقرباء میں جنگ شروع ہوئی۔

جنگِ عقرباء:

مہاجرین صحابہ کے سردار اس جنگ میں سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ تھے' مہاجرین نے ان سے کہا ہمیں آپ کی جانب سے اپنے لیے اندیشہ معلوم ہوتا ہے انہوں نے کہا اگر میں بزدلی دکھاؤں تو میں قرآن کا برا حامل بنوں گا' یہ کیسے ہو سکتا ہے' انصار کے سردار ثابتؓ بن قیس بن شماس تھے' دوسرے قبائل عرب اپنے اپنے سرداروں کے ماتحت تھے' مجاعہ ام تمیم کے ساتھ اس کی قناۃ میں اسیری کی حالت میں موجود تھا' جنگ شروع ہوئی' مسلمان پسپا ہوئے اور بنو حنیفہ کے بعض لوگ ام تمیم کے خیمے میں در آئے۔ چاہتے تھے کہ اسے

قتل کر دیں مگر مجاعہ نے اسے بچایا اور حملہ آوروں سے کہا کہ میں ان کا ہمسایہ ہوں اور یہ ایک شریف بی بی ہے اس طرح اس کے حملہ آوروں کو پلٹا دیا۔ اب مسلمانوں نے معرکے میں پلٹ کر دشمن پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ بنوحنیفہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگے' محکم بن الطفیل نے ان کو آواز دی کہ اے بنوحنیفہ اس باغ میں چلے جاؤ میں تمہاری پشت بچاتا ہوں' وہ ان کی حفاظت کے لیے تھوڑی دیر مسلمانوں سے لڑتا رہا پھر اللہ نے اسے عبدالرحمانؓ بن ابی بکرؓ کے ہاتھوں قتل کر دیا' کفار باغ میں گھس گئے' وحشیؓ نے مسیلمہ کو قتل کر دیا انصار کے ایک صاحب نے بھی اس پر وحشیؓ کے ساتھ ہی وار کیا تھا اس لیے وہ بھی اس کے قتل کرنے والوں میں شریک تھے۔

رحال بن عنفوہ کی زیر قیادت مقدمۃ الجیش:

محمد بن اسحٰق سے بھی جو روایت اس واقعہ کے متعلق مذکور ہوئی ہے وہ قریب قریب یہی ہے البتہ اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ صبح کو خالدؓ نے مجاعہ اور اس کے دوسرے گرفتار شدہ ساتھیوں کو طلب کیا اور پوچھا' اے بنوحنیفہ اس امر متنازعہ فیہ میں کیا رائے رکھتے ہو' انھوں نے کہا اس کا تصفیہ اس طرح ممکن ہے کہ ایک نبی ہم میں سے ہو اور ایک نبی تم میں سے' اس جواب پر خالدؓ نے ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اس جماعت میں سے دو شخص ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارہ ابھی زندہ تھے کہ ساریہ نے خالدؓ سے کہا کہ اگر تم کل اس بستی کے ساتھ بھلائی یا برائی جو کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس شخص یعنی مجاعہ کو زندہ رکھو' خالدؓ کے حکم سے اسے بیڑیاں پہنا دی گئیں اور انہوں نے اسے اپنی بیوی ام تمیم کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا اس کے بعد خالدؓ یمامہ آئے اور ایک ریت کے بڑے ٹیلے پر جہاں سے یمامہ نظر آتا تھا انہوں نے پڑاؤ ڈالا' اہل یمامہ مسیلمہ کی سرکردگی میں مقابلے کے لیے برآمد ہوئے اس سے قبل ہی مسیلمہ نے رحال کو اپنے مقدمۃ الجیش کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔

رحال بن عنفوہ کا فتنہ:

اس کا پورا نام رحال بن عنفوہ بن نہشل ہے یہ بنوحنیفہ کا ایک شخص تھا' اسلام لایا تھا اور سورۂ بقرہ اس نے پڑھی تھی' یہ جب یمامہ آیا تو اس نے مسیلمہ کے حق میں یہ شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کو بھی نبوت میں شریک کر لیا ہے خود مسیلمہ کے ادعائے نبوت سے زیادہ رحال کے اس بیان سے اہل یمامہ فتنہ ارتداد میں مبتلا ہو گئے عام مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ رحال کے طرز عمل کو دریافت کرتے تھے کہ اس کا کیا خیال ہے کیونکہ ان کو توقع تھی کہ چونکہ وہ مسلمان ہے اس لیے وہ یمامہ کے اس رخنے کو جو ارتداد کی شکل میں نمودار ہوا ہے مسدود کر دے گا مگر اب معاملہ برعکس ہو گیا یہی سب سے پہلے ایک دستہ فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے پر نمودار ہوا۔

رحال بن عنفوہ کا خاتمہ:

خالدؓ بن الولید نے جو اپنی مسند پر بیٹھے تھے اور عمائد اور اشراف ان کے پاس تھے اور فوجیں میدان مصاف میں مقابل تھیں۔ بنوحنیفہ کی سمت میں ایک روشنی دیکھی اور کہا مسلمانو! تم کو بشارت ہو اللہ نے خود ہی تمہارے دشمن کو سمجھ لیا اور ان کی بات بگاڑ دی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اللہ نے پھوٹ ڈال دی ہے' مجاعہ نے جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا خالدؓ بن ولید کے عقب میں موجود تھا اس روشنی کو دیکھ کر کہا کہ جو بات آپ سمجھے ہیں یہ نہیں ہے بلکہ یہ چمک بنوحنیفہ کی ہندی تلواروں کی ہے جن کے لڑائی میں نکمے ہو جانے کے خوف سے انہوں نے ان کو نرم کرنے کے لیے دھوپ دکھائی ہے اور واقعہ بھی یہی تھا' اب جنگ کے لیے مسلمان بڑھے' سب سے پہلا شخص جو ان کے مقابلے پر آیا' رحال بن عنفوہ تھا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں اور رحال بن عنفوہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حاضرین مجلس تم میں سے ایک شخص کی ڈاڑھ جو احد سے بڑی ہوگی قیامت کے دن دوزخ میں ہوگی' ان لوگوں میں سے اور سب لوگ تو اپنی اپنی راہ سدھارے' صرف میں اور رحال بن عنفوہ زندہ رہے' میں رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے برابر خائف تھا کہ اتنے میں میں نے رحال کے خروج کی خبر سنی تو مجھے اطمینان ہوا اور اسی کے ساتھ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ بالکل بجا اور درست ہے۔

حضرت ثابتؓ بن قیس کی شہادت:

جنگ شروع ہوئی اور عربوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو کسی دوسری جنگ میں اس قدر شدید جنگ اور مقاومت سے سابقہ نہیں پڑا تھا جس قدر اس جنگ میں پڑا' نہایت شدید جنگ ہوئی اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی' بنوحنیفہ بڑھتے ہوئے مجاعہ اور خالدؓ تک جا پہنچے اور انھوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو اپنی قیام گاہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا' یہ لوگ ان قناتوں میں درآئے جہاں مجاعہ ام تمیمؓ کے پاس محبوس تھا' ایک شخص نے ام تمیمؓ پر تلوار اٹھائی' مجاعہ نے کہا دور رہ میں ان کا محافظ ہوں' یہ نہایت شریف بی بی ہیں تم مردوں سے لڑو' تب بھی انہوں نے قناتوں کو تلواروں سے پارہ پارہ کر دیا' مگر اس کے بعد ہی مسلمانوں نے ایک دوسرے کو للکارا کہ کہاں جاتے ہو جم کر لڑو' ثابتؓ بن قیس نے کہا اے مسلمانو! تم نے اپنی بہت بری عادت بنالی ہے۔ خداوندا! میں اپنے تئیں تیرے سامنے اہل یمامہ کے دین سے بری قرار دیتا ہوں اور جو کچھ ان مسلمانوں نے کیا ہے اس سے بھی اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں' یہ کہہ کر وہ نہایت بہادری سے تلوار سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

جب مسلمان اپنی قیام گاہ چھوڑ کر پسپا ہوئے زیدؓ بن الخطاب نے کہا اس کے بعد اب کہاں مقام ہو سکتا ہے' پھر وہ لڑے اور شہید ہو گئے اس کے بعد انس بن مالکؓ کے بھائی براء بن مالکؓ اٹھے' ان کی یہ عادت تھی کہ جب جنگ میں شریک ہوتے تو فرط جوش سے کانپنے لگتے پھر کچھ لوگ ان پر بیٹھ جاتے تب ان کی کپکپی کم ہوتی اور وہ پائجامے ہی میں پیشاب کر دیتے' اس کے بعد وہ شیر کی طرح حملہ آور ہوتے جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں نے ہزیمت کھائی ان پر یہی کیفیت طاری ہوئی' کچھ لوگ ان پر بیٹھ گئے اور جب ان کو پیشاب آ گیا وہ شیر کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے مسلمانو! میں براءؓ بن مالک ہوں میرے پاس آؤ' مسلمانوں کی ایک جماعت پلٹ آئی اس نے دشمن کا مقابلہ کیا اور ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا اور یہ بڑھتے ہوئے محکم بن الطفیل محکم الیمامہ تک جا پہنچے' جب لڑائی اس کے سر پر آ پہنچی اس نے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہا اے بنوحنیفہ! اب وقت آ گیا ہے کہ شریف زادیاں جبراً لونڈیاں بنالی جائیں گی اور ان سے ادنیٰ تر لوگ ان سے تمتع کریں گے لہٰذا اگر تم میں کچھ بھی غیرت اور حمیت ہے تو اب دکھاؤ' اس کے بعد وہ خود نہایت بہادری سے مسلمانوں سے لڑا' عبدالرحمانؓ بن ابی بکرؓ الصدیق نے اس کے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں آ کر پیوست ہوا اور اس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

مرتدین پر مسلمانوں کی یورش:

اس کے بعد مسلمانوں نے ان پر ہر طرف سے ایسی یورش کی کہ ان کو ایک محصورہ باغ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور ہونا پڑا

جوان سب کے لیے ہلاکت کا مقام ثابت ہوا' اسی میں دشمن خدا مسیلمۃ الکذاب بھی تھا' براءؓ نے کہا اے مسلمانو! تم مجھے دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دو' مسلمانوں نے کہا براءؓ ہم ایسا نہیں کر سکتے مگر انہوں نے نہ مانا اور اصرار کیا کہ آپ لوگ مجھے کسی طرح اس باغ کے اندر ڈال دیں' چنانچہ مسلمانوں نے ان کو کندھے پر اٹھا کر باغ کی دیوار پر چڑھایا اور وہاں سے وہ دشمن میں کود پڑے اور باغ کے دروازے سے ان کو مار بھگایا اور پھر مسلمانوں کے لیے اس دروازے کو کھول دیا۔ اب کیا تھا تمام مسلمان ایک دم باغ میں درآئے مرتدین نے ان کا بہت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دشمن مسیلمہ کو ہلاک کر ڈالا' جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے مولیٰ وحشی اور ایک انصاری نے مشترکہ طور پر اسے قتل کیا تھا۔ وحشی رضی اللہ عنہ نے اپنا بھالا اس پر پھینکا اور انصاری نے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا چونکہ دونوں نے ایک ہی وقت میں وار کیا تھا اس لیے بعد میں وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس کے وار نے اس کا کام تمام کیا ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اس روز میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسیلمہ کو حبشیؓ غلام نے قتل کیا ہے۔

عبید بن عمیر سے مذکور ہے کہ اس جنگ میں رحال' زیدؓ بن الخطاب کے مقابل موجود تھا جب معرکہ شروع ہوا' دونوں نے صف بندی کی' زیدؓ نے کہا رحال' اللہ سے ڈرو' تم نے بخدا مذہب کو ترک کر دیا ہے اور اب میں جس بات کی تم کو دعوت دینا چاہتا ہوں اس میں تمہارے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے' مگر رحال نے نہ مانا دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا رحال مارا گیا' نیز بنوحنیفہ کے اور بہت سے ذی اثر رؤسا مارے گئے' اس پر ان لوگوں نے آخر دم تک مقابلے کے لیے باہم معاہدہ کیا اور ہر جماعت نے اپنی سمت میں حملہ کیا' مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے' وہ پسپا ہوئے اپنی قیام گاہ تک پسپا ہوئے اور پھر اسے بھی دشمن کے لیے چھوڑ کر اور پیچھے ہٹے' اہل یمامہ نے خیموں کی طنابیں کاٹ ڈالیں' ان کو منہدم کر دیا اور اب مسلمانوں کی فرودگاہ کی لوٹ کھسوٹ میں منہمک ہوئے' مجاعہ کی انہوں نے خبر لی اور چاہتے تھے کہ ام تمیم رضی اللہ عنہا کو قتل کر دیں مگر مجاعہ نے ان کو بچالیا اور حملہ آوروں سے کہا کہ یہ بڑی نیک اور شریف بی بی ہیں ان سے تعارض نہ کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اب زید رضی اللہ عنہ، خالد رضی اللہ عنہ اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں جان دینے کا معاہدہ کیا اور اپنے اور ساتھیوں سے بھی اس کے لیے گفتگو کی اس روز جنوب کی سمت سے آندھی چل رہی تھی جس سے غبار چھایا ہوا تھا زیدؓ نے کہا کہ میں تو اب کسی سے کوئی بات نہیں کرتا تاوقتیکہ میں دشمن کو مار نہ بھگاؤں یا اس کوشش میں شہید ہو کر اللہ کے پاس نہ پہنچوں اور اس سے اپنا واقعہ نہ بیان کردوں' اے لوگو! دانت پیس کر دشمن پر پل پڑو اور بڑھتے چلے جاؤ' چنانچہ سب نے یہ ہی کیا اور دشمن کو پھر ان کے مقام تک دھکیل دیا بلکہ اس سے بھی عقب میں اس جنگل تک جہاں انہوں نے اپنی چھاؤنی قائم کی تھی ان کو بھگا دیا اس معرکے میں زیدؓ شہید ہو گئے' رضی اللہ عنہ۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا حملہ:

ثابتؓ نے مسلمانوں سے کہا تم اللہ والے ہو اور وہ شیطان کے پیرو' غلبہ صرف اللہ' اس کے رسولؐ اور اللہ والوں کے لیے ہے لہٰذا اب میرے سامنے ایسی داد مردانگی دو جیسی میں تمہارے سامنے دیتا ہوں یہ کہہ کر وہ تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اسے سامنے سے مار بھگایا۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے قرآن والو! اپنے عمل سے قرآن کو ترتیب دو اور پھر انہوں نے حملہ کر کے اپنے مقابل کے دشمنوں

کو سامنے سے ہٹا دیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے گذر گئے مگر شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

اس کے بعد خالدؓ بن الولید نے حملہ کیا اور اپنے حامیوں سے کہا کہ آپ لوگ میرے عقب سے دشمن کو مجھ پر یورش نہ کرنے دیں' یہ دشمن کا صفایا کرتے ہوئے خود مسیلمہ کے مقابل جا پہنچے اور اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔

حضرت سالمؓ بن عبداللہ علمبردار:

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنا علم سالم بن عبداللہ کو دیا' انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ مجھے کیوں دیا گیا ہے غالباً آپ لوگ یہ کہیں گے چونکہ آپ حافظ قرآن ہیں اور اس لیے آپ بھی دوسرے صاحب کی طرح آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں گے' مسلمانوں نے کہا بے شک یہی وجہ ہے اب آپ جانیئے' سالمؓ نے کہا اگر میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم نہ رہا تو میں برا حامل قرآن بنوں گا' ان سے پہلے مسلمانوں کا علم عبداللہؓ بن حفص بن غانم کے پاس تھا۔

حضرت زیدؓ بن الخطاب کی شہادت:

مروی ہے کہ جب مجاعہ نے بنوحنیفہ سے کہا کہ تم عورتوں سے کیا سروکار رکھتے ہو تم کو چاہیے کہ مردوں سے لڑو' اس وقت مسلمانوں کی ایک جماعت نے آخر دم تک لڑنے کا باہم عہد کیا مجاعہ کی اس بات کو سن کر بنوحنیفہ مسلمانوں کی فرودگاہ سے بھی آگے نکل گئے' اور مسلمان سب کے سب اپنی فرودگاہ چھوڑ کر نکل گئے' اس حالت پر صحابہؓ رسولؐ میں سے کچھ لوگوں نے گفتگو کی' زید رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے کہا کہ میں تو اب کچھ نہیں کہوں گا' اب یا میں فتح حاصل کروں گا یا شہادت۔ اور آپ سب بھی وہی کریں جو میں کروں' پھر انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ ثابتؓ بن قیس نے کہا اے مسلمانو! تم نے اپنے تئیں بری بات کا خوگر بنا لیا ہے میں بھی اب یہ ہی کر کے تم کو بتاتا ہوں۔ زیدؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس معرکے میں شہید ہو گئے۔

سالمؓ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس واقعے سے واپس آئے' عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' زید رضی اللہ عنہ سے پہلے تم نے اپنی جان کیوں نہیں دے دی وہ مر جائیں اور تم زندہ رہو' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں خود تو شہادت کا درجہ حاصل کرنا چاہتا تھا مگر میرے نفس نے تامل کیا اور اللہ نے ان کو شہادت سے سرفراز فرما دیا۔

سہل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کہا تم میرے سامنے کیسے آئے تم کہیں روپوش کیوں نہ ہو گئے' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انہوں نے اللہ سے شہادت طلب کی' اللہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور میں نے خود کوشش کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو مگر اللہ نے نہ مانا۔

اسلامی فوج کی قبیلہ داری صف بندی:

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ اس واقعے میں مہاجرین اور انصار نے اہل بادیہ کو اور اہل بادیہ نے مہاجرین اور انصار کو اپنے سے علیحدہ علیحدہ صف بستہ کیا تھا' اور بعضوں نے یہ کہا کہ ہم ایسا اس لیے کر رہے ہیں کہ باہم امتیاز رہے اور میدان معرکہ سے فرار ہونے میں غیرت اور شرم آئے اور معلوم ہو سکے کہ کس کی سمت سے دشمن کی یورش ہوتی ہے' اس تجویز پر عمل ہوا' بستی والوں نے اہل بادیہ سے کہا کہ ہم آپ لوگوں کے مقابلے میں شہر والوں سے جنگ کرنے میں زیادہ ماہر ہیں' اہل بادیہ نے ان سے کہا شہروں کے باشندے اچھے لڑنے والے نہیں ہوا کرتے ان کو معلوم ہی نہیں کہ جنگ کیا ہوا کرتی ہے' جب ہم آپ سے علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوں

گے تو معلوم ہو جائے گا کہ دشمن کی یورش اور غلبہ کس سمت سے ہوتا ہے۔

محکم کا قتل:

اس طرح صف بندی کے بعد اب لڑائی شروع ہوئی اور جس قدر ہلاکت آفریں اور خونریز جنگ ہوئی اس کی نظیر پہلے دیکھنے میں نہیں آئی اور دونوں فریقوں اہل بادیہ اور شہر والوں نے ایسی شجاعت اور ثابت قدمی دکھائی کہ پہلے دیکھی نہیں گئی کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی تھی' البتہ مہاجرین اور انصار کو اہل بادیہ کے مقابلے میں زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اور اب تک جو باقی تھے وہ بھی سخت مصیبت میں تھے' عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے محکم کو جو مرتدین کے سامنے تقریر کر رہا تھا اپنے ایک بے خطا تیر سے ہلاک کر دیا اور زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رحال بن عنفوہ کو قتل کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رجز:

بنو تمیم کے ایک شخص سے جو اس معرکے میں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھا مروی ہے کہ جب لڑائی نے بہت زیادہ شدت اختیار کی اور اب نوبت یہ آ گئی کہ کبھی مسلمان مغلوب ہوتے نظر آتے تھے اور کبھی مرتدین' خالدؓ نے یہ تجویز پیش کی کہ تمام مسلمان علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہو کر لڑیں تاکہ ہر قبیلے کی جوان مردی اور کارگزاری' نمایاں ہو اور معلوم ہو کہ کس کی سمت سے مسلمانوں پر سخت یورش ہوتی ہے' اس تجویز کے مطابق اہل بادیہ اور شہری مسلمان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے' اور ان میں بھی پھر ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوا اور وہ اپنے اپنے سرداروں کے پرچموں کے تحت معرکہ کارزار میں جم گئے اور اب سب نے دشمن کا مقابلہ شروع کیا' اہل بادیہ نے کہا کہ آج ان شہریوں کو لڑائی کا مزہ معلوم ہو گا' چنانچہ اسی جماعت کو سب سے زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا' مسیلمہ اپنی جگہ جما رہا اور دشمن کی یورش نے مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیئے' خالدؓ نے محسوس کیا کہ جب تک مسیلمہ قتل نہ ہو گا یہ طوفان فرو نہ ہو گا' بنو حنیفہ اپنے مقتولین کے قتل سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئے بلکہ اسی شجاعت کے ساتھ جیسے کہ وہ پہلے لڑ رہے تھے برابر لڑتے رہے' اس کے بعد خود خالدؓ صف سے برآمد ہو کر دشمن کے مواجہہ میں کھڑے ہوئے اور انہوں نے مبارزت طلب کی اور کہا کہ میں ابن الولید العود ہوں میں عامر اور زید کا فرزند ہوں' پھر تمام مسلمانوں نے اپنا شعار یا محمداہ بلند کیا' اس واقعے میں ان کا یہی شعار تھا' اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ جو شخص ان کے مقابلے پر آیا انہوں نے اسے قتل کر دیا اس وقت وہ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے:

انا ابن اشیاخ و سیفی الشخت　　　　اعظم شیء حین یاتیک النفت

ترجمہ: ''میں سرداروں کا فرزند ہوں اور میری تلوار نہایت خوں فشاں ہے' جب وہ تجھ پر پڑے''۔

جو سامنے آیا انہوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اب مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوا اور انہوں نے دشمن کو بری طرح کچل دیا۔

مسیلمہ کذاب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

اس کے بعد مسیلمہ کے قریب پہنچ کر خالدؓ نے اسے للکارا' اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک شیطان مسیلمہ کے تابع ہے جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو اس کے منہ سے اس قدر کف جاری ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دونوں جبڑوں میں ناسور ہے اور جس بھلی بات کے کرنے کا مسیلمہ ارادہ کرتا ہے وہ شیطان اسے اس کے کرنے سے روک دیتا ہے لہٰذا اگر کبھی تم کو اس کے خلاف موقع مل جائے تو ہرگز اس کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مسیلمہ پر حملہ:

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے خالد رضی اللہ عنہ اس کے قریب پہنچ کر اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے' خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ جما ہوا ہے حالانکہ اب جنگ میں مسلمانوں کا پلہ ور ہو چکا تھا اور وہ مرتدین کو بے دریغ قتل کر رہے تھے مگر تاہم خالدؓ نے اندازہ لگایا کہ تاوقتیکہ مسیلمہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اس کے ساتھی میدان سے بھاگنے والے نہیں' انہوں نے موقع کی تلاش میں مسیلمہ کو آواز دی اس نے جواب دیا' خالدؓ نے چند باتیں ایسی پیش کیں جو وہ چاہتا تھا اور کہا کہ اچھا بتایئے اگر ہم نصف پر راضی ہو جائیں تو کون سا نصف حصہ آپ ہمیں دیں گے' اس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی جواب دینا چاہتا تو اپنا منہ شیطان سے مشورہ کرنے کے لیے پھیر دیتا اور وہ منع کر دیتا چنانچہ اس گفتگو کے دوران میں اس نے ایک مرتبہ مشورے کے لیے اپنا منہ ذرا پھیرا تھا کہ خالدؓ موقع ملتے ہی اس پر پل پڑے اور وہ سہم کر بھاگا اس کے ہٹتے ہی اس کے تمام توابع میدان سے فرار ہو گئے' خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا کہ خبردار! اب کوتاہی نہ کرنا' بڑھو اور کسی کو بچ کر جانے نہ دو' مسلمان سب کے سب ان پر پل پڑے اور مرتدین کو کامل شکست ہوئی۔

جب تمام لوگ مسیلمہ کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے اور وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا تو کسی نے اس سے کہا کہ آپ کے وہ وعدے جو آپ اپنی فتح کر کے ہم سے کیا کرتے تھے کیا ہوئے اس نے کہا بہر حال اب اس وقت تو تم اپنی عزت کی حمایت میں لڑو۔

حدیقۃ الموت:

محکم نے بنوحنیفہ کو للکارا کہ باغ میں چل کر پناہ لو' اتنے میں وحشیؓ نے مسیلمہ پر جو ایک دوسرے شخص کے سہارے کھڑا تھا اور فرط غضب سے جس کے منہ سے جھاگ نکل رہے تھے حملہ کیا اور اپنے بھالے کو پھینک کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اب تمام مسلمان چاروں طرف سے دیواروں اور دروازوں کو پھاند کر اس باغ میں مرتدین پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کا صفایا کر دیا' اس لڑائی اور پھر اس باغ میں جو بعد میں حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہے اس روز دس ہزار نبرد آزما کام آئے۔

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے ثابت قدمی اور دلیری سے لڑنے کے لیے اپنے اپنے قبائل اور خاندانوں کی حیثیت سے اپنی جداگانہ ترتیب قائم کی اور انہوں نے مرتدین کا جم کر مقابلہ کیا' بنوحنیفہ کو شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو تلواروں پر رکھ لیا اور مارتے مارتے حدیقۃ الموت تک اس کے تعاقب میں چلے آئے۔ اب یہاں مسیلمہ کے قتل میں اختلاف بیان ہے کہ وہ کب اور کہاں قتل ہوا' بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اسی باغ میں مارا گیا ہے۔

حدیقۃ الموت کا محاصرہ:

بنوحنیفہ نے باغ میں داخل ہو کر تمام دروازے بند کر لیے' مسلمانوں نے ہر طرف سے ان کو محصور کر لیا' براءؓ بن مالک نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ مجھے اس دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دیں' انہوں نے براء رضی اللہ عنہ کو دیوار پر چڑھا دیا مگر وہ دشمن کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو گئے اور کہا کہ مجھے اتارو اس کے بعد پھر انہوں نے کہا کہ مجھے دیوار پر چڑھا دو' کئی بار ایسا ہوا کہ وہ چڑھے اترے آخر کار ایک مرتبہ کہنے لگے کہ اس خوف اور ہراس کا برا ہو' ایک مرتبہ آپ لوگ مجھے اور چڑھا دیں' مسلمانوں نے ان کو دیوار پر چڑھا دیا اس پر چڑھتے ہی وہ دشمن کے بیچ میں کود پڑے اور دروازے پر ان کو مار کر اسے مسلمانوں کے لیے جو پہلے سے باہر آمادہ تھے کھول دیا مسلمانوں نے اس باغ میں داخل ہو کر اب خود اس کے دروازے کو دشمن پر مسدود کر دیا اور اس کی کنجی باہر پھینک دی' اس کے بعد

ایسی شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر نہ تھی جتنے مرتد اس باغ میں پناہ گزیں تھے قتل کر ڈالے گئے' مسیلمہ کو اللہ نے اس سے پہلے ہی قتل کر دیا تھا شکست کھانے پر بنو حنیفہ نے اس سے کہا تھا وہ تمہارے تمام وعدے کیا ہوئے اس نے کہا اب ان کا ذکر مت کرو اس وقت تو اپنی آبرو کی خاطر جوانمردی دکھاؤ۔

مسیلمہ کذاب کا قتل:

مروی ہے کہ کسی نے اعلان کیا کہ غلام حبشیؓ نے مسیلمہ کو قتل کر دیا ہے' خالدؓ' مجاعہ کو لے کر جو زنجیروں میں بندھا ہوا تھا مسیلمہ اور ان کے دوسرے سرداروں کو دکھانے میدان کارزار میں آئے' جب وہ رحال کی لاش پر آئے مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ یہ رحال ہے۔

مجاعہ بن برارہ کی مصالحت کی پیش کش:

دوسری طرح سے مروی ہے کہ مسیلمہ سے فارغ ہو کر تمام مسلمان خالدؓ کے پاس آئے اور ان کو اس کی اطلاع دی' وہ مجاعہ کو جو بیڑیاں پہنے تھا ساتھ لے کر میدان میں آئے تا کہ وہ ان کو مسیلمہ کی لاش بتائیں' ایک ایک مقتول کا چہرہ اس کی شناخت کے لیے کھولا جاتا تھا اسی طرح گزرتے ہوئے خالدؓ' محکم بن الطفیل کی لاش پر آئے یہ ایک نہایت قد آور' وجیہہ اور شاندار آدمی تھا' خالدؓ نے اس کی صورت دیکھ کر مجاعہ سے کہا کہ یہ تمہارا سردار ہو گا' مجاعہ نے کہا ہرگز نہیں یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر اور معزز آدمی تھا' یہ یمامہ کا محکم ہے اور آگے چلے' خالدؓ مقتولین کے چہروں کو شناخت کے لیے اسے دکھاتے جاتے تھے۔ باغ میں پہنچے وہاں کے مقتولوں کو دیکھنا شروع کیا ان میں ایک پستہ قامت' زرد رنگ' مادہ رو شخص کی لاش نظر آئی مجاعہ نے کہا کہ یہی مسیلمہ ہے جس کے قتل سے تم کو فراغت ہو گئی' خالدؓ نے کہا کہ اسی نکمے بدقوادہ نے تم کو اس طرح نچایا' مجاعہ نے کہا ہاں بات تو یہی ہے' مگر بخدا خالدؓ یاد رکھو کہ یہ لوگ جو تمہارے مقابلے پر آئے تھے' بہت ہی گھٹیا جلد باز تھے اور جو اصل میں ذی مرتبہ اور صاحب وقار ہیں وہ تو سب قلعوں میں سکونت پذیر ہیں' خالدؓ نے کہا یہ کیا بکتے ہو' مجاعہ نے کہا جو کہہ رہا ہوں بالکل حق ہے میری مانو آؤ میں اپنی قوم کی طرف سے تم سے صلح کر لیتا ہوں۔

اغلب بن عامر بن حنیفہ کا فرار:

بنو عامر بن حنیفہ کا ایک شخص اغلب بن عامر بن حنیفہ تھا اس کی گردن نہایت زبردست اور موٹی تھی جب مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان کو گھیر لیا وہ مردہ بن کر پڑ گیا' مسلمان مقتولین کی شناخت کرنے لگے' ابوبصیرہؓ انصاری چند اشخاص کے ساتھ اغلب کے پاس پہنچے' جب انہوں نے اسے مقتولین میں پڑا ہوا دیکھا۔ یہ سمجھے کہ اس کا کام ہی تمام ہو چکا ہے' لوگوں نے ابوبصیرہؓ سے کہا کہ تم اس بات کے مدعی ہو کہ تمہاری تلوار نہایت درجے کاٹنے والی ہے (یہ ہمیشہ اس کے مدعی تھے) تو اب ذرا اس اغلب کی گردن پر جو مرا پڑا ہے وار کر کے اپنی تلوار کی کاٹ دکھاؤ اگر اس میں تم کامیاب ہو گئے تو ہم جو کچھ تمہاری تلوار کے متعلق اب تک سنتے آئے ہیں اسے باور کر لیں گے۔

ابوبصیرہؓ تلوار نیام سے نکال کر اغلب کی طرف بڑھے' کسی کو بھی اس کے مردہ ہونے میں کوئی شک نہ تھا مگر ان کے قریب پہنچتے ہی وہ ایک دم اٹھ کر بھاگا۔ ابوبصیرہؓ نے اس کا تعاقب کیا اور کہنے لگے کہ میں ابوبصیرہؓ انصاری ہوں مگر اغلب نے اس تیزی سے بھاگنا شروع کیا کہ وہ ان کی گرفت سے دور ہی ہوتا گیا' جب ابوبصیرہؓ کہتے ہیں کہ میں ابوبصیرہؓ انصاری ہوں۔ اغلب جواب دیتا کہیے آپ نے اپنے کافر بھائی کی دوڑ بھی دیکھی اسی طرح وہ ان کی گرفت سے بچ کر بھاگ گیا۔

قلعوں کے محاصرہ کا اعلان:

جب خالدؓ اور ان کی سپاہ مسیلمہ کے قضیے سے فارغ ہو گئی' عبداللہؓ بن عمرؓ اور عبدالرحمانؓ بن ابی بکرؓ نے ان سے کہا کہ آپ ہم سب کو لے کر بڑھیے اور ان تمام قلعوں کا محاصرہ کر لیجیے خالدؓ نے کہا مگر پہلے میں چاہتا ہوں کہ رسالے کے مختلف دستے اطراف میں پھیلا دوں اور ان مرتدین کا پہلے صفایا کروں جو اب تک قلعہ گزین نہیں ہو سکے ہیں اس کے بعد دیکھوں گا کہ اب کیا کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے اپنے رسالے کو دشمن کی تلاش میں روانہ کیا اور ان دستوں نے مال' عورتیں اور بچے جن پر ان کا قابو چلا ان کو گرفتار کیا اور ان کو اپنے لشکر میں لے آئے' اب خالدؓ نے کوچ کا اعلان کیا تا کہ قلعوں کا محاصرہ کریں۔

مجاعہ نے ان سے کہا کہ آپ کے مقابلے میں یہ جلد باز نا تجربہ کار لڑنے آئے تھے' تمام قلعے نبرد آزماؤں سے پُر ہیں آؤ میں تم سے ان کے لیے صلح کر لوں۔ خالدؓ نے اس سے اس شرط پر کہ صرف جانیں معاف کر دی جائیں گی۔ اس کے علاوہ ہر شئے پر وہ قبضہ کر لیں گے' صلح کر لی' مجاعہ نے کہا میں قلعہ والوں کے پاس جاتا ہوں اور ان سے مل کر اس سمجھوتے پر مشورہ کر کے پھر آتا ہوں۔

مجاعہ بن مرارہ کی حکمت عملی:

مجاعہ قلعوں میں آیا یہاں سوائے عورتوں' بچوں' بہت بوڑھوں اور کمزوروں کے اور کون تھا مگر اس نے یہ کیا کہ عورتوں کو زرہیں پہنائیں اور ان سے کہا کہ میری واپسی تک تم قلعے کی فصیل پر نمودار ہو کر اپنا شعار جنگ برابر بلند کرتی رہو۔ یہ انتظام کر کے وہ خالدؓ کے پاس آیا اور کہا کہ جس شرط پر میں نے تم سے صلح کر لی تھی قلعے والے اسے نہیں مانتے اور یہ دیکھو ان میں کے بعض اپنے انکار کے لیے اظہار کے لیے فصیلوں پر نمودار ہوئے ہیں اور میں ان کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ وہ میرے قابو سے باہر ہیں۔ خالدؓ نے قلعوں کی طرف دیکھا وہ سیاہ ہو رہے تھے' اس شدید لڑائی نے خود مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچایا تھا وہ تھک گئے تھے' اپنے اہل وعیال سے ملے ہوئے ان کو مدت گذر چکی تھی وہ چاہتے تھے کہ اسی فتح پر اکتفاء کر کے وطن واپس جائیں اور نیز یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر ان قلعوں میں لڑنے والے ہوئے تو معلوم نہیں کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہو کیونکہ پہلے ہی اس جنگ میں صرف مدینے کے مہاجرین اور انصار میں سے تین سو ساٹھ صحابہ شہید ہو چکے تھے۔

جنگ یمامہ کے شہدائے کرام:

نیز اہل مدینہ کے علاوہ دوسرے مہاجرین اور تابعین میں سے چھ سو یا زیادہ اصحاب شہید ہوئے تین سو مہاجرین میں سے اور تین سو تابعین کے علاوہ ثابتؓ بن قیس بھی شہید ہوئے' ان کو ایک مشرک نے قتل کیا' ان کا ایک پاؤں کٹ کر الگ ہو گیا تھا ثابتؓ نے اسی کو اپنے قاتل پر پھینک مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا' دوسری طرف بنو حنیفہ کے اقرباء کے میدان میں سات ہزار آدمی کام آئے تھے موت والے باغ میں سات ہزار اور تعاقب وتلاش میں بھی اسی قدر۔

مروی ہے کہ جب مجاعہ نے مصالحت کے متعلق خالدؓ سے گفتگو کی تو اس نے یہ تجویز ایسے شخص کے سامنے پیش کی تھی جسے خود لڑائی سے کافی نقصان پہنچ چکا تھا اور مسلمانوں کے اشراف میں سے بہت بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی اس وجہ سے خالدؓ نرم پڑ گئے اور انہوں نے صلح وآشتی کو پسند کر لیا اور مصالحت پر آمادگی ظاہر کر دی' مجاعہ سے اس شرط پر صلح کی کہ تمام سونا' چاندی' مویشی اور آدھے لونڈی غلام' خالدؓ کے حصے میں دے دیئے جائیں گے' اس کے بعد اس نے کہا کہ اچھا اب میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں تا کہ یہ

شرائط ان کے سامنے پیش کروں۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور مجاعہ میں مصالحت:

مجاعہ نے قلعوں میں آ کر عورتوں سے کہا کہ اسلحہ لگا کر قلعے کی برجیوں پر نمودار ہو جاؤ' انہوں نے اس ہدایت کی تعمیل کی۔ اب مجاعہ پھر خالدؓ کے پاس آیا۔ خالدؓ پہلے ہی قلعے پر یہ مظاہرہ دیکھ چکے تھے کہ نبرد آزماؤں کی ایک بڑی مسلح جماعت اب تک قلعہ بند ہے' مجاعہؓ نے خالدؓ سے کہا کہ قلعے والے ان شرائط کو نہیں مانتے البتہ اگر آپ میری ایک اور بات مان لیں تو پھر میں ان کے پاس گفتگو کے لیے جاؤں' خالدؓ نے پوچھا کیا؟ مجاعہ نے کہا کہ آپ صرف چوتھائی لونڈی غلام لیں اور بقیہ چھوڑ دیں' خالدؓ نے کہا میں نے اسے بھی منظور کیا' مجاعہ نے کہا تو اچھا اب میں نے آپ سے قطعی مصالحت کر لی' جب وہ دونوں انعقاد صلح سے فارغ ہو گئے' قلعے کھول دیئے گئے' وہاں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صرف عورتیں اور بچے ہیں کوئی مرد نہیں ہے خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم نے مجھے دھوکا دیا' مجاعہ نے کہا کہ میں مجبور تھا چونکہ یہ میری قوم کا معاملہ تھا اس وجہ سے سوائے اس کارروائی کے اور میں کیا کر سکتا تھا۔

سلمۃ بن عمیر الحنفی کی صلح نامہ سے مخالفت:

یہ بھی مروی ہے کہ اس روز دوسری مرتبہ مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو نصف لونڈی' غلام تمام نقدی' تمام مویشی اور علاقے پر صلح ہو جائے اور میں اس کے لیے باقاعدہ معاہدۂ صلح لکھ دوں خالدؓ نے ان شرائط کو منظور کر لیا' مجاعہ نے ان شرائط پر کہ تمام نقدی' مویشی' زمین' نصف لونڈی غلام اور ہر گاؤں میں سے ایک باغ جسے خالدؓ پسند کریں اور ایک مزرعہ جسے وہ پسند کریں لے لیں ان سے صلح کر لی' انعقاد صلح کے بعد خالدؓ نے مجاعہ کو قلعے والوں کے پاس شرائطِ صلح کی تکمیل کے لیے بھیجا اور کہا کہ کہہ دو کہ میں صرف تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس اثناء میں ان تمام شرائط کی عملی تکمیل ہو جائے ورنہ میں پھر دھاوا کر دوں گا اور پھر سوائے سب کو تہ تیغ کر دینے کے کوئی درخواست قبول نہیں کروں گا' مجاعہ نے قلعے والوں سے آ کر کہا کہ بہتر یہی ہے کہ ان شرائط کو قبول کر کے صلح کر لو اس پر سلمۃ بن عمیر الحنفی نے کہا ان شرائط کو ہم ہرگز نہیں مانیں گے' ہم دیہات والوں اور غلاموں کی جماعت کو دعوت دیتے ہیں اور دشمن سے پھر مقابلہ کریں گے' ہم خالدؓ سے معاملہ نہیں کرتے' ہمارے قلعے سنگین ہیں' خوراک وافر ہے' اور جاڑا اب قریب آ رہا ہے۔ مجاعہ نے اس سے کہا تو بہت ہی بد بخت اور منحوس ہے تجھے اس بات سے کہ میں نے حریف کو دھوکا دے کر ان شرائط کو منوایا ہے' دھوکا ہوا ہے تو ہرگز اپنی رائے میں کامیاب نہیں ہو سکتا کیا اب تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس میں ذرا بھی کوئی خوبی یا محل شناسی باقی رہی ہو اور اس صلح سے میں نے تم کو اس مصیبت سے بچا لیا جس کی پیشین گوئی شرحبیل بن مسیلمہ نے کی تھی۔

صلح نامہ:

اس گفتگو کے بعد مجاعہ سات آدمیوں کے ساتھ خالدؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ بہت مشکل سے میری قوم والوں نے یہ صلح قبول کی ہے لہٰذا اب اس کے لیے باقاعدہ صلح نامہ لکھ دیجیے۔ خالدؓ نے لکھا ''یہ وہ معاہدہ ہے جس پر خالدؓ بن الولید نے مجاعہ بن مرارہ' مسلمہ بن عمیر اور فلاں فلاں اشخاص سے صلح کی ہے' جس قدر سونا' چاندی' بنو حنیفہ کے پاس ہے وہ سب خالد رضی اللہ عنہ کو دے دیا جائے گا' نصف لونڈی غلام ان کے حوالے کر دیئے جائیں گے' تمام مویشی اور علاقہ ان کے قبضے میں دے دیا جائے گا۔ ہر گاؤں میں ایک باغ اور ایک مزرعہ ان کو دے دیا جائے گا' بشرطیکہ وہ اسلام لے آئیں اس کے بعد ان کو امان اور آزادی ہے' ان شرائط کے ایفاء کے

لیے البتہ خالدؓ بن الولید' ابوبکرؓ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری کا اقرار کیا جاتا ہے۔

بنوحنیفہ کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم:

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ خالدؓ نے مجاعہ سے ان شرائط پر صلح کی' تمام سونا' چاندی' مویشی اور ہر سمت میں ایک باغ جس کو پسند کیا جائے اور نصف لونڈی غلام خالدؓ کے حوالے کر دیئے جائیں مگر بنوحنیفہ نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا' خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس میں آخری تصفیہ کر لو' سلمہ بن عمیر نے بنوحنیفہ سے کہا تم اپنی عزت وآبرو کی خاطر آخر دم تک لڑو اور کوئی شرط نہ مانو کیونکہ ہمارا قلعہ نہایت سنگین ہے' ہمارے پاس خوراک وافر ہے اور اب سردی بھی شروع ہوگئی ہے' مجاعہ نے کہا اے بنوحنیفہ میری بات مانو اور سلمہ کی بات ہرگز نہ مانو یہ شخص بہت منحوس ہے اور قبل اس کے کہ شرحبیل بن مسیلمہ کا کہا ہوا یہ قول کہ عورتوں کو زبردستی بھگا لے جایا جائے گا اور مفت میں ان سے تمتع کیا جائے گا تم پر صادق آئے تم اس صلح کو قبول کرو۔ چنانچہ بنوحنیفہ نے اس کی بات مان کر اس کے تصفیہ کو قبول کر لیا اور سلمہ کی بات کو رد کر دیا' اسی زمانے میں حضرت ابوبکرؓ نے سلمہؓ بن سلامہ بن وقش کے ہاتھ ایک خط خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا جس میں ان کو حکم دیا تھا اگر اللہ عزوجل ان کو فتح دے تو وہ بنوحنیفہ کے ان تمام مردوں کو جن کی ڈاڑھی نکل آئی ہے قتل کر دیں' مگر جب سلمہؓ خط لے کر خالدؓ کے پاس پہنچے تو اس پہلے ہی خالدؓ بنوحنیفہ سے صلح کر چکے تھے سلمہؓ نے بھی اس صلح کی توثیق کر دی۔

مسلمہ بن عمیر:

بنوحنیفہ بیعت اور اپنے سابقہ کردار سے برأت کے لیے خالدؓ کے پاس ان کے پڑاؤ میں جمع ہوئے مسلمہ بن عمیر نے مجاعہ سے کہا مجھے خالدؓ کے پاس لے چلو' میں ان سے خود ان کی بھلائی کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں حالانکہ اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اچانک خالدؓ پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دے' مجاعہ نے اس کی باریابی کے لیے خالدؓ سے اجازت مانگی خالدؓ نے اجازت دے دی مسلمہ بن عمیر' خالد رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے تلوار ابغل میں چھپائے اندر آیا' خالدؓ نے پوچھا یہ کون ہے مجاعہ نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق میں نے آپ سے گفتگو کی تھی اور آپ نے اسے باریابی کی اجازت دی ہے۔ خالدؓ نے کہا اسے یہاں سے نکال دو' لوگوں نے اسے باہر نکال دیا اور جب اس کی جامعہ تلاشی لی گئی تو اس کے پاس سے تلوار برآمد ہوئی۔

مسلمہ بن عمیر کی خودکشی:

لوگوں نے اس کو بہت لعنت ملامت کی' قید کر لیا اور کہا کہ تو نے اپنی حرکت سے اپنی پوری قوم کو تباہ کرنا چاہا تھا اور تیری نیت صرف یہ تھی کہ پورا بنوحنیفہ برباد ہو جائے' ان کی آل واولاد اور عورتیں لونڈی غلام بنالی جائیں اگر خالد رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ تو ہتھیار لے کر آیا ہے وہ ضرور تجھے قتل کر دیتے اور اب بھی ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر انھیں تیری اس حرکت کی اطلاع ملی تو وہ تمام مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈی بنالیں گے نیز وہ یہ گمان کریں گے کہ یہ ایک شخص کی حرکت نہیں ہے بلکہ ہماری ایک جماعت اس سازش میں شریک ہے۔ لوگوں نے اسے قید کر کے قلعے میں بند کر دیا' تمام بنوحنیفہ اپنے سابقہ کردار سے برأت اور تجدید اسلام کے لیے جمع ہوئے' مسلمہ نے ان سے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کوئی بات تمہارے خلاف مرضی نہیں کروں گا' تم مجھے معاف کر دو مگر بنوحنیفہ نے اس کی درخواست کو رد کر دیا اور اس کی حماقت کی وجہ سے وہ اس کے کسی عہد کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار

نہ ہوئے۔ چنانچہ ایک روز رات کو وہ قلعے سے چپکے سے نکل کر خالد رضی اللہ عنہ کی فرودگاہ کی طرف چلا' مگر پہرے والوں نے اسے شناخت کرلیا اور وہ چلائے' بنوحنیفہ بیدار ہوئے اس کے تعاقب میں دوڑے اور قلعے کی کسی فصیل میں اس کو جالیا اس نے ان پر تلوار سے حملہ کیا' انہوں نے پتھروں سے مار کر ایک کونے میں پناہ لینے کے لیے مجبور کیا اس وقت تلوار اس کے حلقوم پر تھی اس نے اپنی شہ رگیں کاٹ دیں وہ ایک کنویں میں گر پڑا اور مر گیا۔

عرض اور قریہ کی مال غنیمت:

مروی ہے کہ خالدؓ نے تمام بنوحنیفہ سے صلح کر لی تھی' سوائے ان لوگوں کے جو عرض اور قریہ میں تھے کیونکہ وہ اس وقت گرفتار کیے گئے ہیں' جب مختلف مقامات پر دوڑیں بھیجی گئیں صرف عرض اور قریہ میں جو لونڈی غلام بنوحنیفہ' قیس بن ثعلبہ اور یشکر کے خالد رضی اللہ عنہ کو ملے وہ پانچ سو تھے جو انہوں نے ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بنت مجاعہ سے نکاح:

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ پھر خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دو مجاعہ نے کہا ذرا ابھی صبر کرو ورنہ امیر المومنین مجھ سے اور تم سے سخت ناراض ہو جائیں گے خالدؓ نے کہا تم اپنی بیٹی کو میرے نکاح میں دے دو اس نے نکاح کر دیا اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو ایک بہت ہی خشم آگین خط لکھا کہ اے خالد رضی اللہ عنہ بڑے افسوس کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب تم کو کوئی کام ہی نہیں رہا' کہ تم عورتوں سے نکاح کر رہے ہو' حالانکہ بارہ سو مسلمانوں کا خون تمہارے صحن میں اب تک تازہ ہے جو خشک نہیں ہوا' خالدؓ خط کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ اعیسر یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حرکت ہے جو یہ خط امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بنی حنیفہ کا وفد:

اس سے پہلے خالد رضی اللہ عنہ بن الولید نے بنوحنیفہ کا ایک وفد ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا تھا جب یہ وفد ان کے پاس پہنچا ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا حرکت کی کہ اسلام سے بغاوت کی انھوں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ ہم سے جو لغزش ہوئی وہ ایک ایسے منحوس آدمی کی وجہ سے ہوئی ہے کہ جسے نہ اللہ نے اس معاملے میں برکت دی نہ اس کے خاندان کو' ابوبکرؓ نے کہا اچھا پھر بھی یہ تو بتاؤ کہ وہ تم کو کس بات کی دعوت دیتا تھا انہوں نے کہا کہ وہ ہم سے بطور الہام یہ جملے کہا کرتا تھا ''اے مینڈک تو پاک ہے صاف ہے نہ کسی پانی پینے والے کو روکتا ہے نہ پانی کو گندا کرتا ہے آدھی زمین ہماری آدھی قریش کی مگر قریش تو ایسی قوم ہے' جو اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے''۔ ابوبکرؓ نے کہا سبحان اللہ! تم پر بہت افسوس ہے یہ تو اس قسم کا کلام ہے جسے آج تک نہ خدا نے کہا نہ پیغمبرؐ نے وہ تمہیں کہاں بہکا لے گیا تھا۔

خالدؓ بن الولید جب یمامہ کے قضیے سے فارغ ہوئے جہاں وہ اس کی ایک وادی ریاض نامی میں فروکش تھے اور وہیں ان کی بنوحنیفہ سے جنگ ہوئی تھی اب وہ اس سے منتقل ہو کر یمامہ کی ایک اور وادی دبر نامی میں فروکش ہوئے۔

باب ۵

مرتدین بحرین وعمان اور یمن ۱۱ھ

اہل بحرین کا ارتداد

حضرت علاءؓ بن الحضرمی کی روانگی بحرین:

سیف سے مروی ہے کہ علاءؓ بن الحضرمی بحرین روانہ ہوئے' بحرین کا قصہ یہ ہوا' رسول اللہ ﷺ اور منذرؓ بن ساوی ایک ہی مہینے میں بیمار ہوئے' منذر کا رسول اللہ ﷺ کے بعد ہی انتقال ہو گیا ان کے بعد اہل بحرین مرتد ہو گئے ان میں سے عبدالقیس پھر اسلام لے آئے البتہ بکر مرتد ہی رہے جس شخص کی کوشش سے عبدالقیس دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے وہ جارود تھے۔

جارود بن المعلیٰ:

حسن بن الحسن سے مروی ہے کہ جارودؓ بن المعلیٰ تلاش حق میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان سے فرمایا جارود اسلام لے آؤ انہوں نے کہا کہ میں خود اپنا دین رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا تمہارا دین کوئی حقیقت نہیں رکھتا وہ مہمل ہے' جارودؓ نے آپؐ سے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو جو خرابی بعد میں اسلام میں ہو' اس کی ذمہ داری آپؐ پر' آپؐ نے فرمایا اچھا جارودؓ اسلام لے آئے اور مدینے میں مقیم رہے جب وہ مسائل دین سے اچھی طرح واقف ہو گئے تو اب انھوں نے گھر جانے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ سفر کے لیے کوئی سواری ہو تو دیجیے' آپؐ نے فرمایا اس وقت تو کوئی سواری نہیں ہے جارودؓ نے کہا اگر راستے میں کوئی بھٹکا ہوا جانور مل جائے' میں اسے لے لوں آپؐ نے فرمایا کہ نہیں تم ہرگز ایسا نہ کرنا۔ یہ اپنی قوم کے پاس آئے ان کو اسلام کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کیا' ان کی پوری قوم مسلمان ہو گئی۔

بنو عبدالقیس کا قبول اسلام:

اسے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ان کے قبیلے نے عبدالقیس سے کہا اگر محمدؐ نبی ہوتے تو وہ کبھی نہ مرتے اور سب مرتد ہو گئے اس کی اطلاع جارودؓ کو ہوئی انھوں نے ان سب کو جمع کیا تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا ''اے گروہ عبدالقیس! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر تم اسے جانتے ہو تو بتانا اور اگر نہ جانتے ہو تو نہ بتانا'' انہوں نے کہا جو چاہو سوال کرو جارودؓ نے کہا جانتے ہو کہ گذشتہ زمانے میں اللہ کے نبی دنیا میں آ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں جارودؓ نے کہا تم ان کو صرف جانتے ہو یا تم نے ان کو دیکھا بھی ہے انہوں نے کہا کہ نہیں ہم نے ان کو دیکھا تو نہیں لیکن ہم ان کو جانتے ہیں جارودؓ نے کہا کہ پھر کیا ہوا' انہوں نے کہا وہ مر گئے جارودؓ نے کہا اسی طرح محمد ﷺ بھی انتقال فرما گئے جس طرح سابقہ انبیاء دنیا سے اٹھ گئے اور میں اعلان کرتا ہوں لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ' ان کی قوم نے کہا کہ ہم بھی شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور بے شک محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اور ہم تم کو اپنا برگزیدہ اور اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں اس طرح وہ اسلام پر ثابت قدم رہے ارتداد کی وبا ان تک نہ پہنچی اور انہوں نے تمام بنو ربیعہ منذرؓ اور مسلمانوں کو آپس میں نپٹ لینے کے لیے چھوڑ دیا' چنانچہ منذرؓ اپنی زندگی بھر ان

سے الجھے رہے ان کے مرنے کے بعد ان کی جماعت مکاثنین میں محصور ہوگئی یہاں تک کہ ان کو علاء نے محاصرے سے آزاد کرایا۔

منذر بن ساویٰ کی وفات:

مروی ہے کہ جب خالدؓ بن الولید یمامہ کے قضیے سے فارغ ہوئے ابوبکرؓ نے علاءؓ ابن الحضرمی کو بحرین بھیجا یہ علاءؓ وہی شخص ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے منذرؓ بن ساویٰ العبدی کے پاس اسلام کی دعوت دینے بھیجا تھا' منذرؓ اسلام لے آئے اور علاءؓ بحرین میں رسول اللہ ﷺ کے امیر کی حیثیت سے مقیم رہے' رسول اللہ ﷺ کی وفات کے تھوڑے ہی دن کے بعد منذرؓ بن ساویٰ کا بحرین میں انتقال ہوا۔

وراثت کا مسئلہ:

عمروؓ بن العاص عمان میں متعین تھے یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی وہیں تھے یہ مدینے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں منذرؓ بن ساویٰ کے پاس آئے جو اس وقت مرض الموت میں مبتلا تھے عمروؓ ان سے ملنے گئے منذرؓ نے ان سے پوچھا کہ ایک مسلمان کی وفات کے وقت اس کے مال میں سے رسول اللہ ﷺ کتنا حق خود اس مرنے والے کو دلواتے ہیں عمروؓ نے ان سے کہا کہ تیسرا حصہ' منذرؓ نے ان سے پوچھا کہ میں اپنے اس ثلث مال کو کس طرح خرچ کروں' عمروؓ نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اسے اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیجیے اور اس طرح یہ ایک نیکی کر جائیں اور اگر آپ چاہیں تو اپنے اس مال کو صدقہ کر دیجیے اور اس طرح یہ صدقہ ایک محرم شے ہوگا کہ جو آپ کے بعد ان لوگوں کے لیے جن کے لیے آپ نے یہ صدقہ کیا ہے' یہ صدقہ جاریہ رہے گا۔ منذرؓ نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اپنے مال کو بحیرہ[1] سائبہ[2] وصیلہ[3] اور حامی[4] کی طرح حرام کر جاؤں' بجائے اس کے میں اپنے مال کو ابھی تقسیم کیے جاتا ہوں اور جن لوگوں کے لیے میں نے وصیت کی ہے ان کو دے دیتا ہوں تاکہ اسے وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ عمروؓ ہمیشہ ان کے اس قول پر تعجب کیا کرتے تھے کہ انہوں نے کیا عمدہ بات کہی۔

بحرین میں ارتداد کی وبا:

جارودؓ بن عمروؓ بن حنش بن معلیٰ کے علاوہ تمام بنو ربیعہ اور عربوں کے ساتھ بحرین میں مرتد ہو گئے' البتہ جارودؓ اور ان کے قبیلے والے بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفات اور عربوں کے مرتد ہو جانے کی اطلاع ملی انہوں نے کہا تو میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور اعلان کرتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں ان تمام لوگوں کو جو اس کا اقرار نہیں کرتے کافر قرار دیتا ہوں۔

---

[1] بحیرہ: عہد جاہلیت میں اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کو پانچ بچے ہو جانے کے بعد اس کے کان میں سوراخ کر کے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا نہ اس سے پھر سواری لی جاتی تھی نہ اس کا دودھ دوہا جاتا تھا۔

[2] سائبہ: منت کے سلسلے میں آزاد کی ہوئی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

[3] وصیلہ: وہ بکری جو ایک ساتھ نر مادہ دو بچے ایک مرتبہ جنے اور پھر اس سے استفادہ حرام ہو جاتا تھا۔

[4] حامی: وہ اونٹ جو دس بچے جنوانے کے بعد آزاد کر دیا جاتا تھا اور پھر اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا تھا۔

منذر بن نعمان بن منذر کی امارت:

بنو ربیعہ بحرین میں جمع ہوئے اور مرتد ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم اس علاقے کی حکومت پھر منذرؒ کے خاندان کو دیتے ہیں چنانچہ انہوں نے منذر بن النعمان بن المنذر کو اپنا بادشاہ بنالیا' اسے غرور یعنی فریب کہا جاتا تھا مگر جب وہ اور تمام دوسرے لوگ تلوار کے زور سے دوبارہ اسلام لائے تو خود وہ کہا کرتا تھا کہ میں فریب نہیں ہوں بلکہ فریب خوردہ ہوں۔

جوانا کا محاصرہ:

عمیرؓ بن فلان العبدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بنو قیس بن ثعلبہ کے حطم بن ضبیعہ نے بکر بن وائل کے مرتدین اور دوسرے ان لوگوں کے ساتھ جو ہمیشہ سے کافر تھے مرتد ہو کر خروج کر کے قطیف اور ہجر میں اپنا مستقر قائم کیا اور تمام خطے کو اس میں جس قدر زط اور سیابجہ آباد تھے ان سب کو گمراہ کر دیا' اس نے ایک مہم دارین بھیجی جو اس کے ساتھ ہو گئے تا کہ وہ عبد القیس کو اپنے اور ان کے درمیان گھیر لے کیونکہ وہ ان کے مخالف تھے اور منذرؓ اور مسلمانوں کی مدد کرتے تھے اس نے غرور بن سوید نعمان بن المنذر کے بھائی کو بلا بھیجا اور اسے جوانا بھیجا اور اس نے کہا کہ تم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا' اگر مجھے فتح ہوئی تو میں تمہیں بحرین کا بادشاہ بنا دوں گا اور تم نعمان بادشاہ حیرہ کے برابر ہو جاؤ گے' اس نے جوانا آ کر وہاں کے باشندوں کا کامل محاصرہ کرلیا محصورین کو محاصرے سے بڑی تکلیف ہوئی ان مسلمان محصورین میں مسلمانوں کے ایک بڑے بزرگ بنو ابی بکر کلاب کے عبداللہؓ بن حذف بھی تھے ان کو اور تمام محصورین کو بھوک کی ایسی تکلیف ہوئی کہ قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جاتے اس موقع پر انہوں نے چند شعر بھی کہے ہیں جس میں اپنی دردناک حالت کو ابوبکرؓ اور اہل مدینہ کو مخاطب کر کے بیان کیا ہے۔

ثمامہ بن اثال:

منجاب بن راشدہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے علاءؓ بن الحضرمی کو بحرین کے مرتدین سے لڑنے کے لیے بھیجا بحرین آتے ہوئے جب وہ یمامہ کے قریب پہنچے تو ثمامہ بن اثال بنو حنیفہ کے بنو سحیم کے مسلمانوں اور دوسرے بنو حنیفہ کے دیہاتیوں کے ہمراہ ان سے ملے یہ اب تک جنگ سے کنارہ کشی کیے ہوئے اپنے طرز عمل پر غور کر رہے تھے کہ کس کا ساتھ دیں۔

عکرمہ کی روانگی مہرہ:

علاءؓ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو پہلے عمان بھیجا اور پھر مہرہ اور شرحبیل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم آنے تک جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو۔

مسجد اور بلی پر فوج کشی:

علاءؓ دومہ آئے یہاں وہ اور عمروؓ بن العاص بنو قضاعہ کے مرتدین پر چھاپے مارنے لگے عمروؓ بن العاص سعد اور بلی پر غارت گری کرتے تھے اور علاءؓ نے بنو کلب اور ان کے توابع سے کارروائی شروع کی۔

مقاعس اور ذیلی قبائل کی بغاوت:

راوی کہتا ہے کہ جب وہ ہمارے قریب آئے تو ہم اس علاقے کی بلند سطح پر تھے بنو رباب اور بنو عمرو بن تمیم میں سے جس جس کے پاس گھوڑا تھا وہ اس پر سوار ہو کر علاءؓ کے استقبال کے لیے آ گیا' بنو حنظلہ بھی متردد تھے کہ آیا اس ہنگامے میں شرکت کریں یا نہ

کریں' مالک بن نویرہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ بطاع میں تھا وہ کبھی ہم پر حملہ کرتا اور کبھی ہم اس پر' وکیع بن مالک ایک بڑی جماعت کے ساتھ قرعاء میں تھا وہ عمروؓ پر حملہ کرتا تھا اور عمروؓ اس پر حملہ کرتے تھے قبیلہ سعد بن زید منات میں دو جماعتیں ہوگئی تھیں' عوف اور ابناء نے زبرقانؓ بن بدر کی بات مانی وہ اسلام پر قائم رہے اور انہوں نے زبرقانؓ کی مرتدین کے مقابلے میں مدافعت کی البتہ مقاعس اور ذیلی قبائل نے زبرقانؓ کی بات نہ مانی اور بغاوت کا اعلان کر دیا قیس بن عاصم نے اس زکوٰۃ کے مال کو جو ان کے پاس جمع ہوگیا تھا مقاعس اور ان کے ذیلی قبائل میں تقسیم کر دیا حالانکہ زبرقان نے عوف اور ابناء کے زکوٰۃ کے مال کو حکومت کے لیے وصول کیا۔ اسی طرح عوف اور ابناء مقاعس اور ان کے ذیلی قبائل سے جنگ وجدال میں مصروف ہوگئے۔

قیس بن عاصم کی اطاعت:

مگر جب قیس بن عاصم کو معلوم ہوا کہ رباب اور عمرو بن تمیم سب علاءؓ سے مل گئے ہیں وہ اپنے کیے پر نادم ہوئے اور زکوٰۃ کا جو مال انہوں نے بہ اختیار خود تقسیم کر دیا تھا اتنا ہی مال علاءؓ کے پاس لا کر ان کے حوالے کر دیا اور اپنی بغاوت کے ارادے سے باز آ کر وہ خود اہل بحرین سے لڑنے کے لیے ان کے ساتھ ہوگئے۔ اس موقع پر انہوں نے بہت سے شعر بھی کہے جس طرح کہ زبرقانؓ نے زکوٰۃ کے مال کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجتے ہوئے کہے تھے۔ قیس جب زکوٰۃ کا مال لے کر علاءؓ کے پاس آئے علاءؓ نے ان کی تعظیم و تکریم کی' علاءؓ کے ساتھ جہاد کے لیے قبیلۂ عمرو' سعد اور رباب میں سے اتنے ہی آدمی اور شامل ہوگئے جتنے کہ پہلے سے ان کی اصلی فوج میں تھے علاءؓ ہم کو دہنا کے راستے سے لے چلے۔

اونٹوں کی گمشدگی:

جب ہم اس کے وسط میں پہنچے جہاں سے منافات اور عزافات ان کے داہنی اور بائیں جانب تھے' اور اللہ نے چاہا کہ ہمیں اپنا ایک معجزہ دکھائے' علاءؓ نے قیام کر دیا اور سب لوگوں کو قیام کا حکم دے دیا۔ جب رات اچھی طرح چھا گئی تمام اونٹ بے قابو ہوکر بھاگ گئے نہ ہم میں سے کسی کے پاس کوئی اونٹ رہا نہ توشہ نہ توشہ دان نہ خیمہ' سب کا سب اونٹوں پر ریگستان میں غائب ہوگیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ لوگ سواریوں سے اتر چکے تھے مگر ابھی وہ اپنا سامان نہ اتار سکے تھے اس وقت ہم پر جو رنج و غم طاری ہوا مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور جماعت پر کبھی طاری ہوا ہو ہم نے اپنی زندگی سے مایوس ہوکر ایک دوسرے کو آخری پیام دیئے' اتنے میں علاءؓ کے منادی نے سب کے اجتماع کا حکم دیا ہم سب علاءؓ کے پاس جمع ہوئے انہوں نے کہا میں یہ کیا پریشانی اور اضطراب آپ لوگوں میں دیکھ رہا ہوں اور آپ لوگ کیوں اس قدر متفکر ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس پر ہم کو مورد الزام قرار دیا جائے' ہماری یہ حالت ہے کہ اگر اسی طرح صبح ہوگئی تو ابھی آفتاب اچھی طرح طلوع بھی نہیں ہونے پائے گا' کہ ہم سب ہلاک ہو چکے ہوں گے۔

علاءؓ نے کہا آپ لوگ ہرگز خوفزدہ نہ ہوں' کیا آپ مسلمان نہیں ہیں' کیا آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے' کیا آپ اللہ کے مددگار نہیں ہیں سب نے کہا بے شک ہم ہیں' علاءؓ نے کہا آپ لوگوں کو بشارت ہو کیونکہ اللہ ہرگز ایسے لوگوں کا جس حال میں آپ ہیں کبھی ساتھ نہیں چھوڑے گا۔

پانی کا چشمہ:

طلوع فجر کے ساتھ صبح کی اذان ہوئی علاءؓ نے ہمیں نماز پڑھائی بعض لوگوں نے ہم میں سے تیمم کر کے نماز پڑھی اور بعض کا

اب تک سابقہ وضو باقی تھا' نماز کے بعد وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر دعاء کے لیے بیٹھ گئے اور سب لوگ بھی اسی طرح دوزانو دعاء کے لیے بیٹھ گئے جب سورج کی روشنی افق مشرق میں ذرا نمودار ہوئی وہ صف کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کوئی ہے ایسا کہ جا کر خبر لائے کہ یہ روشنی کیا ہے ایک شخص اس کام کے لیے گئے اور انہوں نے واپس آ کر کہا کہ یہ روشنی محض سراب ہے علاءؓ پھر دعاء میں مصروف ہو گئے۔ دوسری مرتبہ پھر وہ روشنی نظر آئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سراب ہے تیسری مرتبہ پھر روشنی نمودار ہوئی اس مرتبہ خبر گیر نے آ کر کہا کہ پانی ہے علاءؓ کھڑے ہو گئے اور سب لوگ کھڑے ہو گئے اور پانی کی طرف چل کر وہاں پہنچے ہم نے پانی پیا منہ ہاتھ دھوئے' غسل کیا۔

اونٹوں کی واپسی:

ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ ہمارے اونٹ ہر سمت سے دوڑتے ہوئے ہمارے پاس آتے ہوئے نظر آئے وہ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے ہر شخص نے اپنی سواری کے پاس جا کر پکڑ لیا ہماری کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوئی ہم نے ان کو اس وقت پانی پلایا پھر دوسری مرتبہ خوب سیر ہو کر پلایا اور اپنے ساتھ بھی پانی کا ذخیرہ لے لیا اور پھر خوب آرام کیا اس وقت ابوہریرہؓ میرے رفیق تھے جب ہم اس مقام سے ذرا دور نکل گئے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس پانی کے مقام سے واقف ہو میں نے کہا کہ میں اور تمام عربوں کے مقابلے میں اس علاقے کے چپے چپے سے بہت زیادہ واقف ہوں۔

معجزہ:

ابوہریرہؓ نے کہا تم مجھے پھر اسی جگہ لے چلو میں نے اونٹ کو موڑا اور ٹھیک اسی پانی والے مقام پر ان کو لے آیا وہاں آ کر دیکھا کہ نہ کوئی پانی کا حوض ہے نہ پانی کا کوئی نشان' میں نے ابوہریرہؓ سے کہا بخدا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہاں مجھے کوئی حوض نظر نہیں آیا تب بھی میں ضرور یہی کہتا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے ہم نے پانی لیا ہے مگر آج سے پہلے کبھی میں نے اس مقام میں صاف اور شیریں پانی نہیں دیکھا تھا حالانکہ اس وقت بھی پانی سے برتن لبریز تھے ابوہریرہؓ نے کہا کہ اے ابوسہم بخدا یہی وہ مقام ہے اسی لیے میں یہاں آیا ہوں اور تم کو لے آیا ہوں میں نے اپنے برتن پانی سے بھرے تھے اور ان کو اس حوض کے کنارے رکھ دیا تھا میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کا معجزہ اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ رحمت ہے تو میں معلوم کر لوں گا اور اگر یہ محض بارش کا پانی ہے اسے بھی میں معلوم کر لوں گا' دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اللہ کا ایک معجزہ تھا جو اس نے ہمارے بچانے کے لیے ظاہر کیا تھا اس پر ابوہریرہؓ نے اللہ کی حمد کی وہاں سے پلٹ کر پھر ہم اپنے راستے چلے اور ہجر آ کر ہم نے پڑاؤ کیا۔

علاءؓ نے جارودؓ اور ایک دوسرے صاحب کو حکم بھیجا کہ تم دونوں عبدالقیس کو لے کر حطم کے مقابلے کے لیے اس علاقے میں جو تم سے ملا ہوا ہے جا کر پڑاؤ کرو۔

حضرت علاءؓ الحضرمی کی حطم پر فوج کشی:

خود علاءؓ اپنی فوج کے ساتھ حطم کے مقابلے پر اس علاقے میں آئے جو ہجر سے ملا ہوا تھا۔ اہل دارین کے علاوہ تمام مشرکین حطم کے پاس جمع ہو گئے اسی طرح تمام مسلمان علاءؓ بن الحضرمی کے زیر علم جمع ہوئے دونوں حریفوں نے اپنے اپنے آگے خندق کھود لی' اب وہ روزانہ اپنی اپنی خندق سے برآمد ہو کر ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور پھر اپنی خندق میں واپس ہو جاتے تھے ایک مہینے تک

جنگ کی یہی کیفیت رہی' اسی اثناء میں ایک رات مسلمانوں کو مشرکین کے پڑاؤ سے زبردست شور وغوغا سنائی دیا وہ شور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ شکست خوردہ فوج میں ہوتا ہے' علاءؓ نے کہا کوئی ہے جو دشمن کی اصل حالت کی خبر لائے۔

عبداللہ بن حذف کی گرفتاری ورہائی:

عبداللہ بن حذف نے کہا میں اس کام کے لیے جاتا ہوں' اس کی ماں قبیلہ عجل کی تھیں۔ یہ اپنی فرودگاہ سے نکل کر جب دشمن کی خندق کے قریب پہنچے انہوں نے ان کو پکڑ لیا' پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ میں عجلی ہوں اور وہ پکارنے لگے اے ابجر میری مدد کرو' ابجر بن بجیر ان کے پاس آیا ان کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا ہے انہوں نے کہا میں لہزموں کے ہاتھ سے نہیں مرنا چاہتا اور میں کیوں قتل کیا جاؤں جب کہ میرے گرد عجل تیم اللات' قیس اور عزہ کی فوجیں کھڑی ہیں۔ حطم اور دوسرے دور والے قبائل تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کھلونا بنائیں یا ٹھکرائیں' ابجر نے ان کو سپاہیوں سے چھڑا لیا مگر کہا بخدا میں سمجھتا ہوں کہ آج رات تم اپنے ماموؤں کے لیے بہت بُرے بھانجے ہو۔ عبداللہؓ بن حذف نے کہا کہ اس بات کو چھوڑو مجھے کچھ کھلاؤ میں بھوک سے مر رہا ہوں' ابجر ان کے لیے کھانا لایا عبداللہ نے کھانا کھایا اور پھر کہا کہ مجھے زادِ راہ دو' سواری دو اور کچھ نقد دو تاکہ میں اپنے ننھیال چلا جاؤں۔ ابجر نے اس کے لیے ایک شخص کو حکم دیا جو شراب کے نشے میں چور تھا اس نے ان کو سواری کے لیے ایک اونٹ دیا' توشہ دیا اور کچھ نقد دیا۔ عبداللہ بن حذف وہاں سے چل کر مسلمانوں کی فرودگاہ میں آ گئے اور انہوں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ ہمارا حریف مخمور ہے۔

مسلمانوں کا حطم پر حملہ:

مسلمانوں نے فوراً دشمن پر حملہ کر دیا اور خود اس کے پڑاؤ میں گھس کر ان کو بے دریغ تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کیا وہ بے تحاشا اپنی خندق کی طرف بھاگے بہت سے اس میں گر کر ہلاک ہو گئے جو بچے وہ اس قدر خوف زدہ ہو گئے تھے کہ یا قتل کر دیئے گئے یا گرفتار کر لیے گئے۔ مسلمانوں نے ان کی پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا جو شخص بچ کر بھاگ سکا وہ صرف اس چیز کو لے جا سکا جو اس کے جسم پر تھی۔ البتہ ابجر جان بچا کر بھاگ گیا' حطم کی خوف ودہشت سے یہ کیفیت تھی کہ گویا اس کے جسم میں جان ہی نہیں' وہ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا جب کہ تمام مسلمان مشرکین کے وسط میں آ چکے تھے' اپنی بدحواسی میں حطم خود مسلمانوں میں سے فرار ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے جانے لگا۔ جیسے ہی اس نے رکاب میں پاؤں رکھا رکاب ٹوٹ گئی' بنو عمرو بن تمیم کے عفیفؓ بن المنذر کا اس کے پاس سے گذر ہوا وہ اس وقت پکار رہا تھا کہ کیا بنو قیس بن ثعلبہ کا کوئی شخص ہے جو مجھے رکاب کے لیے ڈوری دے دے۔ اس نے یہ بات ایسی بلند آواز سے کہی کہ عفیفؓ نے اسے شناخت کر لیا اور آواز دی کہ ابوضبیعہ! حطم نے کہا کہ ہاں عفیفؓ نے کہا پاؤں دو میں اس میں ڈوری باندھے دیتا ہوں۔

حطم کا خاتمہ:

حطم نے اس کے لیے اپنا پاؤں آگے کر دیا۔ عفیف نے تلوار کے ایک وار سے ران پر سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا' اور اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ حطم نے کہا اب کیا ہے تم میرا کام ہی تمام کر دو۔ عفیفؓ نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ جب تک میں تیری ہڈیاں نہ چبالوں تجھے موت آئے کیونکہ اس روز رات کو عفیفؓ کے کئی بھائی جوان کے ساتھ تھے اس لڑائی میں شہید ہو چکے تھے۔ حطم کے پاس سے اس شب میں جو مسلمان گذرتا وہ اس سے کہتا کہ کیا تم حطم کو قتل کرنا چاہتے ہو یہ بات اس نے اب تک ان مسلمانوں

سے کہی تھی جو اسے پہچانتے نہ تھے اتنے میں قیسؓ بن عاصم اس کے پاس سے گذرے، حطم نے ان سے بھی یہی کہا قیسؓ بن عاصم نے اس وقت پلٹ کر اس کا کام تمام کر دیا، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ اس کی ران سے اس کا پاؤں کٹا ہوا لگ ہے کہنے لگے کہ یہ تو میں نے برا کیا اگر یہ بات مجھے معلوم ہوتی تو میں اسے ہاتھ ہی نہ لگاتا یوں ہی تڑپ تڑپ کے مرجانے کے لیے چھوڑ دیتا۔

ابجر پر قیسؓ بن عاصم کا حملہ:

مشرکین کی فرودگاہ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمان ان کی خندق سے برآمد ہو کر ان کے تعاقب میں چلے، قیسؓ بن عاصم ابجر کے قریب پہنچ گئے، مگر ابجر کا گھوڑا قیسؓ کے گھوڑے سے زیادہ طاقت ور تھا ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ کہیں میری گرفت سے نکل نہ جائے انہوں نے ابجر کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ مارا جس نے گھوڑے کی سرین کے پٹھے کو تو قطع کر دیا مگر رگ کو وہ قطع نہیں کر سکا اور گھوڑا کانپنے لگا۔

غرور بن سوید کا قبول اسلام:

عفیفؓ بن المنذر نے غرور بن سوید کو گرفتار کر لیا۔ رباب نے علاءؓ سے اس کی سفارش کی اس کا باپ تیم کا بھانجا تھا۔ اس کے لیے رباب نے علاءؓ سے سفارش کی علاءؓ نے کہا میں نے اسے معاف کیا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میرا نام غرور ہے علاءؓ نے کہا اچھا آپ ہی ہیں جس نے ان سب کو فریب دیا ہے۔ غرور نے کہا کہ اے مالک میں فریب نہیں ہوں بلکہ فریب خوردہ ہوں۔ علاءؓ نے کہا اسلام لے آ وہ مسلمان ہو گیا اور ہجر ہی میں رہ گیا اس کا اصل نام ہی غرور تھا یہ اس کا لقب نہ تھا۔

مال غنیمت کی تقسیم:

عفیفؓ نے منذر بن السوید بن المنذر کو قتل کر دیا۔ صبح کو علاءؓ نے مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا، اور ایسے لوگوں کو جنہوں نے خاص طور سے جنگ میں بہادری دکھائی تھی کپڑے دیئے، ان میں عفیفؓ بن المنذر، قیس بن عاصمؓ اور ثمامہ بن اثالؓ تھے۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ کو جو کپڑے دیئے گئے تھے ان میں ایک سیاہ چوغا تھا جس پر نشان بنے ہوئے تھے حطم اس کو پہن کر بہت اتراتا تھا اس کے علاوہ علاء نے اور کپڑوں کو فروخت کر دیا۔

مرتدین کا دارین میں اجتماع:

شکست خوردہ مشرکین کا بڑا حصہ کشتیوں میں بیٹھ کر دارین چلا گیا اور دوسرے لوگ اپنے اپنے قبائل کے علاقوں میں پلٹ گئے، علاءؓ بن الحضرمی نے قبیلۂ بکر بن وائل کے ان لوگوں کو جو اسلام پر قائم تھے۔ ان کے متعلق حکم لکھا کہ ان کا مقابلہ کریں۔ نیز عتیبہ بن النہاس اور عامر بن عبدالاسود کو حکم بھیجا کہ تم بدستور اسلام پر قائم رہو اور ہر راستے پر مرتدین کے مقابلے کے لیے پہرے بٹھا دو نیز انہوں نے مسمع کو حکم دیا کہ وہ خود بڑھ کر مرتدین کا مقابلہ کریں۔ اور انہوں نے خصفۃ التیمی مثنیٰ بن حارثۃ الشیبانی کو حکم دیا کہ وہ بھی ان مرتدین کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ وہ ان کے روکنے کے لیے راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہوئے اور مرتدین میں سے بعض نے توبہ کی اور اسلام لے آئے۔ جسے تسلیم کیا گیا۔ اور ان کو علاء کی فوج میں شامل کر دیا گیا اور بعض نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا، اور اپنے ارتداد پر اصرار کیا۔ ان کو ان کے علاقوں میں جانے سے روک دیا گیا اس لیے وہ پھر اسی راستے پر پلٹے جہاں سے وہ آئے تھے یہاں تک کہ وہ بھی کشتیوں کے ذریعے دارین پہنچ گئے۔ اس طرح اللہ نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ بنی صبیعہ بن عجل کے ایک شخص

وہب نے بکر بن وائل کے مرتدین کے متعلق دو شعر بھی کہے جس میں ان کی اس حرکت پر نضرین کی گئی ہے۔

دارین پر فوج کشی:

علاءؓ بدستور مشرکین کی اس فرودگاہ میں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بکر بن وائل کے ان لوگوں کے جن کو انہوں نے خط لکھے تھے خط جواب میں موصول ہوئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل کریں گے اور عمل کرائیں گے اور اپنے دین کی حمایت کریں گے جیسا کہ علاءؓ چاہتے تھے اور اب ان کو یقین ہو گیا کہ ان کے عقب سے کوئی بات ایسی رونما نہ ہوگی جو ان کے مخالف ہو یا جس کا برا اثر اہل بحرین میں سے کسی کو ہو۔ انہوں نے اب تمام مسلمانوں کو دارین پر پیش قدمی کی دعوت دی۔ ان کو جمع کر کے ان کے سامنے تقریر کی جس میں کہا: اللہ نے شیاطین کے گروہوں اور جنگ سے شکست کھا کر بھگوڑوں کو تمہارے ہاتھوں تباہ کرنے کے لیے اس سمندر میں جمع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ خشکی میں تم کو اپنی ایسی نشانیاں دکھا چکا ہے جس سے تم سمندر میں اس کی ذات پر بھروسہ کر سکو۔ لہٰذا اپنے دشمن پر بڑھو اور سمندر پھاڑ کر ان تک پہنچ جاؤ کیونکہ اللہ نے ان سب کو ایک جا کر دیا ہے یہ ان کو تباہ کرنے کا بہترین موقع ہے تمام مسلمانوں نے کہا ہم اس کے لیے بخوشی تیار ہیں اور بخدا جب تک ہم زندہ ہیں وادی دہناء کے واقعہ کے بعد اب کسی خطرے سے نہیں ڈرتے۔

دارین پر حملہ:

علاءؓ اور تمام مسلمان اس فرودگاہ سے کوچ کر کے سمندر کے کنارے آئے اور سب کے سب گھوڑوں اونٹوں خچر اور گدھوں پر سوار ہو کر اور پیادہ سمندر میں گھس پڑے علاءؓ نے اللہ کی جناب میں دعاء کی مسلمانوں نے بھی دعاء کی اس وقت وہ یہ دعاء مانگ رہے تھے۔ اے ارحم الراحمین اے کریم اے حلیم اے احد اے صمد اے حی اے محی الموتی اے حی اے قیوم تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اے ہمارے رب! تمام مسلمانوں نے اللہ کے حکم سے اس خلیج کو بغیر کسی نقصان کے عبور کر لیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نرم ریت پر جس پر پانی چھڑکا گیا ہے چل رہے ہیں کہ اونٹوں کے پاؤں تک نہ ڈوبے۔ حالانکہ بعض موقعوں پر ساحل سے دارین تک کا سفر کشتیوں کے ذریعہ ایک دن اور ایک رات میں طے ہوتا تھا اب وہاں مسلمانوں کا اور مرتدین کا مقابلہ ہوا نہایت ہی خونریز معرکہ ہوا جس میں وہ سب مارے گئے کہ کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ مسلمانوں نے ان کے اہل وعیال کو لونڈی و غلام بنا لیا اور ان کی املاک پر قبضہ کر لیا ہر ایک شہسوار کو چھ ہزار اور ہر پیادہ کو دو ہزار درہم غنیمت میں ملے۔

مسلمانوں کو ساحل سمندر سے ان تک پہنچنے اور ان کے مقابلے میں پورا دن صرف ہو گیا ان سے فارغ ہو کر پھر وہ جس راستے سے گئے تھے اسی راستے واپس آئے اور سمندر طے کر کے پھر کنارے پہنچ گئے اس واقعے کو عفیفؓ بن المنذر نے اپنے دو شعروں میں بیان کیا ہے۔

منافقین کی افواہیں:

جب علاءؓ بحرین سے واپس آ گئے انہوں نے اطراف واکناف میں اسلام کی سطوت قائم کر دی مسلمانوں اور اسلام کی عزت کو برقرار کر دیا۔ اور شرک اور مشرکین کو ذلیل کر دیا۔ بعض منافقوں نے بے بنیاد بڑی بڑی خبریں مشہور کیں بعض لوگوں نے کہا یہ دیکھو مفروق اپنے خاندان شیبان تغلب اور نمر کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے آمادہ ہے بعض مسلمانوں نے ان کو اس کا

یہ جواب دیا کہ اگر ایسا ہے تو ہونے دو خوف کس بات کا ہے ہماری طرف سے لہازم ان کو نبٹ لیں گے کیونکہ تمام لہازم اس وقت علاءؓ کی امداد کا تہیہ کر چکے تھے اور وہ اپنے خیال میں پورے اترے۔ عبداللہ بن حذف نے اس واقعے کا ذکر اپنے بعض شعروں میں بھی کر دیا ہے۔

حضرت ثمامہؓ بن اثال کی شہادت:

علاء بن الحضرمیؓ تمام لوگوں کو واپس لے آئے' اور سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے وہیں پر قیام کرنے کو پسند کیا' سب لوگ واپس آ گئے' ثمامہؓ بن اثال بھی واپس آ گئے' ہم جب بنو قیس بن ثعلبہ کے ایک چشمہ آب پر مقیم تھے لوگوں کی نظر ثمامہؓ پر پڑی' اور انہوں نے حطم کا چوغا اس کے جسم پر دیکھا ایک شخص کو دریافت کے لیے بھیجا اور اس سے کہا کہ جا کر ثمامہؓ سے دریافت کرو کہ یہ چوغا تم کو کہاں سے ملا اور حطم کے متعلق دریافت کرو کہ کیا تمہیں نے اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے' اس شخص نے آ کر ثمامہؓ سے چوغے کو پوچھا انہوں نے کہا کہ یہ مجھے مال غنیمت میں ملا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا تم نے حطم کو قتل کیا ہے' ثمامہؓ نے کہا کہ نہیں اگر چہ میری تمنا تھی کہ میں اس کو قتل کرتا اس شخص نے کہا کہ یہ چغہ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ ثمامہ نے کہا کہ اس کا جواب تمہیں میں پہلے ہی دے چکا ہوں' اس شخص نے اپنے دوستوں سے آ کر اس گفتگو کی اطلاع کی' وہ سب کے سب ثمامہؓ کے پاس آنے کے لیے جمع ہوئے اور ان کو آ کر گھیرا انہوں نے کہا کیوں کیا ہے ان سب نے کہا کہ تم ہی حطم کے قاتل ہو' ثمامہؓ نے کہا تم جھوٹے ہو میں اس کا قاتل نہیں ہوں۔ البتہ یہ چوغا مجھے مال غنیمت میں بطور حصے کے ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حصہ تو صرف قاتل ہی کو ملتا ہے ثمامہؓ نے کہا یہ چوغا اس کے جسم پر نہیں تھا بلکہ اس کی قیام گاہ سے ہمدست ہوا ہے لوگوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور پھر ان کو قتل کر دیا۔

ہجری راہب کے قبولِ اسلام کی وجہ:

ہجر میں مسلمانوں کے ساتھ ایک راہب بھی تھے جو اس روز اسلام لے آئے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے اسلام لانے کی وجہ کیا ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ تین چیزیں جن کے واقع ہونے کے بعد میں ڈرا کہ اب بھی اگر میں اسلام نہ لایا تو کہیں اللہ مجھے مسخ نہ کر دے' ریگستان میں چشمے کا جاری ہونا' سمندر کے پہنائی کا سمٹ جانا' اور وہ دعاء جس کی گونج میں نے صبح کے وقت ان کی فرودگاہ سے آتی ہوئی فضا میں سنی۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ دعاء کیا تھی۔ راہب نے کہا کہ وہ یہ دعاء ہے:

''اے اللہ! تو رحمٰن ورحیم ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو ابتداء سے ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو ہر وقت ہے' تجھ پر غفلت کبھی طاری نہیں ہوتی' تو ہی وہ زندہ ہے کہ جسے موت نہیں۔ تو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے' چاہے وہ نظر آتی ہو یا نہ آتی ہو' ہر روز تو ایک نئی شان میں جلوہ افروز ہے' تو ہر چیز کو جانتا ہے' بغیر اس کے کہ تو نے اسے سیکھا ہو''۔

اس دعاء سے مجھے معلوم ہوا کہ اگر یہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوتے اور اس کے دین پر نہ ہوتے تو فرشتے ان کی امداد کے لیے نہ بھیجے جاتے۔ اس زمانے کے بعد صحابہؓ اس واقعے کو ان ہجری راہب کی زبانی سنا کرتے تھے۔

چشمہ جاری ہونے کا معجزہ:

علاءؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حسب ذیل مراسلہ لکھا ''امابعد'' اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وادی دہناء میں ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ حالانکہ وہاں چشمے کے کوئی آثار نہ تھے اور سخت تکلیف اور پریشانی کے بعد ہم کو اپنا ایک معجزہ دکھایا جو ہم سب کے لیے عبرت کا باعث ہے' اور یہ اس لیے کہ اس کی حمد وثناء کریں لہٰذا اللہ کی جناب میں دعاء مانگیے اور اس کے دین کے مددگاروں کے لیے نصرت طلب کیجیے۔

ابوبکرؓ نے اللہ کی حمد کی' اس سے دعاء مانگی اور کہا کہ عرب ہمیشہ سے وادی دہناء کے متعلق یہ بات بیان کرتے آئے ہیں کہ لقمان سے جب اس وادی کے لیے پوچھا گیا کہ آیا پانی کے لیے اسے کھودا جائے یا نہیں' انہوں نے اس کے کھودنے کی ممانعت کی اور کہا کہ یہاں کبھی پانی نہیں نکلے گا تو اس وجہ سے اس وقت اس وادی میں چشمے کا جاری ہو جانا اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے جس کا حال ہم نے پہلے کسی قوم میں نہیں سنا تھا۔ اے اللہ! تو بجائے محمد ﷺ کے ہم میں ان کی نیابت کر۔

بنوشیبان بن ثعلبہ کے لیے حکم:

پھر علاءؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خندق والوں کی شکست اور حطم کے قتل کی جس کو زید اور مسمع نے قتل کیا تھا اپنے حسب ذیل خط سے اطلاع دی ''امابعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے دشمن کی عقلوں کو اور ان کی بات کو شراب سے جس کو انہوں نے دن کے وقت سے پی لیا تھا' بگاڑ دیا۔ ہم ان کی خندق کو طے کر کے اچانک ان پر ٹوٹ پڑے ہم نے ان سب کو نشے میں مدہوش پایا سوائے چند کے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اللہ نے حطم کو بھی ختم کر دیا''۔

ابوبکرؓ نے علاء رضی اللہ عنہ کو لکھا ''امابعد بنوشیبان بن ثعلبہ کے متعلق تم کو جو اطلاع ملی ہے' اگر اس کی توثیق ہو جائے اور بری خبریں شائع کرنے والے اس سے غلط فائدہ اٹھائیں تو تم فوراً ان کے مقابلے پر ایک فوج روانہ کرو جو ان کا استیصال کر دے جس سے دوسروں کو بھی عبرت ہو جائے۔''

اس حکم سے نہ وہ لوگ مخالفت کے لیے جمع ہوئے اور نہ ان کی بری خبریں شائع کرنے کا کوئی برا نتیجہ ظاہر ہوا۔

سنین میں اختلاف:

ان لوگوں سے مسلمانوں کی جنگ کی تاریخ میں اختلاف ہے محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق یمامہ' عمان اور مہرہ کی فتح اور شام کی طرف مسلمان فوجوں کا جانا یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے لیکن ابوزید کے ذریعے علمائے اہل شام اور عراق کی جو روایت ہم تک پہنچی ہے' اس سے یہ معلوم ہوتا ہے مرتدین کے مقابلے میں جتنی فتوحات خالدؓ بن ولید اور دوسروں کو حاصل ہوئیں وہ سب ۱۱ ہجری میں ہوئی ہیں۔ البتہ ربیع بن بجیر تغلبی کا واقعہ ۱۳ ہجری میں ہوا ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ خالدؓ بن الولید مسیخ اور حصید میں مقیم تھے کہ اس ربیعہ نے مرتدین کی جماعت کے ساتھ علم بغاوت برپا کیا۔ خالدؓ نے اس سے لڑ کر اس کو تباہ کر دیا' اس کے لشکر کو لوٹ کر بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے لونڈی غلام بنا لیے اس میں ربیعہ بن بجر کی ایک لڑکی بھی گرفتار ہوئی' خالدؓ نے اسے بھی لونڈی بنا لیا' اور ان لونڈی غلاموں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا' پھر یہ ربیعہ کی لڑکی علیؓ بن ابی طالب کو مل گئی۔

اہل عمان کا ارتداد

لقیط بن مالک الازدی:

ذوالتاج لقیط بن مالک الازدی نے جو زمانہ جاہلیت میں جلندری کی برابری کرتا تھا عمان میں نبوت کا دعویٰ کر کے اس پر غاصبانہ قبضہ کرلیا اور مرتد ہو گیا' اس نے جیفر اور عباد رضی اللہ عنہ کو پہاڑوں اور سمندر میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ جیفر نے اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ لقیط پر فوج کشی کریں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حمیر کے حذیفہ بن محصن الغلقانی کو عمان اور ازو کے عرفجہ رضی اللہ عنہ البارقی کو مہرہ مرتدین سے لڑنے روانہ کیا' ابوبکرؓ نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ جب وہ دونوں متفق الرائے ہو جائیں تو مشترکہ طور پر لقیط سے لڑیں اور جنگ کی کارروائی عمان سے شروع کی جائے' حذیفہ اپنے عمل میں عرفجہؓ البارقی پر امیر بالا دست ہوں گے اور عرفجہؓ اپنے عمل میں حذیفہؓ پر امیر بالا دست ہوں گے۔

حذیفہ اور عرفجہ رضی اللہ عنہما کی عمان پر فوج کشی:

یہ دونوں ساتھ ساتھ روانہ ہوئے' ابوبکرؓ نے دونوں کو ہدایت کی کہ وہ بہت تیزی سے سفر طے کر کے عمان پہنچیں' جب یہ عمان کے قریب پہنچے انہوں نے جیفر اور عباد رضی اللہ عنہما کو خط لکھے اور اپنی رائے پر عمل شروع کیا اور جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا' اس کی تعمیل کی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ سے لڑنے کے لیے یمامہ بھیجا تھا اور ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھی یمامہ بھیجا' اور ان دونوں کو بھی وہی ہدایت کی جو وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عرفجہ رضی اللہ عنہ کو کر چکے تھے' مگر عکرمہ' شرحبیل رضی اللہ عنہما سے جلدی کر کے آگے بڑھ گئے' تاکہ فتح کا سہرا انہیں کے سر بندھے۔ مسیلمہ نے ان کو ایسی دھمکی دی کہ وہ اس کے مقابلے سے ہٹ گئے اور انہوں نے اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کو عمان پر فوج کشی کا حکم:

شرحبیل رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی تو وہ جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم میری اجازت سے یمامہ میں مقیم رہو یہاں تک کہ تم کو میرا دوسرا حکم موصول ہو اور جس شخص کے مقابلے کے لیے تم کو بھیجا ہے سر دست اس کا مقابلہ نہ کرو' دوسری طرف ابوبکرؓ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا' جس میں ان کی جلد بازی پر ان کو زجر و توبیخ کی اور لکھا کہ اب تاوقتیکہ تم مرتدین کے مقابلے میں کوئی کارنمایاں نہ کرلو نہ میں تمہاری صورت دیکھوں گا اور نہ میں تمہاری کوئی بات سننا چاہتا ہوں۔ تم عمان جاؤ اور اہل عمان سے لڑو' حذیفہ اور عرفجہ رضی اللہ عنہما کو مدد دو تم میں کا ہر ایک شخص اپنے اپنے رسالے کا سردار رہے گا' البتہ جب تک تم حذیفہؓ کے علاقہ عمل میں رہو گے وہ تم سب کے افسر اعلیٰ رہیں گے' عمان کے قضیے سے فارغ ہو کر تم مہرہ جانا اور وہاں سے یمن جا کر یمن اور حضر موت کی کارروائیوں میں مہاجر بن ابی امیہ کے ساتھ رہنا اور اثنائے راہ میں عمان اور یمن کے درمیان جو مرتد ہوں ان کی سرکوبی کرنا' میں چاہتا ہوں کہ تم اس مہم میں ایسی نمایاں کارگزاری دکھاؤ جو میری خوشنودی کا باعث ہو۔

لقیط سے سرداروں کی علیحدگی:

اس حکم کے مطابق عکرمہؓ اپنی فوج کے ساتھ عرفجہ رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے اور قبل اس کے کہ وہ دونوں عمان

پہنچ جائیں' عکرمہؓ ان سے جا ملے' اس سے قبل ابوبکرؓ نے ان دونوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ عمان سے فارغ ہونے کے بعد وہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں' چاہے وہ ان کو اپنے ساتھ لے لیں یا عمان میں ٹھہرنے کا حکم دیں۔ یہ تینوں امیر عمان کے قریب ایک مقام رجام میں باہم جا ملے۔ اور انہوں نے جیفرؓ اور عبادؓ کے پاس اپنے پیام بھیج دیئے۔ دوسری طرف لقیط کو بھی اس فوج کے آنے کی اطلاع پہنچی۔ اس نے اپنی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور دبا میں آ کر پڑاؤ ڈالا' جیفرؓ اور عباد رضی اللہ عنہ بھی اپنی اپنی قیام گاہوں سے برآمد ہوئے اور انہوں نے صحار میں آ کر پڑاؤ کیا اور حذیفہ' عرفجہ' عکرمہ رضی اللہ عنہم کو کہلا بھیجا کہ آپ سب ہمارے پاس آ جائیں۔ چنانچہ وہ سب ان دونوں کے پاس صحار میں ایک جا ہو گئے اور اپنے متصلہ علاقے کو مرتدین سے پاک کر دیا' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اور مرتدین بھی اپنی بغاوت سے باز آ گئے نیز ان امرائے لقیط کے ساتھی سرداروں کو خطوط لکھے اور اس کی ابتداء انہوں نے بنو جدید کے رئیس سے کی ان کے جواب میں ان سرداروں نے بھی مسلمان امراء کو خطوط لکھے اس مراسلات کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سب سردار لقیط سے علیحدہ ہو گئے۔

دبا کا معرکہ:

مسلمانوں نے لقیط کی جانب پیش قدمی کی اور مقام دبا پر دونوں حریفوں کا اجتماع ہوا۔ لقیط نے اپنے تمام اہل وعیال کو جمع کر کے ان کو صفوں کے پیچھے ٹھہرا دیا تھا تا کہ وہ اپنے نبرد آزماؤں کو جنگ میں داد شجاعت دینے پر ابھاریں نیز خود لڑنے والے بھی اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے جم کر لڑیں۔ یہ مقام مضر کے علاقے میں ایک بڑی منڈی ہے' جنگ شروع ہوئی اور نہایت خونریز اور شدید ہوئی' قریب تھا کہ لقیط کو مسلمانوں پر فتح حاصل ہو جائے اس حالت میں جبکہ مرتدوں کا پلہ بھاری ہو چکا تھا اور مسلمانوں کی حالت کمزور ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کی حمایت کے لیے زبردست امدادی فوجیں آ گئیں۔ بنو ناجیہ حریت بن راشد کی قیادت میں' اور عبدالقیس' سیحان بن صوحان کی قیادت میں آ گئے' نیز ان دونوں میلوں کے جو متفرق خاندان عمان میں سکونت پذیر تھے وہ ایک بڑی تعداد میں مدد کے لیے آ گئے اس کمک سے اللہ نے مسلمانوں کے بازو کو قوی اور مشرکین کے بازو کو کمزور کر دیا۔ مشرک شکست کھا کر میدان سے بھاگے' مسلمانوں نے دس ہزار مشرکوں کو معرکہ ہی میں قتل کر دیا اور پھر ان کا تعاقب کر کے اور خوب بے دریغ قتل کیا۔ بہت سے لونڈی غلام اور مال غنیمت حاصل کیا' مال غنیمت کو امرائے اسلام نے مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور اس کا خمس (پانچواں حصہ) عرفجہؓ کے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔

عمان میں امن وامان:

اس معرکہ کے بعد عکرمہؓ اور حذیفہؓ نے یہ مناسب خیال کیا کہ حذیفہؓ عمان میں قیام کر کے انتظام حکومت کریں اور شورش کو فرو کریں' جو خمس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا تھا اس میں آٹھ سو لونڈی غلام تھے' نیز مسلمانوں نے دبا کی پوری منڈی پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا' عرفجہ رضی اللہ عنہ خمس کو لے کر جس میں لونڈی غلام اور دوسرا مال ومتاع تھا ابوبکرؓ کے پاس آ گئے۔ حذیفہؓ عمان میں لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے ٹھہر گئے' انہوں نے عمان کے اصلی قبائل اور دوسرے ان مختلف قبائل کے خاندانوں کو جو اپنے وطن سے ترک سکونت کر کے اس علاقے میں آباد ہو گئے تھے' دعوت دی کہ اللہ نے جو فتح مسلمانوں کو دی ہے اب اس سے مستفید ہونے کے لیے وہ انتظام حکومت میں ان کی اعانت کریں' عکرمہؓ مسلمانوں کی بڑی فوج کے ساتھ دوسرے مشرکین کی سرکوبی کے لیے آگے بڑھ گئے' انہوں نے مہرا سے اپنی جنگی کارروائی کی ابتداء کی۔ اسی واقعہ کا عیاذ الناجی نے اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے۔

اہل مہرہ واقع نجد کا ارتداد

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مہرہ پر فوج کشی:

جب عکرمہؓ، عرفجہؓ اور حذیفہؓ عمان کے مرتدین سے فارغ ہو گئے' عکرمہؓ اپنی فوج کے ساتھ مہرہ کی سمت چلے' انہوں نے اہل عمان اور حوالی عمان سے اپنی اس مہم کے لیے مدد لی۔ یہ اپنے سابقہ مقام سے چل کر مہرہ کے قریب پہنچے' بنو ناجیہ' از دٔ عبدالقیس راسب اور بنو تمیم کے بعد کی ایک بڑی جماعت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے عمان سے ان کے ساتھ ہو گئی تھی۔ اس فوج کے ساتھ عکرمہؓ نے مہرہ کے علاقے پر یورش کی' ان کے مقابلے کے لیے مشرکین کے وہاں دو گروہ تھے' ایک مہرہ کے مقام جیروت میں بنو شخراۃ کے ایک شخص شخریت کی سرکردگی میں مورچہ زن تھا' ان کی جمعیتیں اس تمام علاقے میں جیروت سے لے کر نفسدون تک کہ دونوں مہرہ کے دو صحراہیں' پھیلی ہوئی تھیں اور دوسرا گروہ نجد میں بنو محارب کے مصبح کی سرکردگی میں آمادۂ جنگ تھا اور دراصل تمام مہرہ اسی جماعت کے سردار کے قبضے میں تھا اور سوائے شخریت اور اس کی جمعیت کے سب اسی کے ماتحت تھے' مگر یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف اور رقیب تھے اور ہر ایک دوسرے کو اپنی اطاعت کی دعوت دیتا تھا نیز ان دونوں فوجوں میں ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ کامیابی کی عزت اسے حاصل ہو' مشرکین کی اس باہمی عداوت اور رقابت سے اللہ نے مسلمانوں کی بات کو قوی اور مشرکین کی بات کو کمزور کر دیا۔

معرکۂ نجد:

جب عکرمہؓ نے دیکھا کہ شخریت کے ہمراہ بہت کم جماعت ہے انہوں نے اسے ارتداد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور محض اس ابتدائی تحریک ہی پر شخریت نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا' اس واقعے سے مصبح کے حوصلے پست ہو گئے' شخریت کے بعد اب عکرمہؓ نے مصبح کو کفر سے توبہ کر کے پھر اسلام لانے کی دعوت دی مگر اس نے اپنی کثرت تعداد سے دھوکہ کھایا اور چونکہ اب شخریت مسلمانوں کے ساتھ ہو گیا تھا اس سے حسد کی وجہ سے مصبح کی دشمنی اسلام اور مسلمانوں سے اور بڑھ گئی' نجد میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا یہاں دبا سے بھی زیادہ شدید اور خون ریز جنگ ہوئی مگر اللہ نے مرتدوں کو شکست دی ان کا سردار مارا گیا' وہ بھاگے مسلمان ان پر چڑھ گئے اور انہوں نے کفار کو بے دریغ جس طرح چاہا موت کے گھاٹ اتارا اور جس قدر مال ومتاع کو چاہا اس پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا۔ مال غنیمت میں دو ہزار تیز رفتار اونٹنیاں بھی ہمدست ہوئیں۔

مال غنیمت اور شخریت کی روانگی مدینہ:

عکرمہؓ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور پانچواں حصہ شخریت کے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔ باقی چار حصوں کو انہوں نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اس فتح اور کثرت سے مال غنیمت مل جانے سے عکرمہؓ اور ان کی فوج کی مادی طاقت اور سازوسامان بہت بڑھ گیا اور انہوں نے وہیں قیام کر کے اپنی خواہش کے مطابق تمام اس علاقے کے باشندوں کو پھر اسلام میں داخل کر لیا' انہوں نے نجد' ریاضۃ الروضۃ' ساحل' جزائر' مرلیبان' جیروت' ظہور الشجر' صبرات' ینعب اور ذات الخیم کے باشندوں کو توبہ کے بعد اسلام میں شریک کر لیا۔ اس کامیابی کی خوشخبری سے عکرمہؓ نے مخزوم کے بنو عابد کے سائب کے ذریعے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فتح کی بشارت لے کر یہ پہلے ابوبکرؓ کے پاس پہنچے ان کے بعد شخریت خمس لے کر مدینہ آئے۔

مرتدین یمن

یمن کے عامل:

عکرمہؓ اور قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی' اس وقت عتابؓ بن اسید اور طاہرؓ بن ابی ہالہ' مکہ اور اس کے علاقے کے عامل تھے' عتابؓ بنو کنانہ پر عامل تھے اور طاہرؓ عک پر' اور اس تقرر کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عک کی امارت ان کے دادا سعد بن عدنان کی اولاد کو ملنا چاہیے۔ طائف اور اس کے علاقے پر عثمانؓ بن ابی العاص اور مالکؓ بن عوف النصری عامل تھے۔ عثمانؓ شہری آبادی کے عامل تھے اور مالکؓ دیہاتی آبادی کے (جو زیادہ تر قبیلہ ہوازن سے تعلق رکھتی تھی) نجران اور اس کے علاقے پر عمروؓ بن حزم اور ابوسفیان بن حرب عامل تھے۔ عمروؓ بن حزم نماز میں امامت کرتے تھے اور ابوسفیانؓ بن حرب مال گذاری وصول کرتے تھے' زمع اور زبید سے لے کر نجران کی حد تک کے علاقے پر خالدؓ بن سعید بن العاص عامل تھے۔ تمام ہمدان پر عامرؓ بن شہر عامل تھے' صنعاء کے عامل فیروز الدیلمی تھے' داذویہ اور قیس بن المکشوح ان کے مددگار تھے' یعلیٰ بن امیہؓ جند کے عامل تھے' مارب کے عامل ابوموسیٰ الاشعریؓ تھے عک کے ساتھ جو اشعری تھے ان کے عامل بھی طاہرؓ بن ابی ہالہ تھے' معاذؓ بن جبل اس تمام علاقے کے معلم تھے۔ لہٰذا وہ ان تمام عاملوں کے علاقے کا دورہ کرتے تھے اور اسلام کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

یمن کے عاملوں کے خلاف بغاوت:

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اسود نے ان عمال کے خلاف بغاوت کردی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قاصدوں اور خطوط کے ذریعے اسود سے جہاد شروع کیا یہاں تک کہ اسود مارا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک رات قبل اس تمام علاقے پر حسب سابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلط اور تصرف دوبارہ قائم ہوگیا تھا۔ اگرچہ ان باغیوں کی بغاوت کا عام عربوں پر اب تک کچھ زیادہ اثر نہیں ہوسکا تھا اور وہ سب اس کے مقابلے کی تیاری کررہے تھے' مگر جب اور عربوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہوئی یمن اور دوسرے تمام علاقوں میں ایک عام بغاوت برپا ہوگئی اس سے قبل عنسی کے سواد نجران سے صنعاء تک کے تمام علاقے میں گردآوری کر رہے تھے اور انہوں نے بے قاعدہ جنگ سے یہاں اودھم مچا رکھا تھا نہ وہ کسی امیر کے مقابلے کے لیے جاتے تھے اور نہ کوئی امیر ان کے مقابل جاتا تھا۔ عمرو بن معدی کرب' فردہ بن مسیک کے مقابل تھا اور معاویہ بن انس عنسی کی مفرور فوج کے ساتھ ادھر سے ادھر سرگرداں تھا۔

عمروؓ بن حزم اور خالدؓ بن سعید کی مراجعت مدینہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کے عاملوں میں سے صرف عمروؓ بن حزم اور خالدؓ بن سعید مدینہ واپس آئے دوسرے عاملوں نے اپنے علاقے چھوڑ کر مسلمانوں کے یہاں پناہ لے لی تھی' عمرو بن معدی کرب نے خالدؓ بن سعید کو راستے میں روکا اور ان کی تلوار صمصامہ چھین لی' البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادے دوسرے خبر لانے والوں کے ساتھ مدینہ آئے۔ جریرؓ بن عبداللہ' اقرع بن عبداللہؓ اور وبرؓ بن تحنس واپس آ گئے' اب ابوبکرؓ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تمام مرتدوں سے اپنے قاصدوں اور

تحریروں سے جہاد شروع کیا یہاں تک کہ اسامہؓ بن زیدؓ شام سے واپس آئے اس کارروائی میں تین مہینے گذر گئے اس مدت میں البتہ صرف ذی حسی اور ذی القصہ کے باشندوں کے واقعات پیش آئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ابرق:

34 اسامہ کی واپسی کے بعد سب سے پہلے خود ابوبکرؓ جہاد کے لیے برآمد ہوئے اور مدینہ سے ابرق آئے ابوبکرؓ نے اب یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس قبیلے کو جا کر وہ شکست دیتے ان میں سے ان مسلمانوں کو جو مرتد نہیں ہوئے تھے حکم دیتے کہ وہ اپنے سے ملحقہ قبیلے کے مقابلے کے لیے ان کا ساتھ دیں چنانچہ اس طرح وہ مہاجرین' انصار اور دوسرے غیر مرتد مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ ایک کے بعد دوسرے اس سے متصل قبیلے سے لڑے اسی طرح انہوں نے اس پوری مہم کو کامیابی سے ختم کیا اور کسی مرتد سے مرتدین کے مقابلے میں مدد نہیں لی۔

اہل تہامہ کی سرکوبی:

سب سے پہلے عتابؓ بن اسید اور عثمانؓ بن ابی العاص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ہمارے علاقے میں مرتدین نے مسلمانوں پر یورش کر دی ہے' عتابؓ نے اس کے مقابلے میں یہ کارروائی کی کہ خالدؓ بن اسید کو اہل تہامہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ یہاں مدلج کی ایک بڑی جماعت اور خزاعہ اور کنانہ کی متفرق ٹولیاں' بنو مدلج کے خاندان بنوشنوق کے جندب بن سلمٰی کی سرکردگی میں مرتد ہو کر مقابلے کے لیے جمع تھیں۔ عتابؓ کے علاقے میں صرف یہی ایک جماعت ان سے برسرپیکار تھی' ابارق میں حریفوں کا مقابلہ ہوا اور خالدؓ بن اسید نے ان کو شکست دے کر پراگندہ کر دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس میں بھی بنوشنوق سب سے زیادہ مارے گئے اسی واقعے کے بعد ان کی تعداد اس قدر کم ہوگئی کہ وہ ہمیشہ کے لیے ایک ناقابل التفات وحدت رہ گئے' اس واقعے نے عتابؓ کے علاقہ عمل کو فتنہ ارتداد سے پاک صاف کر دیا اور جندب بھاگ گیا۔

مشتوۃ پر فوج کشی:

عثمانؓ بن ابی العاص نے اہل طائف کی ایک فوج عثمانؓ بن ربیعہ کی امارت میں مشتوۃ روانہ کی جہاں ازد' بجیلہ اور خثعم کی جماعتیں حمیضہ بن النعمان کی سرکردگی میں مرتد ہو کر حکومت سے لڑنے کے لیے جمع تھیں۔ اس مقام پر حریفوں کا مقابلہ ہوا عثمانؓ نے ان سب جماعتوں کو ذلیل شکست دی وہ حمیضہ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگیں' حمیضہ بھی کسی غیر معلوم علاقے میں بھاگ گیا۔

اخابث عک

قبیلۂ عک کی بغاوت وسرکوبی:

رسول اللہ ﷺ کے بعد تہامہ میں سب سے پہلے عک اور اشعروں نے حکومت سے بغاوت کی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی ان کا قبیلۂ طخار پر بغاوت کے لیے جمع ہوا' اشعرین اور خصم بند کے جو طخار پر تھے وہ بھی اس اصلی جماعت سے آ ملے' انہوں نے سمندر کے ساحل پر مقام اعلاب میں اپنا پڑاو ڈالا' ان کے۔ کچھ چھٹی پر گئے وہ سپاہی بھی جن کا کوئی سردار نہ تھا آ ملے' طاہرؓ بن ابی ہالہ نے ان کے اجتماع کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کی اور وہ خود ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے' اس غرض سے اپنی روانگی کی بھی اطلاع انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی' طاہرؓ کے ساتھ مسروق العکی بھی تھے انہوں نے اعلاب آ کر ان باغیوں کا مقابلہ کیا۔ شدید جنگ کے بعد اللہ نے باغیوں کو شکست دی۔ مسلمانوں نے ان کو ایسا بے دریغ تہ تیغ کیا کہ شاید ان میں سے کوئی بچ نہ سکا۔ ان تمام راستوں میں ان کے مقتولین کی بدبو پھیل گئی۔ اللہ نے ان باغیوں کو ہلاک کر کے مسلمانوں کو ایک شاندار فتح عطاء فرمائی۔

قبیلہ عک کے اخابث:

قبل اس کے کہ ابوبکرؓ کے پاس طاہر رضی اللہ عنہ کا فتح کی بشارت دینے والا خط پہنچے انہوں نے طاہرؓ کے ساتھ خط کے جواب میں ان کو لکھا'' مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے اعلاب میں اخابث کے مقابلے پر اپنے جانے اور مسروق اور ان کی قوم کو اپنی مدد کے لیے ساتھ لے جانے کی اطلاع دی ہے' تمہاری یہ کارروائی مناسب ہے۔ اس موقع پر ان باغیوں کو بغیر کسی رحم کے ایسی سزا دو جو دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو۔ ان کا صفایا کر کے تم میرے آئندہ حکم کے آنے تک اعلاب ہی مقیم رہنا تا کہ ان خبیثوں کے راستے مسافروں کے لیے مامون ہو جائیں۔

ابوبکرؓ کے ان باغیوں کو اخابث لکھنے کا یہ اثر ہے کہ اب تک عک کی یہ جماعت اور دوسرے قبائل والے جو بغاوت میں ان کے شریک ہو گئے تھے اخابث کے نام سے موسوم اور یہ راستے جہاں انہوں نے جنگ کی تھی اخابث کے راستوں کے نام سے مشہور ہیں۔

لڑائی کے بعد ابوبکرؓ کے حکم کے بموجب طاہرؓ بن ابی ہالہ جن کے ساتھ مسروق قبیلہ عک کے ساتھ تھے اخابث کے راستے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دوسرے حکم کے انتظار میں فروکش رہے۔

اہل نجران کا واقعہ

اہل نجران کی تجدید معاہدہ کی درخواست:

جب اہل نجران کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی جن میں اس وقت بنوالافعی کے جو بنوالحارث سے قبل وہاں متوطن تھے چالیس ہزار جنگجو تھے انہوں نے تجدید معاہدہ کے لیے اپنا ایک وفد ابوبکرؓ کے پاس بھیجا یہ وفد ابوبکرؓ کے پاس آیا انہوں نے حسب ذیل فرمان ان کو لکھ دیا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ فرمان عبداللہ ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل نجران کے لیے لکھا جاتا ہے میں نے ان کو اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے پناہ دی اور جو فرمانِ معافی رسول اللہ ﷺ نے ان سے کیا تھا میں بھی اسے تسلیم کرتا ہوں اور اس کی توثیق کرتا ہوں سوائے ان باتوں کے جن سے خود رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کے بارے میں رجوع کیا ہے وہ یہ ہے کہ نہ صرف ان کے علاقے میں بلکہ تمام عرب میں دو مذہب کے پیرو سکونت پذیر نہیں رہ سکتے' اس کے علاوہ وہ ان کی جان' مذہب' املاک' حاشیہ' متعلقین چاہے وہ اس وقت نجران میں ہوں یا باہر ہوں۔ ان کے پادری' راہب اور گرجا جہاں وہ بنے ہوئے ہیں اور تھوڑی یا زیادہ جس قدر ان کی املاک ہیں ان سب کو ان کے حق میں رہنے دیتے ہیں بشرطیکہ جو سرکاری لگان مقرر ہے وہ ادا ہوتا رہے اور جب وہ اپنے واجبات پورے کریں تو پھر نہ ان کو خارج البلد کیا جائے نہ ان سے عشر لیا جائے نہ کسی پادری کو اس کے حلقے سے بدلا جائے اور نہ کسی راہب کو اس کی خانقاہ سے نکالا جائے جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے اس کے ایفاء کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی ضمانت اور تمام مسلمانوں کی نگہبانی کی ضمانت دی جاتی ہے اس کے ساتھ اہل نجران کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار رہیں' مشعر ابن عمرو اور عمرو مولیٰ ابوبکرؓ نے اس تحریر پر اپنی شہادت ثبت کی۔

جریر بن عبداللہ کو جہاد کا حکم:

ابوبکرؓ نے جریر بن عبداللہ کو حکم دیا کہ تم اپنے عمل پر واپس جاؤ اور اپنے ان ہم قوم لوگوں کو جو اسلام پر ثابت قدم ہوں' اعانت دین کی دعوت دو۔ اور جو ان میں سے تندرست اور صاحب استطاعت ہوں ان کو جہاد کے لیے تیار کرو اور ان کے ساتھ مرتدوں سے جہاد کرو' پہلے خثعم پر دھاوا کرنا جو ذی الخلطعہ کی حمایت کے لیے برآمد ہوئے ہوں ان سے لڑنا نیز ان کا مقابلہ کرنا جو تمہارا مقابلہ کریں ان کا بالکل صفایا کر دینا نیز ان کے شرکاء کا بھی خاتمہ کرنا' اس سے فارغ ہو کر تم نجران جانا اور وہاں میرے دوسرے حکم کے آنے تک ٹھہرے رہنا۔

جریر کی مراجعت نجران:

جریرؓ اپنی خدمت پر روانہ ہوئے' جو احکام ابوبکرؓ نے ان کو دئے تھے اس کی انہوں نے پوری تعمیل کی مگر سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے کسی نے ان کا مقابلہ نہیں کیا اس جماعت نے مقابلہ کیا مگر وہ بری طرح قتل کر دیے گئے اور تعاقب کے بعد بہت سوں کو گرفتار کر لیا گیا اس قضیے سے فارغ ہو کر وہ نجران پہنچ گئے اور وہاں ابوبکرؓ کے دوسرے حکم کے انتظار میں مقیم ہو گئے۔

جبری بھرتی کا حکم:

ابوبکرؓ نے عثمانؓ بن ابی العاص کو حکم بھیجا کہ تم اہل طائف میں سے جبریہ طور پر جہاد کے لیے ایک مہم بھرتی کرو ہر محلے میں سے ان کی استطاعت کے مطابق سپاہی لیے جائیں اور ان پر اپنے ایک خاص معتمد علیہ شخص کو امیر مقرر کرو۔ چنانچہ عثمانؓ نے ہر محلے میں سے بیس سپاہیوں کو بھرتی کر کے ان پر اپنے بھائی کو امیر مقرر کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عتابؓ بن اسید کے نام فرمان:

ابوبکرؓ نے عتابؓ بن اسید کو لکھا کہ تم اہل مکہ اور اپنے ماتحت علاقے سے پانچ سو سپاہیوں کو بھرتی کر کے ان پر اپنے کسی معتمد علیہ کو امیر مقرر کرو عتابؓ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس جماعت پر خالدؓ بن اسید کو امیر مقرر کیا۔ اب ہر فوج اور ان کے امیر جہاد پر جانے کے لیے تیار اور پابہ رکاب ہو گئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ان کو حکم ملے اور مہاجران کے پاس آئیں تو وہ جہاد کے لیے روانہ ہو جائیں۔

اہل یمن کا دوسری مرتبہ ارتداد

قیس بن عبد یغوث کا ارتداد:

جن لوگوں نے دوسری مرتبہ ارتداد کیا ان میں قیس بن عبد یغوث بن مکشوح تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اہل یمن کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی' قیس نے مرتد ہو کر فیروز' داذویہ اور جشیش کے قتل کی کوشش کی' ابوبکرؓ نے مران کے رئیس عمیر کو' رود کے رئیس سعید کو' کلاع کے رئیس سمیفع کو' ظلیم کے رئیس حوشب کو اور ذی نیاق کے رئیس شہر کو خط لکھے جس میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں اللہ کی حکومت کو قائم رکھیں اور لوگوں کا انتظام کرتے رہیں' اور یہ کہ میں تمہاری مدد کے لیے فوج بھی بھیجوں گا۔ ان سب سرداروں کے نام ان کے خط کا مضمون یہ تھا کہ تم ابناء کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرو' مرتدوں کو گھیر لو' میں نے فیروز کو یمن کا والی مقرر کیا ہے تم ان کے حکم کی تعمیل کرو اور ان کا ساتھ دو۔

ذی الکلاع کو ورغلانے کی کوشش:

عروہ بن غزیۃ الدثینی سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے فیروز کو یمن کا امیر مقرر کیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ داذویہ جشیش اور قیس اس فتنے سے الگ تھلگ تھے' نیز یمن کے دوسرے عمائد کو لکھا کہ وہ ارتداد کے فرو کرنے میں ان کی اعانت کریں' قیس کو جب اس کی اطلاع ہوئی اس نے ذی الکلاع اور اس کے ساتھیوں کو لکھا کہ اس وقت جماعت ابناء تمہارے علاقوں میں منتشر حالت میں ہے وہ تم میں گھوم پھر رہے ہیں اگر اس وقت ان کو چھوڑ دیا جائے گا تو وہ ہمیشہ تمہارے سر پر سوار رہیں گے۔ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے سرداروں کو قتل کر دوں اور ان کو اپنے علاقے سے خارج البلد کر دوں' مگر ذی الکلاع نے اس کی تجویز کو منظور نہیں کیا اور نہ اس نے ابناء کی حمایت کی بلکہ وہ فریقین سے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ اس معاملے میں ہمارے اغراض شریک نہیں ہیں ہم کوئی دخل نہیں دیتے تم ان کے رقیب اور وہ تمہارے' تم آپس میں نبٹ لو۔

قیس اور لحجی جماعت:

اس جواب پر اب خود قیس نے ابناء کے قتل کی ٹھان لی۔ ان کے سرداروں کے قتل اور ان کے اخراج کی سازش میں منہمک ہو گیا۔ اس نے ان مفرور اور شکست خوردہ لحجی جماعت سے جو گوریلے کی طرح اس تمام علاقے میں پھرتی تھی اور صرف انھیں کا مقابلہ کرتی تھی' ساز باز کی اور لکھا کہ تم جلد سے جلد میرے پاس آ جاؤ تاکہ ہم تم ایک غرض مشترکہ کے لیے کارروائی کریں اور وہ یہ کہ یمن سے ابناء کا ہمیشہ کے لیے اخراج کر دیں' اس جماعت کے سرداروں نے قیس کو لکھا کہ ہمیں تمہاری تجویز سے اتفاق ہے اور ہم بہت جلد اس غرض کے لیے تمہارے پاس آتے ہیں۔ چنانچہ اہل صنعاء کو ان کی کسی پیش قدمی کی اطلاع نہ ہو سکی کہ خبر ملی کہ وہ شہر کے پاس پہنچ گئے ہیں قیس بظاہر اس خبر وحشت اثر کو سن کر متاثر منہ بنائے فیروز اور داذویہ کے پاس آیا اور تاکہ ان کو اس کی نیت پر شبہہ نہ ہو اور وہ اس سازش میں اسے ملوث نہ سمجھیں ان سے آوارہ گرد شورشیوں کی روک تھام کے لیے مشورہ کرنے لگا' وہ لوگ بھی قیس کی نیک نیتی پر بھروسہ کر کے سوچنے لگے کہ اس فتنے کو کیونکر روکا جائے۔

سازش کا انکشاف:

اس کے بعد قیس نے ان سرداروں کو دعوت دی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں' پہلے اس نے داذویہ کو دعوت دی' پھر فیروز کو اور پھر جشیش کو' داذویہ اپنے گھر سے چل کر قیس کے یہاں آئے ان کے اندر آتے ہی قیس نے ان کو قتل کر دیا' اب فیروز اپنے گھر سے اس کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے اس کے قریب پہنچے تھے کہ انہوں نے سنا کہ دو عورتیں دو کوٹھوں پر کھڑی ہوئی کچھ باتیں کر رہی ہیں ایک نے کہا افسوس ہے یہ بھی داذویہ کی طرح مارے گئے۔ فیروز نے ان کی گفتگو سن لی اور وہ الٹے پاؤں اس بہانے سے پلٹ گئے تاکہ دیکھیں کہ جو لوگ دشمن کی نگرانی کے لیے متعین کیے گئے ہیں وہ اپنی جگہوں پر موجود ہیں یا نہیں۔

فیروز کا فرار:

قیس کو اطلاع دی گئی کہ فیروز واپس چلے گئے' وہ اپنی فوج کو لے کر ان کی گرفت کے لیے دوڑا' فیروز نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ دی جشیش مل گئے اور اب وہ بھی ان کے ساتھ ہو کر جبل خولان کی طرف چلے جہاں فیروز کے ننہیالی رشتہ دار رہتے تھے۔ یہ دونوں تعاقب کرنے والے دشمن کے رسالوں کے آگے بڑھ کر پہلے پہاڑ پہنچ گئے تھے وہاں گھوڑوں سے اتر کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اس وقت وہ دونوں سادے جوتے پہنے ہوئے تھے جن کی وجہ سے پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے ان کے پاؤں لہولہان ہو گئے' غرضیکہ کسی طرح سے وہ خولان کے پاس پہنچ گئے اور فیروز اپنے ننہیال میں محفوظ ہو گئے انھوں نے اس موقع پر قسم کھائی کہ اب آئندہ وہ کبھی معمولی سادہ جوتا استعمال نہیں کریں گے ان کے تعاقب میں جو سوار آئے تھے وہ بے نیل و مرام قیس کے پاس چلے آئے۔

قیس نے صنعاء میں بغاوت برپا کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور نیز اس نے اطراف و جوانب کے علاقے سے ٹیکس وصول کیا مگر اب بھی وہ مذبذب تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے یا اسود کا' اسی اثناء میں اسود کے سوار بھی اس کے پاس آ چکے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بغاوتِ صنعاء کی اطلاع:

جب فیروز بنو خولان اپنے ماموؤں کی حفاظت میں محفوظ ہو گئے اور کچھ اور لوگ بھی ان کے پاس جمع ہوئے انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی پوری سرگذشت لکھی۔ دوسری طرف قیس نے طنزاً فیروز کے متعلق کہا کہ خولان کی' فیروز کی اور قرار کی جو ان کی اعانت کے لیے اس کے پاس آ گئے ہیں میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں۔

ابوبکرؓ نے جن جن قبائل کے سرداروں کو خط لکھے تھے ان کے عوام اکثر و بیشتر قیس کے پاس آ گئے۔ البتہ ان کے رؤسا اب تک اس یورش سے علیحدہ تھے۔

ابناء کی جلاوطنی:

اب قیس نے ابناء کا رخ کیا ان کے تین ٹکڑے کیے ایک وہ جو صنعاء میں مقیم رہے' قیس نے ان کو اور ان کے بیوی بچوں کو وہیں رہنے دیا۔ دوسرے وہ جو بھاگ کر فیروز سے جا ملے تھے۔ ان کے بیوی بچوں کو بھی اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک کو اپنے آدمیوں کی نگرانی میں جلاوطن کرنے کے لیے عدن بھیجا تاکہ یہ وہاں سے سمندر کے ذریعے اپنے اصل وطن بھیج دیئے جائیں' دوسری جماعت کو اس نے خشکی کی راہ جلاوطن کیا اس طرح دیلمی کے اہل و عیال خشک کی راہ اور داذویہ کے سمندر کی راہ سے جلاوطن کیے گئے۔

ابناء کی اہانت:

جب فیروز کو معلوم ہوا کہ عام اہل یمن قیس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس نے ابناء کے اہل وعیال کو سفر میں لوٹے جانے کے لیے پرخطر راستوں سے جلاوطن کر دیا ہے' نیز اس نے ان کے ماموؤں اور ابناء کی توہین کی ہے اور وہ ان کو بہت ہی حقیر سمجھتا ہے' انہوں نے کئی شعروں میں اپنے کارہائے نمایاں کو فخریہ بیان کیا ہے اور موجودہ حالات پر اپنے غم وغصے کا اظہار ہے۔

فیروز کی بنوعقیل اور قبیلہ عک سے مدد کی درخواست:

اب فیروز نے تنہا قیس کے مقابلے کی ٹھان لی۔ انہوں نے بنوعقیل بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے پاس اپنا پیامبر اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ میں اپنے آپ کو آپ لوگوں کی پناہ میں دیتا ہوں اور آپ سے مدد مانگتا ہوں آپ میری اس موجودہ مصیبت میں دستگیری کریں اور جو لوگ ابناء کے اہل وعیال کو جلاوطن کرنے لیے جا رہے ہیں ان سے ان کو رہائی دلائیں' نیز فیروز نے عک کے پاس بھی اسی درخواست کے لیے اپنا قاصد بھیجا' اس درخواست پر بنوعقیل احلاف کے ایک شخص معاویہ کی قیادت میں برآمد ہوئے انہوں نے قیس کے ان سواروں کو جو ابناء کے اہل وعیال کو لیے جا رہے تھے اثنائے راہ میں ٹوکا اور روکا نیز انہوں نے ان کی گرفت سے ابناء کے اہل وعیال کو چھڑا لیا اور ان کے لے جانے والوں کو قتل کر دیا' اور فیروز کے صنعاء واپس آنے تک ان کو وہیں دیہات میں مقیم کرا دیا۔ اسی طرح قبیلہ عک نے مسروق کی قیادت میں یورش کر کے ابناء کے اور اہل وعیال کو ان کے جلاوطن کرنے والوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور ان کو فیروز کے صنعاء واپس آنے تک دیہات میں مقیم کرا دیا۔

قیس کی شکست وفرار:

بنوعقیل اور عک نے فیروز کی مدد کے لیے جوانمرد بھیج دیئے' جب یہ امدادی جماعتیں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گئیں وہ ان سب کو لے کر قیس کے مقابلے کے لیے بڑھے' صنعاء کے سامنے دونوں میں شدید لڑائی ہوئی اللہ نے قیس' اس کی قوم اور دوسرے ساتھیوں کو شکست دی اور وہ سب کے ساتھ فرار ہو کر پھر اس مقام میں آ گیا جہاں وہ ان سب آوارہ گرد جماعتوں کے ساتھ اس غدارانہ یورش سے پہلے عنسی کے قتل کے بعد حیران اور سرگردان رہا کرتا تھا' یہ جماعتیں پھر صنعاء اور نجران کے درمیان میں پھرنے لگیں۔ اس سے پہلے عمرو بن معدی کرب جو عنسی کا حامی تھا۔ فروہ بن مسیک کے مقابل تھا۔

یوم الرزم:

فروہ مسیک کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے متعلق اس نے شعر بھی کہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو باتیں اس سے کیں ان میں یہ بھی کہا تھا کہ کہو فروہؓ جنگ رزم میں جو ہلاکت کی مصیبت تمہاری قوم کو برداشت کرنا پڑی اس سے تم خوش ہوئے یا رنجیدہ؟ فروہؓ نے کہا جس شخص کو اپنی قوم کی ایسی تباہی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا جیسا مجھے یوم الرزم میں اپنی قوم کو ہلاک ہوتے دیکھنا پڑا وہ ضرور اس سے متاثر اور رنجیدہ ہوگا۔ یہ لڑائی فروہؓ کے قبیلے اور ہمدان کے درمیان یغوث نامی ایک بت کے متعلق ہوئی تھی جو ایک مدت ایک قبیلے کے پاس رہتا تھا اور دوسری میں دوسرے قبیلے کے پاس' چنانچہ جب قبیلہ مراد کی نوبت آئی انہوں نے چاہا کہ اسے ہمیشہ کے لیے اپنے یہاں رکھ لیں اس پر بنو ہمدان نے لڑ کر ان کو بالکل تباہ کر دیا۔ اس موقع پر الاجدع ابو مسروق ان کا رئیس تھا۔

فروہ کا بنو مراد پر تقرر:

اس جواب پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا خیر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اسلام لانے سے تو ان کی عزت بڑھ ہی گئی' فروہؓ نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ بات میرے لیے باعث خوشی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بنو مراد کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کر دیا نیز ان لوگوں کا بھی جو بنو مراد کے یہاں فروکش ہوں یا ان کے علاقے میں مقیم ہوں ان کو تحصیلدار بنا دیا۔

عمرو بن معدی کرب کا ارتداد:

عمرو بن معدی کرب کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنی قوم سعد العشیرہ سے جدا ہو کر بنو زبید اور ان کے حلیفوں میں متوطن ہو گیا تھا انہیں کے ساتھ یہ بھی اسلام لے آیا اور وہیں مقیم تھا جب عنسی مرتد ہوا اور قبیلہ مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تو فروہؓ تو چند ان لوگوں کے ساتھ جو اسلام پر بدستور قائم تھے اس شورش سے الگ تھلگ ہو گئے البتہ عمرو بھی دوسروں کے ساتھ مرتد ہو گیا۔ عنسی نے اسے اپنا نائب بنا کر پیچھے چھوڑا تا کہ وہ فروہؓ کے مقابل رہے' یہ فروہؓ کے سامنے تھا مگر دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابلے سے اپنے اس تعلق کی وجہ سے جو ان کو براح سے تھا بچتے رہتے تھے البتہ اشعار کی جنگ ہوتی رہتی تھی جس میں ایک دوسرے پر طنز و تعریض کرتا رہتا۔ اسی حالت میں اطلاع ملی کہ عکرمہؓ ابین پہنچ گئے ہیں۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی ابین میں آمد:

عکرمہؓ مہرہ سے چل کر یمن کے علاقے میں ابین پہنچے ان کے ساتھ ایک بڑی زبردست جمعیت جس میں مہرہ کے بہت سے لوگ تھے نیز سعد بن زید' ازد' ناجیہ' عبدالقیس بنو مالک بن کنانہ کے حذبان اور عتبہ کے عمرو بن جندب تھے' ساتھ تھی' عکرمہؓ نے قبیلہ نخع کو ان کے بھگوڑوں کو سزا دینے کے بعد اکٹھا کیا اور پوچھا تمہارا طرز عمل اس شورش میں کیسا رہا۔ انہوں نے کہا ایام جاہلیت میں بھی ہم ایک ایسے دین پر قائم تھے کہ ہم پر وہ پھبتیاں جو عرب ایک دوسرے پر کسا کرتے تھے عائد نہیں کی گئیں' چہ جائیکہ اب تو ہم اس دین پر قائم ہیں جس کی خوبی سے ہم خوب واقف ہو چکے ہیں اور جس کی محبت ہمارے قلوب میں جاگزین ہو چکی ہے۔

قیس بن عبد یغوث اور عمرو بن معدی کرب میں کشیدگی:

عکرمہؓ نے جب اور لوگوں سے ان کے طرز عمل کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ان کا بیان صحیح ہے ان کے عوام بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے تھے البتہ ان کے خواص میں جو مرتد ہو گئے تھے وہ بھاگ گئے تھے' اس طرح نخع اور حمیر کو انہوں نے ارتداد کے الزام سے بری قرار دیا اور اب وہ ان کو جمع کرنے کے لیے وہیں مقیم ہو گئے قیس بن عبد یغوث نے عمرو بن معدی کرب پر یہ الزام لگایا کہ تمہاری غفلت سے عکرمہؓ یمن میں در آئے۔ اس وجہ سے دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور انہوں نے اب ایک دوسرے پر لعن طعن شروع کیا' عمرو نے قیس پر یہ الزام لگایا کہ تم نے ابناء کے ساتھ بدعہدی کی اور داذویہ کو دھوکے سے بلا کر قتل کر دیا اور فیروز کے مقابلے سے دم دبا کر بھاگے۔ ان عیوب اور الزامات کو اس نے اپنے شعروں میں بیان کیا۔ قیس نے بھی ترکی بترکی اس کا جواب اسی انداز میں اپنے شعروں میں دیا۔

طاہر اور مسروق کو صنعاء جانے کا حکم:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طاہر ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ اور مسروق کو لکھا کہ تم صنعاء جاؤ اور ابناء کی مدد کرو یہ دونوں امیر اپنے اپنے مقام سے

چل کر صنعاء پہنچے۔ نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ثور بن اصغر کو لکھا کہ تم عربوں اور اہل تہامہ کے دوسرے ان لوگوں کو جو تمہاری دعوت قبول کریں، جمع کر کے اپنی جگہ میرے دوسرے حکم کے موصول ہونے تک جنگ کے لیے تیار ہو کر مقیم رہو۔

عمرو بن معدی کرب اور خالدؓ بن اسید کی لڑائی:

عمرو بن معدی کرب کے پہلے مرتد ہونے کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ وہ خالدؓ بن سعید کے ہمراہ تھا' عمرو ان کے خلاف ہو کر اسود سے جاملا۔ خالدؓ بن سعید اس کے مقابلے پر بڑھے اور پاس پہنچ گئے' دونوں میں مقابلہ ہوا ایک نے دوسرے پر تلوار کا وار کیا' خالدؓ کا وار اس کے کاندھے پر پڑا جس سے تلوار کا پرتلہ کٹ گیا' تلوار گر پڑی اور وار کاندھے تک سرایت کر گیا۔ عمرو نے بھی ان پر وار کیا مگر بے سود' خالدؓ بن سعید چاہتے تھے کہ دوسرا وار کریں مگر عمرو فوراً گھوڑے سے کود کر پہاڑ پر بھاگ کر چڑھ گیا۔ خالدؓ نے اس کے تمام سامان' گھوڑے اور صمصامہ نام تلوار پر قبضہ کر لیا اوروں کے ساتھ عمرو بھی اب روپوش ہو گیا تھا۔ سعیدؓ بن العاص الاکبر کی تمام املاک سعید بن العاص الاصغر کو وراثت میں ملیں اور جب یہ کوفے کے والی مقرر ہوئے عمرو بن معدی کرب نے اپنی لڑکی ان کو پیش کی مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ سعید خود عمرو کے مکان اس سے ملنے گئے اور یمن میں جو جو تلواریں خالد رضی اللہ عنہ کو ملی تھیں وہ ساتھ لے گئے اور اس سے کہا کہ ان میں تمہاری تلوار صمصامہ کون سی ہے عمرو نے کہا یہ ہے' سعیدؓ نے کہا اٹھا لو میں نے تم کو دے دی' عمرو نے اسے اٹھا لیا' اپنے خچر کی باگ ہاتھ میں لی اور اس کی زین پر تلوار کا ہاتھ مارا تلوار زین اور نمدے کو کاٹتی ہوئی خچر کے جسم میں سرایت کر گئی۔ اس کے بعد عمرو نے اسے پھر سعید رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور کہا کہ اگر یہ میری ملک ہوتی اور آپ میرے گھر مجھ سے ملنے آئے ہوتے' میں وہ خود آپ کو دے دیتا اور اب جب کہ وہ گر چکی ہے میں اسے نہیں لیتا۔

قیس اور عمرو بن معدی کرب کی گرفتاری:

مرتدین کی سرزنش کے لیے سب سے آخر میں جو امیر ابوبکرؓ کے پاس سے گئے وہ مہاجرؓ بن ابی امیہ تھے' انہوں نے مکہ کی راہ اختیار کی' مکے آئے وہاں سے خالدؓ بن اسید ان کے ساتھ ہو گئے' طائف آئے یہاں سے عبدالرحمان بن ابی العاص ان کے ہمراہ ہوئے' آگے بڑھے۔ جریرؓ بن عبداللہ کے مقابل آئے ان کو ساتھ لیا جب عبداللہ بن ثور کے پاس آئے وہ خود ان کے ساتھ ہو گئے نجران پہنچے فروہ بن مسیک ان کے ساتھ ہوئے اب عمرو بن معدی کرب نے قیس کا ساتھ چھوڑا اور وہ خود بغیر امان حاصل کیے مہاجرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا مہاجرؓ نے اسے اور قیس دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر ان کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھا بلکہ خود ان دونوں کو ان کی خدمت میں بھیج دیا۔

مفرور باغیوں کی تلاش:

جب نجران سے مہاجرؓ مفرور اور روپوش باغی جماعتوں کی تلاش اور سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اور سواروں نے ان کو ہر طرف سے آ لیا انہوں نے امان کی درخواست کی مگر مہاجرؓ نے ان کی درخواست نہ مانی اس پر ان کی دو جماعتیں ہو گئیں ایک سے انہوں نے عجیب پر مقابلہ کیا اور سب کا صفایا کر دیا دوسری کو ان کے رسالے نے جو عبداللہ کی قیادت میں تھا طریق اخابث میں جا لیا اور اس کا قلع قمع کر دیا۔ متفرق بھٹکے بھاگے ہر راہ اور ہر سمت قتل کیے گئے۔

قیس بن عبد یغوث کو معافی:

قیس اور عمرو بن معدی کرب ابوبکرؓ کے پاس لائے گئے ابوبکرؓ نے قیس سے کہا اے قیس تم نے اللہ کے بندوں پر یورش کر کے ان کو قتل کیا ہے اور تم مومنین کو چھوڑ کر مشرکوں اور مرتدین کے جتھے میں شریک ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا منشاء تھا کہ اگر کوئی اس کا کھلا ہوا جرم مل جائے تو اسے قتل کر دیں' مگر قیس نے دازویہ کے قتل کی سازش اور اس میں شرکت سے صاف انکار کر دیا اور بات یہ تھی کہ یہ حرکت بہت ہی خفیہ طور پر سرانجام دی گئی تھی' قیس کے خلاف کوئی صاف شہادت ہمدست نہ ہوسکی تھی اس وجہ سے ابوبکرؓ اس کے قتل سے باز رہے۔

عمرو بن معدی کرب کو رہائی:

عمرو بن معدی کرب سے انہوں نے کہا کیا تم کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ کل تم کو شکست ہوئی تم نے راہ فرار اختیار کی اور آج تم کو قید کر کے یہاں لایا گیا کاش تم اسلام کی خدمت کرتے اللہ تم کو بڑی عزت دیتا۔ اتنا کہہ کر اسے بھی رہا کر دیا اور ان دونوں کو اجازت دے دی کہ اپنے گھر چلے جائیں' عمرو نے کہا اب تو میں امیرالمومنین کی نصیحت کو ضرور قبول کروں گا اور اب کبھی اپنے سابقہ کردار کا اعادہ نہیں کروں گا۔

مفرور سرکشوں کی سرکوبی:

مہاجرؓ عجیب سے چل کر صنعاء آئے انہوں نے حکم دیا کہ تمام مفروروں کی تلاش اور تعاقب کر کے سرکوبی کی جائے چنانچہ مسلمانوں نے جس پر قابو پایا انہوں نے اسے بے دریغ بری طرح قتل کر دیا' کسی سرکش کو معاف نہیں کیا گیا البتہ سرکشوں کے علاوہ جن لوگوں نے توبہ کی اور ان کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کے جرم کی نوعیت شدید نہیں ہے اور ان کی اصلاح کی بھی امید کی جاسکتی ہے ان کو معاف کیا گیا۔ صنعاء پہنچ کر مہاجرؓ نے اپنے صنعاء پہنچنے اور اثنائے راہ کی ساری سرگذشت کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔

باب ۶

مرتدین حضرموت ۱۱ھ

زیاد بن لبید عامل حضرموت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ہوا تو حضرموت کے علاقوں پر آپؐ کے عامل خاص حضرموت پر زیادؓ بن لبید تھے' سکاسک اور سکون پر عکاشہؓ بن محصن تھے' اور کندہ کے عامل مہاجرؓ مقرر کیے گئے تھے مگر وہ ابھی اپنی خدمت پر جا نہ سکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اس لیے ابوبکرؓ نے اب ان کو حکم دیا کہ پہلے وہ یمن کے مرتدین سے جا کر لڑیں' ان کا قلع قمع کرنے کے بعد اپنی خدمت کا جا کر جائزہ حاصل کریں۔

مہاجرؓ بن امیہ کا امارت کندہ پر تقرر:

ام سلمہؓ اور مہاجرؓ بن امیہ سے مروی ہے کہ مہاجرؓ غزوۂ تبوک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے تھے' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوے سے واپس آئے تو آپؐ ان سے ناراض تھے اسی زمانے میں ایک روز ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کا سر دھلا رہی تھیں انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس خدمت کا کیا نفع جب آپؐ میرے بھائی سے ناراض ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس بات سے متاثر ہو گئے انہوں نے اپنے خادم کو اشارہ کیا وہ مہاجر رضی اللہ عنہ کو بلا لایا' مہاجرؓ مسلسل اپنا عذر بیان کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خطا معاف فرما دی ان کے عذر کو قبول کر لیا اور ان کو کندہ کا عامل مقرر فرمایا' مگر وہ بیمار ہو گئے اپنی خدمت پر جا نہ سکے اس لیے انہوں نے زیاد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ میری خدمت کو بھی انجام دیں' اس کے بعد وہ شفایاب ہوئے اور ابوبکرؓ نے ان کے تقرر کو بحال رکھا اور حکم دیا کہ پہلے تم یمن جاؤ اور وہاں نجران سے لے کر یمن کے آخری حدود تک جو باغی ہوں ان کا استیصال کرو اور پھر اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لینا اس کے انتظار کی وجہ سے زیادؓ اور عکاشہؓ نے اب تک کندہ کے مقابلے میں کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔

اہل کندہ کا ارتداد:

اسود العنسی کی تحریک کو قبول کرنے کی وجہ سے کندہ مرتد ہو گئے اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چاروں رئیسوں پر لعنت بھیجی' ارتداد سے پہلے یہ واقعہ ہوا تھا کہ جب وہ اور حضرموت کا سارا علاقہ اسلام لے آیا ان کے صدقات کے انتظام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ حضرموت میں بعض لوگوں کا صدقہ کندہ میں جمع کیا جائے اور بعض اہل کندہ کا صدقہ حضرموت میں جمع ہو' اسی طرح اہل حضرموت کے بعض کا صدقہ سکون میں جمع ہو اور بعض اہل سکون کا صدقہ حضرموت میں جمع ہوا کرے اس پر بنو ولیعہ کے بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اونٹ نہیں ہیں اگر آپؐ مناسب خیال فرمائیں تو آپؐ ان کو حکم دیں کہ وہ صدقے کا مال ہمارے پاس لے آیا کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کہا اگر ایسا کر سکتے ہو تو کرنا ان لوگوں نے کہا ہم اس پر غور کریں گے۔ اگر بنو ولیعہ کے پاس جانور نہ ہوں گے تو ہم صدقے کا مال خود پہنچا دیا کریں گے۔

حضرمیوں کا صدقات پہنچانے سے انکار:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب صدقات کے وصول کرنے کا وقت آیا' زیادؓ نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا وہ آئے'

بنو ولیعہ نے حضرمیوں سے کہا کہ تم نے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا صدقات کو ہمارے پاس پہنچا دو' انہوں نے کہا کہ تمہارے پاس بار برداری موجود ہے اپنے جانور لے آؤ اور صدقات لے جاؤ' انہوں نے بنو ولیعہ کو برا بھلا کہا' انہوں نے زیاد رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور حضرمیوں کی جانب داری کا الزام لگایا حضرمیوں نے خود صدقات پہنچانے سے انکار کر دیا اور کندی اپنے مطالبے پر مصر رہے' یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اب ان کا طرز عمل مذبذب ہو گیا ایک قدم آگے بڑھاتے تھے اور دوسرا پیچھے ہٹاتے تھے' زیادؓ نے اس وقت تو مہاجرؓ کے انتظار میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

مہاجرؓ بن امیہ کی روانگی حضرموت:

جب مہاجرؓ صنعاء آ گئے اور یہاں سے انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی پوری کارروائی کی اطلاع لکھ بھیجی وہ ان کے دوسرے حکم کے آنے تک صنعاء میں مقیم ہو گئے' پھر ابوبکرؓ نے ان کو اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ تم دونوں حضرموت جاؤ' زیاد رضی اللہ عنہ کو ان کی خدمت پر بحال رکھا جائے' مکے سے لے کر یمن تک کے درمیانی علاقے کے جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں' ان کو اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت دے دینا البتہ جو خود اپنی خوشی سے جہاد میں شریک ہونا چاہے اسے ساتھ لے لینا' نیز زیاد رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے عبیدہؓ بن سعد کو بھی بھیج دیا جائے' مہاجرؓ نے امیر المومنین کے حکم کی بجا آوری کی' وہ خود صنعاء سے اور عکرمہؓ ابین سے حضرموت روانہ ہوئے' مآرب پر دونوں ملے۔ اور پھر وہاں سے؟ کی راہ بڑھ کر حضرت موت میں در آئے ایک نے اسود کے مقابل پڑاؤ کیا اور دوسرے نے وائل کے مقابل۔

عداء کی اونٹنی پر جھگڑا:

جب کندی زیادؓ سے خفا ہو کر چلے گئے اور انہوں نے اپنی بات پر اصرار کیا اور حضرمیوں نے اپنی بات پر' بنو عمرو بن معاویہ کے صدقات کی وصول یابی خود زیادؓ نے اپنے ذمے لی وہ ان کے پاس جو ریاض میں مقیم تھے' آئے سب سے پہلے ان کا ایک لڑکا شیطان بن حجر نظر آیا' زیادؓ نے اس کے گلے سے صدقہ حاصل کیا' اس میں کی ایک جوان اونٹنی جس کے اب تک بچہ نہیں ہوا تھا ان کو پسند آئی' انہوں نے آگ منگوائی اور اس پر زکوۃ کا نشان داغ دیا۔ یہ اونٹنی شیطان کے بھائی عداء بن حجر کی تھی جس پر صدقہ واجب نہ تھا اور خود اس کے بھائی کو اسے برآمد کرتے وقت شبہہ گذرا تھا مگر پھر اس نے یہ خیال کر کے کہ یہ وہ نہیں ہے اسے حوالے کر دیا۔ عداء نے کہا یہ تو میری اونٹنی شذرہ ہے اور اسی نام سے اسے آواز دی' شیطان نے کہا میرا بھائی سچ کہہ رہا ہے یہ انھیں کی اونٹنی ہے میں نے شذرہ کو صدقے میں نہیں دیا میں سمجھتا تھا کہ یہ کوئی دوسری اونٹنی ہے آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں دوسری لے لیں' یہ میری ملک نہیں ہے۔ زیادؓ نے خیال کیا کہ یہ لڑکا جھوٹا بہانہ بنا رہا ہے انہوں نے اس سے کہا تو اسلام سے برگشتہ ہو کر کافر ہو گیا ہے' اس بات سے ایک فتنہ برپا ہو گیا اور دونوں کو غصہ آ گیا زیادؓ نے کہا چونکہ اب اس پر زکوۃ کا نشان داغ دیا گیا ہے لہٰذا اب یہ کسی طرح تم کو واپس نہیں مل سکتی یہ اللہ کے حق میں وصول کی گئی ہے اس کی واپسی کی کوئی صورت ممکن نہیں اس کی واپسی کے مطالبے سے باز آؤ کہیں یہ تمہارے لیے اسی طرح منحوس بات نہ ہو جیسے بسوس اونٹنی اپنے قبیلے والوں کے لیے ثابت ہوئی۔ اس پر عداء نے ریاض میں جو آل عمر تھے ان کو اپنی حمایت اور مدد کے لیے پکارا اور کہا کہ تمہاری موجودگی میں مجھ پر یہ ظلم اور زیادتی ہو وہ قبیلہ ذلیل ہے جس کے

گھر میں ایسا ظلم کیا جائے۔ اے ابوالسمیط میری مدد کرو۔

ابوالسمیط حارثہ کی مداخلت:

اس آواز پر ابوالسمیط حارثہ بن سراقہ بن معدی کرب اپنے گھر سے نکل کر زیادؓ بن لبید کے پاس آیا جو کھڑے ہوئے تھے' اس نے زیادؓ سے کہا کہ آپ اس شخص کی اونٹنی چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں جوان اونٹ لے لیں اس میں کوئی ہرج معلوم نہیں ہوتا جب کہ اونٹ کے عوض میں اونٹ دیا جائے مگر زیادؓ نے نہ مانا اور کہا کہ اب یہ نہیں ہوسکتا۔ ابوالسمیط نے کہا اگر تم یہودی ہو تو بے شک یہ نہیں ہوسکتا مگر اب تو ہوسکتا ہے' اس کے بعد اس نے اونٹنی کی طرف پلٹ کر اس کی ڈوری کاٹ ڈالی اور اس کے پہلو پر ضرب لگائی جس سے بدک کر وہ کھڑی ہوگئی' ابوالسمیط اسے بچانے کے لیے اس کے سامنے کھڑا ہوگیا' زیادؓ نے حضر موت اور سکون کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ انہوں نے ابوالسمیط کو جھٹکا دے کر پٹک دیا اور اس کی اور اس کے ساتھیوں کی مشکیں باندھ دیں' اور بطور یرغمال ان کو نظر بند کرلیا۔ اور اس اونٹنی کو پھر پکڑ کر حسب سابق اس کے گلے میں ڈوری باندھ دی۔

اہل ریاض کی جنگ کی تیاری:

اب اہل ریاض نے ایک شور و غوغا برپا کیا انہوں نے ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکارا' معاویہ کے بیٹے حارثہ کی مدد کے لیے آمادہ ہوئے اور اب انہوں نے اپنے اصلی مسلک کا اظہار کر دیا۔ اسی طرح سکون اور حضر موت زیاد رضی اللہ عنہ کی حمایت پر کمربستہ ہو گئے۔ دونوں حریفوں کے دو زبردست لشکر ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے مگر نہ بنو معاویہ نے اپنے ان ہم قوم لوگوں کی وجہ سے جو زیادؓ کے پاس قید تھے جنگ کی ابتداء کی اور نہ زیاد رضی اللہ عنہ کی فوج کو ان کے خلاف کسی کارروائی کے شروع کرنے کا موقع ملا اس حالت تعطل کو مٹانے کے لیے زیادؓ نے اپنے دشمنوں سے کہلا کر بھیجا کہ ہتھیار رکھ دو' ورنہ جنگ کے لیے آمادہ ہو جاؤ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ ہم ہرگز اس وقت تک ہتھیار نہیں رکھیں گے جب تک کہ تم ہمارے آدمیوں کو رہا نہ کر دو' اس کا جواب زیادؓ نے یہ دیا کہ ان قیدیوں کو ہرگز رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ تم متفرق نہ ہو جاؤ' اور تم نہایت ہی ادنیٰ درجے کے ذلیل اور خبیث لوگ ہو تم حضر موت کے باشندے اور سکون کے ہمسایہ ہو تمہارے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں تھا کہ تم حضر موت کے علاقے میں اور اپنے موالی کے سامنے یہ متمردانہ روش اختیار کرتے۔

زیاد کا اہل ریاض پر حملہ:

سکون نے زیادؓ سے کہا کہ یہ لوگ یوں تو باز آنے والے نہیں تم خود ان پر پیش قدمی کر کے حملہ کر دو' چنانچہ ایک رات زیادؓ نے خود ان پر یورش کر کے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہ بہت ہی سراسیمگی میں ہر طرف بھاگ نکلے' ان کے فرار کے بعد زیادؓ نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ اپنے اصلی مقام طفر میں واپس چلے آئے۔

اہل ریاض کی یورش:

جب یہ قیدی رہا ہو کر اپنے لوگوں میں آئے انہوں نے حکومت سے لڑنے کی ٹھان لی اور ایک دوسرے سے اس کے لیے عہد لیا اور انہوں نے کہا کہ اس علاقے کی حالت ہمارے یا ہمارے حریفوں کے لیے اس وقت تک خوش آئند نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس پر کسی ایک کا بلا شرکت غیرے تصرف کامل نہ ہو' اب سب نے جمع ہو کر چھاؤنی ڈالی اور سب میں منادی کر دی کہ کوئی زکوٰۃ نہ دے'

زیادؓ نے سردست ان کا پیچھا چھوڑ دیا' نہ زیادؓ ان پر بڑھے اور نہ وہ زیادؓ پر البتہ زیادؓ نے حصین بن نمیر کو قاصد کی حیثیت سے ان سے گفتگو کرنے بھیجا' حصین کی ایک طرف اہل ریاض اور دوسری طرف زیادؓ، سکون اور حضرموت کے درمیان متعدد بار آنے جانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ یہ اہل ریاض کی دوسری یورش تھی۔ اس کے بعد وہ چند روز خاموش رہے پھر عمرو بن معاویہ کے بیٹے اپنی مختلف گڑھیوں اور محصورہ علاقوں میں جا کر مقابلے کے لیے قیام پذیر ہوئے۔ حمد' مخوس' مشرح' الضبعہ اور ان کی بہن عمردہ ایک ایک گڑھی میں جا کر مقیم ہوئے یہ لوگ یعنی عمرو بن معاویہ کے بیٹے اس علاقے کے رؤسا تھے۔ اسی طرح حارث بن معاویہ کے بیٹے اپنی اپنی گڑھیوں میں جا کر فروکش ہوئے' اشعث بن قیس اور سمط بن الاسود بھی ایک ایک گڑھی میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح تمام معاویہ کی اولاد نے اس بات پر اتحاد و اتفاق کیا کہ زکوٰۃ نہ دی جائے اور سب اسلام سے مرتد ہو جائیں۔

شرحبیلؓ بن السمط کی مخالفت:

البتہ شرحبیل رضی اللہ عنہ بن السمط اور ان کے بیٹے نے بنو معاویہ کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ بخدا شریف قوموں کے لیے ترک مذہب کرنا بہت برا ہے' اعلیٰ درجے کے شرفاء کا تو یہ شیوہ ہوتا ہے کہ اگر ان کو اپنے مسلک کے متعلق شبہ بھی پیدا ہو' تب بھی وہ بدنامی کے خوف سے اس مسلک کو ترک کر کے اس سے زیادہ صاف مسلک کو اختیار کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں چہ جائیکہ ایک نہایت عمدہ مذہب اور حق کو چھوڑ کر باطل اور برے کی طرف عود کیا جائے' اے خداوندا! ہم دونوں اس معاملے میں اپنی قوم سے موافقت نہیں کرتے اور آج تک انہوں نے اس بارے میں اونٹنی والے دن اور دوسرے موقع پر حکومت کے خلاف جو اجتماع کیا اس پر اظہار ندامت کرتے ہیں۔

شرحبیلؓ بن السمط کا شب خون مارنے کا مشورہ:

اس کے بعد شرحبیلؓ بن السمط اور ان کے بیٹے سمط دونوں زیادؓ بن لبید کے پاس چلے آئے اور ان کی جماعت میں شامل ہو گئے' ابن صالح اور امرؤ القیس بن عالیس بھی زیادؓ کے پاس آئے اور انہوں نے زیادؓ سے کہا کہ آپ دشمن پر شب خون ماریں کیونکہ مساکس' سکون اور حضرموت کے بعض لوگ اپنی جماعتوں سے بھاگے ہوئے اشخاص ان باغیوں کی جماعت میں جا کر مل گئے ہیں تاکہ جب ہم ان پر حملہ کریں تو ان کی وجہ سے خود ہماری جماعت میں پھوٹ پڑ جائے اگر آپ ہماری رائے پر عمل پیرا نہ ہوں گے تو ہمیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ اسی طرح خود ہماری جماعت کے لوگ جستہ جستہ ہمیں چھوڑ کر ان کی جماعت میں جا کر شامل ہو جائیں گے۔ انہیں لوگوں کے ان میں مل جانے کی وجہ سے ہمارے دشمن کے حوصلے بڑھ گئے ہیں وہ میدان میں جولانی کر رہا ہے اور امید باندھے ہے کہ ہماری جماعت کے اور لوگ بھی ہمارا ساتھ چھوڑ کر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔

زیادؓ بن لبید کا مرتدین پر شب خون:

زیادؓ نے کہا کہ اچھی بات ہے اسی مشورے پر عمل کیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنی فوج کو جمع کر کے دشمن پر رات کے وقت ان کی گڑھیوں میں شب خون مارا اور دیکھا کہ وہ آگ کے الاؤوں کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں ان میں مسلمانوں نے ان لوگوں کو جن کی نیت سے وہ آئے تھے شناخت کر لیا اور بنو عمرو بن معاویہ پر جو دشمن کے قوت بازو تھے پل پڑے انہوں نے مشرح' مخوص' حمد' الضبعہ

اور ان کی بہن عمروہ کو قتل کر دیا اس طرح اللہ کی لعنت ان پر پڑ گئی نیز مسلمانوں نے ان کے اور بہت سے پیروؤں کو قتل کیا جو بھاگ سکے وہ بھاگ گئے مگر اس واقعے سے بنو عمرو بن معاویہ کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد پھر وہ بھی کوئی نمایاں کام نہ کر سکے' زیادؓ قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر پلٹے اور ایسے راستے سے جو ان کو اشعث اور بنو الحارث بن معاویہ کے پڑاؤ پر پہنچاتا چلے۔ جب ان کے قریب آئے بنو عمرو بن معاویہ کی گرفتار شدہ عورتوں نے بنو الحارث کو دہائی دی اور پکارا' اشعث ہم تمہاری خالائیں ہیں جو اس طرح اسیر کر کے لے جائی جا رہی ہیں۔ اشعث نے بنو الحارث کو اپنے ساتھ لے کر فوراً اس آواز پر یورش کی' اور ان کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا یہ ان کی تیسری یورش تھی۔

مہاجرؓ بن امیہ کی کندہ پر فوج کشی:

مگر اب اشعث نے محسوس کیا کہ جب زیادؓ اور ان کی فوج کو اس واقعے کا علم ہو گا' وہ بنو الحارث بن معاویہ اور بنو عمرو بن معاویہ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے اس نے ان دونوں خاندانوں کو اور اطراف کے قبائل سکاسک اور خصائص میں سے جو لوگ اس کے ہم نوا ہو سکے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس واقعے کی وجہ سے حضر موت کے اکثر قبائل علانیہ متمرد ہو گئے مگر زیادؓ کے ہمراہی ان کی اطاعت پر ثابت قدم رہے اور کندہ اپنی بات پر اڑے رہے' جب نوبت یہاں تک پہنچی تو زیادؓ اور دوسرے لوگوں نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھ کر واقعات سے مطلع کیا۔ مہاجر رضی اللہ عنہ کو یہ خطوط اس وقت ملے جب وہ صحرائے صہید کو جو مآرب اور حضر موت کے درمیان واقع ہے طے کر رہے تھے انہوں نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو لشکر پر اپنا نائب بنایا اور خود تیز رفتار لوگوں کو ساتھ لے کر بعجلت ممکنہ زیادؓ کے پاس پہنچے اور کندہ پر حملہ آور ہوئے اشعث ان کا امیر تھا زرقان کی گڑھی پر معرکہ آرائی ہوئی' کندہ کو شکست ہوئی' ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور انہوں نے بھاگ کر نجیر میں پناہ لی' وہ اس قلعے کو تعمیر و ترمیم کر کے پہلے ہی مستحکم کر چکے تھے۔

کندہ کی بستیوں پر مسلمانوں کی یورش:

مہاجرؓ نے بڑھ کر نجیر کا محاصرہ کر لیا' اس قلعے میں کندہ کے ساتھ سکاسک' سکون اور حضر موت کے کچھ باغی افراد بھی تھے' نجیر کو تین راستے جاتے تھے' ان میں سے ایک کو زیادؓ نے' دوسرے کو مہاجرؓ نے روک لیا۔ تیسرے سے دشمن کی آمد و رفت جاری تھی مگر جب عکرمہ رضی اللہ عنہ آ گئے تو ان کو تیسرے راستے پر مقرر کر دیا۔ جب دشمن کے لیے تمام راستے مسدود ہو گئے تو مہاجرؓ نے اپنے رسالہ کو کندہ کی آبادیوں پر یورش کرنے اور ان کو پامال کرنے کا حکم دیا ان میں سے ایک دستے کے افسر یزید بن قنان تھے' انہوں نے بنو ہند سے لے کر برہوت تک تمام بستیوں میں قتل کا بازار گرم کر دیا۔ اسی طرح مہاجرؓ نے ساحل کی طرف خالد مخزومی اور ربیعہ حضرمی کو بھیجا انہوں نے اہل محا اور دوسرے قبائل کو قتل کیا۔

مہاجرؓ اور اہل کندہ کی جنگ:

کندہ کو جو اس وقت قلعے میں محصور تھے اپنی بستیوں کی بربادی کی اطلاع ملی تو وہ کہنے لگے اس ذلت اور بے بسی کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ اٹھو اپنی پیشانی کے بال کاٹو اپنی جانیں خدا کے سپرد کر دو یہاں تک کہ خدا کے فضل سے تم کامیاب ہو جاؤ' یقین واثق ہے کہ خدا تمہیں ان ظالموں پر فتح دے گا۔ چنانچہ سب نے پیشانیوں کے بال کاٹ ڈالے اور ایک ایک نے جان لڑا دینے اور ایک دوسرے کی امداد سے گریز نہ کرنے کا عہد کیا' صبح ہوئی تو یہ لوگ قلعے سے نکل کر نجیر کے میدان میں اسلامی لشکر پر حملہ آور ہوئے'

بڑے زور کی لڑائی ہوئی' مقتولین کی لاشوں سے تین راستے اوران کے اطراف پٹ گئے کندہ کو اس طرح شکست ہوئی' ان کے بے شمار آدمی مارے گئے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی نجیر میں آمد:

ایک قول یہ ہے کہ عکرمہ مہاجر رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے اس وقت پہنچے جب کہ مہاجرؓ دشمن کا استیصال کر چکے تھے' اس لیے زیادؓ اور مہاجرؓ نے اپنے رفقاء کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ تمہارے یہ بھائی تمہاری امداد کے لیے آئے ہیں اگر چہ تم پہلے ہی فتح یاب ہو چکے ہو مگر مناسب یہ ہے کہ مال غنیمت میں ان کو بھی شریک کرو' یہ رائے سب نے منظور کی' اپنی فوج کے ساتھ سب کو سمجھا بجھا کر ان کو بھی حصہ دیا گیا' خمس اور قیدی مہاجرؓ نے دربار خلافت کو روانہ کیے ایک شخص فتح کی بشارت دینے کے لیے روانہ ہوا جو قیدیوں اور مال غنیمت سے آگے نکل گیا' یہ لوگ راستے میں جہاں سے گزرتے وہاں مسلمانوں کو اس کی فتح کی خوش خبری اور تمام واقعات سناتے جاتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اہل کندہ کے متعلق فرمان:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مغیرہؓ بن شعبہ کے ذریعے مہاجر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم بھیجا تھا کہ جب تم کو میرا خط ملے اور تم کو اس وقت تک فتح نہ ہوئی ہو تو جب تمہیں دشمن پر فتح حاصل ہو تو اگر بزور شمشیر مغلوب کیے گئے ہو تو تم ان کے جنگجو مردوں کو قتل کر دینا اور ان کے اہل و عیال کو قید کر لینا یا اب وہ میرے تصفیے پر ہتھیار رکھ دیں تو اس کی اجازت دو' اور اگر اس خط کے پہنچنے سے قبل مصالحت ہو چکی ہے تو اب یہ کیا جائے کہ وہ جلاوطن کر دیئے جائیں کیونکہ ان کی اس بغاوت اور شورش کے بعد میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ ان کو ان کے مکانوں میں رہنے دیا جائے تا کہ یہ کچھ تو اپنی بدکرداری کا خمیازہ بھگتیں اور ان کو معلوم ہو کہ جو حرکت انہوں نے کی ہے وہ بہت نازیبا ہے۔

اشعث کی عکرمہؓ سے امان طلبی:

ادھر جب نجیر کے محصورین نے دیکھا کہ مسلمانوں کو برابر امداد پہنچ رہی ہے اور وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے تو ان پر دہشت طاری ہوگئی' ان کو اور ان کے سرداروں کو اپنی موت نظر آنے لگی اس لیے انہوں نے یہ تیسری صورت اختیار کی کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی آمد تک صبر کریں اور ان کے آنے کے بعد جلاوطنی قبول کر کے صلح کر لیں' اس وجہ سے اشعث فوراً عکرمہؓ کے پاس پہنچ کر ان سے امان کا طالب ہوا ان کے سوا کسی اور سے امان ملنے کی اس کو توقع بھی نہ تھی' وجہ یہ تھی کہ اسماء بنت نعمان عکرمہؓ کے نکاح میں تھی۔ جس زمانے میں عکرمہؓ جند میں مہاجرؓ کی آمد کے منتظر تھے انہوں نے اس کو نکاح کا پیام دیا تھا اور اس فتنے سے قبل ہی اسماء کے باپ نے اس کو عکرمہؓ کے پاس پہنچا دیا عکرمہؓ اشعث کو لے کر مہاجرؓ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس کو اور اس کے علاوہ نو افراد کو مع ان کے متعلقین کے اس شرط پر امان عطا کی جائے کہ یہ قلعے کا دروازہ کھول دیں' مہاجرؓ نے یہ درخواست قبول کی اور اشعث کو حکم دیا کہ جا کر امان کا وثیقہ لکھ لائے اور ہماری مہر ثبت کرا لے۔

اشعث کی اطاعت:

ایک روایت یہ ہے کہ اشعث نے مہاجرؓ کے پاس حاضر ہو کر اپنی جان و مال اپنے متعلقین اور دوسرے نو اعزا کے لیے اس

شرط پر امان کی درخواست کی کہ وہ قلعے کا دروازہ کھول کر اپنی قوم کو مسلمانوں کے حوالے کر دے گا' مہاجرؓ نے حکم دیا کہ جاؤ اور اپنی حسب خواہش فہرست لکھ کر پیش کرو۔ اشعث نے اپنے اہل وعیال اور چچا کی اولاد اور ان کے متعلقین کے نام تو لکھ دیئے مگر دہشت اور گھبراہٹ کی وجہ سے خود اپنا نام لکھنا بھول گیا' اور مہاجرؓ کے پاس آ کر اس پر مہر ثبت کرالی اور چلا آیا اور اس طرح جن لوگوں کے نام امان نامے میں درج تھے وہ سب چھوڑ دیئے گئے۔

بجیر کے محصورین کا انجام:

ایک روایت یہ ہے کہ جب اشعث سب کے نام لکھ کر آخر میں اپنا نام لکھنا چاہتا تھا۔ تو جحدم چھری لے کر اس پر جھپٹا اور اس نے کہا کہ میرا نام لکھو ورنہ میں ابھی تمہارا کام تمام کرتا ہوں' مجبوراً اس نے جحدم کا نام لکھ دیا اور خود کو چھوڑ دیا۔

قلعے کا درواہ کھلتے ہی مسلمانوں نے دشمن کو بے بس کر کے ایک ایک کی گردن ماری اور جنگجو لوگوں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا' بجیر اور اس کی خندق میں جو عورتیں گرفتار ہوئیں ان کی تعداد ایک ہزار تھی مال غنیمت اور قیدیوں پر نگران کار مقرر کر دیئے گئے اس کام کی انجام دہی میں کثیر بھی شریک تھے۔

اشعث کی گرفتاری:

اس فتح کے بعد مہاجرؓ نے اشعث اور دوسرے امان پانے والوں کو طلب کیا' جن جن لوگوں کے نام امان نامے میں درج تھے ان کو معافی دی۔ مگر اس میں اشعث کا نام درج نہ تھا یہ دیکھ کر مہاجرؓ بہت خوش ہوئے اور کہا اے اشعث' اے دشمن خدا' شکر ہے کہ تیرا مقدر تجھ سے برگشتہ ہو گیا' میری تمنا تھی کہ خدا تجھ کو ذلیل کرے' یہ کہہ کر مہاجرؓ نے اس کی مشکیں کسوا دیں اور قتل کا ارادہ کیا' مگر عکرمہؓ نے کہا ذرا توقف فرمایئے اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیجیے۔ اس کے معاملے میں وہی کوئی تصفیہ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ گفتگوئے مصالحت خود اس کے ذریعے سے ہوئی ہے اگر اس فہرست میں یہ اپنا نام لکھنا بھول گیا ہے تو اس سے امان باطل نہیں ہو سکتی' مہاجرؓ نے کہا اگرچہ اس کا معاملہ بالکل ظاہر ہے مگر میں تمہارے مشورے پر عمل کرنے کو ترجیح دیتا ہوں اس لیے مہاجرؓ نے اس وقت اسے قتل نہیں کیا بلکہ اور قیدیوں کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ راستے بھر مسلمان اور خود اس کی قوم کے قیدی اس کو لعنت ملامت کرتے رہے اور اس کی ہم قوم عورتیں اس کو دوزخ کا کندہ اور غدار کہتی رہیں۔

مہاجرؓ کے پاس جب مغیرہؓ پہنچے تو منشائے الٰہی کا یہ تماشہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دشمنوں کی لاشیں خون میں لتھڑی پڑی ہیں' قیدی گرفتار ہو چکے ہیں اور جانوروں پر سوار کر کے ان کو مدینہ روانہ کیا جا چکا ہے۔

اشعث کی جان بخشی کی درخواست:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع ملی' اسیران جنگ خدمت میں پیش ہوئے۔ آپؓ نے اشعث کو طلب کیا اور فرمایا تو بنو ولیعہ کے فریب میں آ گیا' مگر وہ تیرے فریب میں نہیں آئے کیونکہ جانتے تھے کہ تو اس کام کا اہل نہیں ہے وہ خود ہلاک ہوئے اور تجھے بھی تباہ کیا۔ تجھے اس کا بھی خوف نہ ہوا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کچھ نہ کچھ تجھے پہنچی ہوتی تب بھی میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا؟ اشعث نے کہا مجھے کیا معلوم آپ اپنی رائے کو خود جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مسلمانوں سے اپنے دس آدمیوں کی جان بخشی کا تصفیہ خود میں نے کرایا ہے' میرا قتل کیسے جائز ہو سکتا ہے' آپ نے فرمایا کیا حق

انتخاب تم کو دیا گیا تھا' اس نے کہا جی ہاں! آپ نے کہا جب تم تحریر لکھ کر لائے تو کیا سپہ سالار اسلام نے اس پر مہر ثبت کر دی؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ تحریر پر جب مہر ہو گئی تو وہ انہیں لوگوں کے لیے سند ہو سکتی ہے جن کے نام اس میں درج ہیں اور تیری مصالحت کنندہ کی حیثیت اس سے قبل تک تھی۔

اشعث کی جاں بخشی:

جب اشعث کو خوف ہوا کہ اب جان گئی اس نے عرض کیا آپ مجھ سے آئندہ کسی بھلائی کی توقع کر سکتے ہیں تو براہ کرم ان قیدیوں کو آزاد کر دیجیے میرا قصور معاف فرمایئے اور میرا اسلام قبول کر لیجیے' اور میرے ساتھ وہی سلوک روا رکھیے جو مجھ جیسوں کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں اور میری زوجہ کو میرے حوالے فرمایئے۔ اس واقعے سے قبل جب اشعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس نے ام فروہؓ بنت ابی قحافہ رضی اللہ عنہا کو پیام نکاح دیا تھا۔ ابو قحافہؓ نے اپنی لڑکی اس کی زوجیت میں دے دی تھی اور رخصت کو اشعث کی دوبارہ آمد پر اٹھا رکھا تھا۔ اس عرصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اور اشعث کے اعمال آپ سن چکے ہیں اس لیے اسے اندیشہ ہوا کہ اس کی بیوی اس کے حوالے نہ کی جائے گی' اس لیے اس نے عرض کیا کہ آپ دیکھیں گے کہ میں اپنے علاقے والوں میں اسلام کا بہترین خادم ثابت ہوں گا' یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے اس کی جاں بخشی فرما دی' اس کا اسلام قبول کیا اور اس کی بیوی اس کے حوالے کر دی' اور فرمایا جاؤ آئندہ مجھے تمہارے متعلق بہتر اطلاعات ملنی چاہئیں آپ نے تمام قیدیوں کو بھی آزاد فرما دیا اور وہ سب اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے خمس مال غنیمت لوگوں کو تقسیم فرما دیا اور بقیہ چار خمس فوج نے آپس میں تقسیم کر لیے۔

اشعث کی ام فروہؓ بنت ابی قحافہؓ سے شادی:

ایک بیان یہ ہے کہ جب اشعث حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر کیا گیا' اور آپ نے اس کی بدکرداریوں پر اس کو متنبہ فرما کر پوچھا کہ بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں تو اس نے عرض کیا مجھ پر کرم کیجیے' میرے طوق وسلاسل کھلوا دیجیے اور اپنی بہن سے میری شادی کر دیجیے' کیونکہ میں تائب ہوں اور اسلام لاتا ہوں' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اچھا منظور' اور ام فروہؓ بنت ابی قحافہ رضی اللہ عنہا کو اس کے نکاح میں دے دیا' اس کے بعد اشعث فتح عراق تک مدینے میں قیام پذیر رہا۔

عرب اسیروں کی رہائی:

جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بڑی نازیبا بات ہے کہ عرب عرب کی غلامی میں قید رہیں' حالانکہ خدا نے اپنے فضل سے مملکت اسلامی کو کافی وسیع اور عجمیوں کو ہمارے زیر فرمان کر دیا ہے آپ نے دور جاہلیت اور دور اسلام کے تمام عرب قیدیوں کے لیے سب کے مشورے سے چھ اونٹ اور سات اونٹ کا فدیہ مقرر فرما دیا مگر ام ولد کو فدیے سے معاف رکھا۔ نیز قبیلہ حنیفہ اور کندہ کے لیے قدرے تخفیف فرما دی کیونکہ ان کے اکثر مرد قتل ہو چکے تھے' اہل ''دبا'' اور دوسرے تہی دستوں کو بھی آپ نے فدیے سے مستثنیٰ فرما دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اپنی اپنی عورتوں کو گھر گھر تلاش کرتے پھرنے لگے' اس طرح اشعث کو بنونہد اور بنوغطیف میں دو عورتیں ملیں' ہوا یہ کہ اشعث ان قبائل میں پہنچ کر پوچھنے لگا۔ ''کوے اور گدھ کہاں ہیں؟ کسی نے پوچھا اس سے تیرا کیا مطلب ہے اس نے کہا نجیر کی جنگ میں گدھ' کوے' بھیڑیئے اور کتے ہماری عورتوں کو اچک لے گئے تھے' بنوغطیف نے کہا کوا تو یہ ہے!

اشعث نے کہا اس کو تمہارے یہاں کیا حیثیت حاصل ہے؟ بنو غطیف نے کہا کہ وہ ہماری حفاظت میں ہے اشعث نے کہا بہت اچھا اور چلا گیا۔

بنت نعمان بن جون:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا اور آپ نے اعلان فرما دیا کہ آج سے کوئی عربی کسی کی ملک میں نہ رہے تو مہاجرؓ نے اس عورت کے معاملے میں غور کیا جس کا باپ نعمان بن جون تھا۔ اس عورت کا قصہ یہ ہے کہ اس کے باپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا تھا' اور اس کی خوبی یہ بتلائی تھی کہ آج تک یہ بیمار نہیں ہوئی۔ پہلے تو آپؐ نے اس کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دے دی تھی مگر یہ بات سن کر فرمایا کہ اس کو یہاں سے ہٹاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی بھلائی ہوتی تو ضرور یہ کبھی بیمار ہوتی۔

بنت نعمان کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے:

مہاجرؓ نے عکرمہؓ سے پوچھا تم نے اس سے کب شادی کی تھی عکرمہؓ نے کہا یہ میرے پاس جند میں لائی گئی تھی' مآرب کے سفر میں میرے ساتھ تھی پھر میں اس کو چھاؤنی میں لے آیا۔ بعض نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو رائے دی کہ اس کو چھوڑ دو' یہ رغبت کے قابل نہیں ہے اور بعض نے کہا مت چھوڑو' مہاجرؓ نے اس کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ کر استفسار کیا تو آپ نے جواب میں یہ واقعہ لکھا کہ اس کا باپ نعمان بن جون اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا اور اس کو آپؐ کے لیے آراستہ کیا تھا آپؐ نے فرمایا اسے یہاں لاؤ' جب وہ لے کر آیا تو اس نے کہا اس میں مزید خوبی یہ ہے کہ آج تک اسے کسی قسم کا مرض نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی خیر ہوتی تو ضرور کبھی بیمار ہوتی چونکہ آپؐ نے اس عورت کو پسند نہیں کیا ہے لہٰذا تم لوگ بھی اسے پسند نہ کرو اور چھوڑ دو۔

عرب قیدیوں کا زرفدیہ:

عمرؓ نے جب تمام قیدیوں کو زرفدیہ لے کر رہا کر دیا۔ تو ان عورتوں میں سے جو قریش میں رہ گئیں چند کے نام یہ ہیں۔ بشریٰ بنت قیس جو سعدؓ بن مالک کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا عمر پیدا ہوا' زرعہ بنت شرح جو عبداللہؓ بن عباسؓ کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا علی پیدا ہوا۔

امارت یمن پر مہاجر بن امیہ کا تقرر:

حضرت ابوبکرؓ نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم یمن اور حضرموت میں سے کسی ایک ملک کی حکومت پسند کر سکتے ہو' انہوں نے یمن کو پسند کیا۔ اس طرح یمن پر دو حاکم مقرر ہوئے' فیروز اور مہاجرؓ اور حضرموت پر دو مقرر ہوئے عبیدۃ بن سعد کندہ اور سکاسک پر اور زیادؓ بن لبید حضرموت پر' جس علاقے میں ارتداد ہوا تھا اس کے حکام کے نام حضرت ابوبکرؓ نے یہ حکم نافذ کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ حکومت میں صرف انھیں اشخاص کو شریک کریں جن کا دامن ارتداد کے داغ سے پاک رہا ہو' آپ سب اسی پر عمل کریں اور اسی کو دوسروں کے لیے مثال بنائیں۔ فوج میں جو لوگ واپسی کے خواہاں ہوں ان کو واپسی کی اجازت دی جائے' اور دشمن سے جہاد کرنے میں کسی مرتد سے ہرگز مدد نہ لی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی سزا:

مہاجرؓ کے سامنے دو گانے والی عورتوں کے مقدمات پیش ہوئے' ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیوں کے اشعار گائے تھے' مہاجرؓ نے اس کی سزا میں اس کا ایک ہاتھ قطع کرا دیا اور سامنے کے دو دانت تڑوا دیئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیوں کے اشعار گانے بجانے والی عورت کو جو سزا تم نے دی ہے مجھے اس کا حال معلوم ہوا' اگر مجھے پہلے علم ہوتا تو میں تمہیں اس کو قتل کرنے کا حکم دیتا' کیونکہ حد انبیاءؑ اور لوگوں کی حدود کے مثل نہیں ہے پس اگر کسی مسلمان سے یہ گستاخی سرزد ہو تو وہ مرتد ہے' اور ذمی اس کا ارتکاب کرے تو وہ باغی محارب ہے اور جس عورت نے مسلمانوں کی ہجو میں اشعار گائے تھے اس کے متعلق امیر المومنین نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس کو ہاتھ کاٹنے اور دو دانت توڑنے کی سزا دی ہے' اگر وہ عورت مدعی اسلام تھی اس کو تادیب اور تنبیہہ کرنا کافی تھا نہ کہ اس کے اعضاء کاٹنا' اور اگر ذمی تھی تو بخدا اس کے جس جرم سے تم نے اب تک درگذر کیا وہ اس سے کہیں زیادہ بڑا تھا' اگر میں اس قسم کی باتوں پر تمہاری گرفت کروں تو ممکن ہے کوئی ناگوار صورت پیش آ جائے' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ایسا طرز عمل اختیار کرو جس میں امن رہے کبھی کسی کو قطع اعضاء کی سزا نہ دو کیونکہ یہ گناہ ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے' البتہ قصاص کی صورت میں اور بات ہے۔

۱۱ھ کے متفرق واقعات:

۱۱ھ میں مزید واقعات یہ پیش آئے کہ حضرت معاذؓ بن جبل یمن سے واپس آئے' اور حضرت ابوبکرؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو قاضی مقرر کیا جس منصب کو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آخر عمر تک انجام دیتے رہے اس سال معتبر روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عتابؓ بن اسید کو امیر حج مقرر کیا تھا مگر دوسرا قول یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوفؓ نے بحیثیت امیر کے خلیفہ وقت کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

باب ۷

فتوحات عراق ۱۲ھ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عراق جانے کا حکم:

خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اس میں داخل ہو جاؤ' اور ہندی سرحد سے جو ابلہ کے نام سے مشہور ہے آغاز کرو' اور باشندگان فارس اور وہاں کی دوسری اقوام کی تالیف قلوب کرو' بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو کوفے کی طرف جہاں کے حاکم مثنیٰ بن حارثہ تھے جانے کا حکم دیا تھا اور خالدؓ محرم ۱۲ھ میں بصرے سے ہوتے ہوئے جس کا رئیس قطبہ سدوسی تھا کوفے پہنچے۔

مگر واقدی کہتے ہیں کہ خالدؓ کے اس سفر کے متعلق مختلف اقوال ہیں کوئی کہتا ہے کہ وہ یمامہ سے سیدھے عراق چلے گئے' اور کوئی کہتا ہے کہ پہلے یمامہ سے مدینے واپس آئے اور پھر کوفے کے راستے سے عراق کا سفر کر کے حیرہ پہنچے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ابن صلوبا کو امان نامہ:

صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو عراق جانے کا حکم بھیجا' خالدؓ عراق روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر سواء کی بستیوں بانقیا' باروسما اور الیس میں اترے' یہاں کے باشندوں نے خالدؓ سے صلح کر لی' آپ سے یہ مصالحت ابن صلوبا نے کی تھی' یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے' خالدؓ نے ان لوگوں سے جزیہ لینا قبول کر لیا اور حسب ذیل تحریر ان کو لکھ دی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وثیقہ خالد بن الولید کی طرف سے ابن صلوبا سوادی باشندۂ ساحل فرات کے حق میں لکھا جاتا ہے چونکہ تم نے جزیہ دے کر جان بچائی ہے اس لیے تم کو خدا کی امان دی جاتی ہے تم نے جزیے کی یہ رقم ایک ہزار درہم اپنی طرف سے اور اپنے خراج دہندوں اور جزیرے اور بانقیا' باروسما کے باشندوں کی طرف سے ادا کی ہے۔ میں اس کو قبول کرتا ہوں' میرے ساتھ کے تمام مسلمان اس تصفیے پر تم سے خوش ہیں۔ آج سے تم کو اللہ' اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حفاظت میں لیا جاتا ہے''۔

ہشام بن ولید نے اس عہد نامے پر اپنی گواہی کے دستخط کیے۔

قبیصہ بن ایاس کی جزیہ پر مصالحت:

یہاں سے فارغ ہو کر خالدؓ اپنی افواج کو لیے ہوئے حیرہ پہنچے وہاں کے شرفاء قبیصہ بن ایاس کی سرکردگی میں آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کے بعد قبیصہ کو حیرہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ خالدؓ نے اس کو اور اس کے رفقاء کو مخاطب کر کے کہا۔ میں تم کو اللہ کی طرف اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں' اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو تم مسلمانوں میں داخل ہو جاؤ گے' نفع نقصان میں تم اور وہ برابر ہوں گے' اسلام لانا نہیں چاہتے تو جزیہ دینا قبول کرو۔ اگر جزیے سے بھی انکار ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں تمہارے سر پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو زندگی سے زیادہ موت کو پسند کرتی ہے۔ ہم تم سے جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ

خدا ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ کردے۔

عراق کا پہلا جزیہ:

یہ سن کر قبیصہ بن ایاس نے کہا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے مذہب پر قائم رہ کر جزیہ دینا قبول کرتے ہیں' چنانچہ خالدؓ نے ان لوگوں سے نوے ہزار درہم پر مصالحت کر لی' یہ رقم اور ابن صلوبا کی بستیوں کی رقم عراق کا سب سے پہلا جزیہ ہے۔

ہشام ابن الکلبی کی روایت یہ ہے کہ جس وقت خالدؓ یمامہ میں ٹھہرے ہوئے تھے' حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم شام چلے جاؤ اور عراق سے گذرتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز کرو' چنانچہ خالدؓ یمامہ سے روانہ ہو کر بناج میں فروکش ہوئے۔

مثنیٰ بن حارثہ:

ایک راوی کا یہ بیان ہے کہ حارثہ شیبانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے' اور درخواست کی کہ مجھے میری قوم کا امیر مقرر کر دیجیے تو میں اپنے پڑوس کے اہل فارس سے جہاد کروں گا اور آپ کی طرف سے تنہا ان سے نمٹ لوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی یہ درخواست منظور کر لی۔ مثنیٰ بن حارثہ نے اپنے وطن واپس آ کر اپنی قوم کو جمع کر کے ایک فوج تیار کی اور اس کو لے کر وہ کبھی کسکر کے ایک حصے پر اور کبھی زیریں فرات پر حملے کرتے۔

مثنیٰ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا حکم:

خالدؓ بناج آئے تو اس وقت مثنیٰ بن حارثہ خفان میں اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھے' خالدؓ نے ان کو اپنے پاس بلایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط بھی بھیج دیا۔ جس میں آپ نے مثنیٰ کو حکم دیا تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرو یہ حکم ملتے ہی مثنیٰ فوراً خالدؓ سے جا ملے مگر بنو عجل کا یہ خیال ہے کہ مثنیٰ کے ساتھ ہمارے خاندان کا ایک شخص جہاد کے لیے نکلا تھا اس کا نام مذعور بن عدی تھا' مذعور اور مثنیٰ میں کسی بات پر بگڑ گئی۔ دونوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھ کر واقعات کی اطلاع دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عجلی کو حکم دیا کہ خالدؓ کے ساتھ شام کو چلے جاؤ اور مثنیٰ کو اپنی جگہ برقرار رکھا۔ اس کے بعد عجلی مصر چلے گئے جہاں انہوں نے بڑے مناصب اور اعزازات حاصل کیے۔ ان کا محل آج تک مصر میں مشہور ہے۔

جابان اور مثنیٰ کی لڑائی:

خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' الیس کا رئیس جابان آپ کا مزاحم ہوا' آپ نے مثنیٰ بن حارثہ کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ مثنیٰ اس سے لڑے اور اس کو شکست دی' جابان کے بڑے بڑے سردار ندی کے کنارے مارے گئے۔ اس واقعہ کی وجہ سے وہ ندی خون کی ندی کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اس کے بعد الیس کے لوگوں نے حضرت خالدؓ سے صلح کر لی۔

خالدؓ آگے چل کر حیرہ کے قریب آئے' آزاذبہ کی فوجیں مقابلے کے لیے نکلیں' آزاذبہ کسریٰ کی ان تمام فوجی چوکیوں کا افسر تھا جو کسریٰ کے دارالسلطنت سے لے کر عرب تک پھیلی ہوئی تھیں' ندیوں کے سنگم پر طرفین کی فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مثنیٰ نے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا' خدا نے دشمن کو شکست دی۔

حضرت خالدؓ اور عبدالمسیح کی گفتگو:

یہ دیکھ کر اہل حیرہ خالدؓ کے استقبال کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ عبدالمسیح بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھے۔ خالدؓ نے عبد

المسیح سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اپنے باپ کی پشت میں سے' خالدؓ نے پوچھا کہ تم کہاں سے نکلے ہو' اس نے جواب دیا اپنی ماں کے پیٹ میں سے' خالدؓ نے فرمایا تم پر افسوس ہے یہ بتاؤ کہ تم کس چیز پر ہو؟ اس نے کہا ہم زمین پر ہیں۔ خالدؓ نے کہا ارے میاں تم کس شے میں ہو' اس نے کہا میں اپنے کپڑوں میں ہوں۔ خالدؓ نے کہا تم کچھ عقل سے بھی کام لیتے ہو۔ عبدالمسیح نے کہا ہاں عقل سے بھی کام لیتا ہوں اور قید سے بھی' خالدؓ نے کہا میں تم سے سوال کر رہا ہوں' اس نے کہا اور میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ خالدؓ نے پوچھا تم صلح کے خواہاں ہو یا جنگ کے؟ اس نے کہا ہم صلح چاہتے ہیں آپ نے کہا تو پھر ان قلعوں سے تمہاری کیا منشاء ہے' اس نے کہا یہ قلعے ہم نے اس لیے بنائے ہیں' کہ کوئی بیوقوف آئے تو ہم اسے قید کر لیں اور کوئی سمجھ دار آئے تو وہ ان سے بچ کر چلا جائے۔

اہل حیرہ سے جزیہ پر مصالحت:

خالدؓ نے اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ میں تم کو خدا کی' اس کی عبادت کی اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں' اگر یہ قبول ہے تو ہمارے اور تمہارے حقوق برابر ہیں' اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو' یہ بھی نہیں۔ تو یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم لایا ہوں جو موت کو اتنا ہی محبوب رکھتی ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کو' انہوں نے کہا ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے' خالدؓ نے ان سے ایک لاکھ نوے ہزار درہم پر صلح کر لی' یہ سب سے پہلا جزیہ تھا جو عراق سے مدینے کو روانہ کیا گیا اس کے بعد خالدؓ بانقیا پہنچے' وہاں بصبہری بن صلوبا نے آپ سے ایک ہزار درہم اور عباء بطور جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی' خالدؓ نے ان لوگوں کو ایک تحریر لکھ دی۔

اہل حیرہ سے خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ یہ لوگ خالدؓ کے لیے جاسوسی کی خدمت انجام دیں گے جس کو انہوں نے قبول کیا۔

اہل مدائن کے نام حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط:

شعبی کی روایت ہے کہ بنو بقیلہ نے مجھ کو وہ تحریر دکھلائی ہے جو خالدؓ نے اہل مدائن کے نام لکھی تھی جو حسب ذیل ہے: ''خالدؓ بن الولید کی طرف سے سرداران فارس کے نام' سلام ہے ان پر جو ہدایت اختیار کرتے ہیں۔ اما بعد! شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہاری شوکت کا خاتمہ کر دیا' تمہارا ملک سلب کر لیا' تمہارے مکر کو ناکام کر دیا' جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے' ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھائے وہی مسلم ہے' اس کے حقوق اور ہمارے حقوق برابر ہیں' اس خط کے پہنچتے ہی میرے پاس یرغمال بھیجو اور میری طرف سے اپنی حفاظت کی ذمہ داری کا اطمینان حاصل کر لو ورنہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں تمہارے مقابلے میں ایک ایسی قوم کو بھیجوں گا جو موت کی ایسی ہی عاشق ہے جتنا کہ تم زندگی کے''۔

خالد رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھ کر اہل فارس کو بے حد تعجب ہوا یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔

شعبی کی روایت:

شعبی کی دوسری روایت ہے کہ جب خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو فتح عنایت فرمائی ہے۔ اب عراق میں گھس جاؤ اور عیاضؓ سے جا ملو اور عیاض بن غنم کو جو اس وقت بناج اور حجاز کے درمیان کسی جگہ تھے یہ لکھا کہ تم وہاں سے روانہ ہو کر مصیخ پہنچو۔ اور مصیخ سے شروع ہو کر بالائے عراق سے عراق میں داخل ہو جاؤ اور خالدؓ سے جا ملو اس

کے بعد جو لوگ واپسی چاہتے ہوں ان کو اس کی اجازت دو بالجبر کسی کو فتوحات میں شریک نہ کرو۔

جہاد میں مرتدین کی شمولیت کی مخالفت:

خالدؓ اور عیاضؓ کے پاس خلیفہ کا یہ حکم پہنچا اس کی تعمیل میں انہوں نے لوگوں کو واپسی کی اجازت دے دی' مدینے اور اس کے اطراف کے سب لوگ واپس ہو گئے اور خالدؓ اور عیاض رضی اللہ عنہما کو تنہا چھوڑ گئے اس لیے ان دونوں نے ابوبکرؓ سے امداد طلب کی۔ آپؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ تمیمی کو بھیج دیا۔ اس پر کسی نے کہا آپ نے اس شخص کی مدد جس کو اس کی فوج چھوڑ آئی ہے صرف ایک شخص سے کرتے ہیں' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جس فوج میں ایسا بہادر موجود ہوگا وہ کبھی شکست نہیں پا سکتی۔ آپ نے عیاض رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے عبد بن عوف کو بھیجا اور دونوں سرداروں کو لکھا کہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی جہاد میں لے لو جو مرتدین سے لڑ چکے ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام پر ثابت قدم رہے ہیں مگر مرتدین میں سے کوئی شخص جہاد میں تمہارے ساتھ اس وقت تک شریک نہ ہو جب تک کہ میں اس کے متعلق حکم نہ دوں۔ اس لیے ان لڑائیوں میں کوئی مرتد شریک نہ ہو سکا۔

ابلہ میں اسلامی افواج کا اجتماع:

جب خالدؓ کے نام عراق کی امارت کا حکم پہنچا تو انہوں نے حرملہ' سلمیٰ' مثنیٰ اور مذعور کو حکم بھیجا کہ مجھ سے آ ملو اور اپنی فوجوں کو ابلہ پہنچنے کا حکم دو' اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ عراق پہنچ کر ہند (سندھ) کی نوآباد چھاؤنی سے آغاز کرنا اور وہ مقام اس وقت ابلہ ہی تھا جو کسی واقعے کی یادگار میں اس نام سے موسوم ہوا تھا۔

خالدؓ نے اپنے جائے قیام سے لے کر عراق تک ربیعہ اور مضر کے قبائل میں سے کوئی آٹھ ہزار کا لشکر جمع کیا دو ہزار سپاہی ان کے پاس پہلے سے تھے یہ سب مل کر دس ہزار ہو گئے' ان کے علاوہ آٹھ ہزار ان چار امرائے عرب یعنی مثنیٰ' مذعور' سلمیٰ اور حرملہ کی فوجیں تھیں' اس طرح خالدؓ نے ہرمز کے مقابلے کے لیے یہ اٹھارہ ہزار کا لشکر تیار کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مدائن پر حملہ کا حکم:

بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو عراق کی لڑائی کا امیر بناتے ہوئے لکھا تھا کہ تم زیریں جانب سے عراق میں داخل ہونا' اور عیاض رضی اللہ عنہ کو امیر بناتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ تم بالائی جانب سے عراق میں داخل ہونا' اس کے بعد تم دونوں حیرہ کی طرف جھپٹنا جو تم میں سے حیرہ پہلے پہنچ جائے وہی اپنے ساتھی کا افسر بالادست قرار پائے گا۔ نیز یہ بھی لکھا تھا کہ جب تم دونوں حیرہ پہنچ جاؤ اور اہل فارس کی چوکیوں کا خاتمہ کر لو اور یہ اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی حملہ نہ ہوگا تو تم میں سے ایک مجاہدین کی امداد کے لیے محفوظ دستے کی حیثیت سے حیرہ میں ٹھہرے اور دوسرا اپنے اور خدا کے دشمن اہل فارس پر اور ان کے دارالسلطنت ان کی عزت کے مرکز یعنی مدائن پر ٹوٹ پڑے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ہرمز کے نام خط:

خالدؓ نے ہرمز کو جو اس وقت سرحدی افواج کا افسر اعلیٰ تھا قبل اس کے کہ وہ آزاذبہ ابی الزیادہ کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیے یمامہ سے جہاں وہ دونوں مقیم تھے روانہ ہو' یہ خط لکھا تھا:

''امابعد! اسلام قبول کر و تم سلامت رہو گے' یا اپنی اور اپنی قوم کے لیے حفاظت کی ضمانت حاصل کر لو اور جزیہ دینے کا

اقرار کرو ورنہ اس کے بعد جو نتائج ہوں گے ان کے لیے تم بجز اپنے کسی اور کو ملامت نہیں کر سکتے' کیونکہ میں تمہارے مقابلے کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کو ایسا ہی پسند کرتی ہے جیسا کہ تم حیات کو''۔

مغیرہ بن عتبہ قاضی کوفہ کا بیان یہ ہے کہ خالدؓ نے یمامہ سے عراق کو کوچ کرتے وقت اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور سب کو ایک ساتھ آگے نہیں بڑھایا تھا بلکہ مثنیٰ کو اپنے سے دو روز قبل روانہ کیا' ان کے رہنما ظفر تھے۔ ان کے بعد عدیؓ بن حاتم اور عاصم بن عمرو کو ایک ایک دن کے فصل سے روانہ کیا' ان کے رہنما مالک بن عباد اور سالم بن نصر تھے۔ سب کے بعد خالدؓ خود روانہ ہوئے ان کے رہنما رافع تھے' ان سب سے حفیر پر ملنے اور جمع ہونے کا وعدہ کیا تاکہ وہاں سے ایک دم اپنے دشمن سے ٹکرائیں' یہ فرج الہند اہل فارس کی بڑی زبردست اور معرکے کی چھاؤنی تھی۔ یہاں کا سپہ سالار ایک طرف خشکی میں عربوں سے نبرد آزما ہوتا تھا اور دوسری طرف سمندر میں اہل ہند سے' اس وقت خالدؓ کے ساتھ مہلب بن عقبہ اور عبدالرحمٰن بن سیاہ الاحمری بھی تھے' الحمرا الھی کی طرف منسوب ہو کر حمرائے سیاہ کہلاتا ہے۔

ہرمز کی پیش قدمی:

جب خالد رضی اللہ عنہ کا خط ہرمز کے پاس پہنچا اس نے شیریٰ بن کسریٰ اور اردشیر بن شیریٰ کو اس کی اطلاع دی' اور اپنی فوجیں جمع کیں' اور ایک تیز رو دستے کو لے کر فوراً خالد رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے کوزظم پہنچا۔ اور اپنی فوج کو آگے بڑھایا' مگر یہاں آ کر اس کو معلوم ہوا کہ خالد رضی اللہ عنہ کا راستہ اس طرف سے نہیں ہے اور اطلاع یہ ملی کہ مسلمانوں کا لشکر حفیر پر جمع ہو رہا ہے اس لیے پلٹ کر حفیر کی طرف جھپٹا' وہاں پہنچتے ہی اپنی افواج کی صف آرائی کی' محفوظ فوج کے لیے ان دو شہزادوں کو مقرر کیا جن کا سلسلہ نسب اردشیر اور شیریٰ کے واسطوں سے اردشیر اکبر تک پہنچتا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام قباذ اور دوسرے کا نام انوشجان تھا۔

جنگ سلاسل:

اس لڑائی میں استقلال کے خیال سے ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے جکڑ لیا تھا' اس پر لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ تم لوگ دشمن کے لیے خود ہی اپنے کو پابجولاں کرتے ہو' ایسا نہ کرو' یہ بدفالی ہے اس کا انہوں نے یہ جواب دیا کہ تمہارے متعلق تو ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ تم بھاگنے کا ارادہ کر رہے ہو۔

جب خالد رضی اللہ عنہ کو ہرمز کے حفیر پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنی فوج کو کاظمہ کی طرف پلٹایا' ہرمز کو اس کا پتا چل گیا وہ فوراً کاظمہ پہنچ کر ایک کھلے میدان میں فروکش ہوا' اس سرحد کے امراء میں ہرمز عربوں کا بدترین پڑوسی تھا' تمام عرب اس سے جلے ہوئے تھے خباثت میں اس کو ضرب المثل بنا رکھا تھا۔ ان کا قول تھا کہ فلاں شخص ہرمز سے بڑھ کر خبیث ہے اور ہرمز سے زیادہ کافر ہے۔

ایرانیوں کا پانی پر قبضہ:

ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑ لیا تھا' پانی پر ان کا قبضہ تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو ایسے مقام پر اترنا پڑا' جہاں پانی نہیں تھا' لوگوں نے آپ سے اس کی شکایت کی آپ نے اپنے نقیب سے اس امر کا اعلان کرایا کہ سب لوگ اتر پڑیں اور سامان نیچے اتار لیں' اور دشمن سے پانی چھین لینے کی کوشش کریں کیونکہ بخدا پانی پر ایسی جماعت کا قبضہ ہو جائے گا جو لڑائی میں زیادہ صابر رہے گی اور شرافت کا ثبوت دے گی۔ یہ سنتے ہی سامان اتار لیا گیا' سوار فوج اپنی جگہ کھڑی رہی' پیدل فوج نے پیش قدمی کی اور دشمن

پر حملہ آور ہوئی' دونوں طرف کے آدمی مارے جانے لگے' اتنے میں خدا نے ایک بدلی بھیجی' جس نے برس کر مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے پانی کے ڈبرے بھر دیئے مسلمانوں کو اس تائید غیبی سے بڑی تقویت پہنچی اور دن ابھی پورے طور سے نہ چڑھا تھا کہ ہرمز خاک و خون میں لتھڑا ہوا پڑا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ہرمز کا مقابلہ:

مقطع بن الہیثم کی روایت سے مذکورۂ بالا بیان کی تائید ہوتی ہے مگر بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ہرمز نے پہلے چند لوگوں کو خالدؓ پر دھوکہ سے حملہ کرنے کے لیے تیار کر کے بھیجا' اس سازش کے بعد ہرمز میدان میں نکلا اس موقع پر کبھی ایک شخص اور کبھی دوسرا للکارتا ''کہاں ہیں خالدؓ''، ہرمز اپنے سواروں سے بات طے کر ہی چکا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سے اتر پڑے' ہرمز بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور خالد رضی اللہ عنہ کو مقابلے کی دعوت دی۔ خالدؓ چل کر آگے آئے دونوں کا مقابلہ ہوا۔ دونوں طرف سے وار ہونے لگے خالدؓ نے ہرمز کو پچھاڑ دیا' ہرمز کے حامی جھپٹے اور اصول جنگ کے خلاف خالد رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے لگے۔ مگر خالدؓ نے اس کے باوجود ہرمز کا کام تمام کر دیا' قعقاع بن عمرو ہرمز کے حامیوں پر حملہ آور ہوئے اور خالدؓ کے ساتھ مل کر ان سب کو سلا دیا۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی' مسلمان رات تک ان کا تعاقب کر کے ان کو مارتے رہے' خالدؓ نے مال غنیمت جمع کرایا اس میں اونٹ کے ایک بار کے برابر زنجیریں بھی ہاتھ آئیں۔ ان کا وزن ایک ہزار رطل تھا۔ اسی لیے یہ لڑائی ذات السلاسل (زنجیروں والی) کے نام سے موسوم ہے۔ اس لڑائی میں قباذ اور انوشجان جان بچا کر بھاگ گئے تھے۔

خاندانی اعزاز کی ٹوپی:

شعبی کا بیان ہے کہ اہل فارس کی ٹوپیاں اس خاندانی اعزاز کے مطابق ہوتی تھیں۔ جو ان کو اپنے خاندان میں حاصل ہوتا تھا' جس کا اعزاز بدرجہ کمال پہنچ جاتا تھا اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی ہوتی تھی اور ہرمز بھی اس اعزاز میں اعلیٰ درجہ حاصل کر چکا تھا اور اس کی ٹوپی بھی ایک لاکھ کی تھی اور جواہرات سے مرصع تھی' حضرت ابوبکرؓ نے یہ ٹوپی خالد رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما دی اور اہل فارس میں کمال شرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شخص ان کے چوٹی کے سات مشہور خاندانوں میں سے ہو۔

ایرانیوں کی شکست وفرار:

حنظلہ بن زیاد کی روایت ہے کہ جب دشمن کا تعاقب کرنے والی فوجیں واپس آ گئیں اور یہ معلوم ہو گیا کہ قباذ اور انوشجان بھاگ گئے ہیں تو خالدؓ نے اپنی فوجوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو کر بصرے میں اس مقام پر منزل کی جہاں اب بڑا پل ہے' خالدؓ نے فتح کی خوشخبری' بقیہ مال غنیمت اور ایک ہاتھی مدینہ کو روانہ کر دیا اور سب طرف اسلامی لشکر کی فتح کا اعلان کر دیا۔

مدینہ میں ہاتھی کی نمائش:

جب زرین کلیب مال غنیمت اور ہاتھی کو لے کر مدینہ پہنچے تو لوگوں کے دیکھنے کے لیے اس کو سارے شہر میں گشت کرایا گیا' بوڑھی بوڑھی عورتیں اس ہاتھی کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئیں اور کہنے لگیں کیا یہ واقعی کوئی خدا کی مخلوق ہے' وہ سمجھیں کہ یہ کوئی بناوٹی چیز ہے۔ اس ہاتھی کو ابوبکرؓ نے زر کے ساتھ خالدؓ کے پاس واپس بھیج دیا۔

مثنیٰ کا ایرانیوں کا تعاقب:

بصرے میں اس مقام پر پہنچ کر جہاں اب بڑا پل واقع ہے' خالد رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ بن حارثہ کو دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا اور معقل بن مقرن مزنی کو ابلہ بھیجا کہ وہاں پہنچ کر مال غنیمت جمع کر لیں اور قیدیوں کو گرفتار کر لیں' چنانچہ معقلؓ وہاں سے روانہ ہو کر ابلہ پہنچے اور مال غنیمت اور قیدی جمع کر لیے۔

ابوجعفر کا بیان ہے کہ ابلہ کی فتح کا یہ قصہ عام اہل سیر اور صحیح تاریخی کتب کی روایت کے خلاف ہے' کیونکہ ابلہ کی فتح عمرؓ کے عہد میں ۱۴ھ میں عتبہ بن غزوان کے ہاتھ سے عمل میں آئی ہے' ہم انشاء اللہ اسی سنہ کے واقعات میں ابلہ کے حالات اور اس کی فتح کا قصہ بیان کریں گے۔

عورت کے قلعہ کا محاصرہ:

مثنیٰ روانہ ہو کر عورت کی نہر پر پہنچے اور اس قلعے کے پاس آئے' جس میں وہ عورت مقیم تھی۔ مثنیٰ نے اس جگہ معنی بن حارثہ کو چھوڑا۔ انہوں نے اس عورت کو اس کے محل میں محصور کر لیا اور خود مثنیٰ نے آگے بڑھ کر اس کے شوہر کو گھیر لیا۔ اور اس سے اور اس کی فوج سے جبراً ہتھیار رکھوا لیے اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اطلاع عورت کو ملی تو اس نے مثنیٰ سے صلح کر لی اور اسلام قبول کر لیا' اس کے بعد معنیٰ نے اس سے نکاح کر لیا۔

کاشت کاروں کی بحالی:

خالدؓ اور ان کے تمام افسروں نے ان فتوحات کے دوران میں کاشت کار طبقے سے کوئی تعرض نہیں کیا' کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کو ایسی ہی ہدایات دی گئی تھیں۔ البتہ ان جنگجو لوگوں کی اولاد کو جو اہل عجم کی خدمات ملکی انجام دیتے تھے گرفتار کر لیا۔ کاشت کاروں میں سے جو مقابلے پر نہیں آئے ان کو بحالہ رہنے دیا اور ان کو ذمی بنا لیا' جنگ ذات السلاسل اور مثنیٰ میں سوار کو ایک ہزار درہم کا حصہ دیا گیا تھا اور پیدل کو اس کا ثلث۔

جنگِ مذار

قارن کی مذار میں آمد:

یہ واقعہ صفر ۱۲ھ میں پیش آیا تھا اس روز لوگوں کی زبان پر یہ فقرہ تھا صفر کا مہینہ آ گیا ہے' اس میں ہر ظالم سرکش قتل ہوگا' جہاں دریاؤں کا سنگم ہے۔ سیف کہتے ہیں کہ مختلف راویوں کا بیان ہے کہ ہرمز نے اردشیر اور شیری کو خالدؓ کے خط اور ان کے یمامہ میں آنے کی اطلاع دی تو اس نے قارن کو ہرمز کی امداد کے لیے بھیجا مگر جب قارن ہرمز کی مدد کے لیے مدائن سے مذار پہنچا تو اس کو ہرمز کی شکست یابی کی اطلاع ملی اور شکست خوردہ لوگ اس سے آ کر ملے' یہاں ان لوگوں نے عہد و پیمان کیے۔

شکست خوردہ سپاہ کا مذار میں اجتماع:

فارس اور ہواز کے بھاگنے والوں نے سواد اور جبل کے بھاگنے والوں سے کہا اگر آج تم متفرق ہو گئے تو پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتے اس لیے ایک دم واپسی کے لیے اکٹھے ہو جاؤ اس میں اپنے بادشاہ کی مدد ہے' اور یہ قارن ہمارے ساتھ ہے ممکن ہے خدا ہماری قسمت کو بدل دے' دشمن پر قابو حاصل ہو جائے اور ہم اپنے نقصانات کی تلافی کر لیں' چنانچہ یہ سب لوگ جمع ہو گئے مذار میں ایک لشکر تیار ہو گیا' قارن نے محفوظ دستے پر قباذ اور انوشجان کو مقرر کیا' دشمن کی اس تیاری کی اطلاع مثنیٰ اور معنی نے خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجی' خالدؓ نے قارن کی اطلاع پاتے ہی مال غنیمت انھیں مجاہدوں پر تقسیم کر دیا جن کو خدا نے دیا تھا اور خمس میں سے مزید صلے عطاء کیے اور باقی مال غنیمت اور فتح کی خوشخبری ولید بن عقبہ کے ذریعے سے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دی اور اس امر سے بھی مطلع کیا کہ دشمنوں کی افواج مغیث اور مغاث ندیوں پر جمع ہو رہی ہیں' عرب ہر نہر کو ثنیٰ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

جنگ مذار:

خالدؓ روانہ ہو کر مذار میں قارن کی فوجوں کے مقابلے پر آئے' اپنی افواج کی صف آرائی کی۔ دونوں طرف سے مقابلہ ہوا' دونوں حریف نہایت غیظ و غضب سے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے' قارن مبارزت کے لیے میدان میں نکلا ادھر سے خالدؓ اور ابیض رکبان یعنی معقل بن الاعشی مقابلے کے لیے بڑھے دونوں قارن کی طرف لپکے مگر معقل نے خالدؓ سے پہلے قارن کو جالیا اور قتل کر دیا' اور عاصم نے انوشجان کو اور عدیؓ نے قباذ کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ قارن اپنے شرف و اعزاز میں بدرجہ کمال پہنچ چکا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے کسی ایسے ذی مرتبہ ایرانی سردار کو قتل نہیں کیا جس کا اعزاز بدرجہ کمال پہنچ چکا ہو۔ اس جنگ میں اہل فارس بہت بڑی تعداد میں مارے گئے اور جو لوگ پسپا ہوئے وہ اپنی کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ گئے' مسلمان ندیوں کی وجہ سے ان کا تعاقب نہ کر سکے۔ خالدؓ نے مذار میں قیام کیا اور ہر مقتول کا سامان خواہ وہ کسی قیمت کا ہو اسی مجاہد کو عطاء کیا جس نے اس کو قتل کیا تھا اور مال غنیمت کے خمس میں سے ان لوگوں کو صلے عطاء کیے جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے' باقی مال غنیمت ایک وفد کے ہمراہ بنوعدی بن کعب کے سعید بن نعمان کی سرکردگی میں مدینہ روانہ کر دیا۔

ایرانی مقتولین کی تعداد:

ابن عثمان کا بیان ہے کہ مذار کی رات کو تیس ہزار ایرانی قتل ہوئے' یہ ان کے علاوہ ہیں جو دریا میں غرق ہوئے اور اگر یہ دریا مانع نہ ہوتے تو ان میں سے ایک بھی نہ بچتا پھر بھی جو لوگ بچ کر بھاگے ہیں وہ بہت پراگندہ حال اور اپنا سب چھوڑ کر بھاگے۔

جنگ مذار میں سوار کے حصہ میں اضافہ:

شعبی کا بیان ہے کہ عراق کی مہم میں خالد رضی اللہ عنہ کا سب سے پہلا مقابلہ ہرمز سے کواظم میں ہوا تھا' اس کے بعد خالدؓ دوآبہ فرات میں دجلے کے کنارے فروکش ہوئے وہاں کوئی تکلیف دہ بات پیش نہیں آئی اور ان کو ہر طرح کا آرام ملا' دجلے کے کنارے سے وہ ثنیٰ پہنچے' ہرمز کے مقابلے کے بعد جتنے واقعات پیش آتے گئے وہ پہلے واقعات سے زیادہ شدید ثابت ہوئے۔ ان سب کے بعد خالدؓ دومۃ الجندل میں آئے' واقعہ ذات السلاسل کے مقابلے میں ثنیٰ کے معرکہ میں سوار کا حصہ اور بڑھ گیا' ثنیٰ میں قیام کر کے خالدؓ نے جنگجو لوگوں کی اولاد اور ان کے معاونین کو گرفتار کیا۔

کاشتکاروں کی دعوت اسلام:

کاشتکاروں سے اور جن لوگوں نے دعوت اسلام کے بعد خراج دینا قبول کیا ان سے کوئی تعارض نہیں کیا ان سب پر بالجبر قابو پایا گیا تھا لیکن جب ان سے جزیے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا اور وہ سب ذمی بنا لیے گئے' ان کی زمین ان کے قبضے میں رہنے دی گئی لیکن یہ عمل درآمد اس وقت تک کے لیے رکھا گیا جب تک کہ زمین تقسیم نہ ہو' اس کے بعد یہ عمل باقی نہ رہے گا۔ قیدیوں میں یہ لوگ بھی تھے' حبیب ابوالحسن یعنی حسن بصری کے باپ نصرانی تھے' عثمان کے غلام مافنہ اور مغیرہؓ بن شعبہ کے غلام ابوزیا بھی تھے۔ خالدؓ نے فوج کا افسر سعید بن نعمان کو اور جزیے کا افسر سویدؓ بن مقرن مزنی کو مقرر کیا تھا اور مزنی کو حکم دیا تھا کہ تم حفیر جاؤ اور اپنے عہدہ دار مقرر کرو اور لگان وصول کرو' اور خود خالدؓ دشمن کے مقابلے کے لیے فروکش ہوئے اور اس کی نقل و حرکت کی جستجو کرنے لگے۔

جنگِ دلجہ

اس کے بعد صفر ۱۲ھ میں دلجہ کا واقعہ پیش آیا' دلجہ کسکر کے قریب خشکی کا علاقہ ہے جب خالد رضی اللہ عنہ ثنیٰ کی لڑائی سے فراغت پا چکے اور اس کی اطلاع اردشیر کو پہنچی تو اس نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اندرزغر کو بھیجا یہ شخص فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا۔

اندرزغر (اندرزگر) کی فوج کشی:

اور دوسرے راویوں کا بیان یہ ہے کہ جب اردشیر کو قارن اور اہل مذار کے قتل کی خبر ہوئی تو اس نے اندرزغر کو روانہ کیا۔ اندرزغر فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا اگر چہ یہ شخص نہ تو مدائن میں پیدا ہوا اور نہ وہاں تربیت پائی مگر رتبے میں اہل فارس کا ہمسر تھا' اس کے پیچھے اردشیر نے بہمن جاذویہ کو ایک فوج دے کر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ اندرزغر کے راستے سے کترا کر جانا۔ اس سے قبل اندرزغر خراسان کی سرحدی چھاؤنی پر مقرر تھا' اندرزغر مدائن سے چل کر کسکر آیا اور وہاں سے دلجہ کی طرف بڑھا' اس کے پیچھے بہمن جاذویہ چلا۔ اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور وسط سواد میں سے گذرا' اندرزغر کے ساتھ حیرہ اور کسکر کے درمیانی علاقے کے عرب اور دوسرے ایرانی زمیندار مل گئے' انہوں نے دلجہ میں اس کے پڑاؤ کے پہلو میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اندرزغر اپنی حسب خواہش اتنی فوجیں جمع ہو جانے سے پھولے نہ سمایا' اس نے خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دلجہ کی جانب پیش قدمی:

خالدؓ اس وقت ثنیٰ میں مقیم تھے' جب ان کو اندرزغر کی تیاریوں اور دلجہ میں آنے کی اطلاع ملی' انہوں نے اپنی افواج کو روانگی کا حکم دے دیا' سویدؓ بن مقرن کو اپنے پیچھے چھوڑا اور تاکید کر دی کہ حفیر سے نہ ہٹیں' پھر ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کو زیرین دجلہ پر پیچھے چھوڑ آئے تھے ان کو حکم دیا کہ دشمن سے ہر وقت چوکنے رہیں' غفلت اور فریب میں مبتلا نہ ہوں' اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر دلجہ کی طرف پیش قدمی کی اور اندرزغر' اس کے لشکر اور اس کی معاون جماعتوں کے مقابل آ کر اترے' بڑے گھمسان کا رن پڑا' یہ معرکہ ثنیٰ کے معرکہ سے کہیں بڑھ کر تھا۔

جنگِ دلجہ:

ابوعثمان راوی ہیں کہ اندرزغر سے خالد رضی اللہ عنہ کا مقابلہ دلجہ میں صفر کے مہینے میں ہوا تھا' بڑی سخت لڑائی ہوئی' ہر دو فریق کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا' خالدؓ اپنے گھاٹ میں متعین دستوں کے آگے برآمد ہونے میں تاخیر محسوس کرنے لگے' کیونکہ آپ نے اپنی فوج کے دونوں طرف کمین کے دستے مقرر کیے تھے جن میں ایک کے افسر بسر بن ابی رہم اور دوسرے کے افسر سعید بن مرۃ العجلی تھے' آخر کار کمین کے دونوں دستے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ آور ہوئے' عجمیوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں' مگر خالدؓ نے سامنے سے اور کمین کے دستوں نے پیچھے سے ان کو ایسا گھیرا کہ ایک کو ایک کے قتل کی خبر نہ رہی' اندرزغر ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ اور پیاس کی تکلیف سے مر گیا۔

فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تقریر:

اس فتح کے بعد خالدؓ نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی' جس میں مسلمانوں کو بلادِ عجم کے فتح کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ عرب کے ملک میں کیا رکھا ہے' کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہاں مٹی کے تودوں کی طرح کھانے کی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں' خدا کی قسم اگر جہاد اور خدا کے نام کی تبلیغ ہم پر فرض بھی نہ ہوتی' بلکہ صرف طلب معاش کی ہم کو ضرورت ہوتی تب بھی میں تم کو مشورہ دیتا کہ ان شاداب علاقوں کے لیے لڑو اور ان کے مالک بن جاؤ اور بھوک اور قلتِ غذا کا تحفہ ان کاہلوں کے لیے چھوڑ دو جو تمہاری جدوجہد میں شریک ہونے سے جی چراتے ہیں۔

کاشتکاروں سے حسن سلوک:

کاشتکاروں کے ساتھ خالد رضی اللہ عنہ نے وہی سلوک کیا جو ان کا اصول تھا ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا' صرف جنگجو لوگوں کی اولاد اور ان کے معاونین کو گرفتار کیا اور عام باشندگان ملک کو جزیہ دینے اور ذمی بن جانے کی دعوت دی جس کو ان لوگوں نے منظور کر لیا۔

بکر بن وائل کے نصرانیوں کا قتل:

شعبی بیان کرتے ہیں کہ دلجہ کی لڑائی میں خالد رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے ایرانی کو مقابلے کے لیے دعوت دی تھی جو قوت میں ایک ہزار آدمیوں کے برابر تھا اور جب خالد رضی اللہ عنہ اس کو قتل کر کے فارغ ہو گئے تو اس کا تکیہ بنا کر بیٹھ گئے' اور وہیں اپنا کھانا طلب کیا' اس جنگ میں بکر بن وائل کے اور لوگوں کے علاوہ ایک لڑکا جابر بن بجیر کا اور ایک لڑکا عبدالاسود کا بھی قتل ہوا۔

جنگِ اُلیس

عرب نصرانیوں کا ایرانیوں سے اتحاد:

مغیرہ بن عتیبہ کی روایت ہے کہ جب خالدؓ نے بکر بن وائل کے ان نصرانیوں کو قتل کر دیا۔ جنہوں نے اہل فارس کی امداد کی تھی تو ان کے ہم قوم نصرانی انتقام لینے پر تل گئے' انہوں نے عجمیوں کو اور عجمیوں نے ان کو خطوط لکھے اور الیس کے مقام پر سب جمع ہو گئے ان کا امیر عبدالاسود العجلی مقرر ہوا۔ بنو عجل کے مسلمان عتیبہ بن نہاس' سعید بن مرہ' فرات بن حیان' مثنیٰ بن لاحق اور مذعور بن عدد ان نصرانیوں کے سخت ترین دشمن تھے۔

بہمن جاذویہ:

اس وقت بہمن جاذویہ قیسا ثا میں مقیم تھا' اہل فارس کے ہاں ہر مہینہ تیس دن کا ہوتا تھا اور دربار شاہی کے لیے ہر دن کا ایک جدا ایڈی کانگ مقرر تھا' بہمن کے دن کا ایڈی کانگ بہمن جاذویہ تھا۔ اردشیر نے بہمن جاذویہ کو حکم دیا کہ تم اپنے لشکر کو لے کر اُلیس[1] پہنچو اور وہاں فارس اور نصاریٰ عرب کی جماعتوں سے جا ملو۔

جابان کی روانگی:

بہمن جاذویہ نے اپنے آگے جابان کو روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ لوگوں کے دلوں میں جنگ کا جوش پیدا کرو مگر میرے آنے تک دشمن سے لڑائی شروع نہ کرنا ہاں وہ خود پہل کرے تو تم بھی لڑائی شروع کر دو' جابان الیس کی طرف روانہ ہوا اور بہمن جاذویہ اردشیر کے پاس گیا تا کہ اس سے مشورہ کرے اور مزید ہدایات حاصل کرے مگر یہاں آ کر دیکھا کہ اردشیر بیمار پڑا ہے اس لیے بہمن جاذویہ تو اس کی تیمارداری میں لگ گیا اور جابان تنہا محاذ جنگ کی طرف روانہ ہو کر ماہ صفر میں الیس پہنچا۔

عرب نصرانیوں کا الیس میں اجتماع:

جابان الیس آیا تو اس کے پاس ان چوکیوں کی فوجیں جو عرب کے مقابلے میں متعین تھیں' بنو عجل کے نصرانی عربوں میں سے عبدالاسود' تیم اللات' ضبیعہ اور حیرہ کے خالص عرب' یہ سب جمع ہو گئے اور ایک نصرانی جابر بن بجیر عبدالاسود سے مل گیا۔

خالد رضی اللہ عنہ کو عبدالاسود' جابر' زہیر اور ان کے ساتھ اور گروہوں کے اکٹھا ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے مقابلے کی تیاری کی' آپ کو معلوم نہ تھا کہ جابان بھی قریب آ گیا ہے' خالدؓ صرف ان عربوں اور نصرانیوں سے لڑنے کے ارادے سے آئے تھے مگر اُلیس میں جابان سے سامنا ہو گیا۔

جابان کے مشورہ کی مخالفت:

اس موقع پر عجمیوں نے جابان سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے' آیا پہلے ہم ان کی خبر لیں یا لوگوں کو کھانا کھلا دیں' ہمارا خیال تو یہی ہے کہ کھانے سے فارغ ہو جائیں اور پھر دشمن کا خاتمہ کریں۔ جابان نے کہا کہ اگر سستی دشمن کی طرف سے ہو اور وہ تم سے کوئی

[1] اُلیس دریائے فرات کے ساحل پر واقع ہے۔

تعرض نہ کریں تو تم بھی خاموش رہو مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تم پر جلد حملہ کریں گے اور تم کو کھانا کھانے کا موقع نہ دیں گے ان لوگوں نے جابان کا کہنا نہ مانا' دسترخوان بچھائے' کھانا چنا گیا اور سب کو بلا کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔

مالک بن قیس کا خاتمہ:

36 خالدؓ دشمن کے مقابل پہنچ کر ٹھہر گئے' سامان اتارنے کا حکم دیا' اس کام سے فراغت ہوئی تو دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے' خالدؓ نے خود اپنی پشت کی حفاظت کے لیے محافظ دستے مقرر کیے اور دشمن کی صف کی طرف بڑھے اور للکارے' ابجر کہاں ہے' عبدالاسود کہاں ہے' مالک بن قیس کہاں ہے' یہ شخص جذرہ میں سے تھا' اور سب تو خاموش رہے' مگر مالک میدان میں نکلا' خالدؓ نے اس سے کہا اے بدکار عورت کے بیٹے اور سب دبک گئے تجھ کو میرے مقابل آنے کی کیسے جرأت ہوئی؟ تجھ میں کیا رکھا ہے یہ کہہ کر اس کو آپ نے ایک وار میں ختم کر دیا۔ اور عجمیوں کو قبل اس کے کہ وہ کچھ کھائیں' دسترخوان پر سے اٹھا دیا۔

کھانے میں زہر ملانے کا مشورہ:

جابان نے اپنے لوگوں سے کہا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ کھانا شروع نہ کرو بخدا مجھے کسی سپہ سالار سے ایسی دہشت نہیں ہوئی ہے جیسی کہ آج اس لڑائی میں ہو رہی ہے' وہ لوگ اگرچہ کھانا کھا نہیں سکتے تھے مگر اپنی بہادری جتانے کے لیے کہنے لگے اچھا کھانا ملتوی رکھو ان سے فارغ ہو کر کھالیں گے' جابان نے کہا مگر میرا گمان یہ ہے کہ تم نے یہ کھانا دشمن کے لیے رکھ چھوڑا ہے تم نہیں سمجھتے اب میری بات مانو اس میں زہر ملا دو اگر تم کامیاب ہوئے تو یہ کوئی نقصان نہیں ہے اور ناکامیاب ہوئے تو تم کچھ کام کر چکے ہو گے جس سے دشمن مصیبت میں مبتلا ہو گا مگر ان لوگوں نے اپنی طاقت پر گھمنڈ کر کے کہا نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جنگ الیس:

جابان نے میمنے اور میسرے پر عبدالاسود اور ابجر کو مقرر کیا' خالدؓ نے اپنی افواج کی صف آرائی اسی اصول کے مطابق کی جیسا کہ اس سے قبل کی لڑائیوں میں کر چکے تھے' بڑے زور و شور سے لڑائی ہونے لگی' مشرکین کو جاذویہ کے آنے کی توقع بندھی تھی اس لئے خوب جم کر بڑی شدت سے لڑے' مسلمانوں کو صرف اس بات کی آس تھی کہ علم الٰہی میں ہمارے لئے ضرور کوئی بھلائی ہے وہ لڑے اور خوب لڑے' خالدؓ نے کہا الٰہی اگر تو نے ہم کو ان پر فتح عنایت فرمائی تو میں تیرے نام کی یہ نذر مانتا ہوں کہ ان میں سے جس کسی پر ہم کو قابو حاصل ہو گا اس کو زندہ نہ رکھوں گا اور ان کے خون سے ایک نہر جاری کروں گا۔

خون کی نہر:

خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی اور ان کے دشمن کو مغلوب کر دیا' خالدؓ نے اعلان کر دیا' قید کرو قید کرو' بجز اس کے جو تمہارا مزاحم ہو کسی کو قتل نہ کرو' اسلامی فوجیں قیدیوں کو گرفتار کر کے ہانکتی ہوئی لانے لگیں اور خالدؓ نے کچھ لوگوں کو متعین کر دیا کہ ان کی گردنیں اڑا کر ان کا خون نہر میں بہا دیں یہ عمل ایک رات اور ایک دن تک ہوتا رہا' اگلے اور اس کے بعد دوسرے روز نہرین تک اور الیس کے چاروں طرف اتنے ہی فاصلے سے دشمن کو پکڑ پکڑ کر لاتے گئے اور قتل کرتے گئے' قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان جیسے اور لوگوں نے خالدؓ سے کہا اگر روئے زمین کے تمام انسانوں کو بھی آپ قتل کر دیں گے تو ان کا خون نہیں بہے گا کیونکہ خون میں زیادہ رقت نہیں ہوتی اسی لیے اس کا سیلان رک جاتا ہے اور نہ زمین اس کو چوستی ہے' بہتر یہ ہے کہ آپ اس پر پانی بہا دیں آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔

خالدؓ نے نہر کا پانی روک دیا تھا۔ جب آپ نے نہر میں دوبارہ پانی جاری کرایا تو خالص سرخ خون بہتا ہوا نظر آنے لگا۔ اس واقعے کی وجہ سے یہ نہر آج تک خون کی نہر کے نام سے مشہور ہے۔

دوسرے راویوں کا بیان یہ ہے کہ زمین جب حضرت آدمؑ کے بیٹے کا خون چوس چکی تو اس کو اور خون چوسنے کی اللہ کی جانب سے ممانعت کر دی گئی۔ اور خون کو بھی بہنے سے روک دیا گیا مگر اس قدر کہ جب تک ٹھنڈا نہ ہو۔

ایرانیوں کی شکست وفرار:

جب دشمن ہزیمت اٹھا چکا اور اس کی فوج پراگندہ ہوگئی اور مسلمان ان کے تعاقب سے فارغ ہو کر واپس آ گئے اور دشمن کے پڑاؤ میں داخل ہوئے اور خالد رضی اللہ عنہ کھانے کے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو کہا یہ میں تم کو عطاء کرتا ہوں یہ تمہارا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب کسی تیار کھانے پر قبضہ فرماتے تھے تو اس کو اپنی فوج کو بخش دیتے تھے۔

سفید روٹیوں پر مسلمانوں کی حیرت:

چنانچہ مسلمان رات کا کھانا کھانے کے لیے اسی دسترخوان پر بیٹھ گئے' جن لوگوں نے وہ شاداب علاقے اور وہ سفید روٹیاں نہیں دیکھی تھیں وہ پوچھنے لگے یہ سفید کپڑے کے ٹکڑے کیسے ہیں' جو جانتے تھے انہوں نے مذاق میں کہا تم رقیق العیش کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں' انہوں نے کہا یہ وہی ہے اسی واقعے کی وجہ سے روٹیوں کو رقاق کہنے لگے حالانکہ اس سے پہلے عرب ان کو قری کہتے تھے۔

خالدؓ سے روایت ہے کہ خیبر کی جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو روٹیاں' شوربا اور بھنا ہوا گوشت اور جو کچھ وہ کھا گئے تھے بخش دیا تھا سوائے اس کے کہ جو کسی نے رکھ لیا تھا۔

نہر کی پن چکیاں:

مغیرہ کا بیان ہے کہ اس نہر پر پن چکیاں لگی ہوئی تھیں جو سرخ پانی سے چل رہی تھیں ان میں تین روز تک اٹھارہ ہزار یا اس سے زیادہ آدمیوں کے لیے آٹا پستا رہا۔

جندل عجلی کو انعام:

اس فتح کی اطلاع خالدؓ نے بنو عجل کے ایک شخص جندل نامی کے ذریعے روانہ کی تھی۔ یہ بہت پختہ کار اور مضبوط آدمی تھے' انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ کر اُلیس کی فتح کی خوشخبری مال غنیمت کی مقدار' قیدیوں کی تعداد' خمس میں جو چیزیں حاصل ہوئی تھیں اور جن لوگوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے' ان سب کی تفصیل بہت عمدگی سے بیان کی' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی پختہ کاری اور فتح کی خبر سنانے کا یہ انداز بہت پسند آیا آپ نے ان سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے انہوں نے عرض کیا میرا نام جندل ہے آپ نے فرمایا واہ رے بلندال (بلندل عربی میں پتھر کو کہتے ہیں) آپ نے ان کو اس مال غنیمت میں سے ایک لونڈی بطور انعام عطاء فرمائی جس سے ان کے ہاں اولاد پیدا ہوئی۔

جنگ اُلیس میں ایرانی مقتولین کی تعداد:

اُلیس کی جنگ میں دشمنوں کے ستر ہزار آدمی کام آئے جو سب کے سب امغیشیا کے تھے' عبیداللہ بن سعد کے چچا کا بیان ہے کہ میں نے حیرہ بن امغیشیا کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا وہ منیشیا ہے میں نے سیف سے دریافت کیا انہوں نے کہا اس کے دونوں نام ہیں۔

امغیشیا کی فتح

امغیشیا پر قبضہ:

امغیشیا کو خدا نے صفر کے مہینے میں جنگ کے بغیر ہی فتح کرا دیا تھا' ابوعثمان اور مغیرہ کا بیان ہے کہ جب خالدؓ الیس کی فتح سے فارغ ہو گئے تو امغیشیا آئے مگر آپ کے آنے سے قبل ہی وہاں کے باشندے بستی چھوڑ کر بھاگ گئے اور سواد میں منتشر ہو گئے' اس روز سے سکرات سواد کے علاقے میں شامل ہو گیا' خالدؓ نے امغیشیا اور اس کے قرب و جوار کے تمام مکانات منہدم کرا دیئے' امغیشیا حیرہ کے برابر کا شہر تھا' فرات بادقلی اس کے پاس سے گذرتا تھا' الیس اس مقام کی فوجی چوکی تھی اس میں مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اس سے قبل کبھی ہاتھ نہ آیا تھا' فرات العجلی کہتے ہیں کہ ذات السلاسل سے لے کر امغیشیا کے واقعے تک مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت کہیں حاصل نہیں ہوا جتنا کہ امغیشیا میں حاصل ہوا۔ علاوہ ان انعامات کے جو کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کو عطاء ہوئے۔ اس جنگ میں سوار کو پندرہ درہم حصہ دیا گیا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تعریف:

حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کو اس فتح کی خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا تھا ''اے گروہ قریش! تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا اور اس کی گوی میں گھس کر اس کو مغلوب کر دیا' عورتیں خالدؓ جیسا بہادر پیدا نہیں کر سکتیں''۔

جنگ مقر اور فرات بادقلی

آزاذبہ کی جنگی تیاری:

مغیرہ سے مروی ہے کہ آزاذبہ کا خاندان کسریٰ کے عہد سے آج تک حیرہ کی امارت پر فائز تھا' یہ امراء بادشاہ کی بلا اجازت ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے تھے' آزاذبہ کا اعزاز نصف درجے تک پہنچ چکا تھا اس کی ٹوپی کی قیمت پچاس ہزار تھی' جب خالدؓ نے امغیشیا کو تباہ کر دیا اور اس سے باشندے سکرات میں جو دیہات کے زمینداروں کی ملک تھا آ گئے' آزاذبہ نے محسوس کیا کہ اب میری خیر نہیں ہے' اس لیے اس نے خالدؓ کے مقابلے کی تیاریاں شروع کر دیں اور اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ فرات کا پانی روک دو۔

معرکہ مقر:

جب خالدؓ امغیشیا سے روانہ ہوئے اور پیدل فوج مع سامان اور مال غنیمت کے کشتیوں میں سوار کرا دی گئی تو یہ دیکھ کر خالد کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی کہ کشتیاں پایاب ہو گئی ہیں اس کی وجہ سے سب پر خوف طاری ہو گیا' ملاحوں نے کہا کہ اہل فارس نے نہروں کو کھول دیا ہے تمام پانی دوسرے راستوں سے بہا جا رہا ہے جب تک نہریں بند نہ ہوں گی' ہمارے پاس پانی نہیں آ سکتا' یہ سنتے ہی خالدؓ فوراً سواروں کا ایک دستہ لے کر آزاذبہ کے لڑکے کی طرف بڑھے' فم عتیق پر اس کے ایک رسالے سے اچانک مڈبھیڑ ہو گئی وہ لوگ اس وقت خالد رضی اللہ عنہ کی یورش سے بالکل بے فکر تھے۔ طرفین میں لڑائی ہوئی اور خالدؓ نے اِن سب کا مقر میں خاتمہ کر دیا اور قبل اس کے کہ آزاذبہ کے بیٹے کو مقر کے حالات کا علم ہو' خالدؓ نے فرات بادقلی کے دہانے پر بڑھ کر اس کے لشکر پر حملہ کیا اور ان سب کو قتل کر دیا اس کے بعد آپ نے نہروں کو بند کر دیا جس سے فرات میں حسب دستور پانی جاری ہو گیا۔

آزاذبہ کا فرار:

خالدؓ فرات بادقلی کے دہانے پر ابن آزاذبہ کا کام تمام کر چکے تو انہوں نے اپنے تمام سرداروں کو طلب کیا اور حیرہ کا قصد کیا' ان کا ارادہ تھا کہ خورنق اور نجف کے درمیان کہیں پڑاؤ کریں' خالد رضی اللہ عنہ خورنق پہنچے' مگر آزاذبہ بغیر لڑے ہوئے فرات کو عبور کر کے بھاگ گیا' اِس کے بھاگنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ اردشیر مر گیا ہے اور خود اس کا لڑکا جنگ میں مارا جا چکا ہے' اس وقت آزاذبہ کا لشکر غریین اور قصر ابیض کے درمیان مقیم تھا۔

حیرہ کی فتح

حیرہ کا محاصرہ:

خورنق میں خالدؓ کے تمام افسران سے آ کر مل گئے تو آپ نے اپنے لشکر سے نکل کر غربین اور قصر ابیض کے درمیان اس جگہ پڑاؤ کیا' جہاں آزاذبہ کی فوج مقیم تھی اہل حیرہ قلعہ بند تھے' خالدؓ نے اپنی فوج کے ایک رسالے کو حیرہ میں داخل کر دیا اور ہر محل پر اپنا ایک ایک افسر متعین کر دیا کہ محل والوں کا محاصرہ کرلو اور ان سے لڑو' چنانچہ ضرارؓ بن ازور نے قصر ابیض کا محاصرہ کیا اس میں ایاس بن قبیصہ طائی تھا' اور ضرارؓ بن الخطاب نے قصر عدیسین کا محاصرہ کیا اس میں عدی بن عدی المقتول تھا اور ضرار بن مقرن المزنی نے جو اپنے دس بھائیوں میں سے ایک تھے قصر بنو مازن کا محاصرہ کیا اس میں ابن اکال تھا اور مثنیٰ نے قصر بن بقیلہ کا محاصرہ کیا اس میں عمرو بن عبدالمسیح تھا' ان سرداروں نے ان سب لوگوں کو دعوت اسلام دی ایک روز کی مہلت دی مگر اہل حیرہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور اپنی بات پر اڑے رہے' اس پر مسلمانوں نے ان سے لڑائی شروع کر دی۔

اہل حیرہ کو ایک دن کی مہلت:

بنو کنانہ کے ایک شخص کی روایت یہ ہے کہ خالدؓ نے اپنے افسروں کو حکم دیا تھا کہ دعوت اسلام سے آغاز کرو' اگر وہ لوگ اس کو قبول کرلیں تو فبہا ورنہ ان کو ایک روز کی مہلت دو مگر ان کے حیلوں حوالوں پر کان نہ دھرنا ورنہ اندیشہ ہے کہ تمہیں نقصان پہنچانے کی ترکیبیں نکال لیں بلکہ ان سے لڑو اور مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں تردد میں مبتلا نہ کرو۔

قصر ابیض پر حملہ:

ان افسروں میں پہلے شخص جنہوں نے ایک روز کی مہلت دے کر دشمن پر حملہ کیا' ضرارؓ بن ازور تھے وہ قصر ابیض والوں سے لڑنے کے لیے متعین تھے' جب' صبح ہوئی اور انہوں نے اہل قصر کو اوپر سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو ان کو ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کے قبول کرنے کی دعوت دی' اسلام' جزیہ اور مقابلہ' انہوں نے مقابلے کو انتخاب کیا اور اوپر سے چلائے' اب تم پر غلے برستے ہیں' ضرارؓ نے اپنے لوگوں سے کہا تم ان کی زد سے ذرا ہٹ جاؤ' دیکھیں ان کی بکواس کی کیا اصلیت ہے' ضرارؓ نے یہ کہا ہی تھا کہ اتنے میں قصر کی چوٹی آدمیوں سے بھر گئی ان سب کے ہاتھوں میں غلیلیں تھیں وہ مسلمانوں پر مٹی کے غلے برسانے لگے' ضرارؓ نے کہا تم ان پر تیر برساؤ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر تیر برسائے جس سے تمام دیواروں کی چوٹیاں خالی ہوگئیں اس کے بعد ہر ایک نے اپنے پاس کے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کر دیا' اس صبح کو ہر ایک افسر نے اپنے اپنے دشمنوں کے ساتھ یہی سلوک کیا اور تمام مکانات اور کیسے فتح کر لیے گئے اور بیشمار آدمی مارے گئے' تمام پادری اور راہب چلا اٹھے کہ اے محلات والو! ہمارے قتل کا باعث تم ہو' محلات والے چلائے کہ اے اہل عرب ہم ان تین چیزوں میں سے ایک کو قبول کرتے ہیں' ہمیں چھوڑ دو اور ہمارے قتل سے باز آ جاؤ' اور ہم کو خالدؓ کے پاس پہنچا دو۔

حیرہ کے نمائندے:

اس لیے ایاس بن قبیصہ اور اس کا بھائی' ضرارؓ بن ازور کے پاس آئے اور عدی بن عدی اور زید بن عدی' ضرارؓ بن خطاب

کے پاس آئے' یہ عدی الاوسط وہ ہے جو جنگ ذی قار میں مارا گیا تھا اور اس کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا تھا اور عمرو بن عبدالمسیح' ضرار بن مقرن کے پاس اور ابن اکال' مثنیٰ بن حارثہ کے پاس آئے تھے۔ ان افسروں نے ان لوگوں کو خالدؓ کے پاس روانہ کر دیا اور خود اپنے اپنے مقاموں پر جمے رہے۔

عمرو بن عبدالمسیح:

مغیرہ کا بیان ہے کہ صلح کی خواہش سب سے پہلے عمرو بن عبدالمسیح بن قیس بن الحارث نے کی تھی یہ حارث بقیلہ کے نام سے مشہور تھا بقیلہ کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ وہ لوگوں کے سامنے دو سبز چادریں پہن کر آیا' لوگوں نے کہا حارث تم تو بقیلہ خضراء یعنی سبزی معلوم ہوتے ہو' عمرو بن عبدالمسیح کے بعد اور لوگ بھی صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اسلامی فوج کے افسروں نے ان لوگوں کے وفود کو اپنے ایک ایک معتمد علیہ شخص کی معیت میں خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ آپ ان سے صلح کے معاملے میں گفتگو کر لیں۔

عدی کا وفد:

خالدؓ نے ہر اہل قصر کو الگ الگ باریاب کیا' سب سے پہلے آپ عدی کے وفد سے ملے اور ان سے کہا تم لوگ کون ہو' اگر تم عرب ہو تو عربوں سے کیوں عداوت رکھتے ہو؟ اور اگر عجمی ہو تو عدل و انصاف سے تمہیں کیوں دشمنی ہے۔ عدی نے جواب دیا کہ ہم عرب عاربہ ہیں اور دوسرے لوگ متعرب یعنی بنے ہوئے عرب ہیں' خالدؓ نے کہا کہ اگر تمہارا قول درست ہے تو تم ہم سے کیوں لڑتے ہو اور ہماری حکومت کو کیوں ناپسند کرتے ہو' عدی نے کہا کہ ہمارے قول کی صحت کا ثبوت یہ ہے کہ ہم بجز عربی زبان کے اور کوئی زبان نہیں بولتے' خالدؓ نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔

عدی کے وفد کی جزیہ پر مصالحت:

اس کے بعد خالدؓ نے کہا تین چیزوں میں سے تم ایک کو اختیار کرو' یا تو ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اس صورت میں ہمارے' تمہارے حقوق ایک ہو جائیں گے پھر خواہ تم یہاں سے کہیں ہجرت کر جاؤ یا اپنے وطن میں مقیم رہو' یا جزیہ دینا قبول کرو یا مقابلہ اور لڑائی' کیونکہ خدا کی قسم میں تمہارے مقابلے کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کی اس سے زیادہ فریفتہ ہے جتنا کہ تم زندگی کے' ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو جزیہ ادا کرتے ہیں خالدؓ نے کہا' کم بختو! تم پر افسوس ہے' کفر گمراہی کا ایک میدان ہے' احمق ترین عرب وہ ہے جو اس میدان میں بھٹکتا پھرتا ہو۔ اس کو دو رہنما ملیں ایک عربی مگر وہ اس کو چھوڑ دے اور دوسرا عجمی اور اس سے رہنمائی چاہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحائف:

ان لوگوں نے خالدؓ سے ایک لاکھ نوے ہزار پر مصالحت کر لی اور دوسرے وفود نے بھی ان کی تقلید کی اور خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ خالدؓ نے ہذیل کاہلی کے ذریعے سے فتح کی خوشخبری اور وہ تحائف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے' حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جزیے میں محسوب کر کے قبول کر لیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ تحائف اگر جزیے میں شامل ہیں تو خیر ورنہ تم ان کو جزیے میں شامل کر کے بقیہ رقم وصول کر کے اپنی فوج کی تقویت کے لیے کام میں لاؤ۔

عمرو بن عبدالمسیح کی ذہانت:

بعض راویوں کا بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے معاملات کے طے کرانے میں عمرو بن عبدالمسیح کو آگے آگے رکھتے تھے۔ خالدؓ نے

اس سے پوچھا تمہاری عمر کیا ہے عمرو بن عبدالمسیح نے کہا' سینکڑوں سال' خالدؓ نے پوچھا اس مدت میں تو نے عجیب ترین بات کیا دیکھی اس نے کہا میں نے دمشق سے حیرہ تک مسلسل آبادیاں دیکھیں اور دیکھا' کہ ایک عورت حیرہ سے سفر کرتی ہے اور روٹی کے سوا اس کو کوئی اور توشہ نہیں دیا جاتا۔ خالدؓ مسکرائے اور فرمایا اے عمرو! بڑھاپے سے تیری عقل ٹھکانے نہیں رہی بخدا تو بہک گیا ہے' اس کے بعد آپ نے اہل حیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ بڑے خبیث' دھوکہ باز اور مکار ہو پھر کیا بات ہے کہ تم اپنے معاملات کو ایک ایسے دماغ چلے بڈھے کے ذریعے طے کراتے ہو جسے یہ تک معلوم نہیں کہ کہاں سے آیا ہے' عمرو نے تجاہل کرتے ہوئے چاہا کہ کوئی ایسی بات دکھائے جس سے ان کو اس کی عقل اور اس کے قول کی سچائی کا ثبوت مل جائے اس نے کہا' اے امیر آپ کے حق کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں' آپ نے پوچھا ہاں بتاؤ کہاں سے آئے ہو' اس نے کہا قریب کی جگہ بتاؤں یا دور کی' آپ نے کہا جو تمہارا دل چاہے اس نے کہا اپنی ماں کے پیٹ سے' آپ نے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہو اس نے کہا اپنے سامنے' آپ نے پوچھا اپنے سامنے کا کیا مطلب؟ اس نے کہا' آخرت' آپ نے پوچھا تیرا آغاز کہاں سے ہے' اس نے کہا باپ کی پیٹھ سے' آپ نے پوچھا تو کس چیز میں ہے اس نے کہا اپنے کپڑوں میں ہوں' آپ نے پوچھا کہ تو کچھ عقل سے بھی کام لیتا ہے اس نے کہا ہاں بخدا اور گرفت بھی کرتا ہوں۔

اس کی یہ باتیں سن کر خالد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ واقعی یہ بڈھا بڑا اکھٹ کھنا ہے اور اس کے ہم وطن تو اس کو پہلے ہی جانتے تھے' خالد رضی اللہ عنہ نے کہا زمین اس شخص کو قتل کرتی ہے جو اس سے ناواقف ہے اور وہ شخص زمین کو قتل کرتا ہے جو اس سے بخوبی واقف ہے اور ہم اس سرزمین سے بخوبی واقف ہیں اس پر عمرو نے کہا' اے امیر چیونٹی اپنے گھر کے حال سے واقف ہوتی ہے نہ کہ اونٹ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زہرخورانی کا واقعہ:

ابن بقیلہ کے ساتھ اس کا خادم بھی تھا اس کی کمر میں ایک تھیلی لٹکی ہوئی تھی' خالدؓ نے وہ تھیلی لے لی اور اس میں جو کچھ تھا اس کو اپنی ہتھیلی پر الٹ کر پوچھا اے عمرو' یہ کیا ہے اس نے کہا خدا کی امانت کی قسم یہ زہر قاتل ہے' آپ نے پوچھا یہ ساتھ لیے کیوں پھرتے ہو اس نے کہا مجھے اندیشہ تھا کہ شاید تم لوگ ہمارے ساتھ کوئی توہین آمیز سلوک کرو میں تو مرنے کے قریب ہوں' مگر اپنی قوم اور اہل وطن کی توہین کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیتا ہوں' خالدؓ نے کہا کہ کوئی متنفس اپنی موت سے پہلے نہیں مر سکتا اور یہ دعا پڑھی' اس اللہ کے نام سے جس کے نام بہترین ہیں' جو زمین و آسمان کا رب ہے جس کے نام کی برکت سے ہم کو کوئی بیماری مضرت نہیں پہنچا سکتی' جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے یہ دیکھ کر لوگ جھپٹے کہ آپ کو روکیں مگر آپ نے جلدی سے وہ زہر منہ میں ڈال لیا اور نگل گئے' عمرو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور کہا اے عربو! بخدا تم جس چیز کو چاہو اس کے مالک بن سکتے ہو۔

عمرو اہل حیرہ کے پاس پہنچا ان سے کہا کہ اقبال کی کھلی نشانی جیسی میں نے آج دیکھی ہے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی تھی۔

کرامہ بنت عبدالمسیح کی حوالگی کی شرط:

خالدؓ نے صلح کی قرارداد کے لیے اہل حیرہ سے یہ شرط لگائی کہ کرامہ بنت عبدالمسیح شویل کے حوالے کر دی جائے' یہ مطالبہ ان کو سخت گراں گذرا مگر کرامہ نے کہا تم گھبراؤ نہیں' مجھے حوالے کر دو میں فدیہ دے کر آ جاؤں گی' وہ لوگ مان گئے۔

اہل حیرہ سے معاہدہ:

خالدؓ نے اہل حیرہ کو حسب ذیل معاہدہ لکھ کر دیا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ معاہدہ خالدؓ بن الولید نے عدی کے دونوں بیٹوں عدی اور عمر سے اور عمرو بن عبد المسیح سے اور ایاس بن قبیصہ سے اور حیری بن اکال سے کیا ہے یہ لوگ اہل حیرہ کے نقیب ہیں انہوں نے ان لوگوں کو اس معاہدے کی تکمیل کے لیے مجاز گردانا ہے اور وہ اس معاہدے پر رضامند ہیں' معاہدہ اس امر پر ہے کہ اہل حیرہ سے اور ان کے پادریوں اور راہبوں سے سالانہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم جزیہ وصول کیا جائے گا مگر غیر مستطیع تارک الدنیا راہب اس سے مستثنیٰ ہوں گے اس کے معاوضے میں ہم ان کے جان و مال کی حفاظت کریں گے اور جب تک ہم حفاظت نہ کریں جزیہ نہ لیا جائے گا' اگر ان لوگوں نے اپنے کسی قول یا فعل سے اس کی خلاف ورزی کی تو یہ معاہدہ فسخ ہو جائے گا اور ہم ان کی حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے''۔

المرقوم ماہ ربیع الاوّل ۱۲ھ

یہ تحریر اہل حیرہ کے حوالے کر دی گئی تھی مگر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اہل سواد مرتد ہو گئے تو ان لوگوں نے اس معاہدے کی توہین کی اور چاک کر ڈالا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گئے اس کے بعد ان لوگوں پر اہل فارس کا تسلط ہو گیا۔

حیرہ کی فتح:

جب مثنیٰ نے حیرہ کو دوبارہ فتح کیا تو ان لوگوں نے اسی معاہدے پر تصفیہ چاہا مگر مثنیٰ نے اس کو منظور نہیں کیا اور ان پر دوسری شرط عائد کی' اس کے بعد جب مثنیٰ بعض مقامات پر مغلوب ہو گئے تو ان لوگوں نے پھر وہی حرکت کی اور لوگوں کے ساتھ مرتد ہو گئے' باغیوں کی اعانت اور معاہدے کی توہین کی اور اس کو چاک کر دیا' پھر جب اس کو سعد نے فتح کیا تو ان لوگوں نے پھر سابقہ معاہدوں پر تصفیہ چاہا سعد نے کہا ان دونوں میں سے کوئی ایک معاہدہ پیش کرو' مگر وہ لوگ پیش کرنے سے قاصر رہے اس لیے سعد نے ان پر خراج عائد کیا اور ان کی مالی استطاعت کی تحقیقات کرنے کے بعد علاوہ موتیوں کے چار لاکھ کا خراج عائد کیا۔

جریر بن عبداللہ:

جریر بن عبداللہ ان لوگوں میں سے تھے جو خالد بن سعید بن العاصی کے ہمراہ شام گئے تھے' وہاں انہوں نے خالدؓ سے ابوبکرؓ کے پاس جانے اور ان سے اپنی قوم کے متعلق گفتگو کرنے کی اجازت چاہی' تاکہ اپنی قوم کے افراد کو جو ادھر ادھر عرب میں منتشر اور غلام بنے ہوئے تھے آزاد کرا کے جمع کر لیں اور ان کے امیر بن جائیں۔ خالدؓ نے ان کو جانے کی اجازت دے دی' یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ یاد دلایا اور اس کے متعلق شہادت پیش کی اور درخواست کی کہ وہ وعدہ پورا کیا جائے' ان کے اس مطالبے پر ابوبکرؓ بہت برہم ہوئے اور فرمایا تم ہماری مصروفیت اور حالت دیکھ رہے ہو کہ ہم ان مسلمانوں کی مدد کرنے میں مشغول ہیں جو روم و فارس جیسے دو شیروں سے مقابلہ کر رہے ہیں مگر تم چاہتے ہو کہ ہم ایسے کام میں لگ جائیں جو اس سے زیادہ خدا اور رسولؐ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے' مجھے چھوڑو اور خالدؓ بن الولید کے پاس چلے جاؤ تاکہ میں دیکھوں خدا ان دونوں لڑائیوں کا کیا انجام دکھاتا ہے' چنانچہ جریر خالدؓ کے پاس چلے گئے' اس وقت خالدؓ حیرہ میں تھے اس وجہ سے اس سے قبل

جریر خالدؓ کے ساتھ عراق اور فتنہ ارتداد کی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے البتہ حیرہ کے بعد کی تمام لڑائیوں میں انہوں نے حصہ لیا ہے۔

کرامہ بنت عبدالمسیح:

جمیل طائی کے والد کا بیان ہے کہ جب کرامہ بنت عبدالمسیح شویل کے حوالے کر دی گئی تو میں نے عدی بن حاتم سے کہا' بڑے تعجب کی بات ہے کہ شویل نے اس بڑھاپے میں کرامہ بنت عبدالمسیح کو طلب کیا ہے' عدی نے کہا وہ مدت سے اس پر فریفتہ تھے اور کہتے تھے کہ جب میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ان بلاد کا تذکرہ فرماتے ہیں جو آپ کے سامنے پیش کیے گئے ہیں اور آپ نے ان میں حیرہ کا بھی ذکر فرمایا کیونکہ اس کے محلات کے کنگرے کتے کے دانتوں کی شکل کے ہیں تو میں سمجھ گیا کہ وہ اس لیے دکھایا گیا ہے کہ وہ عنقریب فتح ہو جائے گا اس وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کرامہ کی درخواست کی تھی۔

کرامہ بنت عبدالمسیح کا زرفدیہ:

شعبی روایت کرتے ہیں کہ شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو حیرہ کی فتح کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے سنا تھا تو میں نے آپ سے کرامہ کی درخواست کی تھی آپ نے فرمایا کہ جب حیرہ جبراً فتح ہو گا وہ تمہاری ہے اور اس پر شویل نے شہادت بھی پیش کی چنانچہ خالدؓ نے اہل حیرہ سے اسی شرط پر مصالحت کی اور کرامہ شویل کو دے دی یہ بات کرامہ کے خاندان اور اہل وطن کو سخت گراں گذری اور اس میں اس کے لیے ان کو بڑا خطرہ محسوس ہوا' کرامہ نے کہا خطرے کی کوئی بات نہیں ہے' تم صبر سے کام لو' جس عورت کی عمر اسی سال کی ہو چکی ہے اس کے متعلق تمہیں کیا خوف ہے' معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص احمق ہے اس نے مجھے جوانی میں دیکھا ہو گا اور سمجھتا ہے کہ جوانی ہمیشہ قائم رہتی ہے' چنانچہ ان لوگوں نے کرامہ کو خالدؓ کے پاس بھیج دیا اور خالدؓ نے اس کو شویل کے حوالے کر دیا' کرامہ نے شویل سے کہا کہ میں بڑھیا تمہارے کس کام کی ہوں' بہتر ہے کہ مجھ سے فدیہ لے لو' شویل نے کہا مگر رقم متعین کرنے کا اختیار مجھے ہو گا کرامہ نے کہا' ہاں تمہیں اختیار ہے جتنی چاہو مقرر کرو' شویل نے کہا میں اپنی ماں کی اولاد نہیں ہوں اگر تجھ سے ایک ہزار درہم سے کم لوں' کرامہ نے شویل کو دھوکہ دینے کے لیے کہا او ہو یہ تو بہت ہے' اس کے بعد وہ رقم لا کر شویل کو دے دی اور اپنے گھر واپس گئی۔

شویل کی ہزار سے اوپر عدد سے لاعلمی:

لوگوں کو معلوم ہوا تو سب شویل کو برا بھلا کہنے لگے انہوں نے کہا کہ میں سمجھا تھا کہ ہزار سے اوپر کوئی عدد نہیں ہے لوگوں نے کہا نہیں تم جا کر ان سے جھگڑو' شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا میری مراد انتہائی عدد تھی مگر لوگ کہتے ہیں کہ عدد ہزار سے اوپر بھی ہوتا ہے' خالدؓ نے کہا تم کچھ چاہتے تھے اور اللہ نے کچھ چاہا' ہم اس پر عمل کریں گے جو ظاہر ہے' تم جانو تمہاری نیت جانے خواہ تم صادق ہو' یا کاذب' ہم اس تصفیے میں اب کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی نماز فتح:

حیرہ فتح ہو گیا تو خالدؓ نے نماز فتح پڑھی جس میں آٹھ رکعات ایک سلام سے ادا کیں اس سے فارغ ہو کر آئے تو کہا جنگ موتہ میں جب میں لڑا تھا اس وقت میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں' میں نے اہل فارس سے زیادہ بہادر کوئی قوم نہیں دیکھی اور ان میں

بھی اہل الیس کو سب سے بڑھ کر پایا' ایک دوسری روایت میں یہی واقعہ مذکور ہے مگر اس میں رکعات کی تعداد نہیں ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی یمنی تلوار:

قیس بن ابی حازم جریر کے ساتھ خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے ان کا بیان ہے کہ ہم خالدؓ کے پاس حیرہ پہنچے اس وقت خالدؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے جس کو انہوں نے اپنی گردن میں باندھ رکھا تھا' تنہا نماز پڑھ رہے تھے' جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے جنگ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں مگر ان کے بعد ایک یمنی تلوار میرے ہاتھ ایسی چڑھی کہ آج تک کام دے رہی ہے۔

صلوبا بن نسطونا کی مصالحت کی پیشکش:

بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب اہل حیرہ کی خالدؓ سے مصالحت ہوگئی۔ اس وقت صلوبا بن نسطونا جو دریناطف کے پادری کا منیب تھا خالدؓ کے پاس ان کے لشکر میں حاضر ہوا اور آپ سے بانقیا اور باسما کے قصبات کے متعلق مصالحت کر لی اور وہ ان دونوں قصبوں اور ان کی ان تمام اراضی کے لگان کا ذمہ دار ہو گیا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع تھیں' اس نے اپنی ذات' اپنے خاندان اور اپنی قوم کی طرف سے دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور کسریٰ کے موتی اس رقم کے علاوہ تھے' یہ جزیہ فی کس چار درہم کے حساب سے عائد کیا گیا تھا اس معاہدے کی باضابطہ تحریر لکھی گئی اور اس پر طرفین کے دستخط ثبت ہو گئے اور یہ جتا دیا گیا کہ اگر کبھی اہل فارس نے بغاوت کی تو اس کے بعد یہ معاہدہ کالعدم ہوگا۔

معاہدہ کی تحریر:

اس معاہدے کی تحریر میں مجالد بھی شریک تھے وہ معاہدہ حسب ذیل ہے: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ معاہدہ خالدؓ بن الولید کی طرف سے صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم کے لیے لکھا جاتا ہے میں تم سے جزیہ قبول کرتا ہوں اور اس کے معاوضے میں تمہاری دونوں بستیوں بانقیا اور باسما کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں' اس جزیے کی رقم دس ہزار دینار ہے موتی اس کے علاوہ ہیں یہ رقم ہر مستطیع اور جز معاش سے اس کی حیثیت کے مطابق سالانہ وصول کی جائے گی' اور تم کو اپنی قوم کا نقیب مقرر کیا جاتا ہے' جس کو تمہاری قوم قبول کرتی ہے میں اور میرے ساتھ کے سب مسلمان اس معاہدے پر رضامند ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں' اسی طرح تمہاری قوم بھی رضا مند ہے آج سے تم ہماری ذمہ داری اور حفاظت میں داخل ہو' ہم تمہاری حفاظت کریں گے تو جزیے کے حقدار ہوں گے ورنہ نہیں'' اس معاہدہ پر ہشام بن الولید' قعقاع بن عمرو' جریر بن عبداللہ حمیری' حنظلہ بن ربیع نے گواہی کے دستخط کیے اور یہ ماہ صفر ۱۲ھ میں لکھا گیا۔

حیرہ کے نواحی زمیندار:

مغیرہ کہتے ہیں کہ حیرہ کے اطراف کے زمیندار اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ اہل حیرہ خالدؓ کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں چنانچہ جب اہل حیرہ اور خالدؓ کے درمیان معاہدات طے پا گئے اور وہ خالدؓ کے مطیع ہو گئے تو ملطاطین کے زمیندار بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان آنے والوں میں ایک تو زاذ بن بہیش سریا کی ندی کا زمیندار تھا اور دوسرا صلوبا بن نسطونا بن بصبہری تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ صلوبا بن بصبہری تھا اور نسطونا تیسرا زمیندار تھا چنانچہ ان لوگوں نے خالدؓ سے غلالیج سے لے کر ہرمزجرد تک کے علاقے کے لیے بیس لاکھ کی رقم پر مصالحت کر لی اور عبیداللہ کی روایت میں دس لاکھ رقم مذکور ہے' اور قرار پایا کہ آل کسریٰ کی تمام

املاک مسلمانوں کی ملک ہیں اور جو لوگ اپنا وطن چھوڑ کر ان کے ساتھ چل دیئے ہیں وہ اس مصالحت سے خارج ہیں۔

زاذ بن یہیش اور صلوبا بن نسطونا سے معاہدہ:

خالدؓ نے اپنے پڑاؤ میں اپنا خیمہ نصب کرایا اور ان لوگوں کے لیے یہ معاہدہ لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحریر خالدؓ بن الولید کی طرف سے زاذ بن یہیش اور صلوبا بن نسطونا کے لیے لکھی جاتی ہے ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اور تم پر جزیہ عائد کیا جاتا ہے تم بھقیا ذ الاسفل اور اوسط کے باشندوں کے نقیب اور ان کے ضامن ہو اور عبیداللہ کی روایت میں ہے کہ تم ان لوگوں کی جنگ کے جن کے تم نقیب قرار دیئے گئے ہو' ذمہ دار ہو' اس جزیے کی مقدار بیس لاکھ ہے جو تم میں کے صاحب مقدرت لوگوں سے سالانہ وصول کی جائے گی مگر بانقیا اور باسما کا محاصل اس رقم سے الگ ہے میں نے مسلمانوں نے' تم نے نیز بھقیا ذ اسفل اور بھقیا ذ اوسط کے باشندوں نے ان شرائط کو تسلیم کیا ہے مگر آل کسریٰ اور جو لوگ ان کے ساتھ چلے گئے ہیں ان کی املاک کا اس معاہدے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس پر گواہی کے دستخط ہشام بن الولید' قعقاع بن عمرو' جریر بن عبداللہ الحمیری' بشیر بن عبیداللہ بن الخصاصیہ اور حنظلہ بن الربیع نے کیے تھے اور یہ معاہدہ ماہ صفر ۱۲ھ میں تحریر کیا گیا تھا۔

عاملوں اور فوجی افسروں کا تقرر:

اس کے بعد خالدؓ نے صوبہ داروں اور فوجی چوکیوں کے افسروں کا تقرر کیا' چنانچہ فلالیج کے بالائی علاقے پر عبداللہ بن وثیمہ النصری کو بھیجا تاکہ وہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کریں اور جزیہ وصول کرتے رہیں' اور بانقیا اور باسما پر جریر بن عبداللہ کو مامور کیا' اور نہرین پر بشیر بن الخصاصیہ کو مامور کیا انہوں نے بانبورا میں کویفہ کو اپنا مستقر بنایا اور بستر کی طرف سوید بن مقرن کو بھیجا' انہوں نے عقر میں قیام کیا جو آج تک عقر سوید کے نام سے مشہور ہے مگر سوید منقری دوسری جگہ ہے وہ ان کے نام سے موسوم نہیں ہے' اور روزمستان کی طرف اط بن ابی اط کو بھیجا انہوں نے نہر کو اپنا مستقر بنایا' آج تک یہ نہر' نہراط کہلاتی ہے یہ اط بنوسعد بن زید منات میں کے ایک شخص تھے' یہ مذکورۂ بالا اصحاب خالدؓ کے زمانے میں عہدہ داران خراج تھے اور سرحدی چوکیوں پر جو اس وقت سیب کے مقام پر تھیں' ضرار بن الازور' ضرار بن الحطاب' مثنیٰ بن حارثہ' ضرار بن مقرن' قعقاع بن عمرو' بسر بن ابی رہم اور عتیبہ بن النہاس کو متعین کیا تھا یہ لوگ سیب کے مقام پر پہنچ کر اپنی مملکت کے عرض میں قیام پذیر ہو گئے یہ سب خالد کی طرف سے فوجی چوکیوں کے عہدہ دار تھے خالدؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ دشمن پر یورش کرتے رہو اور اس کو چین نہ لینے دو' یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں نے اپنی سرحد سے آگے دجلہ کے کنارے تک تمام علاقہ دشمنوں سے چھین لیا تھا۔

حضرت خالدؓ کے قاصد:

جب خالدؓ سواد کا ایک حصہ فتح کر چکے تو آپ نے اہل حیرہ میں سے ایک شخص کو بلا کر اس کے ہاتھ اہل فارس کے پاس ایک خط بھیجا وہ لوگ اس وقت مدائن میں تھے اور اردشیر کے انتقال کی وجہ سے ان میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور جنگ کے معاملے کو ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے انہوں نے صرف اتنا کیا تھا کہ بہمن جاذویہ کو بھر سیر بھیج دیا تھا۔ وہ گویا ان کا مقدمۃ الجیش تھا' بہمن جاذویہ اور اس جیسے اور چند سردار تھے نیز خالدؓ نے ایک شخص کو صلوبا کے پاس سے بلایا تھا' ان میں سے ایک حیری اور دوسرا نبطی تھا۔ خالدؓ نے ان دونوں کو ایک ایک خط دیا۔ ان میں سے ایک خط خواص کے نام تھا اور دوسرا عوام کے نام۔ خالدؓ نے اہل حیرہ کے قاصد سے پوچھا

تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا مرہ۔ آپ نے کہا یہ خط لو اور اس کو اہل فارس کے پاس پہنچا دو' خدا سے امید ہے کہ یا تو وہ ان کے عیش کو تلخ کر دے گا یا وہ لوگ اسلام قبول کر لیں گے' یا ہم سے مصالحت کر لیں گے اور صلوبا کے قاصد سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام ہزقیل ہے۔ خالدؓ نے کہا یہ خط لو اور کہا۔ آلہٰی ان دشمنوں کو زہق یعنی ضیق میں مبتلا کر دے۔ ان خطوط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ملوک فارس کے نام خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خالد بن الولید کی طرف سے ملوک فارس کے نام امابعد: شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہارا نظام ابتر کر دیا' جس نے تمہاری مکاری ناکام کر دی جس نے تم میں اختلافات پیدا کر دیئے اور اگر خدا ایسا نہ کرتا تو اس میں تمہارا نقصان تھا لہٰذا تم ہماری حکومت کو قبول کر لو' ہم تم کو اور تمہاری سرزمین کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے ورنہ تمہارے علی الرغم تم ایسی قوم کے ہاتھوں مغلوب ہو گے جو موت کو اس سے زیادہ پسند کرتی ہے جتنا کہ تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔ اور دوسرا خط حسب ذیل تھا:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط بنام سرداران فارس:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خالدؓ بن الولید کی طرف سے سرداران فارس کے نام امابعد! تم لوگ اسلام قبول کر لو' سلامت رہو گے یا جزیہ ادا کرو۔ اور ہمارے ذمی بن جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو موت کی اتنی ہی فریفتہ ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کے۔

خراج کی وصولی:

یہ خراج پچاس دن میں خالدؓ کے پاس لا کر داخل کر دیا گیا تھا اس عرصے میں وہ لوگ جو اس خراج کے ضامن تھے اور بازاروں کے چودھری' خالدؓ کے پاس بطور یرغمال رکے رہے یہ رقم خالدؓ نے مسلمانوں کو دے دی جس کو انہوں نے اپنی ضروریات میں صرف کیا۔

اہل فارس میں اختلاف:

اس زمانے میں اردشیر کے مرنے کی وجہ سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو رہا تھا اگرچہ خالدؓ سے لڑنے کے متعلق سب متفق الرائے تھے مگر لڑائی کو ایک دوسرے پر ٹال رہے تھے ایک سال تک ان کی تو یہ کیفیت رہی اور مسلمان دجلہ تک ملک پر قبضہ کرتے چلے گئے اور حیرہ سے لے کر دجلہ تک اہل فارس کا مطلق اثر نہ رہا اور نہ اس علاقے کے لوگ ذمی بنے صرف وہ لوگ ذمی بنے جنہوں نے خالدؓ سے نامہ و پیام کر کے تحریریں لکھا لی تھیں' باقی اہل سواد میں سے کچھ تو جلاوطن تھے اور کچھ قلعہ بند تھے اور کچھ حرب و پیکار میں مصروف تھے۔

عمال خراج کی وصولی کی رسید:

عمال خراج سے بھی تحریریں حاصل کی گئی تھیں انھوں نے سب کے لیے ایک ہی مضمون کی رسید لکھ دی جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فلاں فلاں لوگوں کے لیے جزیے کی رسید ہے جس کا تصفیہ ان سے ہمارے سپہ سالار خالدؓ نے کیا ہے' میں نے یہ طے شدہ رقم تم سے وصول کر لی ہے' خالدؓ اور مسلمان تمہارے حقوق کی حفاظت کے لیے اس شخص سے جنگ کریں گے

جو اس صلح کے خلاف عمل کرے گا مگر یہ حفاظت اس وقت تک کی جائے گی جب تک کہ تم جزیہ ادا کرتے رہو گے اور معاہدے کے خلاف کوئی اقدام نہ کرو گے امان اور صلح کا برقرار رکھنا تمہارے ہاتھ ہے' ہم وہی سلوک کریں گے جیسا کہ تمہارا طرز عمل ہو گا اس پر انھیں صحابیوں نے دستخط کیے جن کو خالدؓ نے گواہ بنایا تھا جو حسب ذیل ہیں۔ ہشام' قعقاع' جابر بن طارق' جریر' بشیر' حنظلہ 'ازداد' حجاج بن ذی العنق' ملک بن زید۔

اہل حیرہ کے معاہدہ کی تحریر:

عبد خیر کی روایت یہ ہے کہ جب خالدؓ حیرہ سے روانہ ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی۔

ہم نے جس جزیے پر معاہدہ کیا ہے اس کی رقم خدا کے نیک بندے خالد رضی اللہ عنہ کو اور خدا کے نیک بندوں' مسلمانوں کو اس معاوضے میں ادا کی ہے کہ یہ لوگ اور ان کا امیر ہم کو مسلمانوں کی اور دوسرے لوگوں کی ظلم و زیادتی سے بچائے گا۔

ایک دوسری روایت میں روانا ہونے کے بجائے فارغ ہونے کے الفاظ ہیں اور باقی بیان اسی طرح ہے۔

ایران کے شاہی خاندان میں ناچاقی:

خالدؓ نے اپنے ان دونوں قاصدوں کو جن کا اس سے قبل ذکر آ چکا ہے یہ حکم دیا تھا کہ میرے پاس ان خطوں کا جواب لے کر آؤ' اس عرصے میں خالدؓ شام کو جانے سے قبل ایک سال تک حیرہ میں مقیم رہے اور اس کے بالائی اور اطراف کے علاقوں میں دورے کرتے رہے اور اہل فارس نے بجز اس کے کہ بھر سیر پر مدافعت کی اور بادشاہ بناتے اور معزول کرتے رہے اور کچھ نہیں کیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ شیری بن کسریٰ نے کسریٰ بن قباذ کے خاندان کے ہر شخص کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا تھا' شیری اور اس کے بیٹے اردشیر کے بعد اہل فارس اٹھے اور انہوں نے کسریٰ بن قباذ سے لے کر بہرام گور تک کی تمام اولاد کو قتل کر دیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا تھا جس کو بالاتفاق بادشاہ بنا سکیں۔

حضرت عیاض بن غنم کی علالت:

شعبی کا بیان ہے کہ حیرہ کی فتح کے بعد سے شام کو جانے تک ایک سال سے زیادہ عرصے تک خالدؓ ان علاقوں کے انتظامات میں مصروف رہے جو عیاض کے نامزد تھے' خالدؓ نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر خلیفہ نے مجھ کو حکم نہ دیا ہوتا تو میں عیاض کے کاموں میں مصروف نہ ہوتا' دومہ میں عیاض کا سر زخمی ہو گیا تھا' فتح فارس سے قبل کا سارا سال عورتوں کے سال کی طرح بالکل بیکاری میں گزرا اور خلیفہ نے یہ حکم دیا تھا کہ دشمن کی منظم افواج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر ان کے ملک میں نہ گھسنا اور اہل فارس کا ایک لشکر العین میں تھا دوسرا انبار میں تھا' تیسرا فراض میں تھا۔

جب خالد رضی اللہ عنہ کا خط اہل مدائن کے پاس پہنچا تو آل کسریٰ کی عورتوں نے مشورہ کر کے جب تک آل کسریٰ کسی ایک شخص کو بالاتفاق بادشاہ تسلیم کریں' فرخ زاد کو نگران کار سلطنت مقرر کر دیا۔

حضرت خالدؓ اور حضرت عیاض کو احکامات:

مغیرہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تم زیرین عراق سے عراق میں داخل ہو اور عیاض کو حکم دیا تھا کہ تم بالائی عراق سے عراق میں داخل ہو تم میں سے جو حیرہ پہلے پہنچ جائے گا وہ حیرہ کا حاکم ہو گا اور جب تم دونوں خدا کے

حکم سے حیرہ میں اکٹھے ہو جاؤ اور عرب اور فارس کے درمیان کی چوکیوں کو توڑ ڈالو اور تمہیں اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی حملہ نہ ہوگا تو اس وقت تم میں ایک حیرہ میں قیام کرے اور دوسرا دشمن کے علاقے میں گھس کر اس کے ملک پر بزور شمشیر قبضہ کرتا چلا جائے' اللہ سے ہر وقت مدد چاہتے رہو' اس سے ڈرتے رہو' آخرت کے معاملے کو دنیا پر ترجیح دو تمہیں دونوں مل جائیں گی' دنیا کو کبھی ترجیح نہ دینا ورنہ دونوں ہاتھ سے جاتی رہیں گی جن چیزوں سے خدا نے ڈرایا ہے ان سے ڈرتے رہو' گناہوں سے بچتے رہو توبہ میں جلدی کرنا' گناہوں پر اصرار نہ کرنا اور توبہ میں تاخیر نہ کرنا۔

سرحدات میں فوجی چوکیوں کا قیام:

چنانچہ خالدؓ اس حکم کے مطابق حیرہ پہنچ گئے اور فلالیج سے لے کر سواد اسفل تک کا تمام علاقہ ان کے زیر حکومت آ گیا اس لیے انہوں نے اسی روز سواد حیرہ کو جریر بن عبداللہ الحمیری اور بشیر بن الخصاصیہ اور خالدؓ بن ابوالشمہ اور ابن ذی العنق اور اُطؓ اور سوید اور ضرار میں تقسیم کر دیا اور سواد الابلہ کو سوید بن مقرن اور حسلکہ الحبطی اور حصین بن ابی الحر اور ربیعہ بن عسل میں تقسیم کر دیا اور سرحدات پر فوجی چوکیاں قائم کیں اور حیرہ پر قعقاع کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود خالدؓ عیاض کی امداد اور ان کے اور اپنے درمیان کے حصے فتح کرنے کے لیے عیاض کے علاقے کی طرف گئے' چنانچہ پہلے فلوجہ پہنچے وہاں سے کربلا گئے اس کی چوکی پر عاصم بن عمرو تھے اور خالدؓ کے مقدمے پر خالد الافرح بن حابس تھے کیونکہ مثنیٰ اس وقت مدائن کی کسی چھاؤنی پر متعین تھے۔

حضرت خالدؓ سے عبداللہ بن وثیمہ کی شکایت:

اس طرح یہ لوگ خالد رضی اللہ عنہ کی حیرہ سے روانگی سے قبل اور اس کے بعد جب وہ عیاض کی مدد کے لیے گئے اہل فارس سے دست و گریباں رہتے اور دجلہ کے کنارے کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔ کربلا میں خالد رضی اللہ عنہ کا چند روز قیام ہوا اس وقت عبداللہ بن وثیمہ نے ان سے مکھیوں کی شکایت کی' خالدؓ نے کہا ذرا صبر کرو میں چاہتا ہوں کہ وہ تمام چوکیاں جن کے متعلق عیاض کو حکم دیا گیا تھا دشمنوں سے خالی کرا لوں تاکہ ہم ان میں عربوں کو متعین کر سکیں اور مسلمانوں کے لشکر کو دشمن کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا خطرہ نہ رہے اور عربوں کی آمد و رفت ہم تک باطمینان ہو سکے خلیفہ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے اور ان کی رائے امت کی فلاح و بہبود کی مترادف ہوتی ہے۔

انبار اور کلوازی کے واقعات

انبار پر فوج کشی:

خالد رضی اللہ عنہ کا لشکر حیرہ سے سابقہ ترتیب کے ساتھ نکلا' مقدمۃ الجیش پر اقرع بن حابس متعین تھے جب اقرع اس منزل پر ٹھہرے جس کے بعد انبار پہنچ جاتے۔ تو وہاں لوگوں کی اونٹنیوں کے بچے پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے ان کو آگے بڑھنا مشکل معلوم ہوا کیونکہ اونٹنیوں کے بچے ان کے ساتھ تھے مگر جب روانگی کا اعلان ہوا تو انہوں نے یہ ترکیب نکالی کہ ان بچوں کو جن میں چلنے کی قوت نہ تھی اونٹوں پر لاد دیا اور ان کی ماؤں کو ہانک کر چلایا اسی طرح ان کو لادے لادے انبار پہنچے اہل انبار قلعہ بند ہو گئے تھے اور انہوں نے قلعے کے اطراف خندق کھود لی تھی اور اپنے قلعے میں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے۔

انبار کا محاصرہ:

ان کے لشکر کا سپہ سالار ساباط کا رئیس شیرزاذ تھا وہ اپنے زمانے میں بڑا عقلمند' معزز اور عرب و عجم میں ہر دلعزیز عجمی تھا' انبار کے عربوں نے فصیل پر سے چلا کر کہا آج کی صبح انبار کے حق میں بہت بری ہے اونٹوں پر اونٹوں کے بچے لدے ہوئے ہیں جن کو اونٹنیاں دودھ پلاتی ہیں' شیرزاد نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں لوگوں نے اس کو ان کی بات کا مطلب سمجھایا' شیرزاد نے کہا کہ یہ لوگ جان کی بازی لگا کر آئے ہیں اور جو لوگ اس طرح آتے ہیں ان پر اپنے عہد کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے' میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر خالدؓ یہاں سے کسی اور طرف نہ گئے تو میں ان سے صلح کر لوں گا۔

جنگ ذات العیون:

اتنے میں خالدؓ اپنے مقدمۃ الجیش کو لیے ہوئے یہاں پہنچ گئے آپ نے خندق کے اطراف ایک چکر لگایا اور جنگ شروع کر دی ان کی عادت تھی کہ جہاں کہیں کوئی جنگ کا موقع ان کو نظر آتا یا سن پاتے تو ان سے ضبط نہ ہوتا تھا' خالدؓ اپنے تیراندازوں کے پاس گئے اور ان کو ہدایت کی اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اصول جنگ سے بالکل ناآشنا ہیں تم لوگ صرف ان کی آنکھوں کو اپنے تیروں کا نشانہ بناؤ اور اس کے سوا کہیں اور نہ مارو چنانچہ ان لوگوں نے ایک ساتھ تیر چلائے اور اس کے بعد اور کئی باڑھیں چلائیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز تقریباً ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اسی لیے یہ جنگ ذات العیون کے نام سے موسوم ہوگئی' دشمنوں میں شور مچ گیا کہ اہل انبار کی آنکھیں جاتی رہیں شیرزاذ نے اس کا مطلب پوچھا جب اس کو مطلب سمجھایا گیا تو اس نے کہا بس کرو' بس کرو اور خالدؓ سے صلح کی بات چیت شروع کر دی مگر شرائط ایسی پیش کیں جن کو خالدؓ نے منظور نہیں کیا اور اس کے قاصدوں کو واپس کر دیا۔

مذبوحہ جانوروں کا پل:

اس کے بعد خالدؓ اپنی فوج کے کچھ جانور لے کر خندق پر ایسے مقام پر آئے جہاں وہ بہت تنگ تھی اور ان کو ذبح کر کر کے اس میں ڈال دیا جس سے وہ بھر گئی اور ان مذبوحہ جانوروں سے ایک پل بن گیا اب مسلمان اور مشرکین خندق میں اکٹھے ہو گئے' آخر کار دشمنوں کو قلعے کی طرف پسپا ہونا پڑا' شیرزاذ نے پھر خالدؓ سے صلح کے لیے مراسلت کی اور درخواست کی کہ مجھ کو سواروں کے ایک دستے

کے ساتھ جن کے ساتھ سامان وغیرہ کچھ نہ ہوگا یہاں سے نکلنے اور اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کی اجازت دی جائے' خالدؓ نے اس کو منظور کیا۔

شیرزاذ کی روانگی:

چنانچہ جب شیرزاذ یہاں سے جان سلامت لے کر بہمن جاذویہ کے پاس پہنچا اور اس کو واقعات سے مطلع کیا تو اس نے شیرزاذ کو بہت سخت سست کہا شیرزاذ نے کہا کہ میں وہاں ایسے لوگوں میں تھا جو عقل سے کورے تھے اور جو عربوں کی نسل سے تھے میں نے سنا کہ مسلمان ہماری طرف پختہ ارادے سے آ رہے ہیں اور ان کی عادت یہ ہے کہ جب ایک دفعہ ارادہ کر لیتے ہیں تو اس کی تکمیل کو اپنا فرض سمجھتے ہیں چنانچہ جب ان سے ہماری فوج کا مقابلہ ہوا۔ تو قلعے کی فصیل پر کے اور نیچے کے ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اس سے مجھے معلوم ہوا کہ صلح کرنا ہی بہتر ہے۔

اہل انبار کی عربی زبان سے واقفیت:

جب خالد رضی اللہ عنہ کو اور سب مسلمانوں کو انبار میں اطمینان حاصل ہو گیا اور اہل انبار بھی بے خوف ہو کر باہر آ گئے تو خالدؓ نے دیکھا کہ وہ لوگ عربی زبان لکھتے پڑھتے ہیں اور عربی ہی سیکھتے ہیں۔ خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں اور ہم یہاں ان عربوں کے پاس آ کر اترے تھے جو ہم سے پہلے یہاں آباد تھے اور وہ پہلے عرب بخت نصر کے عہد میں جب اس نے عربوں کو شکست دی تھی یہاں آ کر آباد ہوئے تھے اور پھر وہیں رہ پڑے۔ خالدؓ نے پوچھا تم نے لکھنا کس سے سیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے لکھنا ایاد سے سیکھا ہے۔

اہل بوازیج اور اہل بانقیا کی ثابت قدمی:

اس کے بعد انبار کے اطراف کے لوگوں نے خالدؓ سے صلح کر لی جس کی ابتداء اہل بوازیج نے کی' اور اہل کلوزی نے خالدؓ کے پاس قاصد بھیجا تاکہ آپ ان کے لیے صلح نامہ لکھ دیں چنانچہ خالدؓ نے ان کو ایک تحریر لکھ دی' اس وقت سے وہ لوگ دجلہ کے اس پار خالدؓ کے پشت پناہ بن گئے' مگر بعد میں اہل انبار اور اس کے اطراف کے لوگوں نے مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدات توڑ دیئے' البتہ اہل بانقیا اور ان کی طرح اہل بوازیج اپنے معاہدات پر ثابت قدم رہے۔

حبیب بن ثابت کا بیان ہے کہ واقعہ عیون سے قبل اہل سواد میں سے بنو صلوبا جو اہل حیرہ ہیں اور کلوازی اور فرات کی چند بستیوں کے سوا کسی سے مسلمانوں کی صلح نہیں ہوئی تھی' پھر جب یہ لوگ باغی ہو گئے تو ان کو زیر کر کے ذمی بنا لیا گیا۔

اہل سواد سے خراج پر مصالحت:

محمد بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا کیا سواد جبراً فتح ہوا تھا انہوں نے کہا ہاں بلکہ تمام ملک جبراً فتح ہوا تھا۔ بجز چند قلعوں اور گڑھیوں کے' کیونکہ ان میں سے بعض نے خالدؓ سے مصالحت کر لی تھی اور بعض بالجبر زیر کیے گئے' پھر میں نے پوچھا کیا بھاگنے سے پہلے اہل سواد خود کو ذمی سمجھتے تھے' شعبی نے کہا نہیں بلکہ بعد میں ان کو دعوت دی گئی اور وہ خراج دینے پر رضامند ہو گئے' تب وہ ذمی بنے۔

فتح عین التمر

مہران بن بہرام چوبیں:

جب خالد انبار سے فراغت پا چکے اور وہ مکمل طور پر ان کے قبضے میں آ گیا تو اس پر انہوں نے زبرقان بن بدر کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور خود عین التمر کے ارادے سے روانہ ہوئے' عین التمر میں اس وقت مہران بن بہرام چوبیں عجمیوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مقیم تھا نیز عقہ بن ابی عقہ بھی وہاں تھا اور اس کے ساتھ نمبر' تغلب' ایاد وغیرہ قبائل عرب کی بہت بڑی جماعت تھی' جب ان لوگوں کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو عقہ نے مہران سے کہا عربوں سے لڑنے کا ڈھنگ عرب خوب جانتے ہیں تم کچھ نہ کرو' خالدؓ سے ہم نمٹ لیں گے مہران نے کہا بخدا تم ٹھیک کہتے ہو' عربوں کے ساتھ لڑنے میں تم ایسے ہی ماہر ہو جیسا کہ ہم عجمیوں کے ساتھ لڑنے میں ماہر ہیں' یہ کہہ کر مہران نے عقہ کو دھوکا دیا اور خود کو جنگ کی مصیبت سے بچا لیا اور کہا جاؤ تم ان سے لڑو اگر ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری مدد کے لیے موجود ہیں۔

مہران کی ایک چال:

جب عقہ خالدؓ کے مقابلے کے لیے چلا گیا تو عجمیوں نے مہران سے کہا کہ تم نے اس کتے سے یہ بات کیوں کہی مہران نے کہا تم میری بات میں دخل نہ دو میں نے جو ارادہ کیا ہے اس میں تمہارا فائدہ ہے اور ان کا نقصان ہے۔ کیونکہ اس وقت تمہارے مقابلے کے لیے ایک ایسا شخص آ رہا ہے جس نے تمہارے سلاطین کو قتل کر دیا اور تمہاری شوکت وسطوت کا خاتمہ کر دیا' اگر یہ عرب خالدؓ کے مقابلے میں فتح یاب ہو گئے تو اس میں تمہارا نفع ہے اور اگر دوسری بات پیش آئی تو دشمن تمہارے مقابلے میں اپنی طاقت کھو کر آئے گا ہم اس وقت طاقت ور ہوں گے اور وہ کمزور ہو گا۔

عقہ بن ابی عقہ کی گرفتاری:

عقہ نے خالد رضی اللہ عنہ کا راستہ جاروکا تھا اس کے میمنے پر بنو عبید بن سعد بن زہیر کا ایک شخص بجیر بن فلان تھا اور میسرے پر ہذیل بن عمران تھا' عقہ اور مہران کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی' اور عقہ کرخ کے راستے پر بطور بدرقے کے ٹھہرا ہوا تھا' جب خالد رضی اللہ عنہ آئے تو عقہ اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا۔ خالدؓ نے آتے ہی اپنی فوج کو مرتب کیا اور اپنے بازوؤں سے کہا میں حملہ کرتا ہوں تم دشمن کو ہماری طرف نہ آنے دینا اور اپنے پیچھے چند محافظ متعین کیے اور حملہ کر دیا' عقہ ابھی اپنی فوج کی صفیں ہی درست کر رہا تھا کہ خالدؓ نے اس کو جا لیا اور قید کر لیا' اس کی صفیں بغیر لڑائی کے پسپا ہو گئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ بکثرت قید ہوئے' بجیر اور ہذیل بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔

قلعہ عین التمر پر قبضہ:

مہران کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر قلعے سے فرار ہو گیا اور جب عقہ کے ساتھ کے عربی اور عجمی لوگ بھاگ کر قلعے کی طرف آئے تو وہ لوگ اس میں گھس گھس کر جان بچانے لگے' خالدؓ اپنی افواج لے کر قلعے کے پاس فروکش ہوئے ان کے ساتھ

عقہ اور عمرو بن صعق قید میں تھے یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ خالدؓ اور عرب لیٹروں کی طرح ہوں گے مگر جب دیکھا کہ وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے' تو امان کے طلب گار ہوئے' خالدؓ نے کہا نہیں تم کو ہمارے فیصلے پر ہتھیار ڈالنے ہوں گے' چاروناراں ان کو ماننا پڑا جب ان لوگوں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا تو خالدؓ نے ان کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا چنانچہ وہ سب گرفتار ہو گئے۔

عقہ اور عمرو بن صعق کا قتل:

اب خالدؓ نے عقہ کے متعلق جو دشمنوں کا بدرقہ تھا قتل کا حکم صادر کیا تا کہ تمام قیدی زندگی سے مایوس ہو جائیں' چنانچہ اس کی گردن اڑا دی گئی' جب قیدیوں نے اس کی لاش پل پر پڑی ہوئی دیکھی تو سب اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اس کے بعد خالدؓ نے عمرو بن صعق کو طلب کیا اور اس کی گردن اڑا دی اس کے بعد تمام قلعے والوں کی گردنیں ماری گئیں اور ان سب لوگوں کو جو قلعے کو گھیرے ہوئے تھے خالدؓ نے گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا اور قلعے کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

کنیسہ کے چالیس لڑکے:

اس قلعے میں خالدؓ نے ایک کنیسہ دیکھا اس میں چالیس لڑکے انجیل کی تعلیم پاتے تھے' کنیسہ کا دروازہ بند تھا آپ نے دروازے کو توڑ دیا اور ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم اس کنیسہ کے لیے وقف ہیں' خالدؓ نے ان سب کو ان مجاہدوں میں تقسیم کر دیا۔ جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے' ان لڑکوں میں سے بعض لوگ حسب ذیل ہیں' ابوعمرہ جو عبداللہ بن عبدالاعلیٰ شاعر کے دادا ہیں۔ سیرین ابومحمد بن سیرین' حریث' علاثہ ابوعمرہ شرحبیل بن حسنہ کو دیئے گئے۔ حریث بنو عباد کے ایک شخص کو دیئے گئے' علاثہ معنیٰ کو دیئے گئے۔ حمران عثمان کو دیئے گئے' انہی لوگوں میں سے عمیر اور ابوقیس ہیں شام کے قدیم موالیوں میں صرف وہی ایسے ہیں جو اپنے اصلی نسب پر قائم رہے اور نصیر بنو یشکر کی طرف ابوعمرہ بنو مرہ کی طرف منسوب ہوئے تھے اور ان میں کے ایک صاحب ابن اخت التمر تھے۔

فتح عین التمر:

خالدؓ کے فرستادے ولید بن عقبہ مال غنیمت لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ولید کو عیاض کی مدد کے لیے ان کے پاس بھیج دیا جب ولید عیاض کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ عیاض نے دشمن کو گھیر رکھا ہے اور دشمن نے عیاض کو گھیر رکھا ہے اور عیاض کا راستہ بھی مسدود کر دیا ہے۔ ولید نے عیاض سے کہا کہ بعض اوقات فوج کی کثرت تعداد کے مقابلے میں ایک عقل کی بات زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ خالدؓ کے پاس قاصد بھیجئے اور ان سے مدد طلب کیجیے عیاض نے ایسا ہی کیا جب ان کا قاصد طلب امداد کے لیے خالدؓ کے پاس پہنچا تو اس وقت عین التمر فتح ہو چکا تھا خالدؓ نے عیاض کو فوراً جواب لکھا کہ میں ابھی تمہارے پاس آتا ہوں:

كبث قليلاً فاتك الحلائب .... يحلف اسادًا عليها القاشب .... كتائبٌ تبيعا كتائب.

''ذرا ٹھہرو تمہارے پاس ابھی اونٹنیاں آنے والی ہیں کہ جن پر کالے اور زہریلے ناگ سوار ہیں' فوج کے دستے ہیں جن کے پیچھے اور دستے ہیں''۔

دومۃ الجندل کا واقعہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی دومۃ الجندل:

خالد نے عین التمر سے فارغ ہو کر اس پر عویم بن الکاہل کو چھوڑا اور خود اپنی فوج کو اس ترتیب کے ساتھ جو عین میں تھی لے کر روانہ ہوئے۔ اہل دومہ کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے بہراء' کلب' غسان' تنوخ اور ضجاعم کے قبیلوں سے جماعتیں طلب کیں' سب سے پہلے ان کے پاس ودیعہ کلب اور بہراء کے لوگوں کو لے کر آیا اس کا معاون ابن دبرہ بن رومانس تھا اور ابن الحدرجان ضجاعم کو لایا' ابن الایہم غسان اور تنوخ کی جماعتوں کو لایا' یہ سب مل کر عیاض کو اور عیاض ان کو پریشان کرتے رہے۔

اکیدر بن عبدالملک کا قتل:

ان لوگوں کی فوج کے دو سردار تھے ایک اکیدر بن عبدالملک اور دوسرا جودی بن ربیعہ' جب ان کو خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کی اطلاع ملی تو ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اکیدر نے کہا کہ میں خالد رضی اللہ عنہ کو خوب جانتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی شخص اقبال مند نہیں ہے اور نہ اس سے زیادہ کوئی جنگ میں تیز ہے' جو قوم خالدؓ سے مقابلہ کرتی ہے خواہ وہ تعداد میں کتنی ہی ہو ضرور شکست پاتی ہے تم لوگ میرے مشورے پر عمل کرو اور مسلمانوں سے صلح کر لو مگر ان لوگوں نے اکیدر کی بات نہیں مانی' اکیدر نے کہا تم جانو تمہارا کام جانے' میں خالدؓ کے ساتھ لڑنے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا اس کی اطلاع خالد رضی اللہ عنہ کو ہو گئی انہوں نے اس کا راستہ روکنے کے لیے عاصم بن عمرو کو بھیجا عاصم نے اکیدر کو جا پکڑا' اس نے کہا تم مجھے اپنے امیر کے پاس لے چلو جب وہ خالدؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کی گردن مروا دی اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔

اہل دومہ سے لڑائی:

خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر دومہ پہنچے اہل دومہ کے سردار حسب ذیل تھے' جودی بن ربیعہ وزیعۃ الکلبی' ابن رومانس الکلبی' ابن الایہم اور ابن الحدرجان خالدؓ نے دومہ کو اپنی اور عیاض کی فوج کے بیچ میں لے لیا' نصرانی عرب جو اہل دومہ کی امداد کے لیے آئے تھے وہ قلعے کے اطراف پڑے ہوئے تھے کیونکہ قلعے میں ان کی گنجائش نہیں تھی جب خالدؓ باطمینان صف آرائی کر چکے جودی قلعے سے نکل کر ودیعہ سے آملا' دونوں نے مل کر خالدؓ پر حملہ کیا' اور ابن الحدرجان اور ابن الایہم عیاض پر حملہ آور ہوئے' طرفین میں شدت کی جنگ ہوئی مگر آخر میں خدا نے جودی اور ودیعہ کو خالدؓ کے ہاتھوں شکست دی اور عیاض نے اپنے مقابل والوں کو شکست دی اب مسلمان دشمنوں پر چڑھ دوڑے۔

جودی اور ودیعہ کی گرفتاری وقتل:

خالدؓ نے جودی کو اور اقرع بن حابس نے ودیعہ کو گرفتار کر لیا باقی لوگ قلعے کی طرف پسپا ہوئے مگر قلعے میں کافی گنجائش نہیں تھی جب قلعہ بھر گیا تو اندر والوں نے بہت سے لوگوں کو باہر چھوڑ کر قلعے کا دروازہ بند کر لیا جس کی وجہ سے باہر کے لوگ حیران پریشان پھرنے لگے عاصم بن عمرو نے کہا اے بنو تمیم اپنے حلیف کلب کی مدد کرو اور ان کو پناہ دو کیونکہ تمہیں ان کی امداد کا ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا یہ سن کر بنو تمیم نے ان کی مدد کی اس روز صرف اس وجہ سے کہ عاصم نے بنو تمیم کو اشارہ کر دیا تھا کلب والوں کی جان بچ

گئی۔ خالدؓ نے قلعے کی طرف پسپا ہونے والوں کا پیچھا کیا اور اتنے آدمی قتل کئے کہ ان کی لاشوں سے قلعے کا دروازہ مسدود ہو گیا' پھر جودی کو بلا کر اس کی گردن ماری اور تمام قیدیوں کو قتل کر دیا۔

بنو کلب کو امان:

صرف کلب کے قیدی بچ گئے کیونکہ عاصم اور اقرع اور بنو تمیم نے کہہ دیا تھا کہ ہم نے ان کو امان دی ہے خالدؓ نے ان سے کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جاہلیت کے کاموں کی حفاظت کرتے ہو اور اسلام کے کاموں کو ضائع کرتے ہو' عاصم نے جواب دیا کہ آپ ان لوگوں کی عافیت پر حسد نہ کریں' شیطان ان کو نہیں ورغلائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا دومہ میں قیام:

پھر خالدؓ قلعے کے دروازے پر پہنچے اور اس کے ایسے پیچھے پڑے کہ اس کو توڑ کر دم لیا' مسلمان قلعے میں گھس گئے' لڑنے والوں کو قتل کیا گیا اور نو عمروں کو لونڈی غلام بنا کر نیلام کیا گیا' جودی کی لڑکی کو جو بہت حسین و جمیل تھی خالدؓ نے خرید ا' خالدؓ دومہ میں ٹھہر گئے اور اقرع کو انبار واپس بھیج دیا۔

حیرہ دومہ سے صرف ایک رات کی مسافت پر تھا جب خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے تو اقرع نے اہل حیرہ کو خالدؓ کے استقبال کے لیے باجے بجانے کا حکم دیا' چنانچہ یہ لوگ خالد رضی اللہ عنہ کو باجے بجاتے ہوئے آبادی میں لائے اس موقع پر لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہاں سے جلدی نکل چلو یہ شر کی جگہ ہے۔

عجمیوں کی جزیرہ کے نصرانیوں سے ساز باز:

جس وقت خالدؓ دومہ میں مقیم تھے اس وقت عجمی ان کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے عقہ کے انتقام کے جوش میں جزیرہ کے عربوں نے ان عجمیوں سے خط و کتابت اور ساز باز کر لی تھی' بغداد سے زرمہر اور اس کے ساتھ روزبہ انبار کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں نے حصید اور خنافس پر ملنے کا وعدہ کیا' زبرقان نے جو انبار پر تھے اس کی اطلاع قعقاع کو دی' قعقاع اس وقت حیرہ پر خالدؓ کے نائب تھے' قعقاع نے اعبد بن فدکی سعدی کو روانہ کیا اور ان کو حصید پہنچنے کا حکم دیا اور عروہ بن الجور کو خنافس بھیجا اور دونوں کو ہدایت کی کہ اگر تمہیں آگے بڑھنے کا موقع ملے تو آگے بڑھ جانا۔

مسلمانوں کی ناکہ بندی:

یہ دونوں سردار وہاں پہنچ کر درمیان میں ایسے مقام پر ٹھہرے کہ حصید اور خنافس کا ریف سے تعلق منقطع ہو گیا اور ان کے راستے مسدود ہو گئے' زرمہرہ اور روزبہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ربیعہ کے ان لوگوں کا جن سے ان کے نامہ و پیام اور وعدے وعید ہو چکے تھے' انتظار کر رہے تھے۔ ادھر خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے' خالدؓ مدائن پر چڑھائی کرنے کا عزم کر چکے تھے مگر یہاں پہنچ کر جب ان کو ان واقعات کا علم ہوا تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے خلاف کام کرنا اور خود کو مورد الزام بنانا مناسب نہ سمجھا اور فوراً قعقاع بن عمرو اور ابن ابی لیلیٰ کو روزبہ اور زرمہر کے مقابلے کے لیے بھیج دیا' قعقاع اور ابن ابی لیلیٰ خالدؓ سے پہلے عین پہنچ گئے' خالدؓ کے پاس امرا القیس الکلبی کا خط آیا کہ ابن الہذیل بن عمران نے مصیخ میں اور ربیعہ بن بجیر نے ثنی اور بشر میں فوجیں جمع کی ہیں یہ لوگ عقہ کے انتقام کے جوش میں روزبہ اور زرمہر کے پاس جا رہے ہیں۔

اسلامی فوجی دستوں کی روانگی:

یہ معلوم ہوتے ہی خالدؓ نے حیرہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے روانہ ہوئے' خالدؓ کے مقدمۃ الجیش کے افسر اقرع بن حابس تھے' خالدؓ نے خنافس جانے کے لیے وہی راستہ اختیار کیا جس سے قعقاع اور ابی لیلیٰ گئے تھے عین میں آ کر خالدؓ ان دونوں سے مل گئے' یہاں آ کر خالدؓ نے قعقاع کو امیر فوج بنایا اور ان کو حصید روانہ کیا اور ابولیلیٰ کو خنافس بھیجا اور حکم دیا کہ دشمنوں اور ان کے بھڑکانے والوں کو گھیر کر ایک جگہ جمع کرو اور اگر وہ جمع نہ ہوں تو اسی حالت میں ان پر حملہ کر دو مگر وہاں پہنچ کر انہوں نے توقف سے کام لیا۔

حصید کی تسخیر

قعقاع کا حصید پر حملہ:

قعقاع نے جب دیکھا کہ زرمہر' روزبہ جنبش تک نہیں کرتے تو حصید کی طرف بڑھے' اس طرف کی عربی اور عجمی فوجوں کا سردار روزبہ تھا' جب روزبہ نے دیکھا کہ قعقاع اس کے قصد سے آ رہے ہیں تو اس نے زرمہر سے امداد طلب کی' زرمہر نے اپنی فوج پر مہوزان کو اپنا نائب مقرر کیا اور بذاتِ خود روزبہ کی مدد کے لیے آیا' حصید پر طرفین کا مقابلہ ہوا' بڑی شدت کی جنگ ہوئی اللہ نے عجمیوں کی بہت بڑی تعداد کو قتل کرایا' قعقاع نے زرمہر کو قتل کیا' روزبہ بھی مارا گیا' اس کو عصمہ بن عبداللہ نے جو بنوضبہ میں سے حارث بن طریف کی اولاد میں سے تھے قتل کیا' عصمہ بررہ میں سے تھے' جس قبیلے کے تمام افراد نے ہجرت کی تھی وہ بررہ کہلاتا تھا اور جس قبیلے کے ایک حصے نے ہجرت کی تھی وہ خیرہ کہلاتا تھا اس طرح مسلمان مہاجرین بعض خیرہ تھے اور بعض بررہ' اس جنگ میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا' حصید کے بھاگے ہوئے لوگ خنافس میں جا کر جمع ہوئے۔

ابولیلیٰ کی خنافس پر فوج کشی:

ابولیلیٰ فدکی اپنی اور کمک کی فوجوں کو لے کر خنافس کی طرف گئے۔ حصید کے بھاگے ہوئے مہوزان کے پاس پہنچے تھے مہوزان کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ خنافس چھوڑ کر سب کے ساتھ مصیخ بھاگ گیا۔ وہاں کا افسر ہذیل بن عمران تھا۔ خنافس کی فتح کے لیے ابولیلیٰ کو کچھ دشواری پیش نہیں آئی۔ ان تمام فتوحات کی اطلاع خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دی گئی۔

مصیخ بنوالبرشاء پر یورش:

خالد رضی اللہ عنہ کو حصید کی فتح اور اہل خنافس کے بھاگنے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ایک خط لکھا جس میں قعقاع' عبد اور عروہ سے ایک رات اور ایک وقت مقرر کر کے مصیخ پر ملنے کا وعدہ کیا۔ مصیخ حوران اور قلت کے درمیان واقع ہے' خالدؓ عین سے مصیخ روانہ ہوئے' انہوں نے گھوڑوں کو ساتھ لیا اور اونٹ پر خود سوار ہوئے جناب بردان میں منزلیں کرتے ہوئے حتیٰ پہنچے اور مقررہ رات کو طے شدہ وقت آتے ہی خالدؓ اور ان کے افسروں نے مصیخ پر ایک دم سے یورش کر دی اور ہذیل' اس کی فوج اور تمام پناہ گزینوں پر جو سب پڑے سو رہے تھے' تین طرف سے حملہ کیا ہذیل چند لوگوں کے ساتھ جان بچا کر بھاگ گیا مگر اور تمام لوگ قتل ہو گئے لاشوں سے میدان اس طرح پٹ گیا گویا بکریاں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔

حرقوص بن نعمان:

حرقوص بن نعمان نے ان لوگوں سے دانش مندانہ بات کہی تھی اوران کو مخلصانہ مشورہ دے کر مسلمانوں سے ڈرایا تھا' مگر انہوں نے اس کا کہا نہیں مانا' اس یورش سے قبل حرقوص نے چند اشعار کہے تھے جن کا ایک مصرعہ یہ ہے۔الا سقیانی قبل خیال ابی بکر۔ مجھے ابوبکرؓ کے سواروں کی آمد سے پہلے شراب سے سیراب کر دو۔اس رات کو حرقوص بن ہلال کی ایک عورت ام تغلب سے شادی رچانے میں مشغول تھا اس شب خون میں وہ عورت اور عبادہ بن بشر اور امراءالقیس بن بشر اور قیس بن بشر مارے گئے۔ یہ سب بنو ہلال میں سے ثوریہ کی اولاد تھے۔

جریر اور لبید کا خون بہا:

مصیخ کی لڑائی میں جریر بن عبداللہ کے ہاتھ سے قبیلہ نمر کا ایک شخص عبدالعزیٰ بن ابی رہم بن قرداش بھی مارا گیا وہ اوس منات نمری کا بھائی تھا' اس کے اور لبید بن جریر کے پاس ان کے اسلام لانے کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عطاء کیا ہوا ایک صداقت نامہ موجود تھا' حضرت ابوبکرؓ نے اس کا نام عبدالعزیٰ بدل کر عبداللہ رکھا تھا۔ابوبکرؓ کے پاس حملے کی رات کا اس کا یہ قول بھی پہنچا تھا سبحانك اللهم رب محمد. اے خدا! اے محمدؐ کے رب تیری ذات پاک ہے' اسی لیے آپ نے جریر اور لبید کا خون بہا ادا کیا' یہ دونوں معرکہ جنگ میں قتل ہوئے تھے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل حرب کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے لہٰذا ہم پر ان کے قتل کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی' ان کی اولاد کی پرورش کا آپ نے مناسب انتظام کر دیا تھا' مالک بن نویرہ اور ان دونوں کے قتل کی وجہ سے عمرؓ خالد رضی اللہ عنہ کو موردِ الزام قرار دیتے تھے' لیکن ابوبکرؓ اس کے جواب میں یہ کہتے تھے کہ جو مسلمان دشمنوں کے ملک میں ان کے ساتھ سکونت پذیر ہوں گے ان کے لیے یہ صورت پیش آنا ممکن ہے۔

حرقوص بن نعمان کا قتل:

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ جس رات کو ہم نے اہل مصیخ پر یورش کی تھی ایک شخص حرقوص بن نعمان نامی قبیلہ نمر کا تھا اس کی بیوی اور لڑکے اور لڑکیاں وہاں اس کے گرد جمع تھے درمیان میں شراب کا ایک کونڈا رکھا تھا وہ سب اس پر جھکے ہوئے تھے اور کہتے تھے اس وقت رات کی ان پچھلی گھڑیوں میں شراب کون پیے حرقوص نے کہا ارے پی لو' یہ آخری پینا ہے' مجھے امید نہیں کہ پھر کبھی تم شراب پی سکو گے' دیکھو خالد العین میں ہے اور اس کی فوج حصید میں اس کو ہمارا یہاں جمع ہونا معلوم ہو گیا ہے اب وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ؎

الافاشربوا من قبل قاصمة الظهر لبيد انتفاخ القوم بالعكر الاثر
و قبل منايانا المصيبة بالقدر لحين لعمر لايزيد و لا يجعرى

ترجمہ: ''پی لو قبل اس کے کہ ہماری موت کی وہ گھڑی آئے جو خدا کی قسم ٹل نہیں سکتی اور قبل اس کے کہ ہماری قوم کے لاشے پھولے ہوئے' کمر کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی اور مٹی میں ملے ہوئے زمین پر پڑی ہوں' حرقوص اسی حالت میں تھا کہ ایک سوار نے بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا' اتفاق کی بات کہ اس کا سر اسی شراب کے کونڈے میں گرا۔اس کے لڑکے قتل کر دیئے گئے اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں۔

الثنی اور الزمیل کا واقعہ

ربیعہ بن بجیر پر شب خون:

عقہ کے انتقام کے جوش میں ربیعہ بن بجیر اپنی فوج کو لے کر الثنی اور البشر میں اترا‘ اس نے روز بہ‘ زرمہر اور ہذیل سے بھی آ ملنے کا وعدہ لے لیا تھا‘ ادھر خالدؓ نے مصیخ کے معرکے کو سر کر کے قعقاع اور ابولیلیٰ کو اپنے آگے روانہ کر دیا اور ایک رات مقرر کر کے طے کیا کہ ہم سب مصیخ کی طرح یہاں بھی تین مختلف سمتوں سے دشمن پر یورش کریں گے‘ اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ مصیخ سے چل کر حوران پھر انق پھر الحماۃ پہنچے یہ مقام آج کل قبیلہ کلب کی ایک شاخ بنو جنادہ بن زہیر کے قبضے میں ہے الحماۃ سے بڑھ کر الزمیل آئے‘ اس کا نام البشر بھی ہے اور الثنی اسی سے ملحق ہے‘ یہ دونوں مقام آج کل رصافہ کا شرقی حصہ ہیں۔ الثنی سے خالدؓ نے اپنی مہم کا آغاز کیا یہاں ان کے دونوں ساتھی بھی ان سے مل گئے ان تینوں نے رات کے وقت تین طرف سے ربیعہ کی فوج پر اور ان لوگوں پر جو بڑی شان سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے تھے‘ شب خون مارا اور تلواریں سونت کر ان کا ایسا صفایا کیا کہ کوئی بھاگ کر کہیں خبر بھی نہ دے سکا‘ ان کی عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ بیت المال کا خمس نعمان بن عوف بن نعمان شیبانی کے ذریعے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اور باقی مال غنیمت اور عورتیں مجاہدین میں تقسیم کر دی گئیں‘ ان میں سے بنت ربیعہ بن بجیر تغلبی کو حضرت علیؓ نے خرید ا تھا جن سے آپ کے یہاں عمر اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

ہذیل اور عتاب پر شب خون:

ہذیل نے بھاگ کر الزمیل میں عتاب بن فلان کے پاس پناہ لی‘ عتاب ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بشر میں فروکش تھا۔ اس سے پہلے کہ اس تک ربیعہ کے خاتمے کی خبر پہنچے خالدؓ نے اس پر بھی تین طرف سے شب خون مارا‘ اس معرکہ میں اس کثرت سے آدمی قتل ہوئے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئے تھے اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خالدؓ نے ایک قسم کھائی تھی کہ تغلب کو ان کے گھر میں گھس کر اچانک ختم کروں گا‘ یہ قسم اس وقت پوری ہوگئی‘ خالدؓ نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور خمس صباح بن فلان المزنی کے ذریعے ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا اس خمس میں حسب ذیل عورتیں بھی تھیں‘ موذن النمری کی لڑکی‘ لیلیٰ بنت خالد‘ ریحانہ بنت الہذیل بن ہبیرہ۔

الرضاب پر قبضہ:

خالدؓ البشر سے الرضاب کی طرف مڑے وہاں کا افسر ہلال بن عقبہ تھا اس کی فوج کو جب خالدؓ کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اس سے منحرف ہوگئی‘ مجبوراً ہلال وہاں سے کھسک گیا الرضاب کو لینے میں مسلمانوں کو کوئی دقت پیش نہیں آئی۔

جنگِ فراض

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی فراض:

تغلب کو اچانک ختم کر کے اور رضاب پر قبضہ کر کے خالدؓ الفراض پہنچے' الفراض پر شام' عراق اور جزیرے کے راستے آ کر ملتے تھے۔ یہاں خالدؓ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکے' اس سفر میں خالد رضی اللہ عنہ کو بہت سی لڑائیاں پے در پے پیش آئیں' شعراء نے جس قدر رجزیہ نظمیں ان لڑائیوں کے متعلق کہی ہیں ان سے قبل کی کسی لڑائی کے متعلق نہیں کہی تھیں۔

رومیوں اور ایرانیوں کی متحدہ فوج:

فراض میں مسلمانوں کے اجتماع کو دیکھ کر اہل روم کی رگ جمعیت جوش میں آ گئی اور وہ بہت غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے اپنے قریب کی اہل فارس کی فوجی چوکیوں سے نیز قبائل تغلب' ایاد اور نمر سے امداد طلب کی' ان سب نے رومیوں کو مدد دی اس کے بعد یہ لوگ خالدؓ سے لڑنے کے لیے آگے بڑھے' جب دریائے فرات بیچ میں رہ گیا تو انہوں نے خالدؓ سے کہا کہ دریا کو عبور کر کے یا تم اس طرف آ ؤ یا ہم تمہاری طرف آتے ہیں' خالدؓ نے کہا تم ہی عبور کر کے اس پار آ جاؤ' انہوں نے کہا اچھا تم سامنے سے ہٹو' ہم عبور کر کے آتے ہیں' خالدؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا البتہ یہاں سے ذرا نیچے جا کر پار ہو سکتے ہو۔

جنگِ فراض:

یہ واقعہ ۱۵ ذیقعد ۱۲ھ کا ہے' رومیوں اور فارسیوں میں اس پر اختلاف ہوا ان میں سے بعض کی رائے یہ تھی کہ ہم کو اپنے ہی ملک میں رہ کر لڑنا چاہیے کیونکہ یہ شخص اپنے دین کی حمایت کے لیے لڑ رہا ہے وہ بڑا دانشمند اور صاحب علم ہے' بخدا وہ کامیاب ہو گا اور ہم لوگ ناکام ہو کر ذلت اٹھائیں گے مگر اس رائے پر ان لوگوں نے عمل نہیں کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کی فوج سے نیچے جا کر دریا کو عبور کیا جب سب لوگ پار ہو گئے تو اہل روم نے اہل فارس سے کہا کہ اب الگ الگ ہو جاؤ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اچھا یا برا نتیجہ کس کے سر ہے چنانچہ یہ لوگ الگ الگ ہو گئے۔ اس کے بعد معرکہ شروع ہوا بہت دیر تک شدید خون ریزی ہوتی رہی بالآخر اللہ نے ان کو شکست دی' خالدؓ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان کا پیچھا کرو اور ان کو دم نہ لینے دو' چنانچہ ایک ایک رسالدار اپنے دستے کے تیروں سے دشمن کے بڑے بڑے گروہ کو گھیرتا تھا اور اس کے بعد تلوار کے گھاٹ اتارتا تھا' فراض کی لڑائی میں عین میدان جنگ میں اور پھر تعاقب میں ایک لاکھ آدمی کام آئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا فراض میں قیام:

اس جنگ سے فارغ ہو کر خالدؓ نے فراض میں دس روز تک قیام کیا اور ۲۵ ذی قعدہ ۱۲ھ کو اپنی فوج کو عاصم بن عمرو کی سرکردگی میں حیرہ واپس جانے کی اجازت دی اور ساقہ کے دستے پر شجرہ بن الاغر کو متعین کیا اور خود بظاہر ساقہ میں شریک ہوئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فریضہ حج کی ادائیگی:

۲۵ ذی قعدہ کو خالدؓ چپکے سے حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے ان کے ساتھ اور بھی چند لوگ تھے' خالدؓ شہروں اور بستیوں کو

چھوڑتے ہوئے سیدھے مکہ کی سمت چل کر پہنچے' یہ راستہ اہل جزیرہ کے راستوں میں سے ایک تھا اس قدر عجیب اور دشوار گزار راستہ کہ کبھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اسی طرح فوج سے ان کی غیر حاضری بہت تھوڑے عرصے رہی ابھی فوج کا آخری حصہ حیرہ میں نہ پہنچا تھا کہ خالدؓ حج سے فارغ ہو کر اپنے بنائے ہوئے ساقہ سے آ ملے اور اس کے ساتھ حیرہ میں داخل ہوئے۔ خالدؓ اور ان کے رفیق سر منڈائے ہوئے تھے' ساقہ کے ان چند لوگوں کے سوا جو خالدؓ کے ساتھ تھے اور کسی کو خالدؓ کے حج کی مطلق خبر نہیں ہوئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی بعد میں اس کی اطلاع ہوئی آپ نے خالدؓ پر عتاب کیا اور عتاب یہ کیا کہ ان کو شام بھیج دیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شام کی مہم پر جانے کا حکم:

خالد رضی اللہ عنہ کا یہ سفر حج تمام شہروں کو چھوڑتے ہوئے سیدھے مکے کو ہوا تھا یہ راستہ اس طرح گیا ہے کہ فراض سے ماء العنبری کو پھر نقب کو پھر ذات عرق کو اور وہاں سے مشرق کی طرف مڑ کر عرفات پہنچا دیتا ہے۔ یہ راستہ الصد کے نام سے موسوم ہے' حج سے فارغ ہو کر خالدؓ حیرہ جا رہے تھے کہ ان کو راستے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم ملا کہ حیرہ سے دور اور شام سے قریب ہوتے چلے جاؤ ابوبکرؓ نے اپنے خط میں خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تم یہاں سے روانہ ہو کر یرموک میں مسلمانوں کی جماعت سے مل جاؤ کیونکہ وہاں وہ دشمن کے نرغے میں گھر گئے ہیں' اور یہ حرکت جو تم نے اب کی ہے آئندہ کبھی تم سے سرزد نہ ہو۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ تمہارے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور تم مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے صاف بچا لاتے ہو' اے ابوسلیمان میں تم کو تمہارے خلوص اور خوش قسمتی پر مبارک باد دیتا ہوں' اس مہم کو پایہ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا تمہارے دل میں فخر نہ ہونا چاہیے کیونکہ فخر کا انجام خسارہ اور رسوائی ہے' اور نہ اپنے کسی فعل پر نازاں ہونا کیونکہ فضل و کرم کرنے والا صرف خدا ہے اور وہی اعمال کا صلہ دیتا ہے' ہثیم البکائی راوی ہیں کہ کوفے کے وہ لوگ جوان جنگوں میں نبرد آزما رہ چکے تھے جب معاویہ کو اپنے ساتھ کوئی زیادتی کرتے دیکھتے تو کہا کرتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ذات السلاسل کے شہ سوار ہیں' وہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر فراض کی جنگ تک کی جنگوں کو اس شان سے بیان کرتے تھے کہ گویا ان سے قبل اور بعد کی لڑائیاں بالکل ہیچ تھیں۔

عجمی باندیاں اور غلام:

علی بن محمد کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ خالدؓ ابناء پہنچے' اہل ابناء نے جلاوطنی پر خالدؓ سے صلح کر لی مگر بعد میں ان لوگوں نے کچھ رقم پیش کی' جس کو خالدؓ نے قبول کر لیا اور ان کو ان کے وطن میں برقرار رکھا' اس کے بعد خالدؓ نے بغداد کے بازار پر العال کی منڈی کی طرف سے چڑھائی کی اور اس کے لیے مثنیٰ کو بھیجا' مثنیٰ نے اس بازار پر حملہ کیا اس میں قضاعہ اور بکر کے لوگ جمع تھے اس بازار کا تمام مال' مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا' اس کے بعد خالدؓ عین التمر پہنچے اور اس کو بالجبر فتح کیا جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور باقی افراد کو لونڈی غلام بنایا اور ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا یہ سب سے پہلے لونڈی غلام تھے جو عجم سے مدینے آئے۔ پھر خالدؓ دومۃ الجندل گئے' وہاں اکیدر کو قتل کیا اور اس کی لڑکی جودی کو لونڈی بنایا اس کے بعد واپس آ کر حیرہ میں قیام کیا' یہ سب واقعات ۱۲ھ کے ہیں۔

۱۲ھ کے متفرق واقعات:

اسی سنہ میں عمرؓ نے عاتکہ بنت زید سے نکاح کیا۔ اسی سنہ میں ابو مرثد الغنوی فوت ہوئے۔ اسی سنہ میں ماہ ذوالحجہ میں

ابوالعاصی بن الربیع فوت ہوئے اور انہوں نے زبیر کو وصیت کی اور حضرت علیؓ نے ان کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اسی سنہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام اسلم کو خریدا۔

امیر حج کے بارے میں اختلاف:

اس امر میں کہ اس سال امیر حج کون تھے ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اس سال کے امیر حج ابوبکرؓ تھے' اس کی تائید ابن ماجدہ السہمی کے اس بیان سے ہوئی ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ۱۲ھ میں حج کیا تھا اور میں اپنے گھر کے ایک غلام سے سختی سے پیش آیا تھا اس نے اپنے دانتوں سے میرا کان پکڑ لیا اور اس میں کاٹ کھایا یا اس کے برعکس واقعہ پیش آیا۔ غرض کہ ہمارا قضیہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا' آپ نے فرمایا ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لے جاؤ وہ تحقیق کریں اگر زخم ہڈی تک پہنچ گیا ہے تو قصاص لیں' جب ہم عمرؓ کے سامنے پیش کیے گئے تو انہوں نے دیکھ کر کہا خدا کی قسم یہ زخم تو ہڈی تک پہنچ گیا ہے۔ بلاؤ حجام کو اور حجام کا نام لیتے ہی حضرت عمرؓ نے یہ حدیث روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا ہے خدا سے امید ہے کہ وہ ان کے لیے باعث برکت ثابت ہوگا مگر میں نے ان کو اس بات سے روک دیا ہے کہ وہ اس کو حجام یا قصاب یا سنار بنائیں چنانچہ عمرؓ نے اس غلام سے قصاص لیا۔

ابو حجزہ یزید کی روایت:

ابو حجزہ یزید اپنے باپ سے راوی ہیں کہ ابوبکرؓ نے ۱۲ھ میں حج کیا تھا' اور عثمانؓ بن عفان کو اپنے بجائے مدینہ پر نائب مقرر کیا تھا۔

بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ ۱۲ھ میں امیر حج عمرؓ تھے' اس کی تائید ابن اسحاق کی روایت سے ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کوئی حج نہیں کیا بلکہ ۱۲ھ کے حج کے لیے آپ نے عمرؓ یا عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا۔

باب ۸

فتوحات شام ۱۳ھ

مسلمانوں کی شام پر فوج کشی:

اس سال ابوبکرؓ نے مکہ سے مدینہ واپس آ کر شام کو فوجیں روانہ کی تھیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ۱۲ھ کے حج سے واپس آ کر ابوبکرؓ نے شام کو فوجیں بھیجنے کا انتظام کیا۔ چنانچہ عمرو بن العاصی کو فلسطین کی جانب روانہ کیا انہوں نے معرقہ کا راستہ اختیار کیا جو ایلہ پر سے گزرتا ہے اور یزید بن سفیان' ابوعبیدہ بن الجراح اور شرحبیل کو جن سے آخر الذکر ایک امدادی دستے کے افسر تھے' یہ حکم دیا تھا کہ تم شام کے بالائی علاقہ بلقا پر گزرتے ہوئے تبوکیہ چلے جاؤ' اور علی بن محمد کی روایت اس طرح سے ہے کہ اس کے بعد ابتدائے ۱۳ھ میں ابوبکرؓ نے شام کو فوجیں روانہ کیں' سب سے پہلے شخص جن کو آپ نے علم دے کر امیر بنایا' خالد بن سعید ہیں مگر قبل اس کے کہ وہ روانہ ہوں ان کو معزول کر کے یزید بن سفیان کو امیر بنا دیا' شام کو روانہ ہونے والے امراء میں یزید سب سے پہلے امیر ہیں۔ یہ لوگ سات ہزار مجاہدین کو لے کر شام گئے تھے۔

خالدؓ بن سعید کی معزولی:

ابوبکرؓ نے خالدؓ بن سعید کو اس لیے معزول کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب خالدؓ بن سعید یمن سے واپس آئے تو انہوں نے دو ماہ تک ابوبکرؓ سے بیعت نہیں کی تھی وہ کہتے تھے کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا اور اپنی وفات تک مجھے اس عہدے سے آپؐ نے معزول نہیں فرمایا یہ خالد علیؓ بن ابی طالب اور عثمانؓ بن عفان کے پاس گئے اور ان سے کہا اے بنوعبدمناف حکومت پر غیروں نے قبضہ کر لیا اور تم چین سے بیٹھے رہے ابوبکرؓ نے تو خالد کی ان باتوں کی کوئی پروا نہیں کی مگر عمرؓ کے دل میں ان کی طرف سے کھٹک پیدا ہوگئی' جب ابوبکرؓ نے شام کو مہم کے لیے لشکر تیار کیا' تو سب سے پہلے اس کے ایک چوتھائی حصے پر خالد بن سعید کو امیر مقرر کیا مگر عمرؓ نے اس کو ناپسند کیا اور ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ ایسے شخص کو امیر بناتے ہیں جس کے یہ اقوال اور افعال ہیں اور اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بار بار ٹوکتے رہے آخر کار ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کو معزول کر کے یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر دیا۔

خالدؓ بن سعید کے ریشمی لباس پر اعتراض:

خالد بن سعید یمن سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ایک ماہ بعد مدینہ واپس آئے وہ اس وقت دیباج کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ اسی لباس میں خالد بن سعید' عمرؓ اور علیؓ بن ابی طالب سے ملے عمرؓ نے اپنے پاس والوں سے چلا کر کہا ان کا جبہ پھاڑ دو کیا یہ ریشم پہنتے ہیں حالانکہ بحالتِ امن مردوں کے لیے اس کا پہننا ممنوع ہے' لوگوں نے یہ سنتے ہی ان کے جبے کو پاش پاش کر دیا۔

خالد بن سعید کی مخالفت:

خالد بن سعید نے کہا اے ابوالحسن' اے بنومناف کیا تم حکومت کے معاملے میں مغلوب ہو گئے ہو' علیؓ نے کہا اس کو تم غلبہ سمجھتے ہو یا خلافت' خالد نے کہا اے بنوعبدمناف اہل کے لیے تم سے زیادہ مستحق کون ہو سکتا ہے' عمرؓ نے خالد سے کہا خدا تیرا منہ توڑ دے' جھوٹے تیرے دماغ میں ایسی ہی باتیں سماتی رہیں گی' مگر یاد رکھ کہ اس کا خمیازہ تجھے بھگتنا پڑے گا۔

خالد بن سعید کا تیما کے امدادی دستہ پر تقرر:

عمرؓ نے اس تمام گفتگو کا تذکرہ ابوبکرؓ سے کیا۔ ابوبکرؓ نے جب مرتدین کی سرکوبی کے لیے افسران فوج منتخب کیے اور ان کو علم دیئے تو ان میں سے ایک خالد بن سعید بھی تھے' مگر عمرؓ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ تو ناکارہ اور کم عقل ہے' اس نے ایسی بے تکی باتیں زبان سے نکالی ہیں کہ جن سے ہمیشہ فتنے برپا رہیں گے اور اس کو اپنی ان باتوں پر گھمنڈ اور اصرار بھی ہے آپ اس سے کوئی کام نہ لیں' مگر ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی رائے سے ذرا متاثر نہ ہوئے اور خالد کو تیما میں امدادی دستے پر متعین کر دیا۔ عمرؓ کے مشورے پر آپ کبھی عمل کرتے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔

خالد بن سعید کو تیما میں قیام کا حکم:

ابوبکرؓ نے خالدؓ بن سعید کو تیماء جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اطراف کے لوگوں کو اپنے سے ملنے کی دعوت دینا اور صرف ان لوگوں کو بھرتی کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں بلکہ اسلام پر ثابت قدم رہے ہوں اور جب تک میرے احکام نہ ملیں جنگ کا آغاز نہ کرنا۔

خالد بن سعید کی ثلث کی جانب پیش قدمی:

خالدؓ بن سعید تیماء پہنچ کر مقیم ہو گئے' اطراف کی بہت سی جماعتیں ان سے آ ملیں' رومیوں کو مسلمانوں کے اس عظیم الشان لشکر کی خبر ہوئی تو انہوں نے اپنے زیر اثر عربوں سے شام کی جنگ کے لیے فوجیں طلب کیں چنانچہ بہرا' کلب' سلیح' تنوخ' لخم' جذام اور غسان کے قبیلوں کی فوجیں زیزاء کے قریب مقام ثلث میں جمع ہو گئیں' خالد نے رومیوں کی تیاری اور عرب قبائل کی آمد کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا ابوبکرؓ نے جواب میں لکھا کہ تم پیش قدمی کرو ذرا مت گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو' خالد یہ جواب ملتے ہی دشمن کی طرف بڑھے مگر جب قریب پہنچے تو دشمن پر کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب اپنی جگہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور بھاگ گئے۔

باہان پادری اور خالد بن سعید کی لڑائی:

خالد دشمن کے مقام پر قابض ہو گئے اکثر لوگ جو خالد کے پاس جمع ہو گئے تھے' مسلمان ہو گئے۔ اس کامیابی کی اطلاع خالد نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دی ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم آگے بڑھو مگر اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ خالد اپنی فوج اور تیماء کے ملے ہوئے لوگوں کو لے کر اس مقام پر فروکش ہوئے جو آبل' زیزاء اور قسطل کے درمیان واقع ہے یہاں ان کے مقابلے پر ایک رومی پادری باہان نامی آیا۔ خالدؓ نے اس کو شکست دی اور اس کی فوج کو تہ تیغ کر دیا اور اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے کر آپ سے مزید کمک طلب کی۔

جیش البدال:

اس وقت ابوبکرؓ کے پاس یمن اور مکہ اور یمن کے درمیان کے ذوالکلاع وغیرہ قبائل کے رضا کار آئے ہوئے تھے' نیز عکرمہ جن کے ساتھ تہامہ' عمان' بحرین اور السرو کے لوگ تھے جو جنگ میں کامیاب ہو کر واپس آئے تھے ان سب کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امرائے صدقات کو لکھا کہ تمہارے پاس کے جو لوگ تبدیلی کے خواہاں ہوں ان کو بدل دو اور ان کے بجائے ان تازہ دم سپاہیوں کو

متعین کر دو' چنانچہ وہاں کے سب لوگ تبدیل ہو گئے' اسی لیے اس فوج کا نام جیش البدال پڑ گیا' یہ فوجیں خالد بن سعید کی کمک کے لیے ان کے پاس پہنچیں' اس کے بعد بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو شام کی جنگ کے لیے ابھارنے لگے اور اس کے لیے آپ نے سخت مشقت برداشت کی۔

عمروؓ بن العاص کا امارت عمان پر تقرر:

عمرو بن العاصی کے عمان جانے سے قبل ان کو رسول اللہ ﷺ نے سعد ہذیم' عذرہ اور اس کے ملحقات جذام اور عدس وغیرہ قبائل کے صدقات کی وصولی کے لیے مامور کیا تھا جب عمرو عمان کو روانہ ہوئے تو اس وقت بھی آنحضرت ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ عمان سے واپس آؤ گے تو اس عہدے پر تمہیں کو بھیجا جائے گا۔ چنانچہ ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے وعدے کو پورا کیا اور ان کو عامل بنا کر بھیج دیا۔

عمروؓ بن العاص کو جہاد شام میں شرکت کی دعوت:

جب جنگ شام چھڑی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اس میں شرکت کی ترغیب دینے لگے تو عمرو بن العاصی کو آپ نے ایک خط لکھا جس میں یہ مضمون تحریر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو جس عہدے پر مامور فرمایا تھا اور تمہارے عمان جانے سے قبل تم سے اس کا دوبارہ وعدہ فرمایا تھا میں نے آنحضرتؐ کے وعدے کی تکمیل کے لیے تم کو اس عہدے پر بھیج دیا' اس طرح تمہارا تقرر دو مرتبہ عمل میں آیا ہے۔ اے ابوعبداللہ! میں تم کو ایک ایسے کام میں مصروف کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کے لیے بہترین ہے سوائے اس کے کہ تمہیں یہی کام پسند ہو جو اب انجام دے رہے ہو تو تمہاری مرضی۔

اس کے جواب میں عمرو بن العاصی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا کہ میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپ ہی ایسے شخص ہیں جو ان تیروں کو چلاتے اور جمع کرتے ہیں پس آپ ان میں سے ایسا تیر انتخاب کیجیے جو نہایت سخت زیادہ خوفناک اور بہترین ہو اور اس کو اس طرف چلا دیجیے جس طرف آپ کو کوئی وقت پیش آ رہی ہو۔

ولید بن عقبہ کی جہاد کے لیے طلبی:

اس مضمون کا خط ابوبکرؓ نے ولید بن عقبہ کو لکھا تھا' مگر انہوں نے اس کے جواب میں اپنی خدمات جہاد کے لیے پیش کر دیں۔ قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرو اور ولید بن عقبہ کو لکھا تھا۔ ولید قضاعہ کے نصف حصے کے صدقات کی تحصیل کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

جب ان دونوں کو آپ نے ان عہدوں پر مامور کر کے روانہ کیا تھا تو ان کی مشایعت میں کچھ دور تشریف لے گئے تھے اور دونوں کو ایک ساتھ یہ نصیحت فرمائی تھی۔ ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ من یتق اللہ یجعل له مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب و من یتق اللہ یکفر عنه سیاته و یعظم له اجرا۔ (جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لیے اللہ رہائی کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا' جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کو بڑا اجر دیتا ہے' تقویٰ ان چیزوں میں بہترین شے ہے جس کی وصیت بندگانِ خدا ایک دوسرے

کو کرتے ہیں۔تم خدا کے راستوں میں سے ایک راستے پر جا رہے ہو' لہٰذا جو امر تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا موجب ہو اس میں تمہارا غفلت' کوتاہی اور فراموشی اختیار کرنا ناقابل عفو جرم ہے' پس تمہاری طرف سے سستی اور سہل انگاری ہرگز نہ ہونی چاہیے۔

عمرو بن العاص اور خالد بن سعید کو احکامات:

ابوبکرؓ نے ان دونوں کو تحریری حکم بھیجا تھا کہ تم اپنے علاقوں میں اپنی طرف سے تحصیلداروں کا تقرر کرو اور اپنے اطراف کے لوگوں کو دعوت جہاد دو۔ چنانچہ عمرو نے بالائی قضاعہ پر عمرو بن فلان العذری کو تحصیلدار مقرر کیا تھا اور ولید نے مضافات قضاعہ پر جو دومہ سے متصل ہے۔امراء القیس کو تحصیلدار مقرر کیا تھا' نیز عمرو اور ولید نے لوگوں کو شرکت جہاد کی ترغیب دی جس کی وجہ سے بے شمار آدمی ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔اس کے بعد یہ دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احکام کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جہاد پر خطبہ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں حمد وثنا اور صلوۃ وسلام کے بعد یہ کہا کہ اے لوگو' ہر چیز کا ایک بلند معیار ہے جو شخص اس معیار کو حاصل کر لیتا ہے پس وہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے' جو شخص صرف اللہ کے لیے عمل کرتا ہے اللہ اس کے ہر کام کو پورا کرتا ہے کوشش اور قصد تمہارا فرض ہے۔قصد مؤثر ترین حربہ ہے۔یاد رکھو جس کے دل میں ایمان نہیں اس کے پاس دین بھی نہیں' قرآن کریم میں جہاد فی سبیل اللہ کا بڑا ثواب آیا ہے' مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو جہاد کے لیے وقف کر دے یہ وہ تجارت ہے کہ جس کی طرف اللہ نے خاص توجہ دلائی ہے اور اس کو رسوائی سے بچنے اور دارین کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

رضا کار مجاہدین کے دستوں کی روانگی:

اس طرح جو رضا کار مجاہدین جمع ہوئے ان میں سے بعض کو آپ نے عمرو کی ماتحتی میں دیا اور عمرو کو فلسطین کا امیر مقرر کر کے ایک خاص راستے جانے کی ہدایت کی۔اور بعض کو ولید کی ماتحتی میں دیا اور ان کو اردن جانے کے لیے لکھا ان کے علاوہ ان کے علاوہ اور رضا کاروں کے ایک بہت بڑے لشکر پر یزید بن سفیان کو امیر بنایا ان کے لشکر میں مکہ کے لوگوں میں سے سہیل بن عمرو اور ان جیسے اور ذی مرتبہ لوگ بھی شریک تھے' اور ایک اور جماعت کا امیر ابوعبیدہ بن الجراح کو بنایا اور ان کو حمص پر متعین کیا جب یہ فوج روانہ ہوئی تو یزید بن ابی سفیان اور ابوعبیدہ لوگوں کے بیچ میں پیدل چل رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ ان کی مشایعت فرما رہے تھے اور ان کو ضروری ہدایات دیتے جاتے تھے۔

خالدؓ بن سعید کی پیش قدمی:

جب ولید محاذ پر پہنچے تو خالدؓ بن سعید کو ان کی بروقت آمد سے امداد ملی نیز مسلمانوں کی وہ فوج بھی آ گئی جس کو ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کی امداد کے لیے بھیجا تھا اور وہ جیش البدال کے نام سے موسوم ہوئی تھی خالد رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کی آمد سے اطمینان ہو گیا اور ان کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اور امراء بھی فوجیں لے کر یہاں پہنچنا چاہتے ہیں۔اس لیے خالد بن سعید نے اس طمع میں کہ اس جنگ کی کامیابی کا سہرا میرے سر بندھے' دوسرے امراء کی آمد سے پہلے ہی رومیوں پر حملہ کر دیا اور اپنی پشت خالی چھوڑ دی باہان اپنے دستے

کے ساتھ ان کے سامنے سے ہٹ کر دمشق کی طرف پسپا ہو گیا' خالد دشمن کی فوج میں آگے تک گھستے گئے مرج الصفر تک جو واقوصہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے پہنچ گئے' اس وقت ان کے ہمراہ ذوالکلاع عکرمہ اور ولید بھی تھے۔

باہان کا محاصرہ:

خالد کے مرج الصفر میں پہنچتے ہی باہان کی فوجی چوکیوں نے ایک ساتھ مل کر ان کو محصور کر لیا اور ان کے راستے روک لیے' خالد کو اس کی خبر تک نہ ہوئی اس کے بعد باہان نے پیش قدمی کی ایک جگہ خالد کے لڑکے سعید بن خالد کو کچھ لوگوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں گھومتے ہوئے پالیا' باہان نے ان سب کو ختم کر دیا خالد کو اس کی خبر ہوئی تو سواروں کے ایک دستے کے ساتھ وہاں سے بھاگے ان کے ساتھ کے بعض اور لوگ بھی جن کو موقع ہاتھ آیا گھوڑوں اور اونٹوں پر فرار ہو کر اپنے لشکر سے منقطع ہو گئے' اس ہزیمت نے ذی المرۃ تک خالد کا پیچھا نہ چھوڑا مگر عکرمہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے بلکہ مسلمانوں کی مدد کرتے رہے' انہوں نے باہان اور اس کی فوج کو خالد کا تعاقب کرنے سے باز رکھا' اس وقت عکرمہ کا قیام شام کے متصل کسی مقام پر تھا۔

شرحبیل کی مدینہ میں آمد:

اسی اثناء میں شرحبیل خالد بن الولید کے پاس سے قاصد بن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تھے انہوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ جہاد پر جانے کی ترغیب دی ابوبکرؓ نے ان کو ولید کی جگہ مقرر کر دیا اور مدینہ کے باہر تک ان کو نصیحتیں کرتے ہوئے اور سمجھاتے تشریف لائے۔ شرحبیل خالد بن سعید کے پاس پہنچے تو ان کی فوج کا بیشتر حصہ شرحبیل کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ کے پاس اور لوگ جمع ہو گئے آپ نے معاویہ کو ان کا امیر بنایا اور ان کو یزید سے مل جانے کا حکم دیا۔ معاویہ روانہ ہو کر یزید سے جا ملے جب معاویہ کا گذر خالد کے پاس سے ہوا تو ان کی فوج کا بقیہ حصہ بھی معاویہ کے ساتھ ہو گیا۔

جہاد شام کے لیے مختلف فوجی دستے:

عروہ راوی ہیں کہ عمرؓ ابوبکرؓ سے خالد بن الولیدؓ اور خالدؓ بن سعید کے بارے میں کہتے رہتے تھے مگر آپ نے خالدؓ بن الولید کے متعلق ان کی رائے نہیں مانی اور کہا کہ وہ ایک تلوار ہے جس کو خدا نے کفار کے سروں پر کھینچا ہے میں اس کو نیام میں نہیں رکھوں گا اور خالد بن سعید کے متعلق جب کہ ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کی بات مان گئے' شام کی جنگ کے لیے عمرو تو معرقہ کے راستے سے گئے تھے اور ابوعبیدہ اپنے مقررہ راستے سے' اسی طرح یزید تبوکیہ کی طرف سے اور شرحبیل اپنے مقررہ راستے سے' ابوبکرؓ نے ان سب امراء کے لیے شام کے الگ الگ شہر مخصوص کر دیئے تھے اور اس خیال سے کہ رومی ان کو جنگ میں بہت مشغول کر لیں گے یہ حکم دینا مناسب سمجھا کہ جو لوگ بالائی علاقے پر متعین کیے گئے ہیں وہ اطراف سے جائیں اور جو اطراف پر متعین کیے گئے ہیں وہ بالائی علاقے سے گذریں اور جنگ میں اپنی اپنی آزاد رائے پر عمل کریں تاکہ ان میں خود اعتمادی پیدا ہو اور معاملات کو ایک دوسرے کے بھروسے پر نہ چھوڑ بیٹھیں' چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی عمل کیا۔

خالد بن سعید کو معافی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خالد بن سعید کے شکست کھانے اور ذی المرہ میں آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خالد کو لکھا کہ تم اب وہیں رہو' خدا کی قسم تمہیں مہمات میں آگے بڑھنا آتا ہے مگر بزدل اور معرکوں سے جان بچا کر بھاگنے والے ہو تم کو مہمات کو پایہ تکمیل کو

پہنچانا اور مشکلات میں صبر وضبط سے کام لینا نہیں آتا۔ بعد میں جب خالد کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی تو انہوں نے ابوبکرؓ سے معافی طلب کی' اس وقت انطل نے کہا تم میدان جنگ میں بڑے بزدل ہو' جب خالدؓ ابوبکرؓ کے پاس سے اٹھ کر گئے تو آپ نے کہا کہ خالد بن سعید کو عمرؓ اور علیؓ خوب جانتے تھے اگر میں ان کا کہنا مانتا تو خالد سے ڈرتا اور احتراز کرتا۔

ہرقل کی غیر معمولی جنگی تیاری:

امرائے اسلام اپنی فوجوں کو لے کر شام پہنچے عکرمہ ان کے پشت پناہ بنے' رومیوں کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے ہرقل کو لکھا ہرقل خود چل کر حمص آیا اور رومیوں کے لیے بڑا لشکر تیار کیا اور اس کی صف آرائی کی' چونکہ اس کے پاس فوج کافی بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی اس لیے اس نے مسلمان امراء کے مقابلے کے لیے الگ الگ امیر مقرر کیے عمرو کے مقابلے پر اپنے حقیقی بھائی تذراق کو بھیجا اس کے ساتھ نوے ہزار فوج تھی اور اس کے پیچھے ایک افسر کو ساقہ متعین کیا' اس کو بالائی فلسطین میں ثنیہ جلق پر متعین کیا' اور یزید بن ابی سفیان کے مقابلے پر جرجہ بن توذرا کو صف آرا کیا اور شرحبیل بن حسنہ کے مقابلے پر دراقص کو بھیجا اور فیقار بن نسطور کو ساٹھ ہزار فوج دے کر ابوعبید کے مقابلے پر بھیجا۔

یرموک میں جمع ہونے کا فیصلہ:

دشمن کی یہ عظیم الشان تیاری دیکھ کر مسلمانوں پر ہیبت طاری ہوگئی کیونکہ ان کی پوری فوج عکرمہ کے چھ ہزار چھوڑ کر صرف اکیس ہزار تھی سب نے گھبرا کر عمرو کے پاس خطوط اور قاصد دوڑائے اور پوچھا کہ بتلایئے اب کیا چارۂ کار ہے عمرو نے ان سب کو قاصدوں کے ذریعے یہ کہلا بھیجا کہ اب بہترین صورت یہ ہے کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ کیونکہ جمع ہونے کے بعد باوجود قلت تعداد کے تمہارا مغلوب کرنا کھیل نہیں ہے مگر تم متفرق رہے تو یاد رکھو کہ تم سے ایک متنفس ایسا باقی نہ رہے گا جو کسی آگے والے کے کام آسکے' کیونکہ ہم میں سے ہر ایک بڑی بڑی فوجیں مسلط کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ طے یہ ہوا کہ یرموک پر سب جمع ہو جائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت:

جو مضمون عمرو کے پاس لکھ کر بھیجا گیا تھا وہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھی بھیجا گیا تھا ابوبکرؓ کے پاس سے بھی ان لوگوں کو وہی ہدایت آئی' جس کا مشورہ عمرو نے دیا تھا کہ جمع ہو کر ایک لشکر بن جاؤ اور اپنی فوجوں کو مشرکوں کی فوجوں سے بھڑا دو' تم اللہ کے ساتھی ہو اللہ اس کا مددگار ہے جو اللہ کا مددگار ہے' اللہ اس کو ذلیل کرتا ہے جو اس کا انکار کرتا ہے' تم جیسے لوگ قلت تعداد کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے دس ہزار بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ اگر گناہوں کے طرفدار بن کر اٹھیں گے تو وہ دس ہزار سے ضرور مغلوب ہو جائیں گے۔ لہٰذا تم گناہوں سے محترز رہو اور یرموک میں مل کر کام کرنے کے لیے جمع ہو جاؤ' تم میں سے ہر امیر اپنی فوج کے ساتھ نماز ادا کرے۔

رومیوں کا واقوصہ میں اجتماع:

ہرقل کو مسلمانوں کے یرموک پر جمع ہونے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے پادریوں کو لکھا کہ تم رومیوں کے پاس جمع ہو جاؤ اور ان کو ایسے مقام پر فروکش کرو جس میں کافی گنجائش اور وسعت ہو اور بھاگنے والوں کے لیے راستہ تنگ ہو۔ تمہاری فوج کا سپہ سالار تذارق کو مقرر کیا جاتا ہے۔ مقدمے پر جرجہ اور میمنے اور میسرے پر باہان اور دراقص متعین کیے جائیں اور امیر حرب فیقار کو بنایا جائے

میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ باہان تمہارے عقب میں تمہاری مدد کے لیے موجود ہے' چنانچہ پادریوں نے ہرقل کے احکام کی تعمیل کی واقوصہ میں اپنی فوجوں کو فروکش کیا' واقوصہ یرموک کے کنارے پر واقع ہے' اس وادی نے ان کو خندق کا کام دیا جس کی وجہ سے وہ ایک ناقابل تسخیر گھاٹی بن گیا' باہان کی اور اس کے رفیقوں کی خواہش یہ تھی کہ رومیوں کے دل سے مسلمانوں کی دہشت نکل جائے اور وہ ان کو ہوا سمجھنا چھوڑ دیں۔

38

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جہاد شام میں شرکت:

مسلمان اپنی جائے اجتماع سے اٹھ کر رومیوں کے بالکل سامنے ان کو راستے پر ٹھہر گئے' رومیوں کے لیے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا' یہ دیکھ کر عمرو بول اٹھے' مسلمانو! مبارک ہو بخدا رومی محصور ہو گئے اب ان سے کچھ بن آنا مشکل ہے' مسلمان رومیوں کے سامنے ان کا راستہ روکے ہوئے صفر ۱۳ھ سے ربیع الاول ربیع الثانی تک پڑے رہے اور ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور نہ خود ان تک پہنچ سکے کیونکہ رومیوں کے پیچھے واقوصہ کی گھاٹی تھی اور سامنے خندق تھی' مسلمان جب کبھی ان پر بڑھتے پسپا کر دیئے جاتے۔ ربیع الاول یوں ہی ختم ہو گیا۔ ماہ صفر میں مسلمانوں نے یہاں کے واقعات کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دی تھی اور ان سے کمک طلب کی تھی' ابوبکرؓ نے خالدؓ بن الولید کو لکھا کہ تم امداد کے لیے پہنچو اور عراق پر مثنیٰ کو اپنا نائب مقرر کر جاؤ۔ چنانچہ خالد ربیع الآخر میں اسلامی لشکر سے جا ملے۔

حضرت خالدؓ اور باہان کی جنگ:

سیف کا بیان ہے کہ جب مسلمان یرموک پہنچے تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امداد کے لیے لکھا' ابوبکرؓ نے کہا کہ اس مہم کے لیے خالد کی ضرورت ہے' خالد اس وقت عراق کے والی تھے ابوبکرؓ نے خالد کو بتاکید لکھا کہ شام روانہ ہو جاؤ اور جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ خالدؓ فی الفور شام پہنچے' ادھر باہان رومیوں کی مدد کے لیے آیا اس نے اپنی فوج کے آگے آگے آفتاب پرستوں' راہبوں اور پادریوں کو متعین کیا تھا کہ یہ لوگ فوج کو جنگ کے لیے بھڑکائیں اور ان کے دلوں میں جوش پیدا کریں' اتفاق سے خالدؓ اور باہان کی آمد بیک وقت ہوئی باہان جنگ کے لیے اس انداز سے بڑھا گویا میدان اس کا ہے' خالدؓ باہان سے نپٹنے لگے اور دوسرے امراء اپنے مقابلے کے رومیوں سے لڑنے لگے' باہان نے شکست کھائی اور اس کے بعد اور رومیوں نے بھی یکے بعد دیگرے ہزیمت اٹھائی اور اپنی خندق میں گھس گئے' رومیوں نے تو باہان کی آمد کو نیک فال تصور کیا تھا اور مسلمانوں کو خالدؓ کے آنے سے خوشی ہوئی تھی' مسلمان خوب جوش سے لڑے اور مشرکین بھی زور شور سے لڑے۔

رومی سپاہ کی تعداد:

مشرکین کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی ان میں سے اسی ہزار کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور چالیس ہزار زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے' تاکہ جان دینے کے سوا بھاگنے کا خیال بھی ان کے دل میں نہ آئے اور چالیس ہزار نے خود کو اپنے عماموں سے باندھ لیا تھا' اسی ہزار سوار اور اسی ہزار پیدل تھے اور مسلمان ستائیس ہزار تو پہلے سے موجود تھے اور نو ہزار خالدؓ کے ساتھ آئے تھے جس سے ان کی مجموعی تعداد چھتیس ہزار ہو گئی تھی جمادی الاولیٰ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے اور جمادی الاخریٰ کے وسط میں اس فتح سے دس روز قبل انتقال فرما گئے۔

38

جنگِ یرموک

حضرت خالد رضی اللہ عنہ امرائے اسلام کو مشورہ:

ابوبکرؓ نے شام کے امیروں کے لیے جدا جدا شہر نامزد کیے تھے' ابوعبیدہؓ بن عبداللہ بن الجراح کے لیے حمص' یزید بن ابی سفیان کے لیے دمشق' شرحبیل بن حسنہ کے لیے اردن اور عمرو بن العاصی اور علقمہ بن مجزر کے لیے فلسطین کا تعین کیا تھا مگر علقمہ اس جنگ سے فراغت پانے کے بعد مصر چلے گئے تھے۔ جب مسلمان شام کے قریب پہنچے تو دشمنوں کا ٹڈی دل دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے' اسلیے سب کی یہ رائے قرار پائی کہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور مسلمانوں کی پوری فوج کو دشمن کی پوری فوج سے بھڑا دیا جائے خالدؓ یہ دیکھ کر کہ مسلمان امراء الگ الگ آزادرائی سے اپنی فوجوں کو لڑا رہے ہیں' ان سے کہا اے سردارو! کیا آپ ایسا مشورہ ماننے کے لیے تیار ہیں جس سے امید ہے کہ خدا دین کو سر بلند کرے گا اور آپ کے مراتب میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

خالدؓ اور عبادہ کا بیان ہے کہ شام میں ان چاروں امراء کے ساتھ ستائیس ہزار کا لشکر پہنچا' تین ہزار سپاہی خالد بن سعید کے پاس کے بھاگے ہوئے تھے جن کا امیر ابوبکرؓ نے معاویہ اور شرحبیل کو بنایا تھا اور دس ہزار عراق کی کمک کے تھے جو خالد بن الولید کے ساتھ آئے تھے' علاوہ ازیں چھ ہزار وہ تھے جو خالد بن سعید کے بعد عکرمہ کے ساتھ جمے اور پشت پناہ بنے رہے تھے' اس طرح مسلمانوں کا پورا لشکر چھیالیس ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

خودمختار مسلم امراء:

خالد کے آنے تک یہ سب امراء اپنی فوجوں کے لڑانے میں کسی ایک امیر کے تابع نہیں تھے' یرموک میں ابوعبیدہ کا لشکر عمرو بن العاصی کے پڑوس میں تھا پڑوس میں تھا اور شرحبیل کا لشکر یزید بن ابی سفیان کے لشکر کے پڑوس میں مقیم تھا' کبھی کبھی ابوعبیدہ عمرو کے ساتھ اور شرحبیل یزید کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے' مگر عمرو اور یزید ابوعبیدہ اور شرحبیل کے ساتھ کبھی نہیں پڑھتے تھے' خالدؓ نے آکر یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے لشکر کو علیحدہ ٹھہرایا اور اہل عراق کے ساتھ نماز پڑھی۔

رومیوں کی کمک:

اس وقت مسلمان رومیوں کی کمک دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے' اور رومی باہان اور اس کی فوجوں کے آنے سے خوش تھے۔ اب طرفین میں لڑائی ہوئی' رومیوں کو خدا نے شکست دی وہ اور ان کی امدادی فوج مجبوراً پسپا ہو کر خندق تک ہٹ گئی' واقوصہ ان خندقوں کی آخری حد تھی' ایک مہینے تک یہ لوگ اپنی خندقوں میں گھسے رہے' راہب' پادری اور آفتاب پرست ان کو ابھارتے اور کہتے کہ اگر آج تم نہ بڑھے تو نصرانیت کا خاتمہ ہے' اس سے رومیوں میں ایسا جوش پیدا ہوا اور وہ ایسی شدید لڑائی کے لیے میدان جنگ کی طرف بڑھے جس کی نظیر بعد کی لڑائیوں میں نہیں ملتی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا امراء سے خطاب:

مسلمانوں کو رومیوں کے میدان کی طرف آنے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آزادانہ لڑنے کا ارادہ کیا' مگر خالد نے سب

امراء کو جمع کیا اور حمد و ثنا کے بعد حسب ذیل تقریر کی:

آج کا دن خدا کے اہم ترین دنوں میں سے ہے آج کسی کو فخر اور خود رائی نہ کرنی چاہیے خلوص نیت سے جہاد کرو عمل صرف خدا کے لیے کرو، آج کی کامیابی ہمیشہ کی کامیابی ہے، ایک مرتب اور منظم لشکر سے تمہارا آزادی اور انتشار کے ساتھ لڑنا کسی طرح جائز اور موزوں نہیں اگر ان کو جو تم سے دور ہیں یہاں کی کیفیت کا ایسا ہی علم ہو جیسا کہ تم کو حاصل ہے تو وہ بھی تم کو اس طرح لڑنے کی ہرگز اجازت نہ دیں گے، جس امر میں تمہیں کوئی خاص حکم نہیں ملا ہے اس کو ایک ایسی رائے کے ساتھ انجام دو گویا وہ تمہارے والی اور اس کے خیر خواہوں کا حکم ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی رائے:

یہ سن کر ان لوگوں نے کہا بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے، خالدؓ نے کہا، ابوبکرؓ نے ہم لوگوں کو یہ خیال کر کے بھیجا تھا کہ ہم اس مہم کو با سانی سر کر لیں گے، اگر ان کو یہاں کے واقعات اور حالات کا علم ہوتا تو وہ تم کو متفرق رکھنے کے بجائے اکٹھا رکھتے، مسلمانوں کے لیے یہ موقع اس سے پہلے کے مواقع کی بہ نسبت بہت سخت ہے اور مشرکین کو چونکہ کافی مدد مل گئی ہے اس لیے ان کے حق میں سازگار ہے، میں دیکھتا ہوں کہ دنیا نے تم کو متفرق کر دیا ہے۔ اللہ اکبر تم میں سے ہر ایک شخص الگ الگ شہر کے لیے نامزد کر دیا گیا ہے، اگر تم ان سرداروں میں سے کسی ایک کے مطیع ہو جاؤ تو اس سے نہ تمہارے مراتب میں فرق آئے گا اور نہ اس کو کوئی بڑائی حاصل ہو گی کسی ایک کو اپنا امیر تسلیم کر لینے سے خدا اور خلیفہ رسول کے نزدیک تمہارا درجہ کم نہ ہو گا۔ دیکھو دشمن کی تیاری کتنی عظیم الشان ہے اگر آج ہم نے ان کو خندق میں دھکیل دیا تو پھر ہمیشہ دھکیلتے رہیں گے اور اس کے برعکس اگر آج انہوں نے ہمیں شکست دے دی تو آئندہ ہمارے پنپنے کا کوئی امکان نہیں، ہونا یہ چاہیے کہ امارت کے عہدے کو باری باری کر دیا جائے آج ہم میں سے ایک شخص امیر ہو کل دوسرا اور پرسوں تیسرا، یہاں تک کہ آپ سب کو امیر بننے کا موقع مل جائے اور آج کا امیر مجھے بنا دو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق:

چنانچہ سب نے خالد رضی اللہ عنہ کو امیر تسلیم کر لیا۔ یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ رومیوں کو آج کی یورش بھی اور دنوں کی طرح کی ہے اور ابھی یہ چپقلش اور طول کھینچے گی، مگر اب کی دفعہ رومیوں کی صف آرائی ایسی باضابطہ تھی کہ اس کی مثال اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئی تھی اس کے مقابلے میں خالدؓ نے اپنے لشکر کو جس طریقے سے مرتب کیا وہ عربوں کے لیے بالکل نیا تھا۔

اسلامی سپاہ کی نئی ترتیب:

خالدؓ نے اپنی فوج کو بہت سے دستوں میں تقسیم کر دیا جن کی تعداد چھتیس تا چالیس بیان کی جاتی ہے۔ خالدؓ نے کہا تمہارے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ اپنی کثرت پر اترایا ہوا ہے ایسی ترتیب کہ ہمارا لشکر دشمن کو بظاہر زیادہ نظر آئے، صرف یہ ہے کہ اس کے بہت سے دستے بنا دیئے جائیں۔ چنانچہ خالدؓ نے قلب کے متعدد دستے بنائے اور ان پر ابوعبیدہ کو متعین کیا اور میمنے کے متعدد دستے بنا کر ان پر شرحبیل کو متعین کیا، میسرے کے کئی دستے بنائے اور ان پر یزید بن ابی سفیان کو متعین کیا، عراق کی فوجوں کے ایک دستے پر قعقاع بن عمرو تھے، ایک دستے پر مذعور بن عدی، اور ایک دستے پر عیاض بن غنم ایک دستے پر ہاشم بن عتبہ، ایک دستے پر زیاد بن حنظلہ، اور خالد بن سعید ایک دستے میں تھے اور خالد بن سعید کے بھاگے ہوئے لوگوں کے ایک دستے پر وحید بن خلیفہ، اور ایک

دستے پر امراؤ القیس' ایک دستے پر یزید بن تحنس' ایک دستے پر ابوعبیدہ' ایک دستے پر عکرمہ' ایک دستے پر سہیل' ایک دستے پر عبدالرحمٰن بن خالد' ان کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی' ایک دستے پر حبیب بن مسلمہ' ایک دستے پر صفوان بن امیہ' ایک دستے پر سعید بن خالد' ایک دستے پر ابوالاعور بن سفیان' ایک دستے پر ابن ذی الخمار' اور میمنے کے ایک دستے پر عمارہ بن مخشی بن خویلد' ایک دستے پر شرحبیل ان کے ساتھ خالد بن سعید بھی تھے' ایک دستے پر عبداللہ بن قیس' ایک دستے پر عمرو بن عبسہ' ایک دستے پر سمط الاسود' ایک دستے پر ذوالکلاع' ایک اور پر معاویہ بن خدیج' ایک دستے پر جب بن عمرو بن حمہ' ایک دستے پر عمرو بن فلان' ایک دستے پر لقیط بن عبدالقیس بن بجرہ جو بنوفزارہ میں کے بنوظفر کے حلیف تھے اور میسرے میں ایک دستے پر یزید بن ابی سفیان' ایک دستے پر زبیر' ایک دستے پر خوشب ذوظلیم ایک دستے پر قیس بن عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن مازن بن صعصعہ جو قبیلہ ہوازن سے تھے اور بنی نجار کے حلیف تھے' ایک دستے پر عصمہ بن عبداللہ جو بنونجار کے حلیف اور بنواسد میں سے ایک دستے پر ضرار بن الازور' ایک دستے پر مسروق بن فلان' ایک دستے پر عتبہ بن ربیعہ بن بہز جو بنی عصمہ کے حلیف تھے' ایک دستے پر جاریہ بن عبداللہ الاشجعی جو بنی سلمہ کے حلیف تھے ایک دستے پر قباث تھے اور لشکر کے قاضی ابوالدرداءؓ تھے اور قصہ گو ابوسفیان بن حرب تھے اور بدرقے کے افسر قباث بن اشیم' اور سامان کے افسر عبداللہ بن مسعود تھے۔

نیز ایک روایت میں یہ ہے کہ اس لشکر کے قاری مقداد تھے' بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ سنت جاری فرما دی تھی کہ مقابلے کے وقت جہاد کی سورت یعنی سورۂ انفال تلاوت کی جائے بعد میں مسلمانوں نے اس پر ہمیشہ عمل کیا۔

ایک ہزار صحابہ کی شرکت:

عبادہ اور خالد کا بیان ہے کہ یرموک کی جنگ میں ایک ہزار صحابہ رسول اللہ ﷺ شریک تھے اور ان میں ایک سو وہ صحابہ تھے جن کو شرکت بدر کی سعادت حاصل ہو چکی تھی' ابوسفیان کچھ دور چلتے پھر دستوں کے سامنے ٹھہر جاتے اور یہ کہتے' اللہ اللہ تم حامیان عرب اور انصار اسلام ہو اور وہ حامیان روم اور انصار شرک ہیں' الٰہی یہ جنگ صرف تیرے نام کے لیے ہے' اے خدا اپنے بندوں پر اپنی مدد نازل فرما۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زخمی گھوڑا:

ایک شخص نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا او ہو رومی کتنے زیادہ ہیں اور مسلمان کتنے کم ہیں' خالد رضی اللہ عنہ نے کہا او ہو رومی کتنے کم اور مسلمان کتنے زیادہ ہیں! اس کے بعد آپ نے کہا فوجیں نصرت سے کثیر اور ناکامی سے قلیل ہوتی ہیں نہ کہ آدمیوں کی تعداد سے' اے کاش! میرے کمیت کا پاؤں اچھا ہوتا پھر چاہے دشمن تعداد میں دوگنے ہوتے' خالد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا پاؤں چلتے چلتے زخمی ہو گیا تھا۔

جنگ کا آغاز:

تمام انتظامات سے فارغ ہو کر خالدؓ نے عکرمہؓ اور قعقاع کو جو قلب کے دونوں بازوؤں پر متعین تھے جنگ کے شروع کرنے کا حکم دیا' چنانچہ ان دونوں صاحبوں نے رجزیہ اشعار پڑھ کر جنگ کو شروع کر دیا۔ جنگ کی آگ بھڑک گئی' لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور سواروں پر سوار حملے کرنے لگے۔

مدینہ کا قاصد:

یہاں یہ ہو ہی رہا تھا کہ اتنے میں مدینہ سے برید آیا' سواروں نے اس کو گھیر لیا اور پوچھا کہو کیا خبر ہے اس نے کہا کچھ نہیں خیریت ہے' تمہاری امداد کے لیے فوجیں آ رہی ہیں' مگر اصل واقعہ یہ تھا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہؓ کی امارت کا حکم لایا تھا' لوگوں نے برید کو خالدؓ کے پاس پہنچایا' اس نے خالد رضی اللہ عنہ کو چپکے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی اور فوج کے لوگوں سے جو کچھ کہا تھا اس سے بھی خالد رضی اللہ عنہ کو باخبر کر دیا' خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے بہت اچھا کیا' تم ٹھہرو' اور اس کے ہاتھ سے خط لے کر اپنے ترکش میں ڈال لیا' کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ اگر خبر لشکر کو معلوم ہو گئی تو ان میں ابتری پھیل جائے گی' محمیہ بن زنیم خالدؓ کے پاس کھڑے ہو گئے مدینہ کے قاصد یہی تھے۔

حضرت خالدؓ اور جرجہ:

جرجہ اپنی فوج سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور آواز دی' خالدؓ اپنی فوج سے نکل کر میرے پاس آئیں' خالدؓ بڑھ کر اس کے پاس پہنچے اور اپنی جگہ ابوعبیدہ کو کھڑا کر گئے' جرجہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو دونوں صفوں کے درمیان ٹھہرا لیا' دونوں اتنے قریب ہو گئے کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں کیونکہ دونوں نے ایک دوسرے کو امان دے دی تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تلوار کے متعلق سوال:

جرجہ نے کہا اے خالدؓ سچ کہنا' جھوٹ نہ بولنا' شریف جھوٹا نہیں ہوتا' اور نہ مجھے دھوکا دینا' کیونکہ کریم النفس انسان ایسے شخص کو دھوکہ نہیں دیتا جو خدا کا واسطہ دے کر آتا ہے' کیا اللہ نے تمہارے نبیؐ پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری ہے اور انہوں نے وہ تلوار تم کو دے دی ہے کہ تم جس قوم پر اس کو کھینچتے ہو وہ شکست ہی پاتی ہے خالدؓ نے کہا ایسا تو نہیں ہے جرجہ نے پوچھا پھر تمہارا نام سیف اللہ کیوں ہے۔

سیف اللہ کا لقب:

خالدؓ نے کہا اللہ نے ہم میں اپنے ایک نبی کو مبعوث کیا۔ اس نے ہم کو دعوت دی پہلے تو ہم میں سے کسی نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اس سے الگ الگ رہے' مگر کچھ عرصے کے بعد بعض لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کے پیرو ہو گئے اور بعض اس سے دور رہے اور اس کو جھٹلایا' میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس کی تکذیب کی' اس سے دور رہے اور اس سے لڑے' مگر پھر اللہ نے ہمارے دلوں اور پیشانیوں کو پکڑ لیا اور ہم کو ہدایت دی' ہم نے اس کی پیروی کی' پھر اس پیغمبرؐ خدا نے مجھ کو فرمایا کہ تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو جس کو اللہ نے مشرکین پر کھینچا ہے آپؐ نے میرے لیے نصرت کی دعا فرمائی ہے' یہی وجہ ہے کہ میں سیف اللہ مشہور ہوں اور مشرکوں کے لیے سب سے زیادہ سخت مسلمان ہوں' جرجہ نے کہا بے شک تم مجھ سے سچ سچ کہہ رہے ہو۔

جرجہ کو دعوت اسلام:

جرجہ نے پھر کہا اے خالدؓ بتلاؤ تم مجھے کن باتوں کی طرف دعوت دیتے ہو خالدؓ نے کہا میں تم کو اس امر کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں' اور اقرار کرو کہ محمدؐ جو کچھ لائے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے' جرجہ نے کہا اور جو شخص تمہاری اس بات کو نہ مانے' خالدؓ نے کہا وہ جزیہ ادا کرے ہم اس کے جان و مال کی

حفاظت کریں گے' جرجہ نے کہا اگر کوئی جزیہ بھی نہ دے' خالدؓ نے کہا ہم اس کو اعلانِ جنگ دیں گے اور اس کے بعد اس سے لڑیں گے' جرجہ نے کہا اچھا جو شخص تمہاری اس دعوت کو آج قبول کرلے اس کا درجہ کیا ہوگا' خالدؓ نے کہا' خدا تعالیٰ نے ہم پر جو فرائض عائد کیے ان کے لحاظ سے اعلیٰ' ادنیٰ اور اول' آخر سب مساوی اور ہم مرتبہ ہیں۔

جرجہ کے اسلام سے متعلق سوالات:

جرجہ نے کہا اے خالدؓ! جو شخص آج تمہارے مذہب میں داخل ہوتا ہے کیا اس کو وہی اجر وثواب ملے گا جو تم کو ملے گا خالدؓ نے کہا ہاں بلکہ ہم سے زیادہ' اس نے کہا وہ تمہارے برابر کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ تم اس سے سبقت رکھتے ہو' خالدؓ نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اسلام میں اس وقت داخل ہوئے تھے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے اس وقت بیعت کی تھی جب کہ وہ ہم میں بقید حیات تھے۔ آسمان پر سے آپؐ پر خبریں آتی تھیں آپؐ ہم کو کتابوں کی خبریں سناتے تھے اور اللہ کی نشانیاں دکھاتے تھے' ہماری طرح جس شخص نے یہ چیزیں دیکھی اور سنی ہیں اس کا تو فرض تھا کہ وہ اسلام قبول کرکے آپؐ سے بیعت کرلے مگر تم نے وہ عجیب باتیں اور وہ خدائی نشانیاں کہاں دیکھیں یا سنی ہیں جن کا ہم کو موقع ملا ہے' اس لیے تم میں سے جو شخص صداقت اور خلوص نیت سے اس دین میں داخل ہوگا وہ ہم سے افضل ہوگا۔

جرجہ کا قبول اسلام:

جرجہ نے کہا خالد رضی اللہ عنہ قسمیہ کہو کہ تم نے مجھ سے یہ سب باتیں سچ کہی ہیں' تم نے مجھے دھوکہ تو نہیں دیا اور نہ میرا دل خوش کرنا چاہا' خالدؓ نے کہا بخدا میں نے تم سے سچ کہا ہے' مجھے تمہارا یا تم میں سے کسی کا ذرا خوف نہیں ہے' خدا گواہ ہے کہ میں نے تمہارے سوالات کا جواب ٹھیک ٹھیک دیا ہے' جرجہ نے کہا میں آپ کی صداقت کو تسلیم کرتا ہوں' پھر اس نے اپنی ڈھال کو پلٹ دیا اور خالدؓ کے ساتھ چلا آیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ مجھے اسلام کی تعلیم دیجیے خالدؓ جرجہ کو اپنے ہمراہ اپنے خیمے میں لائے' اس کے اوپر مشکیزہ اونڈیل کر آپ نے اس کو غسل کرایا اس کے بعد جرجہ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

جرجہ کی شہادت:

جرجہ کو خالدؓ کے ساتھ پلٹتے دیکھ کر رومیوں نے حملہ کر دیا وہ سمجھے کہ جرجہ حملہ کرتا ہوا جا رہا ہے رومیوں نے اس حملے سے مسلمانوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا مگر مددگار دستے جن کے افسر عکرمہؓ اور حارث بن ہشام تھے اپنی جگہ جمے رہے' اس کے بعد خالدؓ اور ان کے ساتھ جرجہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس آئے' اس وقت رومی مسلمانوں کی فوج میں گھسے ہوئے تھے' خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا جس سے ان کے قدم جم گئے اور رومی اپنی جگہوں کو واپس ہوگئے' خالدؓ رومیوں پر چڑھ دوڑے' تلواروں پر تلواریں چلنے لگیں یہاں تک کہ دن چڑھنے سے لے کر غروب آفتاب تک خالدؓ اور جرجہ دشمنوں کی گردنیں اڑاتے رہے آخرکار جرجہ شہید ہوگئے' جرجہ نے بجز ان دو رکعت کے جو انہوں نے اسلام لانے کے وقت پڑھی تھی اور کوئی نماز سجدے کے ساتھ ادا نہیں کی' ظہر اور عصر کی نمازیں سب نے اشاروں سے ادا کی تھیں۔

رومیوں کی پسپائی:

رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے' خالدؓ ان کے قلب میں سواروں اور پیدلوں کے بیچ میں گھس گئے۔ دشمنوں کا یہ میدان لڑنے کے

لیے تو کافی وسیع تھا مگر بھاگنے کے لیے اس کا راستہ تنگ تھا' خالدؓ آگے بڑھ آئے تو دشمن کے سواروں کو بھاگنے کا راستہ مل گیا اور وہ بھاگ گئے اور اپنی پیدل فوج کو میدان جنگ میں چھوڑ گئے' ان بھاگنے والوں کو ان کے گھوڑے جنگل میں ادھر ادھر بھگائے لیے پھرنے لگے' اس وقت مسلمانوں نے نماز میں دیر کر دی چنانچہ فتح حاصل ہونے کے بعد نماز ادا کی۔

واقوصہ کی گھاٹی:

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر کہ رومی سوار بھاگنا چاہتے ہیں ان کو راستہ دے دیا اور مزاحم نہیں ہوئے یہ لوگ بھاگ کر مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے۔ پھر خالدؓ اور مسلمان پیدلوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو کاٹ کاٹ کر یہ حالت کر دی گویا کہ ایک عظیم الشان دیوار تھی جو منہدم ہو گئی' رومی اپنی خندق میں گھس گئے۔ خالدؓ وہاں بھی پہنچے' وہاں سے جان بچا کر رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی کی طرف رخ کیا جن لوگوں کے پاس میں بیڑیاں اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں وہ اس گھاٹی میں دھڑا دھڑ گرنے لگے بلکہ ان میں سے جو لڑنے کے لیے جم کر کھڑے رہنا چاہتے ان کو وہ لے مرتا جس کے دل پر دہشت طاری ہوتی تھی' ایک ایک کے گرنے سے دس دس کی جان پر آ بنتی تھی' ذرا دو آدمی جھکتے اور ان کے ساتھ باقی لوگ بے بس ہو جاتے' ایک لاکھ بیس ہزار رومی واقوصہ کی گھاٹی کی نذر ہوئے ان میں سے اسی ہزار پابجولاں تھے' اور چالیس ہزار کھلے ہوئے' یہ تعداد ان سواروں اور پیدلوں کے علاوہ ہے جو معرکہ میں قتل ہوئے' اس جنگ کے مال غنیمت میں سے ہر سوار کو پندرہ سو کا حصہ دیا گیا تھا۔

رومی سرداروں کا قتل:

فیقاء اور بعض دوسرے معزز رومی سرداروں نے مارے شرم اور غیرت کے اپنی ٹوپیوں سے اپنے منہ چھپا لیے اور بیٹھ گئے اور کہا آج اگر ہم نصرانیت کی حمایت کرنے اور یوم مسرت دیکھنے کے قابل نہیں ہیں تو ہم اس ذلت اور بدبختی کے دن کو بھی دیکھنا نہیں چاہتے' چنانچہ ان لوگوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

خالدؓ خندق میں داخل ہونے کے بعد تذارق کے خیمے میں جا ٹھہرے اور صبح تک اسی میں قیام کیا آپ کے سوار اس خیمے کو گھیرے رہے اور لوگ صبح تک قتل و غارت میں مصروف رہے۔

چار سو مسلمانوں کی شہادت پر بیعت:

اسی روز عکرمہ بن ابی جہلؓ نے جوش میں آ کر کہا' میں وہ شخص ہوں جس نے ہر میدان میں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی ہے' کیا آج کی لڑائی میں تم سے ڈر کر بھاگ جاؤں گا' اس کے بعد عکرمہؓ نے بلند آواز سے کہا آؤ موت کے لیے کون بیعت کرتا ہے' یہ سنتے ہی حارث بن ہشام اور ضرار بن الازور اور ان کے علاوہ چار سو ذی مرتبہ مسلمانوں اور شہ سواروں نے عکرمہؓ کے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کی' انہوں نے خالدؓ کے خیمے کے سامنے قتل کا بازار گرم کر دیا جب لڑتے لڑتے یہ لوگ زخموں سے چور ہو گئے تو میدان سے اٹھا کر لائے گئے ان میں سے اکثر مجاہد شہید ہو گئے کچھ لوگ تندرست ہوئے جن میں سے ایک ضرار بن الازور ہیں۔

عکرمہؓ بن ابی جہل کی شہادت:

جب صبح ہوئی تو لوگ عکرمہؓ کو زخمی حالت میں خالدؓ کے پاس لائے۔ خالدؓ نے ان کا سر اپنی ران پر رکھا' اس کے بعد اسی حالت میں عکرمہؓ کے بیٹے عمرو کو لائے' خالدؓ نے ان کا سر اپنی پنڈلی پر رکھا' خالدؓ ان دونوں جانباز باپ بیٹے کے منہ سے خون پونچھتے جاتے

اور ان کے حلق میں پانی کے قطرے ٹپکاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ ابن الخنۃ نے غلط کہا تھا کہ ہم لوگ حصول شہادت سے گریز کریں گے۔

جنگ یرموک میں مسلم خواتین کی شرکت:

ابوامامہ اور عبادہ بن الصامت جنگ یرموک میں شریک تھا' ابوسامہ کا بیان ہے کہ یرموک کے معرکے میں مسلمان عورتیں بھی لڑی تھیں' چنانچہ ابوسفیان کی بیٹی جویریہ تھیں ایک جماعت کے ساتھ نکل کر لڑی تھیں یہ اپنے شوہر کے ساتھ تھیں' ایک شدید لڑائی کے بعد شہید ہوگئیں' اسی روز ابوسفیان کی آنکھ میں ایک تیر آ کر لگا تھا جس کو ابوحتمہ نے ان کی آنکھ سے نکالا تھا۔

اشتر کے متعلق ارطاۃ کی روایت:

ارطاۃ بن جہیش کی روایت ہے کہ یرموک کی لڑائی میں اشتر موجود تھے یہ جنگ قادسیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے' اس روز رومیوں کی صف میں سے ایک شخص نکل کر آیا اور اس نے للکارا کون مقابلے پر آتا ہے یہ سن کر اشتر اس کے مقابلے کے لیے نکلے' دونوں نے ایک دوسرے پر وار چلائے' اشتر نے کہا یہ لے' اور میں ایادی جوان ہوں' رومی نے کہا کہ خدا نے تجھ جیسے میری قوم میں بکثرت پیدا کیے ہیں' اگر تو میری قوم سے نہ ہوتا تو میں رومیوں کے لیے تجھ کو ختم کر دیتا مگر اب میں ان کی مدد نہیں کرتا۔

زخمی مسلمان اور شہداء کی تعداد:

جنگ یرموک میں تین ہزار مسلمان زخمی اور شہید ہوئے تھے ان میں یہ لوگ بھی تھے' عکرمہ' عمرو بن عکرمہ' سلمہ بن ہشام' عمرو بن سعید' ابان بن سعید' خالد بن سعید یہ تندرست ہو گئے تھے پھر معلوم نہیں' ان کا کہاں انتقال ہوا ہے' اور جندب بن عمرو بن حمہ دوسی اور طفیل بن عمرؓ اور ضرار بن الازور یہ تندرست ہو کر زندہ رہے اور طلیب بن عمیر بن وہب جو بنو عبد بن قصیٰ سے تھے۔ اور ہبار بن سفیان اور ہشام بن العاصی۔

عمروؓ بن میمون اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خالدؓ شام کو اہل یرموک کی امداد کے لیے جا رہے تھے تو ان کو رومی علاقے کا ایک عرب ملا' اس نے کہا اے خالدؓ! رومیوں کی تعداد دو لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے اس لیے اگر ہم اپنے مددگاروں میں واپس چلے جائیں تو بہتر ہے' خالدؓ نے کہا کیا تو مجھے رومیوں سے ڈراتا ہے' خدا کی قسم! میری آرزو تو یہ ہے کہ میرے گھوڑے کا پاؤں تندرست ہو اور رومی اپنی تعداد سے دو چند ہوں' چنانچہ خدا نے رومیوں کو باوجود کثرت تعداد کے خالدؓ کے ہاتھوں شکست دی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا اعلان:

ارطاۃ بن جہیش کہتے ہیں کہ اس روز خالدؓ نے یہ کہا' تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر موت کا حکم جاری کر دیا' وہ مجھے عمرؓ سے زیادہ محبوب تھے' اور تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا دیا وہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ناپسند تھے مگر پھر مجھ سے جبراً ان کی محبت کرائی۔

ہرقل کا مشورہ:

خالدؓ بن سعید کی شکست یابی سے پہلے ہرقل حج کے لیے بیت المقدس گیا ہوا تھا ابھی وہ وہاں مقیم تھا کہ اس کو مسلمانوں کے لشکر کے قریب آنے کی اطلاع ملی' اس نے رومی سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ میری رائے میں تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو بلکہ مصالحت کر

لو' کیونکہ خدا کی قسم اگر شام کی نصف آمدنی کو ان کو دے دو اور نصف تم رکھو اور اس کے معاوضے میں روم کے تمام پہاڑ تمہارے قبضے میں رہ جائیں تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگ روم کے پہاڑوں میں تمہارے حصہ دار بن جائیں' ہرقل کی یہ بات سن کر اس کی بھائی اور داماد نے بہت ناک چڑھائی اور دوسرے حاضرین نے اس کی رائے کو ناپسند کیا۔

ہرقل کا جنگ نہ کرنے پر اصرار:

ہرقل نے یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ اس کے مشورے کے مخالف اور اس پر معترض ہیں اپنے بھائی کو مقابلے کے لیے بھیجا اور افسران فوج کا تعین کیا اور مسلمانوں کے ہر لشکر کے مقابلے کے لیے الگ لشکر روانہ کیا' اور جب مسلمانوں کے لشکر سب ایک جگہ جمع ہو گئے تو اس نے بھی اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ سب ایک وسیع اور مستحکم مقام پر پڑاؤ ڈالیں' اس لیے وہ لوگ واقوصہ میں ٹھہرے' اور خود ہرقل بیت المقدس سے حمص میں آ گیا' یہاں آ کر جب اس کو یہ اطلاع ملی کہ خالدؓ نے سویٰ پر پہنچ کر پہلے اس کے خاندان اور املاک کا خاتمہ کر دیا ہے پھر بصریٰ جا کر اس کو بھی فتح کر لیا ہے اور اس کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے تو اس نے اپنے اہل دربار سے کہا دیکھا' میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم ان لوگوں سے نہ لڑو' تم میں اس قوم سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے' ان کا دین ایک نیا دین ہے جو ان کے صبر و ثبات کو تقویت پہنچاتا رہتا ہے ان کے مقابلے میں جانا گویا موت کے منہ میں جانا ہے۔

اہل دربار کی مخالفت:

اہل دربار نے ہرقل کی یہ گفتگو سن کر کہا کہ آپ کو چاہیے کہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے جنگ کریں' لوگوں کو بزدل نہ بنائیں اور جو آپ کا فریضہ ہے اس کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کریں' ہرقل نے کہا' میری خواہش اور کیا ہو سکتی ہے میں بھی تو تمہارے مذہب کی ترقی کا دل سے شیدا ہوں۔

مسلمانوں کا وفد اور رومی سپہ سالار:

جب اسلامی فوجیں یرموک پہنچیں تو مسلمانوں نے رومیوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے سپہ سالار سے ملنا اور گفتگو کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ہمیں اس کا موقع دو اس کی اطلاع رومی سپہ سالار کو کی گئی' اس نے مسلمانوں کے وفد کو آنے کی اجازت دی' اس وفد کے ارکان حسب ذیل حضرات تھے' ابوعبیدہ' یزید بن ابوسفیان' حارث بن ہشام' ضرار بن الازور اور ابوجندل بن سہیل' اس روز بادشاہ کے بھائی کے لشکر کے بیچ میں تیس ریشمی خیمے نصب کیے گئے تھے اور ان پر تیس دیبا کے پردے آویزاں کیے گئے تھے' جب مسلمانوں کا وفد ان آراستہ خیموں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کے اندر قدم رکھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے مذہب میں ریشم کا استعمال حرام ہے تمہارے سپہ سالار کو چاہیے کہ ہم سے ملنے کے لیے باہر آئے' مجبوراً اس کو باہر کے فرش پر آنا پڑا' اس واقعے کی اطلاع ہرقل کو ہوئی تو اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا' یہ پہلی ذلت ہے' مگر شام' اے کاش! شام برباد نہ ہو' افسوس رومی منحوس بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے' رومیوں اور مسلمانوں کی مصالحت کی گفتگو ناکام رہی' ابوعبیدہ اور ان کے رفقاء واپس آ گئے اور رومیوں کو دھمکی دے کر آئے چنانچہ لڑائی ہوئی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

تذارق کی گرفتاری و قتل:

شام کے لوگوں اور بوڑھوں کا بیان ہے کہ جس روز خالدؓ امیر لشکر بنے اسی رات کو اللہ نے رومیوں کو شکست دی' مسلمان گھاٹی

کی چٹانوں پر چڑھ دوڑے اور لشکر کے مال پر قابض ہو گئے اس جنگ میں رومیوں کے بڑے ذی مرتبت لوگ بڑے بڑے سردار اور شہ سوار قتل ہوئے' ہرقل کا بھائی تذارق بھی گرفتار اور قتل ہوا' اس ہزیمت کی اطلاع ہرقل کو ہوئی وہ اس وقت حمص سے اس طرف مقیم تھا' وہ فوراً وہاں سے چل دیا اور حمص کو اپنے اور اپنی فوج کے درمیان کرلیا اور دمشق کی طرح یہاں بھی ایک شخص کو امیر بنا کر حمص میں چھوڑ گیا' شکست دینے کے بعد مسلمان سواروں کے دستوں نے رومیوں کا دور تک تعاقب کیا' جب منصب امارت ابوعبیدہؓ کو ملا تو انہوں نے کوچ کا حکم دیا' مسلمان رومیوں کا پیچھا کرتے ہوئے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مرج الصفر میں اپنی فوج کو ٹھہرایا۔

ابوامامہ کی طلایہ گردی کی مہم:

ابوامامہ کہتے ہیں کہ مرج الصفر میں پہنچ کر مجھ کو طلایہ گردی کے لیے روانہ کیا گیا میرے ساتھ دو سوار اور تھے' میں غوطہ پہنچا اور اس کے مکانوں اور درختوں کے درمیان پھر کر حالات معلوم کرتا رہا' میرے ایک رفیق نے کہا' جہاں تک کا تم کو حکم دیا گیا تھا وہاں تک پہنچ چکے ہو اب واپس چلو اور ہماری جانیں نہ گنواؤ' میں نے اس سے کہا اچھا تم صبح تک یا میری واپسی تک یہیں ٹھہرو اور میں آگے چلا یہاں تک کہ شہر پناہ کے دروازے تک پہنچ گیا وہاں مجھے ایک شخص بھی باہر پھرتا ہوا نظر نہیں آیا' میں نے اپنے گھوڑے کی لگام نکالی اور توبرا اس کے منہ میں لٹکا دیا اور اپنے نیزے کو زمین میں گاڑ دیا اس کے بعد اپنا سر رکھ کر سو گیا۔ جب دروازہ کھولنے کے لیے کنجی کو حرکت دی گئی اس وقت میں بیدار ہوا' میں اٹھا' صبح کی نماز ادا کی' پھر گھوڑے پر سوار ہوا' اس کے بعد دربان پر نیزنے سے حملہ کر کے اس کا کام تمام کیا اور وہاں سے جلدی سے واپس ہو گیا' اندر کے لوگ مجھے پکڑنے کے لیے نکلے مگر اس ڈر سے کہ مبادا میرا کوئی ساتھی کمین میں بیٹھا ہو' مجھ سے الگ الگ رہے' اتنی دیر میں میں اپنے اس رفیق کے پاس پہنچ گیا جس کو وہاں کھڑا کر آیا تھا' جب ان لوگوں نے اس کو دیکھا تو کہا ہاں اس کا کمین وہ ہے' اب وہ اپنے کمین کے پاس پہنچ گیا' پھر وہ لوگ واپس ہو گئے۔ اس کے بعد میں اور میرا ساتھی چل کر اپنے پہلے ساتھی کے پاس پہنچے اور وہاں سے روانہ ہو کر ہم مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گئے۔

ابوعبیدہؓ نے ارادہ کرلیا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور ان کا حکم آنے تک یہاں سے نہیں ہلوں گا چنانچہ جب حکم آ گیا تو وہاں انہوں نے کوچ کیا اور دمشق پر آ کر اترے اور یرموک میں بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو فوج کا ایک دستہ دے کر چھوڑ آئے۔

قباث کا اپنے استاد کے متعلق بیان:

قباث کہتے ہیں کہ فتح یرموک کی اطلاع لے جانے والے وفد میں جو مدینہ جا رہا تھا' میں بھی شریک تھا اس جنگ میں ہم لوگوں کو بہت کافی مال غنیمت ملا تھا' اس سفر میں ہمارا رہبر ہم کو ایک ایسے شخص کے چشمے پر لے گیا جس کی زمانہ جاہلیت میں میں نے شاگردی کی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں بڑا ہو گیا اور مجھ کو یہ احساس ہوا کہ اپنے لیے کچھ کمانا چاہیے تو بعض لوگوں نے مجھے اس شخص کا پتہ دیا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا اس نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے پاس چلے آئے' میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ عرب کے شیروں میں سے ایک شیر تھا اس کے کھانے کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن میں اونٹ کا پٹھا مع کھال کے چٹ کر جاتا تھا اور پٹھے کے علاوہ اتنا ہی اور گوشت کھا جاتا تھا صرف اتنا باقی چھوڑتا کہ جس سے میرا پیٹ بھر جائے۔ جب وہ کسی قبیلے پر غارت گری کے لیے جاتا تو مجھ کو قریب چھوڑ دیتا اور کہتا کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس سے یہ رجز گاتا ہوا گزرے تو تم سمجھ جانا کہ وہ

ہیں ہوں اور میرے ساتھ مل جانا' اس طرح ایک عرصہ تک میں اس کے ساتھ رہا اس نے میرے لیے کافی مال جمع کر دیا۔ وہ مال لے کر میں اپنے گھر آیا وہ میری پہلی کمائی تھی اس کے بعد میں اپنی قوم کا سردار ہو گیا اور عرب کے بڑے لوگوں میں میرا شمار ہونے لگا۔

قباث کی استاد سے ملاقات:

جب ہمارا رہبر ہم کو اس چشمے پر لایا تو میں نے اس جگہ کو پہچان لیا۔ میں نے لوگوں سے اس شخص کا مکان دریافت کیا' انہوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے اس کے بعد مجھے اس کا پتا مل گیا میں اس کے لڑکوں کے پاس پہنچا جو میرے بعد پیدا ہوئے ہوں گے ان سے میں نے اپنا واقعہ بیان کیا' لڑکوں نے کہا کہ آپ کل صبح کو آیئے کیونکہ صبح کے وقت اس کی حالت ذرا اس قابل ہوتی ہے کہ آپ اس سے مل سکیں' چنانچہ میں صبح کو اس کے پاس گیا' اس کے لڑکوں نے اس کو اس کی کھول سے باہر نکالا اور مجھ سے ملاقات کرانے کے لیے اس کو بٹھایا' دیر تک میں اس کو پچھلے واقعات یاد دلاتا رہا' آخر اس کو یاد آ گیا اور شوق سے سننے لگا اور سن سن کر مزے لے لے کر جھومنے لگا اور مجھ سے کہتا رہا اور سناؤ' ہم دونوں دیر تک بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ اس کے لڑکوں کو اب ہمارا بیٹھنا گراں گزرنے لگا۔ اس لیے انہوں نے اس کو کسی ایسی چیز سے جس سے وہ ڈرنے لگا تھا ڈرایا' تاکہ وہ اپنے غار میں گھس جائے یہ بات اس کی عقل میں آ گئی اور مجھ سے کہا کہ اس زمانے میں میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا' میں نے کہا بے شک اس کے بعد میں نے اس کو اس کے سب گھر والوں کو کچھ دے کر ان کے ساتھ کچھ سلوک کیا اور پھر چلا آیا۔

مروان بن حکم کا قباث سے استفسار:

مروان بن الحکم نے قباث سے سوال کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ؟ قباث نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں مگر میں آپؐ سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ مروان نے پوچھا تمہیں سب سے زیادہ پرانی کیا بات یاد ہے قباث نے کہا کہ ہاتھی کی لیدڑیاں ایک سال تک' پھر پوچھا تم نے عجیب ترین چیز کیا دیکھی ہے قباث نے کہا قبیلہ قضاعہ کا ایک شخص دیکھا ہے جب میں جوان ہو گیا اور کچھ کمانے کا خیال ہوا تو مجھ کو ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کے ساتھ رہ کر میں لوٹ مار کیا کروں' مجھے لوگوں نے اس کا پتہ دیا' اور وہی قصہ مروان کو سنایا جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

یزید بن ابی سفیان کی روانگی تبوکیہ:

صالح بن کیسان کی روایت ہے کہ جب اسلامی فوج روانہ ہوئی اس وقت ابوبکرؓ یزید بن ابی سفیان کو نصیحتیں کرتے ہوئے مدینہ سے باہر تک آئے تھے' یزید گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے۔ نصیحتوں سے فارغ ہو کر آپ نے یزید سے کہا' السلام علیکم' اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں' یہ کہہ کر ابوبکرؓ واپس ہو گئے اور یزید روانہ ہو کر تبوکیہ پہنچے۔ ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ گئے اور ان کی امداد کے لیے چوتھائی فوج کے افسر ہو کر ابوعبیدہ بن الجراح روانہ ہوئے ان تینوں نے ایک ہی راستہ اختیار کیا تھا ان کے بعد عمرو بن العاص روانہ ہوئے وہ عمر العربات میں جا کر اترے ان کے مقابلے پر رومیوں کی ستر ہزار فوج فلسطین کے بالائی علاقے میں شنیہ جلق میں آ کر ٹھہری اس کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا' عمرو بن العاص نے فوراً ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رومیوں کی عظیم الشان تیاری سے مطلع کیا اور امداد طلب کی' اسی اثناء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ خالد بن سعید بن العاصی جو اس وقت علاقہ شام میں مرج الصفر میں تھے پانی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے کہ رومی دیہاتیوں نے ان کو گھیر کر قتل کر دیا۔

شرحبیل بن حسنہ کی روانگی:

مگر علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ یزید بن ابی سفیان کی شام کو روانگی کے کئی روز بعد ابوبکرؓ نے شرحبیل بن حسنہ کو روانہ کیا تھا۔ اور وہ شرحبیل بن عبداللہ ابن المطاع بن عمرو قبیلہ کندہ یا بقول بعض ازد سے تھے وہ سات ہزار فوج لے کر گئے تھے۔ ان کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح سات ہزار فوج لے کر گئے۔ یزید نے بلقاء میں قیام کیا اور شرحبیل نے اردن میں اور بعض کا قول ہے کہ بصریٰ میں' اور ابوعبیدہ بابیہ میں ٹھہرے پھر ان سب کی امداد کے لیے ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص کو بھیجا اور وہ عمر العربات میں جا کر مقیم ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگے' لوگ مدینہ میں آتے تھے اور آپ ان کو شام کی طرف بھیجتے رہتے تھے' ان میں سے بعض لوگ ابوعبیدہ کی فوج میں شریک ہو جاتے اور بعض یزید کی فوج میں' اس کا ان کو اختیار تھا۔

علاقہ شام کی پہلی صلح:

سب سے پہلی صلح جو علاقہ شام میں ہوئی وہ مآب کی تھی' مآب کوئی شہر نہیں تھا بلکہ ایک خیموں کی بستی تھی بلقاء سے اس کا تعلق تھا اس پر سے ابوعبیدہ کا گزر ہوا تھا۔ پہلے تو وہاں کے لوگوں نے ابوعبیدہ سے جنگ کی مگر پھر صلح کے خواستگار ہوئے۔ چنانچہ ابوعبیدہ نے ان سے صلح کر لی۔

مرج الصفر کا واقعہ:

رومی فلسطین کے علاقے میں عربہ پر بہت بڑی تعداد میں جمع ہوئے' یزید نے ان کے مقابلے پر ابوامامہ الباہلی کو بھیجا انہوں نے رومیوں کی اس جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا' کہتے ہیں کہ سریہ اسامہ کے بعد شام میں پہلی جنگ عربہ پر ہوئی تھی' اس کے بعد رومی الدشنہ پہنچے اس کو الداثن بھی کہتے ہیں ابوامامہ الباہلی نے وہاں ان کو شکست دی اور ان کے ایک پادری کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد مرج الصفر کا واقعہ پیش آیا جس میں اور نجار چار ہزار دیہاتیوں کو لے کر خالدؓ پر حملہ آور ہوا جس سے خالدؓ اور کچھ مسلمان شہید ہو گئے' ایک روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس لڑائی میں خالدؓ کے ایک لڑکے شہید ہوئے تھے اور خالدؓ یہ خبر سن کر میدان جنگ سے ہٹ گئے تھے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی فتوحات:

اس کے بعد ابوبکرؓ نے شام کے جملہ امراء پر خالد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ خالدؓ حیرہ سے ربیع الآخر ۱۳ ہجری میں آٹھ سو یا بقول بعض پانچ سو کی جمعیت لے کر روانہ ہوئے اور حیرہ پر اپنے بجائے مثنیٰ بن الحارثہ کو چھوڑ گئے' صندوداء میں خالد رضی اللہ عنہ کا دشمن سے مقابلہ ہوا' خالدؓ ان پر فتح یاب ہوئے وہاں آپ نے ابن حرام الانصاری کو چھوڑا' اس کے بعد مصیخ اور حصید پر ایک جماعت سے مقابلہ ہوا' اس کا سردار ربیعہ بن بجیر تغلبی تھا خالدؓ نے ان کو بھی شکست دی اور لونڈی غلام بنائے اور مال غنیمت حاصل کیا' پھر قراقر ہوتے ہوئے سوئی پہنچے اور اہل سوئی پر چھاپہ مار کر ان کا مال لوٹ لیا اور جرقوص بن النعمان البہرانی کو قتل کر دیا' پھر آپ اُرک آئے۔ یہاں کے لوگوں نے آپ سے صلح کر لی اس کے بعد تدمر آئے' یہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے بعد میں انہوں نے صلح کر لی پھر آپ القریتین پہنچے وہاں والوں سے لڑائی ہوئی خالدؓ فتح یاب ہوئے اور مال غنیمت حاصل کیا اس کے بعد آپ حوارین آئے' وہاں والوں سے بھی جنگ ہوئی جس میں آپ نے ان کو شکست دی' لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا پھر آپ قصم آئے وہاں بنو مشجعم نے جو قضاعہ سے تھے

آپ سے صلح کر لی' وہاں سے چل کر آپ مرج راہط آئے اور قبیلہ غسان پر ٹھیک ان کی فصح کی عید (ایسٹر) کے دن ان پر چھاپہ مارا' ان کے مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈیاں بنایا پھر آپ نے بسر بن ارطاۃ اور حبیب بن مسلمہ کو غوطہ کی طرف بھیجا یہ دونوں ایک کنیسہ پر پہنچے اور اس میں کے سب مرد عورت گرفتار کر لیے اور بچوں کو خالدؓ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت خالدؓ کے نام تنبیہ آمیز فرمان:

اسی اثناء میں خالدؓ کے پاس جب وہ حج کر کے حیرہ کو واپس ہو رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا کہ تم یہاں سے یرموک جا کر مسلمانوں کی فوج کے پاس پہنچو کیونکہ اب تک وہ دشمنوں کو اور دشمن ان کو دق کر رہے ہیں' اور یہ حرکت جو تم نے اب کی ہے آئندہ نہ ہونی چاہیے' یہ محض خدا کا فضل ہے کہ تمہاری طرح دشمن پر کوئی اور شخص قابو نہیں پاتا اور نہ تمہاری طرح کوئی شخص دشمن کے نرغے سے صحیح سلامت نکالتا ہے' میں تم کو تمہاری حسن نیت اور کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں' تم اس مہم کو پایہ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا' مگر تمہارے دل میں خود پسندی پیدا نہ ہونی چاہیے یہ خسارے اور رسوائی کا باعث ہوتی ہے' اور نہ تمہیں اپنے کسی عمل پر نازاں ہونا چاہیے' کیونکہ لطف و عنایت وہ کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں اعمال کی جزا ہے۔

عراق کی جنگوں کی اہمیت:

ہثیم البکائی کا بیان ہے کہ اہل کوفہ میں سے جو لوگ ان لڑائیوں میں کام کر چکے تھے جب ان کو معاویہ کی طرف سے کوئی شکایت پیدا ہوتی تو وہ معاویہ کو دھمکاتے تھے اور کہتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ذات السلاسل والے ہیں' یہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر الفراض تک کی لڑائیوں کے مقابلے میں بعد کی لڑائیوں کا تذکرہ بہت حقارت سے کرتے تھے۔

ابنؓ خالد بن سعید کی شہادت:

جب ابوبکرؓ نے خالد بن الولید کو عراق بھیجا تھا اسی وقت خالد بن سعید بن العاصی کو شام روانہ کیا تھا اور دونوں کو ایک طرح کی ہدایات دی تھیں' خالد بن سعید شام پہنچے وہاں انہوں نے دشمن پر حملہ نہیں کیا بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرتے رہے' یہ دیکھ کر رومیوں کے دل میں خالد رضی اللہ عنہ کی ہیبت پیدا ہو گئی اور ان کے مقابلے سے ہٹ گئے' اس موقع پر خالدؓ نے ابوبکرؓ کی ہدایت کے مطابق صبر سے کام نہیں لیا بلکہ دشمن کی طرف بڑھ گئے رومیوں نے سامنے سے ہٹ کر خالد رضی اللہ عنہ کو راستہ دیتے دیتے صفر میں پہنچا دیا اور جب خالدؓ وہاں پہنچ کر بے فکر ہو گئے تو رومی ان کی طرف بڑھے اتفاق سے ان کو خالدؓ کے ایک لڑکے جو بارش سے بچ کر کہیں بیٹھے ہوئے تھے مل گئے' رومیوں نے ان کو اور ان کے چند رفیقوں کو قتل کر دیا' اس کی اطلاع خالد رضی اللہ عنہ کو ہوئی' خالدؓ وہاں سے نکل کر بھاگے تاکہ صحرا میں کہیں ٹھہریں' اس کے بعد رومی یرموک کی طرف گئے اور وہاں قیام کیا' رومیوں نے کہا خدا کی قسم' ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایسا پریشان کریں گے کہ وہ ہمارے ملک میں اپنے سواروں کا بھیجنا بھول جائیں' خالدؓ بن سعید نے ان واقعات سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا۔

رومی حملوں کا استیصال:

ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص کو لکھا وہ اس وقت قضاعہ میں تھے کہ یرموک پہنچ جاؤ انہوں نے اس کی تعمیل کی نیز ابوبکرؓ نے ابوعبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابی سفیان کو بھی روانہ کیا' ان دونوں کو آپ نے غارت گری کا حکم دیا اور یہ ہدایت کہ جب تک عقب محفوظ نہ

ہو دشمن کے علاقے میں آگے نہ بڑھنا' شرحبیل بن حسنہ خالدؓ کے پاس سے کسی فتح کی خوشخبری لے کر آئے تھے' ابوبکرؓ نے ان کو بھی ایک فوج دے کر شام کو روانہ کر دیا' ان فوجوں کے ہر امیر کے لیے ابوبکرؓ نے الگ الگ علاقے نامزد کر دیئے تھے' جب یہ لوگ یرموک پہنچے اور رومیوں نے ان کا اجتماع دیکھا تو اپنی کرتوت پر بہت نادم ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دھمکیاں دینا بھول گئے' کچھ عرصے تک رومی اور مسلمان ایک دوسرے کو پریشان اور دق کرتے رہے مگر بعد میں رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی میں قیام کیا۔

ابوبکرؓ نے کہا میں خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں رومیوں کے دماغ سے شیطانی وسوسے نکال دوں گا۔ اور آپ نے خالد رضی اللہ عنہ کو وہ خط لکھا جو اس کے قبل مذکور ہو چکا ہے اور یہ حکم دیا کہ عراق پر مثنیٰ بن الحارثہ کو نصف فوجیں دے کر اپنا نائب بنا جاؤ اور جب خدا تعالیٰ شام کو مسلمانوں کے لیے فتح کرا دے تم عراق کی حکومت پر واپس آ جانا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا رومیوں کے عقب میں پہنچنے کا فیصلہ:

خالد رضی اللہ عنہ نے ان مجاہدوں کو جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے انعامات دینے کے بعد باقی خمس عمر بن سعید انصاری کے ذریعے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا اور اپنے شام کو روانہ ہونے کی اطلاع بھی دے دی۔ اور رہبروں کو ساتھ لے کر حیرہ سے رومہ کی طرف چلے پھر صحرا میں قراقر تک گئے اس کے بعد کہا یہاں سے مجھ کو ایسا راستہ ملنا چاہیے جس سے میں رومیوں کے عقب میں پہنچوں کیونکہ اگر میں ان کے سامنے سے گیا تو وہ مجھ کو روک لیں گے' اور مسلمانوں کی امداد نہ کرنے دیں گے۔ رہبروں نے کہا ایسا راستہ صرف ایک ہے مگر وہ فوجوں کے گزرنے کے قابل نہیں ہے البتہ تنہا ایک سوار جا سکتا ہے۔ آپ ہم کو مصیبت میں مبتلا نہ کریں مگر خالدؓ اسی راستے سے جانے پر اڑ گئے' کوئی رہبری پر آمادہ نہ ہوتا تھا' آخر کار رافع بن عمیر ڈرتے ڈرتے رہنمائی پر تیار ہوئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مجاہدین سے خطاب:

خالدؓ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور کہا تم میں اختلاف اور ضعف ایمان پیدا نہ ہونا چاہیے' یاد رکھو خدا کی طرف سے مدد بقدر نیت آتی ہے اور اجر بقدر خلوص ملتا ہے' مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی دشواری میں گرفتار ہو کر پریشان ہو جائے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے' اس کے جواب میں لوگوں نے کہا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ اللہ نے کامیابی اور بہتری تمہارے لیے جمع کر دی ہے لہٰذا تم جو چاہتے ہو کرو' ہم تمہارے ساتھ ہیں سب نے اپنے دلوں میں وہی نیت' خلوص اور جذبہ پیدا کر لیا جو خالدؓ کے دل میں موجزن تھا۔

مجاہدین کی سویٰ کو روانگی:

وہ لوگ خالدؓ کے حکم سے پانچ دن کے لیے سیراب ہو گئے آپ نے ہر سوار کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے کو جتنا پانی پیئے پلا دو نیز ہر قائد نے یہ کیا کہ بقدر ضرورت بڑی بڑی اونٹنیوں کو پہلے پیاسا کیا اور پھر ان کو خوب پانی پلا لیا اور پھر پلایا' اس کے بعد ان کے کان خوب مضبوطی سے باندھ کر بند کر دیئے اور ان کی دمیں کھول دیں پھر یہ لوگ سوار ہو کر قراقر سے سویٰ کی طرف روانہ ہوئے' سویٰ کا دوسری طرف کا علاقہ شام سے متصل تھا' ایک دن سفر کرنے کے لیے دس اونٹنیوں کے پیٹ چاک کیے اور ان کے معدوں میں سے جو کچھ دودھ پانی نکلا' اس سب کو آمیز کر کے گھوڑوں کو پلا دیا اور اپنے ہونٹ بھی پانی سے تر کر لیے چار دن تک اسی ترکیب سے سفر کیا' محرز بن حریش المحاربی نے خالدؓ سے کہا آپ صبح کے تارے کو اپنی دائیں ابرو کی سیدھ میں رکھ کر چلتے رہیں وہ آپ کو سویٰ پہنچا دے گا

چنانچہ یہ ترکیب سب سے بہتر رہنما ثابت ہوئی۔

پانی کی تلاش:

سوئی پہنچ کر خالد رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گرمی کی شدت سے مسلمان پست ہمت نہ ہو جائیں آپ نے کہا اے رافع اب تمہارے پاس کیا خبر ہے' رافع نے کہا عمدہ خبر ہے آپ نے سیرابی کو پالیا اب آپ پانی پر ہیں یہ کہہ کر رافع نے لوگوں کی ہمت بڑھائی حالانکہ وہ خود متحیر تھے اوران کی آنکھیں چندھیارہی تھیں' رافع نے کہا لوگو دیکھو یہاں کہیں دو پستان نما ٹیلے تلاش کرو' لوگوں نے وہ ٹیلے پائے اور کہا وہ ٹیلے تو یہ ہیں' رافع ان کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور کہا دائیں طرف اور بائیں طرف ایک جھاڑی تلاش کرو جو آدمی کے سرین کی مانند ہے' لوگوں نے ڈھونڈا تو اس کی جڑ ملی' انہوں نے کہا یہاں جڑ تو موجود ہے مگر جھاڑی کا کہیں پتہ نہیں' رافع نے کہا یہاں جس جگہ تم چاہو کھودڈالو انہوں نے کھودا تو ایک جگہ سے پانی رس رس کر نکلنے لگا' رافع نے کہا اے امیر میں اس پانی پر تیس سال کے بعد آیا ہوں' بچپن میں صرف ایک مرتبہ یہاں اپنے والد کے ساتھ آیا تھا جب مسلمان پانی پی کر تازہ دم ہو گئے تو انہوں نے دشمنوں پر چھاپہ مارا' ان لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی فوج ان تک رسائی پا سکے گی۔

مجاہدین کا مصیخ پر حملہ:

ظفر بن دہی کہتے ہیں کہ خالدؓ نے ہم لوگوں کو ساتھ لے کر سوئی سے روانہ ہو کر قبیلہ بہراء کی بستی مصیخ پر چھاپہ مارا تھا یہ مقام قصوانی کے علاقے میں ایک چشمہ ہے' جب صبح کے وقت خالدؓ نے مصیخ اور النمر پر چھاپہ مارا' اس وقت وہ لوگ بالکل بے خبر تھے ایک جگہ ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی' شراب کا دورہ چل رہا تھا اور ساقی یہ راگ الاپ رہا تھا الاصبحانی قبل جیش ابو بکر. دوستو! مجھ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوج کی آمد سے پہلے صبح کی شراب پلا کر مست کر دو۔ ظفر کہتے ہیں کہ میں نے اس ساقی کی گردن اڑا دی اور اس کا خون اس کی شراب میں مل گیا۔

سوئی پر فوج کشی:

قبیلۂ غسان کو خالد رضی اللہ عنہ کی سوئی پر چڑھائی اور اس کی بربادی نیز مصیخ بہراء پر غارت گری اور اس کی تباہی کا علم ہوا تو وہ لوگ مرج راہط میں جمع ہو گئے' خالد رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چل گیا' ادھر خالدؓ رومیوں کی سرحدی چوکیوں اور فوجوں کو جو عراق سے ملحق تھیں پیچھے چھوڑ کر ان کے اور یرموک کے درمیانی علاقے میں آ گئے تھے اس لیے آپ نے ان پر چڑھائی کر دی' آپ بہراء کے لونڈی غلاموں کو لے کر سوئی واپس آ گئے تھے۔ اب وہاں سے چل کر راستے میں ''رمانتین علمین'' میں اترے اس کے بعد اکشب میں اترے وہاں سے دمشق کی طرف چل کر مرج الصفر میں پہنچے' یہاں غسانیوں سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی ان کا سردار حارث بن ایہم تھا خالدؓ نے ان کے لشکر اور اہل وعیال کا خاتمہ کر دیا مرج میں آپ نے کئی روز قیام کیا۔ یہاں سے مال غنیمت کا خمس بلال بن الحارث المزنی کے ذریعے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا' مرج سے روانہ ہو کر خالدؓ قناۃ بصریٰ پہنچے' مرج علاقہ شام کا پہلا شہر تھا جو خالدؓ اور ان کی عراقی فوجوں کے ہاتھوں سے فتح ہوا تھا اس کے بعد آپ واقوصہ میں اپنی نو ہزار کی جمعیت کے ساتھ مسلمانوں کی فوجوں میں جا ملے۔

مثنیٰ بن حارثہ کی جانشینی:

سیف سے مروی ہے کہ جب خالدؓ حج سے واپس آئے' ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط ملا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ نصف

تمہارے مقابلے کے لیے اہل فارس کے اراذل وانفار کی فوج بھیج رہا ہوں' یہ لوگ مرغیاں اور خنزیر پالنے والے ہیں میں تمہیں انھی لوگوں کے ہاتھوں سے قتل کراؤں گا۔

مثنیٰ کا شہر براز کو جواب:

مثنیٰ نے اس خط کا یہ جواب دیا' یہ خط مثنیٰ کی طرف سے شہر براز کے نام لکھا جاتا ہے' تم دو حال سے خالی نہیں یا تو جو تم نے لکھا ہے' وہی تمہارا اصلی منشاء ہے تو اس میں تمہارے لیے برائی اور ہمارے لیے بھلائی ہے' یا جھوٹے ہو' مگر یاد رکھو کہ اگر بادشاہ جھوٹا ہوتا ہے تو وہ سب سے زیادہ مستوجب سزا اور خدا اور اس کے بندوں کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے تمہارے خط کے مفہوم سے ہم نے پتہ چلا لیا ہے کہ تم ان کمینوں اور نفروں سے کام لینے پر مجبور ہو گئے ہو' لہٰذا ہم اس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے تمہارے کید و مکر کو بکریاں اور مرغیاں پالنے والوں تک پہنچا دیا۔ مثنیٰ کا یہ جواب پڑھ کر اہل فارس حواس باختہ ہو گئے اور کہنے لگے' شہر براز ایک منحوس اور ذلیل مقام کی پیداوار ہے' (وہ میسان میں رہا کرتا تھا' بعض مقامات کا قیام اپنے باشندوں کے لیے باعث اہانت ہوتا ہے) انہوں نے کہا کہ آپ نے اپنی تحریر سے دشمن کو ہم پر جری بنا دیا ہے' آئندہ جب کبھی آپ کسی کو خط لکھیں تو اس کے متعلق ہم سے مشورہ کر لیا کریں۔

جنگ بابل:

بابل پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے راستے کے قریبی کنڈ کے پاس شدت کی لڑائی ہوئی مثنیٰ اور ان کے ساتھ چند اور لوگوں نے ہاتھی پر حملہ کیا' ہاتھی مسلمانوں کی صفوں اور دستوں میں گھس کر انتشار پیدا کر رہا تھا' یہ لوگ اس کے مارنے میں کامیاب ہو گئے۔ اہل فارس نے شکست کھائی' مسلمان ان کا تعاقب کرتے اور مارتے مارتے ان کی فوجی چوکیوں سے بھی آگے بڑھ گئے اور پھر انہی چوکیوں میں آ کر مقیم ہو گئے' تعاقب کرنے والے دستے دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے مدائن تک پہنچ گئے۔

ہرمز کی شکست:

یہاں تو ہرمز جاذویہ کو شکست ہوئی اور ادھر شہر براز کا انتقال ہو گیا' جس سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو گیا سواد کا وہ تمام علاقہ جو دجلہ اور برنس سے اس طرف واقع تھا مثنیٰ اور مسلمانوں کے قبضے میں رہ گیا۔

آزرمیدخت کی جانشینی:

اس کے بعد اہل فارس نے اتفاق کر کے شہر براز کے بعد کسریٰ کی لڑکی دخت زنان کو تخت نشین کیا مگر اس سے انتظام سلطنت نہ سنبھل سکا اس لیے اس کو معزول کر کے سابور بن شہر براز کو بادشاہ بنایا' اس کا مدار المہام فرخ زاد بن بندوان بنا اور اس نے سابور سے کہا کہ کسریٰ کی بیٹی آزرمیدخت کو میرے نکاح میں دے دو' سابور نے فرخ زاد کی درخواست منظور کی اور آزرمیدخت کا نکاح فرخ زاد سے کر دیا' اس پر آزرمیدخت بہت غضب ناک ہوئی اور کہا اے ابن عم کیا تم میرا نکاح میرے غلام سے کرتے ہو' اس نے کہا تمہیں ایسی بات کہنے سے شرمانا چاہیے آئندہ کبھی نہ کہنا' وہ تمہارا شوہر ہے' آزرمیدخت نے سیادخش کو بلایا وہ بڑا قاتل عجمی تھا اور اس سے اپنے معاملے کی خطرناک صورت حال بیان کی اس نے کہا اگر آپ کو یہ بات ناپسند ہے تو اب اپنی ناراضی کا اظہار نہ کیجیے اور اس کو اپنے پاس آنے کے لیے کہلا بھیجیے۔ میں اس سے نبٹ لوں گا چنانچہ آزرمیدخت نے ایسا ہی کیا اور سابور نے فرخ زاد کو بلا بھیجا ادھر سیادخش تیار ہو گیا جب شب عروسی آئی اور فرخ زاد اندر داخل ہوا' سیادخش نے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے ساتھ

والوں کو بھی قتل کر دیا' اس سے فارغ ہو کر آزرمیدخت کو سابور کے پاس لے گیا وہ سابور کے پاس اندر پہنچی تو یہ لوگ بھی گھس گئے اور انہوں نے سابور کو قتل کر دیا' اس کے بعد آزرمیدخت تخت پر بٹھائی گئی۔

مثنیٰ کی روانگی مدینہ:

اہل فارس ان داخلی امور میں مصروف رہے اور مسلمانوں کے پاس' ابوبکرؓ کے پاس سے اطلاعات وصول ہونے میں تاخیر ہو رہی تھی اس لیے مثنیٰ نے فوج پر بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب بنایا اور ان کی چوکی پر سعید بن المرۃ العجلی کو مقرر کیا اور خود ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے تاکہ محاذ جنگ اور مسلمانوں اور کافروں کے حالات سے ان کو باخبر کر دیں اور مزید اعانت کے لیے ان سے یہ درخواست کریں کہ مرتد ہونے والے لوگوں میں سے جن کی ندامت اور توبہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور وہ جنگی خدمات ادا کرنے کے خواہاں ہیں' ان کو شرکت جہاد کی اجازت عطاء فرمائی جائے نیز اس سے بھی ان کو مطلع کر دیں کہ مہاجرین کی امداد اور اہل فارس سے جنگ کرنے کے لیے وہ لوگ سب سے زیادہ جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت:

مثنیٰ مدینہ پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بیمار پایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علالت اسی وقت سے شروع ہو چکی تھی جس وقت کہ خالدؓ شام کو روانہ ہوئے' اسی علالت میں چند ماہ بعد ابوبکرؓ انتقال فرما گئے تھے' جب مثنیٰ مدینہ پہنچے تو اس وقت ان کا مزاج ذرا سنبھل گیا تھا اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا تھا' مثنیٰ نے آپ کو واقعات سے مطلع کیا' آپ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ' عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے آپ نے ان سے کہا اے عمرؓ میں جو کچھ کہتا ہوں اسے غور سے سنو پھر اس پر عمل کرنا' آج دوشنبہ کا دن ہے' میں توقع کرتا ہوں کہ میں آج ہی انتقال کر جاؤں گا اگر میں انتقال کر جاؤں تو شام ہونے سے قبل لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے کر مثنیٰ کے ساتھ کر دینا' اور اگر مجھے رات تک دیر لگے تو صبح سے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے مثنیٰ کے ساتھ کر دینا' میری موت کی مصیبت خواہ کتنی ہی عظیم ہو تم کو دین کے احکام اور اوامر خداوندی کی تعمیل سے ہرگز باز نہ رہنے دے' تم نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر میں نے کیا کیا تھا حالانکہ لوگوں کے لیے وہ عظیم ترین حادثہ تھا بخدا اگر میں اس وقت خدا اور رسولؐ کے احکام کی تعمیل میں ذرا تاخیر جائز رکھتا تو خدا ہم کو ذلیل کر دیتا' ہم کو سزا دیتا اور مدینہ میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے' جب خدا شام کو وہاں کے امراء کے لیے فتح کرا دے تو خالد رضی اللہ عنہ کی فوجوں کو عراق واپس کر دینا کیونکہ وہ لوگ عراق کے لیے اہل اور کامیاب عہدہ دار ہیں اور وہاں کے طریق سیاست سے بخوبی آشنا اور بڑے جری ہیں۔

وصیت کی تعمیل:

رات آتے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا' عمرؓ نے رات ہی کو ان کو دفن کر دیا اور مسجد میں آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے ہی عمر رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ کے لیے فوج بھرتی کی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ میں عراق کی جنگ کے لیے خالد رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسند کروں گا اس لیے انہوں نے ان کی فوج کی واپسی کا حکم دیا مگر خود ان کا ذکر چھوڑ دیا۔

اہل فارس کے داخلی مسائل:

آزرمیدخت کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع ہو گئی' سواد کا نصف حصہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قلمرو میں آ چکا تھا اس کے بعد آپ کا

انتقال ہوا تھا اور اہل فارس اپنے داخلی امور میں ایسے مصروف تھے کہ ابوبکرؓ کے زمانہ حکومت سے لے کر عمرؓ کے برسر حکومت آنے اور مثنیٰ کے ابوعبیدہ کی معیت میں عراق کو واپس ہونے تک مسلمانوں کو علاقہ سواد سے بے دخل کرنے کا ان کو ذرا موقع نہ ملا' اس زمانے میں عراقی فوجوں کا مستقر حیرہ تھا۔ اور فوجی چوکیاں سیب میں تھیں' ان کی لوٹ مار دجلہ کے کنارے تک پہنچ رہی تھی' دریائے دجلہ عرب و عجم کے درمیان حائل تھا ابوبکرؓ کے دورِ حکومت کے حالات از ابتداء تا انتہاء بیان کیے جا چکے ہیں۔

معرکہ عین التمر :

ابواسحاق کی روایت میں مذکورہ بالا واقعات کا تذکرہ اس طرح ہے کہ خالدؓ حیرہ میں تھے ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تمہارے پاس جو جنگ کی قوت رکھنے والے لوگ موجود ہوں ان کو لے کر اہل شام کی امداد کے لیے چلے جاؤ اور ضعیف و کمزور افراد پر انہیں میں سے کسی کو افسر بنا کر چھوڑ جاؤ۔ جب خالد رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا تو انہوں نے کہا کہ یہ اعیسر بن ام شملہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ کا کام ہے عراق کو میرے ہاتھوں فتح ہوتا دیکھ کر ان کو حسد ہوا' چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ قوی لوگوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور کمزوروں اور عورتوں کو مدینہ یعنی مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیج دیا' اور عمیرؓ بن سعد انصاری کو ان کا افسر بنا دیا' اور ربیعہ اور عراق کے دوسرے نومسلموں پر مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کو اپنا نائب مقرر کیا' خالدؓ نے یہاں سے روانہ ہو کر عین التمر والوں پر چھاپہ مارا جس میں ان کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا اس کے بعد آپ نے اس کے ایک قلعے کو جس میں کسریٰ نے جنگجو لوگوں کو متعین کر رکھا تھا محصور کر لیا' جب انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو ان کو قتل کر دیا عین التمر میں اور اس قلعے میں بہت سے لونڈی غلام ہاتھ آئے خالدؓ نے ان سب کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں' ابوعمرہ شبان کے غلام انہی کا نام ابوعبدالاعلیٰ بن ابی عمرہ ہے اور ابوعبید معلّٰی کے غلام جو بنو زریق میں کے انصاری ہیں' اور ابوعبداللہ زہرہ کے غلام' اور خیر' ابوداؤد انصاری کے غلام جو بنو مازن بن نجار سے تھے' اور یسار' محمد بن اسحاق کے دادا' وہ قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبدمناف کے غلام تھے اور افلح ابوایوب انصاری کے غلام جو بنو مالک بن نجار میں سے ایک تھے' اور حمران بن امان' حضرت عثمان بن عفان کے غلام۔

رہبر رافع بن عمیرہ طائی :

خالدؓ نے عین التمر میں بلال بن عقہ بن بشیر النمری کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا' وہاں سے روانہ ہو کر ان کا ارادہ تھا کہ قراقر ہوتے ہوئے جو قبیلہ کلب کا چشمہ تھا' سویٰ پہنچیں پر قبیلہ بہراء کا چشمہ تھا یہ پانچ رات کی مسافت تھی' مگر خالدؓ راستہ نہ پا سکے' آپ نے رہبر کو طلب کیا لوگوں نے رافع بن عمیرہ طائی کا نام لیا۔ خالدؓ نے ان سے کہا تم فوج کو لے چلو رافع نے کہا کہ آپ اتنی فوج اور ساز و سامان کے ساتھ اس راستے سے نہیں گزر سکتے وہ راستہ تو ایسا ہے کہ اکیلا سوار بھی اس سے ڈرتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو کر گزرتا ہے' پوری پانچ رات کا سفر ہے' راستہ بھٹک جانے کے خوف کے سوا پانی کا کہیں نام نہیں ہے' خالدؓ نے کہا ان باتوں کو چھوڑو مجھے یہی کرنا ہے خلیفہ نے اشد ضروری حکم دیا ہے لہٰذا تم اپنی کہو رافع نے کہا تو پھر آپ حکم دے دیجیے کہ لوگ بہت سا پانی ساتھ لے لیں اور جس جس سے ہو سکے وہ اپنی اونٹنی کو پانی پلا کر اس کا کان باندھ دے۔ کیونکہ یہ سفر خطرات سے پر ہے ہاں خدا مدد فرمائے تو کوئی بات نہیں' نیز مجھے آپ بیس اونٹنیاں بڑی بڑی موٹی تازی اور عمر رسیدہ دیجیے۔

سفر کے لیے پانی کا ذخیرہ:

خالدؓ نے رافع کو ان کی خواہش کے مطابق اونٹنیاں دے دیں' رافع نے پہلے ان کو خوب پیاسا کیا یہاں تک کہ وہ پیاس کی شدت سے نڈھال ہوگئیں اس کے بعد ان کو خوب پانی پلایا جب اونٹنیوں نے اچھی طرح پانی سے پیٹ بھر لیے تو ان کے ہونٹ کاٹ کر باندھ دیئے تاکہ جگالی نہ کر سکیں' اس کے بعد رافع نے ان کی دمیں کھول دیں اور خالدؓ سے کہا چلئے خالدؓ اپنے لشکر اور سامان کو ساتھ لیے ہوئے اس کے ہمراہ تیزی سے روانہ ہوئے' جہاں کہیں منزل کرتے ان میں سے چار اونٹنیوں کے پیٹ چاک کرتے اور جو کچھ ان کے معدہ میں سے نکلتا وہ گھوڑوں کو پلا دیتے تھے اور اپنے ساتھ کے پانی سے لوگ اپنی تشنگی دور کرتے۔

صحراء میں پانی کا چشمہ:

جب اس صحرائے لق ودق کے سفر کا آخری دن آیا تو خالدؓ نے کہا اے رافع اب تمہارے پاس کیا خبر ہے' رافع کی آنکھیں چوندھیائی ہوئی تھیں رافع نے کہا آپ گھبرایئے نہیں' اب آپ انشاء اللہ پانی پر پہنچ جاتے ہیں' جب دوٹیلوں کے پاس پہنچے رافع نے لوگوں سے کہا دیکھو یہاں کوئی جھاڑی آدمی کے سرین کی مانند نظر آتی ہے انہوں نے کہا یہاں ہم کو کوئی جھاڑی نظر نہیں آتی' رافع نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ افسوس اب میں بھی ہلاک ہوا اور تم بھی برباد ہوئے' جس طرح ہو سکے اس کو ڈھونڈ نکالو' لوگوں نے پھر تلاش کیا اب کی بار وہ مل گئی مگر کسی نے اس کو کاٹ دیا تھا صرف اس کا تنا باقی رہ گیا تھا' جب وہ جھاڑی مل گئی تو مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور رافع نے بھی تکبیر کہی' رافع نے کہا اس کی جڑ میں سے مٹی کھودو' لوگوں نے مٹی کھودی اور اس میں سے ایک چشمہ نکال لیا' جس سے سب نے سیر ہو کر پانی پیا اس کے بعد خالدؓ قریب قریب منزلیں کرتے ہوئے چلے' رافع نے کہا خدا کی قسم میں اس چشمے پر عمر بھر میں صرف ایک دفعہ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں آیا تھا۔

قبیلہ بہراء پر شب خون:

جب خالدؓ سویٰ پہنچ گئے تو وہاں جاتے ہی صبح ہونے سے ذرا قبل اس کے باشندوں پر شب خون مارا یہ لوگ قبیلہ بہراء کے تھے' ان میں کی ایک جماعت شراب نوشی کا لطف اٹھا رہی تھی درمیان میں شراب کا کونڈا رکھا تھا اور مطرب یہ اشعار گا رہا تھا۔

الاعللا فی قبل جیش ابی بکر — لعل منایا نا قریبٌ و ما ندری
الا عللا فی بالزّجاج و کررا — علی کمیت اللون صافیة تجری
الا عللا فی من سلافة قهوة — تسلی هموم النفس من جید الخمر
اظن خیول المسلمین و خالدًا — ستطرقکم قبل الصباح من البشر
فهل لکم فی السیر قبل قتالکم — وقبل خروج المعصراتِ من الحذر

ترجمہ: ''دوستو! مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوج کے آنے سے پہلے پلا دو' شاید ہماری موت قریب آ گئی ہے جس سے ہم بے خبر ہیں تم مجھے بلور کے جام میں شراب ارغوانی پلا دو اور پھر پلا دو' ہاں ایسی نفیس شراب پلا دو جس سے سارے رنج وغم دور ہو جائیں' میں سمجھتا ہوں کہ صبح نہ ہونے پائے گی کہ بشر کی طرف سے خالدؓ اور اس کی فوج تم پر چھاپہ مارے گی لہٰذا اگر قتل وغارت سے پہلے اور کنواریوں کے بے پردہ ہونے سے پہلے تم یہاں سے بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ مطرب اس حملے میں قتل ہو گیا اور اس کا خون اس شراب کے کونڈے میں مل گیا۔

فتح بصریٰ:

سویٰ سے روانہ ہو کر خالدؓ نے مرج راہط میں غسان پر چھاپہ مارا' وہاں سے بڑھ کر قناۃ بصریٰ پہنچے' وہاں ابوعبیدہؓ بن الجراح' شرحبیلؓ بن حسنہ' اور یزیدؓ بن ابوسفیان پہلے سے موجود تھے ان سب نے مل کر قناۃ بصریٰ کو محصور کر لیا' مجبوراً بصریٰ والوں نے جزیہ پر صلح کر لی اور خدا نے بصریٰ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرما دی۔ شام کے علاقے کا یہ پہلا شہر ہے جو ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں فتح ہوا۔ اس کے بعد یہ سب امراء عمرو بن العاص کی امداد کے لیے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے' عمرو اس وقت فلسطین کے نشیبی علاقے میں عربات میں مقیم تھے۔ رومیوں کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ جلق چھوڑ کر اجنادین میں پہنچے' ان کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا۔

جنگ اجنادین:

اجنادین فلسطین کے علاقے میں رملہ اور بیت جبرین کے درمیان ایک شہر ہے عمروؓ بن العاصی کو جب ابوعبیدہؓ بن الجراح' شرحبیلؓ بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ ان کے ساتھ مل گئے اور سب نے اجنادین پر جمع ہو کر رومیوں کے سامنے صف آرائی کی۔

عروہؓ بن زبیر کی روایت یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالاران میں کا ایک شخص قبقلار نامی تھا' ہرقل قسطنطنیہ جاتے وقت اس کو شام کے امراء پر اپنا نائب مقرر کر گیا تھا اور تذارق اپنے ساتھ کی رومی فوجوں کو لے کر اس کے پاس آ گیا تھا' مگر علمائے شام کا خیال یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالار تذارق تھا واللہ اعلم۔

ابن ہزارف کی جاسوسی:

جب طرفین کے لشکر قریب ہو گئے قبقلار نے ایک عربی شخص کو بلایا جس کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ قبیلہ قضا کے تزید بن حبدان کے خاندان سے تھا جس کا نام ابن ہزارف تھا' قبقلار نے اس سے کہا تم ان لوگوں میں جا کر ایک دن رات ٹھہرو اس کے بعد آ کر مجھے ان کے حالات سے باخبر کرو' وہ شخص عربوں کی فوج میں داخل ہو گیا عربی وضع قطع ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کو اجنبی نہ سمجھا' وہ ایک رات اور ایک دن وہاں مقیم رہا۔ پھر قبقلار کے پاس واپس آیا اس نے پوچھا کہو کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا وہ لوگ رات کو راہب ہیں اور دن کو شہسوار ہیں ان کے انصاف کا یہ حال ہے کہ اگر ان کے بادشاہ کا فرزند بھی چوری کرے تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کا مرتکب ہو تو وہ اس کو سنگسار کرتے ہیں۔

قبقلار نے یہ سن کر کہا کہ اگر تم یہ باتیں سچ کہہ رہے ہو تو سطح زمین پر ان سے مقابلہ کرنے کی بہ نسبت میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ زمین کے اندر سما جاؤں' اے کاش خدا مجھ پر اتنا کرم فرمائے کہ مجھے ان سے چھٹکارا دلا دے نہ میں ان پر فتح پاؤں اور نہ وہ مجھ پر۔

قبقلار کا خاتمہ:

اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے' اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ مسلمانوں کی لڑائی کا حال دیکھ کر

قبقلار پریشان ہو گیا اس نے رومیوں سے کہا تم میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو انہوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا آج کا دن بڑا منحوس ہے۔ میں اس کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں نے دنیا میں آج تک ایسا سخت دن نہیں دیکھا ہے' چنانچہ جب مسلمانوں نے اس کا سر قلم کیا تو وہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا' اجنادین کی جنگ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو واقع ہوئی تھی۔

جنگ اجنادین کے شہدائے کرام:

اس لڑائی میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت قتل ہوئی تھی' ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں مسلمہ بن ہشام بن مغیرہ' ہبار بن الاسود بن عبدالاسود' نعیم بن عبداللہ النحام' ہشام بن العاصی بن وائل' ان کے علاوہ قریش کے اور لوگ بھی قتل ہوئے تھے مگر ان میں کسی انصاری کا نام نہیں لیا جاتا۔

محاصرہ دمشق:

اسی سال ابوبکرؓ نے ۲۲ یا ۲۳ جمادی الاخری کو وفات پائی' شام کی جنگ کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ خالد دمشق آئے ان کے مقابلے کے لیے بصریٰ کے رئیس نے فوجیں جمع کیں' خالدؓ اور ابوعبیدہؓ اس کی طرف پہنچے اور نجار سے مقابلہ ہوا' مسلمان فتح یاب ہوئے اور دشمنوں نے شکست کھائی اور وہ اپنے قلعے میں گھس گئے۔ اس کے بعد صلح کے خواستگار ہوئے' خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی کہ فی کس سالانہ ایک دینار اور ایک جریب گیہوں ادا کیا جائے اس کے بعد دشمن پھر مسلمانوں سے آمادہ جنگ ہوئے' اجنادین پر ۲۸ جمادی الاوّل ۱۳ھ شنبہ کے دن طرفین کا مقابلہ ہوا۔ مسلمان کامیاب ہوئے اور دشمنوں کو خدا نے شکست دی۔ ہرقل کا نائب بھی مارا گیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے کچھ بہادر شہید ہوئے پھر ہرقل خود مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آیا اور واقوصہ پر مقابلہ ہوا' میدان میں شدت کی جنگ ہو رہی تھی طرفین کے آدمی مارے جا رہے تھے کہ اسی اثنا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہ کی امارت کا حکم پہنچا' یہ ماہ رجب کا واقعہ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علالت:

مگر ایک بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے ۲۲ جمادی الاخری بروز دوشنبہ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے' آپ کی وفات کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کو یہودیوں نے چاول میں یا دلیے میں زہر دے دیا تھا' آپ کے ساتھ کھانے میں حارث بن کلدہ بھی شریک تھا انہوں نے لقمہ لیا مگر پھر رک گئے اور ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے زہر ملا ہوا کھانا کھا لیا ہے' اس زہر کا اثر ایک سال میں ظاہر ہوتا ہے' چنانچہ آپ ایک سال کے بعد انتقال فرما گئے' آپ پندرہ روز بیمار رہے کسی نے آپ سے کہا آپ طبیب کو بلا لیتے تو اچھا ہوتا آپ نے فرمایا وہ مجھے دیکھ چکا ہے لوگوں نے پوچھا کہ اس نے آپ سے کیا کہا ہے' آپ نے کہا اس نے یہ کہا ہے کہ میں جو چاہتا ہوں' کرتا ہوں' اسی روز مکے میں عتاب بن اسید فوت ہوئے ان دونوں کو ایک ساتھ زہر دیا گیا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات:

لیکن اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علالت کا باعث یہ ہوا ہے' ۷ جمادی الاخری دوشنبہ کے دن آپ نے غسل کیا۔ اس روز خوب سردی تھی اس وجہ سے آپ کو بخار ہو گیا اور پندرہ روز تک رہا۔ یہاں تک کہ آپ نماز کے لیے بھی باہر آنے کے قابل نہ رہے' آپؓ نے حکم دے دیا تھا کہ عمرؓ نماز پڑھاتے رہیں' لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے تھے مگر روز بروز آپ کی

طبیعت خراب ہوتی گئی' اس زمانے میں ابوبکرؓ اس مکان میں مقیم تھے جوان کو رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا تھا اور جواب عثمانؓ بن عفان کے مکان کے سامنے واقع ہے' علالت کے زمانے میں زیادہ تر آپ کی تیمارداری عثمان رضی اللہ عنہ کرتے رہے' ابوبکرؓ نے سہ شنبہ کی شام کو بتاریخ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ کو انتقال فرمایا' آپ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے دس روز رہا۔

زمانہ خلافت:

ابومعشر کہا کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دو سال چار مہینے مگر چار دن کم رہا ہے لیکن اس پر سب راویوں کا اتفاق ہے کہ آپ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ کی عمر تک پہنچ گئے تھے' ابوبکرؓ واقعہ فیل کے تین سال بعد پیدا ہوئے تھے۔

سعید بن المسیب کہتے تھے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنی عمر رسول اللہ ﷺ کی عمر کے برابر کر لی۔ چنانچہ آپؓ کی وفات رسول اللہ ﷺ کے سن کو پہنچ کر ہوئی ہے۔

جریر کہتے ہیں کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی آپ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے' ابوبکرؓ نے وفات پائی وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے' اور جریر کی دوسری روایت یہ کہ معاویہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس جہان سے اٹھائے گئے' اس وقت آپ تریسٹھ سال کے تھے' عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے اور ابوبکرؓ نے وفات پائی وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے۔

علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے بیس روز اور بقول بعض دس روز تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین

حضرت اسماء بنت عمیس:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے مغرب اور عشاء کے درمیان انتقال کیا' اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ تم مجھ کو غسل دینا' میں نے کہا کہ یہ کام میں کیسے کر سکوں گی تو آپ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پانی ڈال کر تمہاری مدد کریں گے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ الصدیق نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کو ان کی بیوی اسماء غسل دیں اور ان سے کام نہ چل سکے تو میرے لڑکے محمد ان کی مدد کریں۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ محمد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت صرف تین سال کے تھے۔

پرانے کپڑوں کا کفن:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں' آپ نے کہا کہ تم لوگ میرے یہ دونوں کپڑے دھولو' وہ دونوں کپڑے دریدہ تھے اور ایک کپڑا میرے لیے خرید لو' میں نے کہا ابا جان ہم لوگ تو خوشحال ہیں' آپ نے کہا' اے بیٹی! مردے کی بہ نسبت زندہ آدمی نئے کپڑے کا زیادہ مستحق ہے اور یہ دونوں کپڑے پرانے اور بوسیدہ ہونے والوں کے لیے مناسب ہیں۔

وفات کا وقت:

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے غروب آفتاب کے بعد عشاء کے وقت منگل کی رات کو وفات پائی اور وہ رات ہی کے وقت دفن کر دیئے گئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں قبر:

ابوبکرؓ اسی پلنگ پر اٹھائے گئے تھے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا گیا تھا۔ آپ کے جنازے کی نماز عمرؓ نے مسجد نبوی میں پڑھائی تھی اور قبر میں عمر' عثمان' طلحہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اترے تھے عبداللہ نے بھی اترنا چاہا مگر عمرؓ نے ان سے کہا اب تمہاری ضرورت نہیں ہے' ابوبکرؓ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے لیے قبر کھودی گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے قریب اور ان کی لحد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد سے ملحق رکھا گیا' پھر اس میں دفن کیے گئے۔ عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے برابر اور عمر رضی اللہ عنہ کا سر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوکھ کے برابر رکھا گیا تھا۔

قاسم بن محمد کی روایت:

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے عرض کیا اماں جان ذرا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں رفیقوں کی قبریں کھول کر دکھایئے چنانچہ آپؓ نے میرے لیے حجرہ کھولا' اس میں تین قبریں تھیں نہ بہت اٹھی ہوئی نہ زمین سے ملی ہوئی' ان پر سرخ

میدان کی ریتی پڑی ہوئی تھی' میں نے دیکھا کہ ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پہلے ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر حضورؐ کے سر مبارک کے پاس ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبر ابوبکرؓ کے سر کے پاس ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح مسطح بنائی گئی تھی اور اس پر پانی چھڑکا گیا تھا اور عائشہؓ نے اس پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا تھا۔

نوحہ کی ممانعت:

سعید بن المسیب کی روایت ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو عائشہؓ نے ان پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا' اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور ان کے دروازے کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے آپ نے ان کو ابوبکرؓ پر نوحہ اور بین کرنے سے روکا مگر ان عورتوں نے باز آنے سے انکار کر دیا' عمرؓ نے ہشام بن الولید کو حکم دیا کہ تم اندر جا کر ابوقحافہ کی بیٹی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ' جب عائشہؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو ہشام کو یہ حکم دیتے ہوئے سنا تو بولیں ہشام میں تمہیں اپنے مکان میں داخل ہونے کی ممانعت کرتی ہوں' عمرؓ نے ہشام سے کہا اندر جاؤ۔ میں تم کو اجازت دیتا ہوں' ہشامؓ اندر گھس گئے اور ام فروہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پکڑ لائے عمرؓ نے درہ اٹھا کر ان کے کئی بار رسید کیا درے کی آواز سن کر نوحہ کرنے والیاں سب بھاگ گئیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اشعار:

علی بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت میں یہ اشعار پڑھے تھے۔

و کل ذی ابل موروث ‏‏ و کل ذی سلب مسلوب
و کل ذی عیبة یؤبُ ‏‏ و غائب الموت لایئوب

تَرجَمۂ: ''ہر دولت مند کا مال میراث میں بٹ جائے گا اور ہر سامان والے سے اس کا سامان چھن جائے گا' ہر غائب ہونے والا واپس آ جاتا ہے مگر مر کر غائب ہونے والا کبھی واپس نہیں آتا''۔

حضرت ابوبکرؓ کے آخری الفاظ:

آپ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے رب توفنی مسلمًا و الحقنی بالصالحین. ''بار الہا! مجھ کو بحالت اسلام موت دے اور مجھ کو صالحین کے پاس پہنچا دے''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عائشہؓ اپنے کجاوے میں بیٹھی تھیں آپ نے سامنے سے ایک عرب کو گزرتے ہوئے دیکھا اور اس کو دیکھ کر فرمایا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کسی کو ابوبکرؓ کے مشابہ نہیں دیکھا' ہم نے عرض کیا آپ ہم سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیجئے' عائشہؓ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ گورے' دبلے کلے پٹخے ہوئے اور جھکے ہوئے آدمی تھے ان سے ازار نہیں سنبھلتی تھی بلکہ کمر پر سے سرک سرک جاتی تھی چہرہ پر گوشت نہیں تھا آنکھیں اندر دھنستی ہوئی پیشانی اٹھی ہوئی اور بھنویں صاف تھیں۔

علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رنگ گورا زردی مائل تھا آپ خوش قامت' نحیف اور جھکے ہوئے تھے' نازک مزاج اور فیاض تھے' ناک ستوان رخسار پتلے اور آنکھیں اندر کو تھیں اور آپ کی پنڈلیاں پتلی اور رانیں صاف تھیں' مہندی اور کسم کا خضاب کرتے تھے۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا' اس وقت آپ کے والد مکے میں زندہ تھے۔ جب ان کو ابوبکرؓ کے انتقال کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے کہا افسوس' بہت بڑا سانحہ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب:

اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ تھا' اور عتیق ان کو ان کی فیاضی کی وجہ سے کہتے تھے' اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ان کو عتیق اس لیے کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تھا' انت عتیق من النار. ''تم عذاب دوزخ سے آزاد ہو''۔ اور عائشہؓ سے یہ روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ عتیق کیوں کہلاتے تھے' عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا ھذا عتیق اللہ من النار. ''ان کو اللہ نے عذاب دوزخ سے آزاد فرمایا ہے'' ابوبکرؓ کے والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابو قحافہ تھی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک' اور آپ کی والدہ کا شجرہ یہ ہے ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

حضرت ابوبکرؓ کے والدین:

واقدی کا قول یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ ابن ابی قحافہ اور ان کے والد کا نام عثمان بن عامر تھا اور آپ کی والدہ ام الخیر تھیں اور ان کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کے بھائی:

ہشام کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر تھا اور عمارہ بن غزیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام دریافت کیا تو انہوں نے کہا عتیق' یہ تین بھائی ابوقحافہ کے بیٹے تھے' عتیق' معتق اور عتیق۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد کے اسمائے گرامی:

علی بن محمد کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں قتیلہ سے نکاح کیا تھا' واقدی اور کلبی بھی اس روایت سے متفق ہیں وہ کہتے ہیں کہ قتیلہ کا شجرہ یہ ہے۔ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبد بن اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی' قتیلہ سے آپ کے یہاں عبداللہ اور اسماء پیدا ہوئیں' نیز زمانہ جاہلیت میں آپ نے ام رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن وہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ سے نکاح کیا تھا' اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن وہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں' ان کے بطن سے آپ کے یہاں عبدالرحمان اور عائشہ پیدا ہوئیں۔ آپ کی یہ چاروں اولادیں جو ان دو بیویوں سے پیدا ہوئیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئی تھیں اور زمانہ اسلام میں آپ نے اسماء بنت عمیس سے نکاح کیا تھا ابوبکرؓ سے پہلے وہ جعفر بن ابی طالب کے پاس تھیں اسماء کا شجرہ یہ ہے اسماء بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران مین عفرس بن حلف بن افتل اور افتل ہی کا نام خثعم ہے' اسماء سے آپ کے یہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے' نیز آپ نے زمانہ اسلام میں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر سے جو بنوالحارث بن خزرج سے تھیں نکاح کیا تھا جب ابوبکرؓ نے وفات پائی اس وقت حبیبہ حاملہ تھیں' آپ کی وفات کے بعد ان سے آپ کے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئیں ان کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

عہد صدیقی کے عمال' کاتب اور قاضی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہدہ قضاۃ پر تقرر:

مسمر سے روایت ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ابوعبیدہؓ نے کہا کہ میں آپ کی طرف سے محکمہ مال کی خدمات انجام دوں گا اور عمرؓ نے کہا میں آپ کی طرف سے عدالت کی خدمات انجام دوں گا' عمرؓ دو سال تک انتظار کرتے رہے اس عرصے میں کوئی دو آدمی بھی آپ کے پاس اپنا مقدمہ لے کر نہیں آئے اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا دیا تھا' عمرؓ ایک سال منتظر رہے' اس عرصے میں ایک شخص بھی آپ کے پاس اپنا قضیہ لے کر نہیں آیا۔

ابوبکرؓ کے کاتب زید بن ثابت تھے اور خبریں عثمانؓ بن عفان لکھتے تھے اور کبھی جو شخص موجود ہوتا اس سے لکھا لیتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عاملوں کے اسمائے گرامی:

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکہ کے عامل عتاب بن اسید تھے' طائف کے عامل عثمان بن ابی العاصی تھے' صنعاء کے عامل مہاجر بن امیہ تھے' حضر موت کے عامل زیاد بن لبید تھے' خولان کے عامل یعلیٰ بن امیہ تھے' زبید اور رمع کے عامل ابوموسیٰ اشعری تھے' جند کے عامل معاذ بن جبل تھے' بحرین کے عامل العلاء بن الحضرمی تھے' اور عبداللہ بن ثور کو جو بنی غوث میں کے ایک شخص تھے آپ نے جرش کی طرف بھیجا تھا اور عیاض بن غنم فہری کو آپ نے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا اور شام میں ابوعبیدہ' شرحبیل بن حسنہ' یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاصی مامور تھے یہ سب ایک ایک لشکر کے امیر تھے اور ان سب کے امیر خالدؓ بن الولید تھے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ سخی' نرم مزاج اور انساب عرب کے ماہر تھے اور حیان صائغ کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ کی مہر پر نعم القادر اللہ کندہ تھا' کہتے ہیں کہ ابوقحافہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد صرف چھ مہینے زندہ رہے انہوں نے ستانویں سال کی عمر میں محرم ۱۴ھ میں مکے میں وفات پائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت حضرت عبدالرحمٰن سے مشورہ:

ابوبکرؓ نے اپنے مرض الموت کے زمانے میں عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا تھا' کہتے ہیں کہ جب آپ نے اس کا ارادہ کیا تھا اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا تھا۔ چنانچہ واقدی کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور ان سے کہا بتلاؤ عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے' عبدالرحمٰن نے کہا اے خلیفہ رسولؐ وہ اوروں کی بہ نسبت آپ کی رائے سے بھی افضل ہیں مگر ان کے مزاج میں ذرا شدت ہے ابوبکرؓ نے کہا یہ شدت اس وجہ سے تھی کہ وہ مجھ کو نرم دیکھتے تھے جب حکومت خود ان کے تفویض ہو گی تو اس قسم کی اکثر باتیں چھوڑ دیں گے' اے ابومحمد میں نے ان کو بغور دیکھا ہے کہ جس وقت میں کسی شخص پر کسی معاملے میں غضب ناک ہوتا تھا تو عمرؓ مجھ کو اس پر راضی ہونے کا مشورہ دیتے تھے اور جب کبھی میں کسی پر نرم ہوتا تھا تو وہ مجھ کو اس پر سختی کرنے کا مشورہ دیتے' اے ابومحمد یہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں تم ان کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا' عبدالرحمٰن نے کہا بہت اچھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

اس کے بعد ابوبکرؓ نے کو عثمان بن عفان کو بلایا اور ان سے کہا اے ابوعبداللہ مجھے بتلاؤ کہ عمر رضی اللہ عنہ کیسے ہیں عثمانؓ نے کہا آپ ان کو سب سے زیادہ جانتے ہیں ابوبکرؓ نے کہا' ہاں اے ابوعبداللہ اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے پھر آپ نے کہا بار الٰہا! میں عمرؓ کے باطن کو ان کے ظاہر سے بہتر سمجھتا ہوں' ہم میں ان جیسا کوئی دوسرا شخص نہیں ہے' پھر ابوبکرؓ نے کہا' اے ابوعبداللہ! اللہ تم پر رحم فرمائے ان باتوں کا تم کسی سے ذکر نہ کرنا' عثمانؓ نے کہا بہت اچھا' اس کے بعد ابوبکرؓ نے کہا اگر میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا تو تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ مجھے معلوم نہیں' ممکن ہے' عمرؓ اس کو قبول نہ کریں' ان کے لیے تو یہی بہتر ہے کہ وہ تمہاری حکومت کا بار اپنے سر نہ لیں' میری خواہش تو یہ تھی کہ میں تم لوگوں کے اس معاملے میں بے تعلق رہتا اور اپنے پیشرو کے طریقے کو اختیار کرتا' اے ابوعبداللہ! میں نے جس کام کے لیے تمہیں بلایا ہے اور عمرؓ کے متعلق جو کچھ تم سے کہا ہے تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عوام سے خطاب:

ابوالسفر کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے گوشے سے جھانکا' اسماء بنت عمیس جن کے ہاتھ گودے ہوئے تھے آپ کو پکڑے ہوئے تھیں آپ نے کہا لوگو! میں جس شخص کو تم پر خلیفہ بناتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرتے ہو' کیونکہ میں نے اس کے متعلق غور کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور نہ میں نے اپنے کسی قرابتدار کو انتخاب کیا ہے' میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تمہارا خلیفہ بنایا ہے تم ان کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو' یہ سن کر سب نے کہا ہم بسر وچشم منظور کرتے ہیں اور ہم ان کی اطاعت کریں گے۔

قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمرؓ بن الخطاب بیٹھے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہے' اور وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی' اس وقت عمرؓ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام بیٹھا ہوا تھا جس کو لوگ شدید کہتے تھے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس میں عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حکم درج تھا۔

جانشینی کے متعلق وصیت نامہ:

محمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو تخلیے میں بلایا اور ان سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عہد نامہ ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے مسلمانوں کے نام لکھا ہے اما بعد! اس کے بعد ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوگئی اور بے خبر ہو گئے اس لیے عثمانؓ نے یہ لکھ دیا اما بعد! میں تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں' میں نے حتی المقدور تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے' پھر ابوبکرؓ ہوش میں آ گئے آپ نے عثمانؓ سے کہا سناؤ تم نے کیا لکھا ہے۔ عثمانؓ نے پڑھ کر سنایا' ابوبکرؓ نے تکبیر پڑھی اور کہا میں سمجھتا ہوں کہ شاید تمہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس غشی میں میری روح پرواز کر گئی تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا عثمانؓ نے کہا ہاں میں نے یہی خیال کیا تھا' ابوبکرؓ نے کہا اللہ تم کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اس کے بعد ابوبکرؓ نے اس مضمون کو وہیں تک برقرار رکھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اظہارِ خفگی:

عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ وہ ابوبکرؓ کے مرض الموت کے زمانے میں ان کے پاس گئے اور ان کو کچھ غمگین سا پایا عبدالرحمٰن نے آپ سے کہا خدا کا شکر ہے کہ آپ نے تندرستی کے ساتھ صبح کی ہے' ابوبکرؓ نے کہا کیا تم اس بات کو دیکھ رہے ہو؟ عبدالرحمٰنؓ نے کہا ہاں! ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے تمہاری حکومت ایک ایسے شخص کے حوالے کی ہے جو میرے نزدیک تم سب سے بہتر

ہے مگر اس سے تم سب کی ناکیں پھول گئیں' ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ منصب خود اس کو مل جائے' اب تم لوگوں نے دنیا کو آتے دیکھ لیا ہے' دنیا جب آئے گی تو اس وقت تم ریشم کے پردے اور دیباج کے گدے استعمال کرو گے اور اذری اون پر لیٹے ہوئے تمہیں ایسی تکلیف ہوگی جیسے کسی کو کانٹوں پر لیٹنے سے تکلیف ہوتی ہے' دنیا داری میں گرفتار ہونے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ حد شرعی کے بغیر تمہاری گردن اڑا دی جائے' تم ہی لوگوں کو سب سے پہلے گمراہ کرنے اور راہ راست سے ہٹانے والے ہو' اے راہ مستقیم دکھانے والے بلا شبہ وہ یا تو صبح کی روشنی کے مانند ہے یا ڈبونے والے سمندر کی مانند ہے' عبدالرحمنؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا امیر المومنین اس قدر جوش میں نہ آیئے اس سے آپ نڈھال ہوئے جاتے ہیں' لوگوں میں ہر شخص دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اس کی رائے بھی وہی ہے جو آپ کی ہے تو وہ آپ کے ساتھ ہے یا آپ کی رائے کے خلاف کہنے والا ہے' تو وہ آپ کو مشورہ دے رہا ہے مگر آپ کی پسند اور منشاء کے ساتھ ہے' ہم جانتے ہیں کہ آپ صرف خیر خواہی چاہتے ہیں' آپ ہمیشہ صالح اور مصلح رہے ہیں' اور آپ کے دل میں دنیا کی کسی چیز کی حسرت نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خواہش:

ابوبکرؓ نے کہا کہ ہاں میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت نہیں ہے' مگر تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے کی ہیں مگر کاش نہ کرتا' اور تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے چھوڑ دی ہیں مگر کاش ان کو کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق دریافت کر لیتا۔

تین چیزیں نہ کرنے کی خواہش:

وہ تین چیزیں جن کو میں چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا' یہ ہیں۔ کہ کاش میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر نہ کھولتا اگرچہ وہ لوگ جنگ کے لیے اس کا دروازہ بند کرتے' اور کاش میں الفجاءۃ سلمی کو نہ جلاتا' بلکہ یا تو اس کو باندھ کر قتل کر دیتا یا آزاد چھوڑ دیتا' اور کاش بنو سقیفہ کے روز میں اس امارت کو دو میں سے کسی ایک کے گلے میں ڈال دیتا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اشارہ عمرؓ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا' دونوں میں سے ایک امیر ہوتا اور میں وزیر ہوتا۔

تین چیزیں کرنے کی تمنا:

اور جو چیزیں مجھ سے چھوٹ گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ کاش جب اشعث میرے سامنے اسیر کر کے لایا گیا تھا میں اس کی گردن مار دیتا' کیونکہ بعد میں میں نے دیکھا کہ جو برا کام اس کو نظر آتا ہے وہ اس کا معاون بن جاتا ہے' اور کاش جب میں نے خالد رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا اس وقت میں ذی القصہ میں جا کر قیام کرتا اگر مسلمان فتح یاب ہوتے تو خیر اور اگر شکست پاتے تو میں مقابلے کے درپے ہوتا' یا مددگار بن جاتا' اور کاش جب میں نے خالدؓ بن الولید کو شام کی طرف بھیجا تھا اس وقت عمرؓ بن الخطاب کو عراق کی طرف بھیج دیتا اور اس طرح خدا کی راہ میں اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیتا یہ کہہ کر ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

تین باتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کی آرزو:

اور کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ یہ امارت کس کو ملنی چاہیے تاکہ پھر کسی کو نزاع کا موقع نہ رہتا' اور کاش میں آپؐ سے پوچھ لیتا کہ کیا انصار کے لیے اس حکومت میں کچھ حصہ ہے اور کاش میں آپؐ سے بھتیجی اور پھوپھی کی میراث کے متعلق دریافت

کر لیتا' کیونکہ میرے دل میں اس کے متعلق کچھ بے اطمینانی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سخ میں رہائش:

ابوبکرؓ امیر المومنین ہونے سے قبل تجارت کرتے تھے اور اس وقت ان کا مکان سخ میں تھا مگر پھر مدینہ میں منتقل ہو گئے تھے' عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میرے والد سخ میں اپنی بیوی حبیبہ کے پاس رہتے تھے' حبیبہ کا شجرہ یہ ہے حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو بنوالحارث بن الخزرج سے تھے' ابوبکرؓ نے اس مکان پر کھجور کی شاخوں سے ایک حجرہ بنایا تھا' ابھی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بنانے پائے تھے کہ مدینہ میں اپنے مکان میں منتقل ہو گئے' بیعت خلافت کے بعد چھ مہینے تک آپ سخ ہی میں مقیم رہے' اور ہر روز صبح کو مدینہ پیدل آتے رہے اور کبھی کبھی گھوڑے پر آتے تھے' ان کے جسم پر ایک تہمد اور ایک پرانی چادر ہوتی تھی' آپ مدینے پہنچ کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر سخ کو واپس چلے جاتے' جب آپ آتے تو خود نماز پڑھاتے اور جب نہ آتے تو عمرؓ نماز پڑھاتے اور جمعہ کے روز دن چڑھے تک سخ میں رہتے سر اور ڈاڑھی کو خضاب لگاتے اور جمعہ کی نماز کے وقت آ کر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سادہ زندگی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت پیشہ آدمی تھے آپ ہر روز صبح کو بازار جاتے خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے ان کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا کبھی آپ خود اس کو چرانے کے لیے لے جاتے اور کبھی آپ کا یہ کام کوئی اور شخص کر دیتا تھا' آپ قبیلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے' چنانچہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو قبیلے کی ایک بچی نے کہا کہ اب ہمارے گھر کی بکریاں نہیں دوہی جائیں گی اس کی یہ بات ابوبکرؓ نے سن لی آپ نے کہا ہاں بخدا میں تمہاری بکریاں ضرور دوہوں گا' اور مجھے امید ہے کہ اس منصب سے میری سابقہ عادات میں کوئی تغیر واقع نہ ہوگا' چنانچہ خلیفہ ہو کر بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلے کی بکریوں کا دودھ نکالتے رہے اکثر ایسا ہوتا کہ آپ قبیلے کی بچی سے پوچھتے کہ اگر تم چاہتی ہو تمہاری بکریاں میں چرالاؤں یا تم کہو تو ان کو کھول کر چھوڑ دوں' لڑکی کبھی کہتی آپ ان کو چرا لائیے اور کبھی کہتی ان کو چھوڑ دیجیے۔ چنانچہ جیسا وہ کہتی آپ اس کی مرضی کے مطابق کر دیا کرتے' سخ کے قیام کے زمانے میں چھ مہینے تک آپ کا یہی طرز عمل رہا۔

مدینہ میں قیام:

پھر آپ مدینہ اٹھ آئے اور وہیں قیام کر لیا آپ نے فرائض خلافت اور اپنے مسئلہ معاش پر غور کیا اور کہا بخدا لوگوں کے معاملات کی نگرانی کے ساتھ تجارت نہیں ہو سکتی' اس خدمت کے لیے فراغت اور پوری توجہ کی ضرورت ہے ادھر میرے اہل وعیال کے لیے بھی کچھ ضروری ہے اس لیے آپ نے تجارت ترک کر دی۔ اور بیت المال سے اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات کے لیے روزانہ خرچ لینے لگے لوگوں نے آپ کے ذاتی مصارف کے لیے سالانہ چھ ہزار درہم کی رقم منظور کی تھی۔

بیت المال کی رقم کی واپسی:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا' بیت المال کا جو کچھ سامان ہمارے پاس ہو سب واپس کر دو۔ کیونکہ

میں اس مال میں سے اپنے ذمے کچھ رکھنا نہیں چاہتا' میری وہ زمین جو فلاں مقام پر واقع ہے وہ اس رقم کے معاوضے میں دے دو جو آج تک میں نے بیت المال سے لی ہے چنانچہ وہ زمین' ایک اونٹنی' ایک قلعی گر غلام اور کچھ غلہ جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی یہ سب چیزیں عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی گئیں' عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ نے اپنے بعد والوں کو کس قدر مشکل میں مبتلا کر دیا ہے۔

بیت المال کی رقم:

ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے لوگوں سے کہا کہ حساب لگاؤ کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے بیت المال کی کتنی رقم خرچ کی ہے جو کچھ میزان نکلے اس کو میری جائداد سے وصول کرلو چنانچہ حساب لگایا گیا تو پورے زمانہ خلافت کی رقم آٹھ ہزار درہم نکلی۔

طلحہؓ بن عبید اللہ کے اعتراض کا جواب:

اسماءؓ بنت عمیس کہتی ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر خلیفہ مقرر کیا ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو ان سے کیا کیا تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں جب سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہوگا تو وہ نہ جانے کیا کیفیت ہوگی' آپ خدا کے سامنے جا رہے ہیں وہ آپ سے آپ کی رعایا کے حقوق کے متعلق باز پرس کرے گا' ابوبکر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر آپ نے کہا مجھے بٹھا دو' لوگوں نے آپ کو بٹھا دیا آپ نے طلحہ سے کہا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو' تم مجھے خدا کا خوف دلاتے ہو یاد رکھو جب میں خدا کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے باز پرس کرے گا تو میں کہوں گا میں نے تیری مخلوق پر ان میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔

باب ۹

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ:

گزشتہ صفحات میں ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وفات پانے اور عمرؓ کے ان کی نماز جنازہ پڑھانے اور صبح ہونے سے قبل رات ہی کو ان کی تدفین عمل میں آنے کے واقعات بیان کر چکے ہیں' اس رات کے ختم ہوتے ہی صبح کو عمرؓ نے جو سب سے پہلا کام کیا اس کے متعلق شداد کی روایت یہ ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور کہا میں چند کلمات کہنا چاہتا ہوں تم لوگ ان پر آمین کہو اسی طرح مری کا بیان ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے جو سب سے پہلی گفتگو کی وہ یہ تھی کہ عربوں کی مثال ایسی ہے جیسے نکیل میں بندھا ہوا اونٹ جو اپنے قائد کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے لہٰذا قائد کا فرض ہے کہ سوچ سمجھ کر اس کی قیادت کرے' اور میں قسم ہے رب کعبہ کی ان کو سیدھے راستے پر لے کر چلوں گا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے نام فرمان:

خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے سب سے پہلا خط ابوعبیدہؓ کو لکھا جس میں ان کو خالدؓ کے لشکر کا امیر مقرر کیا اور لکھا کہ میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو باقی رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے' جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر راہ راست پر لگایا' اور ظلمت سے نکال کر نور میں داخل کیا' میں تم کو خالدؓ کے لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں تم مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ' تم غنیمت کی حرص میں آ کر مسلمانوں کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرنا اور نہ کسی اجنبی مقام میں وہاں کے حالات اور نتائج سے بے خبر ہو کر ان کو ٹھہرانا' جب تم کسی جماعت کو جنگ کے لیے بھیجو تو معقول تعداد کے بغیر نہ بھیجنا' مسلمانوں کو ہلاکت میں ہرگز مبتلا نہ کرنا' خدا نے تمہارا معاملہ میرے ہاتھ میں اور میرا معاملہ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے' دنیا کی محبت سے اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے دل کو اس سے بے نیاز کر لو' خبردار اگلے لوگوں کی طرح ہلاکت میں مت ڈالو' ان کے بچھڑنے کے میدان تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا تقرر:

جو لوگ شام میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع لے کر گئے تھے ان کے نام یہ ہیں' شداد بن اوس بن ثابت انصاری' محمیہ بن جزء اور یرفا' انہوں نے مسلمانوں کے فتح یاب ہونے تک اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا اس وقت مسلمان یاقوصہ کی گھاٹی پر رومی دشمنوں سے برسر پیکار تھے یہ رجب کا واقعہ ہے' اس کے بعد ان لوگوں نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات پانے کی اطلاع دی اور بتلایا کہ عمرؓ نے آپ کو شام کی جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا ہے اور تمام امراء کو آپ کا ماتحت بنایا ہے اور خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے۔

جنگ فحل:

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب مسلمان اجنادین کے معرکہ سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے فحل کی طرف جو علاقہ اردن میں واقع ہے چلے گئے کیونکہ رومی بھاگ کر وہاں جمع ہو گئے تھے' مسلمان بدستور اپنے امراء کے ماتحت تھے خالدؓ مقدمۃ الجیش پر تھے' رومیوں نے بیسان پر پہنچ کر اس کی نہروں کے بند توڑ دیئے' وہاں کی زمین شور تھی جس سے تمام زمین دلدل بن گئی' بیسان فلسطین اور

اردن کے درمیان واقع ہے' جب مسلمان وہاں پہنچے تو وہ رومیوں کی کارستانی سے لاعلم تھے' ان کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور
انہیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی' مگر خدا نے ان کو وہاں سے سلامتی سے نکال دیا' بیسان کا نام اس زحمت کی وجہ سے جو مسلمانوں کو
وہاں اٹھانی پڑی ذات الردغہ (دلدل والی جگہ) پڑ گیا' اس کے بعد مسلمان رومیوں کے پاس پہنچے وہ اس وقت فحل میں تھے' طرفین
میں جنگ ہوئی' رومیوں نے شکست کھائی' مسلمان فحل میں داخل ہو گئے اور بھاگے ہوئے رومی دمشق پہنچ گئے۔ فحل کا واقعہ عمر رضی اللہ عنہ کی 4
خلافت کے چھ ماہ بعد ذوالقعدہ ۱۳ھ میں پیش آیا تھا اس سال کے امیر حج عبدالرحمنؓ بن عوف تھے۔

فتح دمشق:

فحل کے بعد مسلمان دمشق کی طرف متوجہ ہوئے' مقدمۃ الجیش پر خالدؓ بن الولید تھے رومی دمشق میں ایک شخص باہان نامی کے پاس جمع ہو گئے تھے' عمرؓ نے خالدؓ بن الولید کو معزول کر کے ابوعبیدہؓ کو سپہ سالار مقرر کر دیا تھا' دمشق کے اطراف مسلمانوں اور رومیوں میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی' اس جنگ میں خدا نے رومیوں کو شکست دی اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا' رومی دمشق میں گھس گئے اور اس کے دروازے بند کر لیے' مسلمانوں نے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار اس کو فتح کر کے رہے' رومیوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کی امارت کا فرمان:

عمرؓ کے پاس سے ابوعبیدہؓ کے نام ان کی امارت اور خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کا حکم پہنچا تو انہوں نے شرم کی وجہ سے وہ خط خالد رضی اللہ عنہ کو نہیں دکھلایا جب دمشق خالدؓ کے ہاتھوں فتح ہو گیا صلح نامہ انھیں کے نام سے لکھا جا چکا تب ابوعبیدہؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو اس خط کے مضمون سے مطلع کیا جب اہل دمشق نے صلح کر لی تو باہان جس نے مسلمانوں سے جنگ کی تھی ہرقل کے پاس چلا گیا' دمشق رجب ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا' اس کے بعد ابوعبیدہؓ نے اپنی امارت اور خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کو ظاہر کر دیا' مسلمانوں اور رومیوں کا مقابلہ پہلے ایک شہر عین فحل میں ہوا تھا' عین فحل فلسطین اور اردن کے درمیان واقع ہے وہاں بڑے زور کا معرکہ ہوا تھا اس کے بعد رومی دمشق میں پہنچے تھے۔

مگر خالدؓ اور عبادہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ جب برید مدینہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہؓ کی امارت کا حکم لے کر مسلمانوں کے پاس یرموک پہنچا اس وقت مسلمانوں اور رومیوں میں بڑی شدت کی جنگ ہو رہی تھی اس کے بعد راوی نے تمام واقعہ یرموک کا بیان کیا ہے اور دمشق کا واقعہ اس طرح بیان نہیں کیا جس طرح کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے میں اس روایت کا کچھ حصہ بعد میں ذکر کروں گا۔

خالدؓ بن سعید اور ولیدؓ بن عقبہ کو معافی:

خلیفہ ہونے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ' خالدؓ بن سعید اور ولید بن عقبہ سے خوش ہو گئے۔ ان دونوں کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی' ابوبکرؓ نے جنگ سے بھاگنے کی پاداش میں ان دونوں کو مدینہ میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی اور ان کو شام واپس کر دیا تھا' اور ان سے یہ کہہ دیا تھا کہ اب میں تم کو اچھی طرح آزمانا چاہتا ہوں' جاؤ ہمارے جس امیر کے ساتھ تم چاہتے ہو' مل جاؤ' چنانچہ یہ دونوں فوج میں آ کر شریک ہو گئے تھے اور انہوں نے سخت معرکوں میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔

دمشق کا واقعہ سیف کی روایت کے مطابق

حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی:

خالدؓ اور عبادہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب خدا نے یرموک کی فوجوں کو شکست دے دی اور واقوصہ کے لوگ تتر بتر ہو گئے اور مال غنیمت اور انعامات تقسیم ہو چکے اور خمس اور وفود بھیجے جا چکے' تب ابوعبیدہؓ نے اس اندیشے سے کہ مبادا مرتدین یرموک پر حملہ کر کے قابض ہو جائیں اور ہماری رسد کے راستے بند کر دیں' یرموک پر بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ دیا اور خود صفر کے ارادے سے آگے بڑھے' ابوعبیدہؓ بھاگنے والوں کا تعاقب کرنا چاہتے تھے ان کو معلوم نہیں تھا کہ رومی کہیں جمنا چاہتے ہیں یا منتشر ہونا چاہتے ہیں اتنے میں ان کے پاس اطلاع آئی کہ رومی فحل پر جمع ہو رہے ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی کہ اہل دمشق کی مدد کے لیے حمص سے کمک آ رہی ہے' اس وقت ابوعبیدہ متردد ہوئے کہ آغاز دمشق سے کریں یا فحل سے' جو علاقہ اردن کا ایک شہر ہے اس لیے انہوں نے اس بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ کر ہدایت طلب کی اور جواب کے انتظار میں صفر میں ٹھہر گئے' عمرؓ نے یرموک کی فتح کی اطلاع کے بعد جملہ امراء کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا مگر خالد رضی اللہ عنہ کو ابوعبیدہؓ کے ماتحت کر دیا اور عمرو کو جنگ کے اثرات فلسطین پہنچنے تک مسلمانوں کی امداد کے لیے مقرر کر دیا اور لکھ دیا کہ جب جنگ فلسطین میں ہونے لگے تو عمرو وہاں کے سپہ سالار رہوں گے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی وجہ:

لوگوں کا خیال ہے کہ عمرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کی کسی گفتگو کی وجہ سے معزول کر دیا تھا ابوبکرؓ کے پورے زمانہ خلافت میں عمرؓ خالدؓ سے ناراض رہے اور ان کے اعمال کو ناپسند کرتے رہے کیونکہ انہوں نے ابن نویرہ کو قتل کر دیا تھا اور نیز ان سے جنگ میں بعض بے ضابطگیاں سرزد ہوئی تھیں' چنانچہ خلیفہ ہوتے ہی جو بات سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلی وہ خالدؓ کے معزول کرنے کے متعلق تھی آپ نے کہا کہ میرے زمانے میں خالد رضی اللہ عنہ کبھی کسی ذمہ دار عہدے پر نہیں رہیں گے۔

تکذیب نفس کی شرط:

عمرؓ نے ابوعبیدہؓ کو خط لکھا کہ اگر خالدؓ اپنے نفس کی تکذیب یعنی اپنے قصور کا وہ اعتراف کرتے ہیں تو وہ علی حالہٖ سپہ سالار رہیں اور اگر وہ اس کے لیے تیار نہیں ہیں تو تم ان کی جگہ سپہ سالار مقرر کیے جاتے ہو اس کے بعد تم ان کے سر سے ان کی دستار اتار لینا اور ان کا تمام مال ان سے نصفا نصف سے تقسیم کرا لینا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بہن سے مشورہ:

جب ابوعبیدہؓ نے خالدؓ سے اس حکم کا ذکر کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ذرا مہلت دو میں اپنی بہن سے اس معاملے میں مشورہ کرتا ہوں' ابوعبیدہؓ نے ان کو مہلت دے دی' خالدؓ اپنی بہن فاطمہ بنت الولید کے پاس گئے وہ حارث بن ہشام کی بیوی تھیں' خالدؓ نے ان سے اس معاملے کا ذکر کیا' فاطمہ نے کہا' بخدا عمر رضی اللہ عنہ تمہیں کبھی پسند نہیں کریں گے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم اعتراف قصور کرو اور پھر وہ تمہیں معزول کر دیں' خالدؓ نے یہ رائے سن کر اپنی بہن کا سر چوم لیا اور کہا بے شک تم سچ کہتی ہو' چنانچہ خالدؓ نے معزول ہونا قبول کیا مگر اپنے نفس کی تکذیب پر تیار نہ ہوئے۔

حضرت خالدؓ کے مال کی تقسیم:

ابوبکرؓ کے غلام بلال ابوعبیدہؓ کے پاس پہنچے اور کہا تم کو خالدؓ کے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے' ابوعبیدہؓ نے کہا مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے' کہ ان کا عمامہ اتارلوں اور ان کے مال کو آدھوں آدھ تقسیم کرلوں' چنانچہ ابوعبیدہؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کا تمام مال تقسیم کرلیا آخر میں ان کی جوتی کا جوڑا رہ گیا ابوعبیدہؓ نے کہا یہ صرف ان ہی کے کام کا ہے' خالدؓ نے کہا ہاں! مگر میں امیر المؤمنین کی نافرمانی نہیں کرسکتا تم کو جیسا حکم ملا ہے ویسا ہی کرو' اس پر ابوعبیدہؓ نے ایک جوتا لے لیا اور ایک خالد رضی اللہ عنہ کو دے دیا' معزول ہونے کے بعد خالد رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینے آ گئے۔

حضرت خالدؓ کے اثاثے کی خریداری:

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ جب عمر خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے تو ان سے کہا کرتے اے خالدؓ! خدا کا مال جو تم دبائے بیٹھے ہو اس کو نکالو' خالدؓ کہتے' بخدا میرے پاس کوئی مال نہیں ہے' اور جب عمرؓ نے ان کا زیادہ پیچھا کیا تو خالدؓ نے کہا اے امیر المومنین میں نے تمہاری سلطنت میں سے جو کچھ لیا ہے اس کی قیمت چالیس ہزار درہم بھی نہیں ہے' عمرؓ نے کہا میں تمہارا تمام اثاثہ چالیس ہزار درہم میں تم سے خریدتا ہوں خالدؓ نے کہا مجھے منظور ہے' عمرؓ نے کہا میں نے تم سے لے لیا' خالدؓ کے پاس سوائے گھر کے سامان اور چند غلاموں کے اور کچھ نہ نکلا' اس کی قیمت کا حساب لگایا گیا' تو اسی ہزار درہم ہوئی' عمرؓ نے وہ سب مال ان سے لے لیا اور ان کو چالیس ہزار درہم دے دیئے' کسی نے عمرؓ سے کہا امیر المؤمنین! اگر آپ خالد رضی اللہ عنہ کا سامان ان کو واپس دے دیں تو مناسب ہے عمرؓ نے کہا بخدا میں مسلمانوں کا تاجر ہوں ہرگز واپس نہیں کروں گا مگر خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ معاملہ کرنے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا دل ان کی طرف سے صاف ہو گیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

جب عمرؓ کے پاس ابوعبیدہؓ کا خط یہ دریافت کرنے کے لیے آیا کہ حملہ کس مقام پر پہلے کیا جائے تو عمرؓ نے اس کا یہ جواب دیا' اما بعد! تم کو چاہیے کہ پہلے دمشق پر حملہ کرو کیونکہ دمشق شام کا قلعہ اور دشمنوں کا دارالحکومت ہے' اور فحل والوں کے مقابلے میں اپنا دستہ چھوڑ کر ان کو الجھائے رکھو تاکہ وہ لوگ تمہاری طرف توجہ نہ کرسکیں' اسی طرح اہل فلسطین اور اہل حمص کو بھی مصروف کردو' اگر یہ مقامات دمشق سے پہلے فتح ہو گئے تو تمہاری مراد برآئے گی اور اگر خدا نے دمشق کو ان سے پہلے فتح کرادیا تو اس کی حفاظت کے لیے ایک امیر کو چھوڑ دینا اور باقی امراء اور تم جا کر فحل پر حملہ کرنا' جب فحل فتح ہو جائے تو تم اور خالد رضی اللہ عنہ حمص کی طرف مڑ جانا اور شرحبیل اور عمرو کو اردن اور فلسطین میں چھوڑ دینا اور ہر شہر اور ہر فوج کے امراء تا حکم ثانی اپنی اپنی خدمات پر برقرار رہیں گے۔

فحل کا محاصرہ:

ابوعبیدہ نے فحل کی طرف دس قائد روانہ کیے ابوالاعور السلمی' عبا عمرو بن یزید بن عامر الجرشی' عامر بن حمثہ' عمرو بن کلیب جو یحصب کے قبیلے کے تھے۔ عمارہ بن الصعق بن کعب' صیغتی بن علبہ بن شامل' عمرو بن الحبیب بن عمرو مبدہ بن عامر بن خثعمہ' بشیر بن عصمہ' عمارہ بن فخش' یہ سب لوگ قائد تھے اور ان میں سے ہر ایک کی ماتحتی میں پانچ پانچ قائد اور تھے' سرداری کے لیے جہاں تک ہو سکتا صحابہ ہی میں سے لوگ منتخب ہوتے تھے' یہ سب لوگ صفر سے روانہ ہو کر فحل کے قریب ٹھہر گئے' مگر جب رومیوں کو مسلمانوں کی فوجوں کے متعلق اطلاع ملی' کہ وہ ان کے ارادے سے آ رہی ہیں تو رومیوں نے فحل کے اطراف کی ندیوں کے بند توڑ دیئے جس سے تمام زمین میں پانی پھیل گیا اور وہ دلدل بن گئی' اس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوئی اور اسی ہزار شہ سواران کے حملے سے محفوظ رہ گئے مسلمانوں نے شام کے شہروں میں سب سے پہلے فحل کا محاصرہ کیا اور اس کے بعد دمشق کا محاصرہ کیا۔

حمص کا محاصرہ:

ابوعبیدہؓ نے ذوالکلاع کو دمشق اور حمص کے درمیان متعین کیا تا کہ وہ وہاں پشت پناہی کا کام انجام دیں اور علقمہ بن حکیم اور مسروق کو دمشق اور فلسطین کے درمیان متعین کیا، ان کے امیر یزید تھے، یزید ابوعبیدہ کے ساتھ مرج سے روانہ ہوئے تھے، اور مقدمے پر خالدؓ بن الولید کو مامور کیا تھا خالدؓ کے دونوں بازوؤں پر عمرو اور ابوعبیدہ تھے، سواروں کے افسر عیاض اور پیدل کے افسر شرجیل تھے، مسلمانوں نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی، اہل دمشق کا سردار نسطاس بن نسطوس تھا، مسلمانوں نے اہل دمشق کا محاصرہ کرلیا اور دمشق کے اطراف فروکش ہو گئے، ایک طرف ابوعبیدہ تھے، ایک طرف عمرو تھے، ایک طرف یزید تھے ہرقل اس زمانے میں حمص میں ٹھہرا ہوا تھا حمص کا شہر اس کے اور مسلمانوں کے درمیان واقع تھا مسلمانوں نے دمشق کا ستر دن تک سخت محاصرہ کئے رکھا جس میں حملوں، تیراندازیوں اور منجنیقوں سے دشمن کو خوب پریشان کرتے رہے وہ لوگ شہر میں پناہ گزیں تھے اور امداد کی آس لگائے بیٹھے تھے، ہرقل ان سے قریب ہی تھا، اس سے انہوں نے مدد طلب کی، مگر ذوالکلاع دمشق سے ایک رات کے فاصلے پر اسلامی لشکر اور حمص کے درمیان گویا حمص پر حملہ آور ہونے کے لیے مقیم تھے، جب ہرقل کی فوجیں اہل دمشق کی امداد کے لئے آئیں تو ذوالکلاع کے شہ سواروں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو امداد سے روک دیا مجبوراً وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور ذوالکلاع کے مقابلے کے لئے ٹھہر گئے اور اہل دمشق اسی حالت میں گرفتار رہے۔

اہل دمشق کا جشن:

جب اہل دمشق کو یقین ہو گیا کہ ان کو امداد نہیں پہنچ سکتی تو ان میں کمزوری اور بزدلی پیدا ہو گئی اور انہوں نے مزید جدوجہد ترک کر دی اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کو زیر کرنے کا جذبہ بڑھ گیا' رومی سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی یہ یورش اس سے قبل کی لوٹ مار کے مانند ہے جب سردی زیادہ ہو جائے گی تو یہ لوگ خود ہی یہاں سے بھاگ جائیں گے' مگر سردی شروع ہو گئی تب بھی مسلمان واپس نہ ہوئے' اسی عرصے میں اہل دمشق کے پادری کے یہاں لڑکا پیدا ہوا' اس خوشی میں اس نے سب لوگوں کی دعوت کی' رومیوں نے خوب کھایا اور پیا' یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی اپنی متعینہ جگہ کی نگرانی سے بالکل بے خبر ہو گئے' مسلمانوں میں خالدؓ کے سوا اور سب لوگ رومیوں کی اس حالت سے ناواقف تھے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی:

خالد رضی اللہ عنہ کی کیفیت یہ تھی کہ نہ خود سوتے اور نہ کسی کو سونے دیتے تھے' ان کو رومیوں کی سب باتوں کا علم رہتا' ان کی آنکھیں بہت تیز تھیں وہ اپنی سمت میں ہمیشہ مصروف رہتے چنانچہ آپ نے کچھ رسیاں اور ڈوریاں سیڑھیوں اور کمندوں کی شکل کی تیار کیں' اور اس دعوت کے روز شام ہوتے ہی خالدؓ اور ان کے سپاہیوں نے پیش قدمی کی' سب سے آگے خود خالدؓ اور قعقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی اور ان جیسے اور چند اصحاب روانہ ہوئے اور اپنے لوگوں کو یہ ہدایت کر گئے کہ جب شہر پناہ سے تم لوگ ہماری تکبیروں کی آوازیں سنو تو فوراً ہماری طرف چڑھ آؤ اور دروازے پر حملہ کر دو۔

شہر پناہ پر چڑھائی:

جب خالدؓ اور '' کے رفیق اپنے قریب کے دروازے کے پاس پہنچ گئے تو ان لوگوں نے وہ ڈوریاں شہر پناہ کے کنگروں پر پھینک دیں' اس وقت ان کی کمروں' پر وہ مشکیں بندھی ہوئی تھیں جن کے ذریعے سے انہوں نے خندق کو تیر کر پار کیا تھا' جب ڈوریاں ان کنگروں

میں بخوبی اٹک گئیں تو قعقاع اور مذعور ان کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے اور ان دونوں نے باقی تمام رسیاں اور ڈوریاں اوپر کنگروں سے باندھ دیں۔

دربانوں کا قتل:

شہر پناہ کے جس حصے پر مسلمانوں نے یورش کی تھی وہ نہایت مستحکم اور ناقابل مرور تھا خالدؓ کے تمام ساتھی کچھ اوپر چڑھ گئے اور کچھ دروازے پر پہنچ گئے جب فصیل پر سب لوگ باطمینان چڑھ گئے تو خالدؓ نے اسی مقام پر دوسرے چڑھنے والوں کی حفاظت کے لیے کچھ محافظ چھوڑ دیئے اور خود اپنی جماعت کو لے کر نیچے اترے اور اوپر والوں کو تکبیر کہنے کا حکم دیا' ان کی تکبیروں کی آوازیں سنتے ہی کچھ مسلمان دروازے کی طرف دوڑے اور کچھ ان رسیوں کی طرف جھپٹ پڑے اور چھلانگیں مارتے ہوئے اوپر چڑھ گئے' خالدؓ نے اپنے قریب کے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور ان کو وہیں سلا دیا اس کے بعد دروازے پر پہنچ کر دربانوں کا خاتمہ کر دیا۔

اہل دمشق کی بدحواسی:

اہل شہر اور دوسرے تمام لوگوں پر پریشانی اور بدحواسی کی کیفیت طاری ہوگئی وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر پہنچے ان کی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ واقعہ کیا ہے' مسلمان ہر طرف اپنے اپنے پاس والوں کو تہ تیغ کر رہے تھے' خالدؓ اور ان کے رفیقوں نے دروازے کی زنجیروں کو تلواریں مار مار کر کاٹ دیا اور دروازے کو اسلامی لشکر کے لیے کھول دیا' مسلمان اندر گھس گئے خالدؓ کے دروازے کے پاس ایک بھی جنگجو ایسا نہ رہا جس کو قتل نہ کر دیا گیا ہو۔

اہل دمشق سے مصالحت:

جب خالد رضی اللہ عنہ کو اس حملے میں خاطر خواہ کامیابی ہوگئی اور وہ اپنی طرف کے دروازے پر بالجبر قابض ہو گئے تو اس طرف کے دشمن بھاگ بھاگ کر دوسرے دروازوں کی طرف پناہ لینے کے لیے دوڑے' ان دروازوں کی طرف کے دشمنوں کو مسلمانوں نے نصف نصف تقسیم پر مصالحت کی دعوت دی تھی مگر اس تجویز کو انہوں نے مسترد کر دیا تھا اور دفاع پر اڑے رہے تھے مگر جب خالدؓ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا تو وہ لوگ فوراً اپنی طرف کے مسلمانوں سے صلح کے خواستگار ہو گئے۔ مسلمانوں نے اس کو منظور کر لیا چنانچہ رومیوں نے اندر سے دروازے کھول دیئے اور مسلمانوں سے کہا جلد اندر آؤ اور ہم کو اس دروازے کے حملہ آوروں سے بچاؤ' اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان تمام دروازوں کی طرف کے مسلمان صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور خالدؓ اپنے دروازے سے بالجبر فتح کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے خالدؓ اور دوسرے اسلامی امراء وسط شہر میں اس طرح ایک دوسرے سے ملے کہ ایک جماعت قتل اور غارت گری میں مصروف تھی اور دوسری جماعت صلح اور امن دہی کے ساتھ داخل ہو رہی تھی مگر جب صلح ہوگئی تو مسلمانوں نے خالد رضی اللہ عنہ کی طرف کے حصے کو بھی صلح کے حکم میں شامل کر دیا۔

دمشق کے مال غنیمت کی تقسیم:

دمشق کی مصالحت زر نقد اور زمینوں کی تقسیم پر اور فی کس سالانہ ایک دینار پر منعقد ہوئی تھی مقتولین کا سامان مسلمانوں نے آپس میں بانٹ لیا تھا' خالدؓ کے سپاہیوں کو بھی اتنا ہی حصہ ملا جتنا کہ دوسرے امراء کے سپاہیوں کو دیا گیا تھا' ملک کا باقی حصہ بھی اسی صلح میں شامل تھا۔ چنانچہ زمین پر فی جریب ایک جریب پیداوار کا محصول لگایا گیا تھا' مگر شاہی خاندان اور اس کے ساتھ جانے والوں کا تمام مملوک سامان مال غنیمت کا قرار دیا گیا' مال غنیمت میں سے ذوالکلاع اور ان کی فوج' ابوالاعور اور ان کی فوج' بشیر اور ان کی فوج کو بھی حصے دیئے گئے تھے۔ اس فتح کی خوشخبری فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی گئی۔

عراقی فوج کی مراجعتِ عراق:

ابوعبیدہؓ کے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا حکم آیا کہ عراق کی فوجوں کو عراق واپس بھیج دو اور ان کو حکم دو کہ وہ سعد بن مالک سے جا کر مل جائیں' اس لیے ابوعبیدہؓ نے عراق کی فوج کا امیر ہاشم بن عتبہ کو مقرر کیا اس فوج کے مقدمے کے افسر قعقاع بن عمرو تھے میمنے اور میسرے کے افسر عمرو بن مالک الزہری اور ربعی بن عامر تھے' دمشق کے بعد یہ لوگ سعد کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ ہاشم عراق کی فوجوں کو لے کر عراق کو گئے' اور دوسرے قائدین فحل کی طرف روانہ ہوئے' ہاشم کے ساتھ دس ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا ان میں سے جو لوگ شہید ہو گئے تھے ان کے بجائے اور لوگوں کو بھرتی کر لیا گیا تھا' ان ہی میں سے قیس اور اشتر ہیں' ایلیا کی طرف علقمہ اور مسروق گئے اور اس کے راستے پر فروکش ہو گئے۔ یزید بن ابی سفیان یمن کے قائدین کے ساتھ دمشق میں ٹھہرے ان میں سے بعض لوگوں کے یہ نام ہیں۔ عمرو بن شمر بن غزیہ' سہم بن المسافر بن ہزمہ' مشافع بن عبداللہ بن مشافع۔

دمشق کی فتح کے بعد یزید بن ابی سفیان نے دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو سواروں کا ایک دستہ دے کر تدمر روانہ کیا اور ابوالزمیراء القشیری کو بثینہ اور حوران کی طرف روانہ کیا مگر ان مقامات کے لوگوں نے ان دونوں سرداروں سے دمشق کی صلح کی شرائط پر صلح کر لی اور ان مفتوحہ علاقوں کے انتظامات ان ہی دونوں سرداروں کو تفویض کر دیے گئے۔

فحل کا واقعہ:

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ دمشق کی فتح رجب ۱۴ھ میں عمل میں آئی تھی اور فحل کا واقعہ دمشق سے پہلے پیش آیا تھا اور فحل کے بھاگے ہوئے لوگ دمشق کی طرف چلے گئے تھے اور مسلمانوں نے اسی طرف ان کا تعاقب کیا تھا' محمد بن اسحاق کا خیال ہے کہ فحل کا واقعہ ذوالقعدہ ۱۳ھ میں ہوا۔

فتح دمشق کے سنین میں اختلاف:

واقدی بھی ابن اسحاق کے قول کے مطابق یہی رائے رکھتے ہیں کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیا تھا اور یرموک کا واقعہ ۱۵ھ میں پیش آیا تھا۔ یرموک کے بعد ہرقل ماہ شعبان میں انطاکیہ سے قسطنطنیہ کو چلا گیا تھا اور یرموک کے بعد پھر کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا مگر ہم سیف کی روایت اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ یرموک کا واقعہ ۱۳ھ میں ہوا تھا اور یرموک ہی میں مدینے کا قاصد مسلمانوں کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع لے کر اس روز شام کے وقت پہنچا تھا جب کہ رومی شکست کھا چکے تھے اور یہ کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ یرموک سے فارغ ہو کر دمشق چلے جانا' اور یہ کہ فحل کا واقعہ دمشق کے بعد ہوا تھا اور اس کے بعد کی لڑائیاں جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ہوئی ہیں وہ ہرقل کے قسطنطنیہ جانے سے قبل پیش آئی ہیں' ہم ان لڑائیوں کو انشاء اللہ ان کے موقعوں پر بیان کریں گے۔

ابوعبید رضی اللہ عنہ ثقفی:

اس سال یعنی ۱۳ھ میں عمرؓ نے ابوعبیدؓ ابن مسعود ثقفی کو عراق کی طرف روانہ کیا تھا اور وہ بقول واقدی اس سال شہید ہو گئے تھے' مگر ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یوم الجسر جو جسر ابی عبید ثقفی کے نام سے مشہور ہے ۱۴ھ میں ہوا تھا۔

فحل کے واقعات سیف کی روایت کے مطابق

فحل کی اہمیت:

اب ہم فحل کے واقعات بیان کرتے ہیں اس روایت میں شام کو فوجوں کی فتوحات اور بعض اور امور کے متعلق نامناسب اختلافات موجود ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ واقعات ایک دوسرے سے قریب قریب زمانے میں واقع ہوئے ہیں' ابن اسحاق کے بیان اور اس کی تفصیلات کو ہم گذشتہ صفحات میں ذکر کر چکے ہیں مگر سری بروایت سیف یہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے دمشق کو فتح کر کے یزید بن ابی سفیان کو مع ان کی فوج کے دستے کے دمشق میں چھوڑ دیا اور سب لوگ فحل کی طرف روانہ ہو گئے' مسلمانوں کے سپہ سالار شرحبیلؓ بن حسنہ تھے' انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو مقدمے پر ابو عبیدہؓ اور عمر رضی اللہ عنہ کو بازوں پر ضرارؓ بن الازور کو سواروں پر اور عیاض رضی اللہ عنہ کو پیدلوں پر مامور کیا تھا' ان لوگوں نے ہرقل کی طرف بڑھنا نامناسب خیال کیا کیونکہ اسی ہزار رومی ان کے عقب میں موجود تھے اور یہ معلوم تھا کہ فحل کی فوجیں رومیوں کے لیے سپر کا کام دے رہی ہیں اور انھیں سے رومیوں کی توقعات وابستہ ہیں اگر یہ معرکہ سر ہو گیا تو سارا شام مسلمانوں کے زیر اقتدار آ جائے گا۔

طبریہ کا محاصرہ:

جب مسلمان ابوالاعور کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو طبریہ کی طرف آگے بڑھایا' طبریہ پہنچ کر مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور باقی تمام لشکر نے فحل پر جو علاقہ اردن میں واقع ہے پڑاؤ ڈالا' ابوالاعور فحل کی طرف آئے تو وہاں کے لوگ پسپا ہو کر بیسان چلے گئے۔ شرحبیلؓ اسلامی فوجوں کو لے کر فحل میں مقیم ہوئے' رومیوں نے بیسان میں قیام کیا' مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان وہ پانی اور دلدلیں حائل تھیں' جن کا اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے۔

ذات الروغہ:

مسلمانوں نے محاذ جنگ کی اطلاعات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیں' خلیفہ کے پاس سے جواب آنے تک ان لوگوں کا ارادہ ٹھہرے رہنے اور فحل پر حملہ نہ کرنے کا تھا' نیز اس وقت دشمن پر پیش قدمی کرنا ممکن بھی نہیں تھا کیونکہ سامنے کیچڑ اور دلدلیں موجود تھیں' عرب اس جنگ کو فحل' ذات الروغہ اور بیسان کے ناموں سے موسوم کرتے تھے' یہاں کے قیام کے زمانے میں مسلمانوں کو علاقہ اردن کی نفیس ترین پیداوار سے مشرکین سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع ملا' ان کا سلسلہ رسد برابر قائم تھا اور بہت فارغ البالی سی گزر رہی تھی اس وجہ سے دشمنوں نے یہ خیال کیا کہ مسلمان بالکل بے خبر بنے ہوئے ہیں۔

سقلار بن مخراق کا اسلامی سپاہ پر اچانک حملہ:

رومیوں کا سپہ سالار سقلار بن مخراق تھا ان کو توقع تھی کہ ہم لوگ مسلمانوں کو اچانک' جالیں گے' چنانچہ رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا مگر مسلمان بے خبر نہ تھے وہ ہر وقت ہوشیار اور چوکنے رہتے تھے' شرحبیلؓ رات دن صف آرائی میں مصروف رہتے تھے' جب مشرکوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو انہوں نے مشرکین کو ایک دم اپنی تلواروں اور نیزوں پر رکھ لیا اور ان کو ذرا مہلت نہ

لینے دی، فحل میں یہ معرکہ اس زور وشور سے پیش آیا کہ اس سے قبل اس شدت کی جنگ کبھی نہیں ہوئی تھی، رات بھر اور اگلے روز رات تک میدان کارزار گرم رہا۔ دشمنوں کی آنکھوں میں دینا اندھیری ہوگئی وہ سخت حیران و پریشان تھے، انہوں نے شکست فاش کھائی اور ان کا سپہ سالار سقلار بن مخراق اور دوسرے بڑے بڑے سردار جن میں سے ایک نسطور بھی تھا، قتل ہوئے مسلمانوں کو نہایت شاندار فتح نصیب ہوئی۔

رومیوں کا فرار وقتل:

مسلمانوں نے پسپا ہونے والوں کا تعاقب کیا وہ سمجھتے تھے کہ دشمن ابھی تک مدافعت کے لئے جمنا چاہتا ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لوگ سخت حیران و پریشان اور اپنے ٹھکانے سے بالکل ناآشنا ہیں، شکست اور پریشانی نے ان کو دلدل اور کیچڑ میں دھکیل دیا، مسلمانوں کی فوج کے آگے کے دستوں نے جو دشمن سے قریب تھے ان کا تعاقب کیا، رومی دلدل میں دھنس دھنس گئے ان کی یہ کیفیت ہوگئی کہ کوئی ان کو چھوتا تو وہ روک نہیں سکتے تھے مسلمانوں نے ان کو اپنے نیزوں سے کچوکے دیئے، دشمنوں کو ہزیمت تو فحل میں ہوئی اور دلدل میں قتل ہوئے، اس روز اسی ہزار رومی قتل ہوئے تھے بہت تھوڑے لوگ جان بچا کر بھاگ سکے تھے۔

حضرت خالدؓ کی مراجعت حمص:

مسلمان اس دلدل کو بہت ناپسند کر رہے تھے مگر خدا نے اسی دلدل کو اپنی قدرت سے دشمنوں کیلئے مصیبت اور مسلمانوں کے حق میں کارآمد اور مفید بنا دیا تاکہ مسلمانوں کو بصیرت حاصل ہو اور ان کی جدوجہد میں ترقی ہو جائے، مال غنیمت تقسیم کر دیا گیا، اس کے علاوہ ابوعبیدہؓ اور خالدؓ فحل سے حمص کو واپس ہو گئے، اور سمیر بن کعب کو اپنے ہمراہ لے کر ذوالکلاع اور ان کی فوج کے پاس پہنچے اور شرحبیل اور ان کی فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔

محاصرہ بیسان:

جب شرحبیل فحل کی جنگ سے فراغت پا چکے وہ اپنی فوج اور عمرو کو لے کر اہل بیسان کی طرف بڑھے اور ان کا محاصرہ کر لیا اس وقت ابوالاعور اور چند اور سردار طبریہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے۔ اردن کے علاقوں میں دمشق کے واقعات اور فحل اور دلدلوں میں رومیوں اور سقلار کے انجام کی کیفیت پھیل چکی تھی اور لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ شرحبیل اور ان کے ساتھ عمرو بن العاصی اور حارث بن ہشام اپنی افواج کو لئے ہوئے بیسان کے ارادے سے جا رہے ہیں اس لیے ہر جگہ کے لوگ قلعہ گیر ہو گئے، شرحبیل نے بیسان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا جو چند روز تک جاری رہا مگر بعد میں وہاں کے کچھ لوگ مقابلے کے لیے باہر نکلے مسلمان ان سے لڑے اور ان کا خاتمہ کر دیا باقی لوگوں نے مصالحت کی درخواست کی جس کو مسلمانوں نے دمشق کی شرائط پر منظور کر لیا۔

اہل طبریہ کی اطاعت:

جب اہل طبریہ کو اطلاع پہنچی تو انہوں نے ابوالاعور سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کو شرحبیل کی خدمت میں پہنچا دیا جائے۔ ابوالاعور نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا چنانچہ اہل طبریہ اور اہل بیسان سے دمشق کی شرائط پر مصالحت ہوگئی اور یہ بھی طے ہوا کہ شہروں اور اس کے مضافات کی آبادیوں کے تمام مکانات میں سے نصف مسلمانوں کے لیے خالی کر دیئے جائیں اور

باقی نصف میں خود رومی سکونت اختیار کریں اور فی کس سالانہ ایک دینار اور فی جریب زمین سے ایک جریب گیہوں یا جو یا جس چیز کی کاشت کریں' ادا کی جائے۔ اس کے بعد مسلمان قائدین اور ان کی فوجیں آبادی میں مقیم ہو گئیں اور اردن کی صلح پایہ تکمیل کو پہنچ گئی' اور تمام امدادی دستے اردن کے علاقے میں مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے اور فتح کی بشارت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دی گئی۔

جنگ فارس کے لیے بیعت:

محمد بن عبداللہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جس رات کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی' عمرؓ نے نماز فجر سے قبل سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ لوگوں کو مثنیٰ بن الحارثہ شیبانی کے ساتھ اہل فارس کی لڑائی پر آمادہ کیا اور جب صبح ہوئی تو لوگوں سے بیعت لی اور پھر جنگ فارس کے لیے مدعو کیا' لوگ بیعت کے لیے لگاتار آتے رہے' تین روز میں بیعت سے فراغت ہو گئی آپ لوگوں کو ہر روز جنگ فارس کے لیے ابھارتے تھے مگر کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کیونکہ اہل فارس کے تسلط اور شوکت اور مختلف اقوام پر ان کی حکمرانی کی وجہ سے عربوں کے دلوں پر ان کا بہت زیادہ رعب چھایا ہوا تھا وہ ان کی طرف رخ کرتے ہوئے گھبراتے تھے' چوتھے دن پھر عمرؓ نے لوگوں کو جنگ عراق کی دعوت دی' چنانچہ سب سے پہلے جن لوگوں نے اس دعوت پر لبیک کہی وہ ابوعبید بن مسعود اور سعد بن عبید انصاری فزارہ کے حلیف تھے یہ جنگ جسر میں بھاگ گئے تھے' اس لغزش کے بعد ان کے سامنے اور کئی سمتیں شرکت جہاد کے لیے پیش کی گئیں مگر انہوں نے عراق کے سوا اور کہیں جانا پسند نہیں کیا۔ وہ کہتے تھے کہ میں عراق کی جنگ سے بھاگ کر خدا کی ناراضگی میں گرفتار ہوا ہوں اور مجھے اس کی ذات سے امید ہے کہ وہیں کی جنگ میں وہ مجھ سے اپنی خفگی کو دور کرے گا' اس کے بعد مسلمانوں نے اس جنگ کے لیے اپنی خدمات مسلسل پیش کرنی شروع کر دیں۔

مثنیٰ بن حارثہ کی تقریر:

قاسم بن محمد راوی ہیں کہ اس موقع پر مثنیٰ بن حارثہ نے ایک تقریر کی جس میں انہوں نے کہا اے لوگو! تم عراق کی جنگ کو کوئی بہت بڑا معرکہ نہ سمجھو کیونکہ ہم نے فارس کے شاداب علاقوں پر قبضہ جما لیا ہے اور سواد کے بہترین نصف پر ہم غالب ہو گئے ہیں اور تقسیم کر کے ہم ان سے بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں اور ہمارے پیشرو افراد کو ان پر جرأت حاصل ہو گئی ہے' خدا کی ذات سے امید ہے کہ آئندہ بھی ہمیں ایسی ہی کامیابی حاصل ہو گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عوام کو خطاب:

عمرؓ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی مسلمانو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ حجاز میں تمہاری بود و باش کی صرف یہی صورت ہے۔ کہ تم چارے کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتے رہو اس کے سوا یہاں کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ کہاں ہیں وعدۂ الٰہی پر غربت اختیار کرنے والے اور وطن ترک کرنے والے' تم اس ملک میں جاؤ جس کے وارث بنانے کا خدا نے تم سے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے کیونکہ وہ قرآن میں فرماتا ہے: لیظهره علی الدین کله. ''تاکہ تمام مذاہب پر اسلام کو غالب کر دیا جائے''۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب اور اس کے مددگاروں کو عزت دینا چاہتا ہے اور ان کو دوسری قوموں کے ملک و دولت کا والی بنانا چاہتا ہے۔ خدا کے نیک اور صالح بندے کہاں ہیں۔

ابوعبید ثقفی کی جہاد کے لیے پیش کش:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کو سن کر سب سے پہلے ابوعبید بن مسعود نے اپنی خدمات پیش کیں' ان کے بعد سعد بن عبید یا سلیط بن قیس نے اپنے آپ کو پیش کیا' جب فوج جمع ہوگئی تو لوگوں نے خلیفہ کو رائے دی کہ اس فوج پر مہاجرین یا انصار میں سے کسی سابق الاسلام شخص کو امیر بنایئے مگر آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے تم لوگوں کو جو فوقیت عطا فرمائی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ تم نے دشمن کے مقابلے میں سبقت اور سرعت دکھلائی تھی مگر جب کہ تم بزدل بن گئے ہو اور دشمن کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہو تو امارت کے لیے وہی شخص زیادہ بہتر ہے جس نے تم سے پہلے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور دعوتِ جنگ پر لبیک کہی ہے بخدا میں ایسے ہی شخص کو اس فوج کا امیر بناؤں گا جس نے سب سے پہلے اپنا نام جہاد کے لیے پیش کیا ہے۔

ابوعبید ثقفی کی امارت:

اس کے بعد آپ نے ابوعبید' سلیط اور سعید کو طلب کیا اور دونوں آخر الذکر سے فرمایا کہ اگر تم ابوعبید پر سبقت کرتے تو میں تم کو امیر بناتا اور شرف قدامت کے ساتھ یہ منصب بھی تم کو حاصل ہوتا' چنانچہ آپ نے ابوعبید کو امیر لشکر بنایا اور ان کو ہدایت کی کہ صحابہ رسولؐ کے مشوروں کو ماننا اور ہر معاملے میں ان کو شریک رکھنا تاوقتیکہ صورت حال بالکل آشکارا نہ ہو کبھی جلد بازی نہ کرنا کیونکہ یہ جنگ ہے اور جنگ کے لیے وہی شخص موزوں ہوتا ہے جو جلد باز نہ ہو اور موقع اور محل کو خوب سمجھتا ہو۔

سلیط بن قیس کو امیر نہ بنانے کی وجہ:

ایک انصاری شخص کا بیان ہے کہ عمرؓ نے ابوعبیدہ سے فرمایا تھا کہ میں نے سلیط کو صرف اس لیے امیر نہیں بنایا ہے کہ ان کے مزاج میں جلد بازی ہے' جنگ کے معاملات میں جلد بازی واضح صورت حال کے سوا مضرت رساں ہوتی ہے اگر وہ جلد باز نہ ہوتے تو میں انہی کو امیر بناتا مگر جنگ کے لیے وہ شخص زیادہ بہتر ہوتا ہے جو تامل اور سوچ بچار کے بعد کام کرے۔

ابوعبید ثقفی کی کفارہ ادا کرنے کی خواہش:

شعبی کی روایت ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ ۱۳ھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ابوبکرؓ نے ان کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی' اس فوج کی بھرتی کے لیے آپ نے تین روز تک لوگوں کو دعوت دی مگر کوئی آمادہ نہ ہوا آخر میں ابوعبید اور ان کے بعد سعد بن عبید تیار ہوئے' ابوعبیدہ نے کہا کہ اس معرکہ کے لیے میں حاضر ہوں' اور سعد نے کہا کہ اس معرکہ کے لیے میں حاضر ہوں' سعد سے اس سے قبل ایک لغزش سرزد ہوگئی تھی اور وہ اس کا کفارہ چاہتے تھے' سلیط کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے عمرؓ سے کہا کہ اس فوج پر اس شخص کو امیر بنایئے جس کو شرف صحبت حاصل ہو' عمرؓ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو بزرگی حاصل ہے وہ اس لیے ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے کے لیے جلد تیار ہو جاتے ہیں اور یہ لوگ جہاد سے کترانے والوں کے مقابلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں چونکہ یہ حضرات اپنا کام کر چکے ہیں اور اب سست پڑ گئے لہٰذا ان کے مقابلے میں وہ لوگ اولیٰ تر ہوں گے جو بھاری ہوں یا ہلکے جہاد کے لیے دوڑے چلے جاتے ہیں واللہ! میں اسی شخص کو امیر مقرر کروں گا جو سب سے پہلے جہاد کے لیے تیار ہوا ہے چنانچہ آپ نے ابوعبید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنایا اور

فوج کی قیادت کے متعلق ان کو مناسب ہدایات دیں۔

یعلیٰ بن امیہ کی روانگی یمن:

سالم کی روایت ہے کہ عمرؓ نے سب سے پہلے جو فوج جنگ کے لیے روانہ کی وہ ابوعبید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تھی ان کے بعد یعلیٰ بن امیہ کو یمن کی طرف روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ اہل نجران کو جلاوطن کر دیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانے میں اور ابوبکرؓ نے اپنی علالت کے زمانے میں اس کی وصیت فرمائی تھی' عمرؓ نے یعلیٰ بن امیہ سے فرمایا تھا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ' ان کو ان کے دین کے بارے میں پریشان نہ کرو بلکہ ان کو مہلت دو ان میں سے جو لوگ اپنے مذہب پر قائم رہیں' ان کو جلاوطن کر دو اور جو لوگ اسلام قبول کر لیں ان کو ان کے وطن میں مقیم رہنے دو اور جلاوطنی کے بعد اس سرزمین کو ان کے وجود سے بالکل صاف کر دو اور ان سے کہہ دو کہ تم کو دوسرے شہروں میں جانے کا اختیار ہے اور ان کو بتلا دو کہ ہم تم کو اس لیے جلاوطن کر رہے ہیں کہ خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو مذہب باقی نہ رکھے جائیں اس لیے جو شخص اپنے مذہب پر رہنا چاہتا ہے وہ یہاں سے نکل جائے چونکہ وہ لوگ ہمارے ذمی ہیں اور خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ہم پر ان کا حق واجب ہے اس لیے ہم زمین کے عوض ان کو زمین عطاء کریں گے۔

نمارق کا واقعہ

شعبی سے روایت ہے کہ ابوعبید کی روانگی کے وقت ان کے ساتھ سعد بن عبید اور بنو عدی بن النجار کے سلیط بن قیس اور بنوشیبان کے خاندان بنو ہند کے ایک شخص مثنیٰ بن حارثہ بھی تھے۔

بوران (پوران دخت) کی تخت نشینی:

بوران کسریٰ کی لڑکی تھی مدائن میں جب اختلافات رونما ہوئے تو رفع نزاع کے لیے بوران کو تخت نشین کر دیا گیا' جس وقت فرخ زاد بن البندوان قتل ہوا اور رستم نے آ کر آزرمی دخت کو قتل کیا تو اس وقت سے یزدجرد کے تخت نشین کیے جانے تک بوران ہی حکمران رہی۔

ابوعبید رضی اللہ عنہ کی آمد کے زمانے میں بوران ہی برسر حکومت تھی اور رستم وزیر جنگ تھا' بوران نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیے اور تحفے روانہ کیے تھے کیونکہ اس میں اور شیریٰ میں مخالفت تھی مگر بعد میں بوران اس کی مطیع ہوگئی اور شیریٰ رئیس اور بوران حاکم عدل قرار پائی۔

آزرمی دخت کی معزولی:

زیاد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب سیاؤخش نے فرخ زاد بن البندوان کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت ملکہ بن بیٹھی تو اہل فارس میں اختلافات رونما ہو گئے اور مدینے سے مثنیٰ کی واپسی تک وہ لوگ مسلمانوں کی طرف متوجہ نہ ہو سکے' بوران نے رستم کو حالات سے مطلع کیا اور اس کو جلد آنے کے لیے لکھا' رستم اس وقت خراسان کی چھاؤنی پر متعین تھا' وہ فوراً اپنی فوجوں کو لے کر مدائن روانہ ہوا' راستہ میں جہاں کہیں آزرمی دخت کی فوجیں ملتی رہیں ان کو شکست دیتا ہوا مدائن پہنچا' مدائن میں طرفین میں جنگ ہوئی سیاؤخش شکست یاب ہوا' اور وہ اور آزرمی دخت محصور ہوگئی اور اس کو مغلوب کر لیا گیا۔ رستم نے سیاؤخش کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت کی آنکھیں نکال ڈالیں' اس کے بعد بوران ملکہ بن گئی اس نے رستم کو اہل فارس کے انتظام کے لیے مدعو کیا اور اس سے شکایت کی کہ اہل فارس میں بہت ضعف پیدا ہو گیا ہے ان کی قوت میں زوال رونما ہو رہا ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ تم دس سال تک تخت نشین رہو' اس کے بعد اگر آل کسریٰ میں سے کوئی لڑکا مل گیا تو وہ بادشاہ ہوگا ورنہ اس خاندان کی لڑکیاں تخت نشین ہوتی رہیں گی۔

رستم کا سپہ سالاری پر تقرر:

رستم نے کہا میں آپ کا فرماں بردار اور مطیع ہوں اور اس کے صلے میں کسی معاوضے اور انعام کا طالب نہیں ہوں اگر آپ لوگ مجھے کوئی شرف و اعزاز عطا فرمانا چاہتے ہیں تو یہ آپ کے شایانِ شان ہے' میں آپ کا تیر اور آپ کا تابع فرمان ہوں' بوران نے رستم سے کہا تم کل صبح میرے پاس آؤ' اگلے روز رستم بوران کی خدمت میں حاضر ہوا' بوران نے ایرانی سرداروں کو طلب کیا اور رستم کے لیے ایک فرمان اس مضمون کا تحریر کیا کہ تم ہماری خواہش سے جنگ فارس کے امیر اعلیٰ قرار دیے جاتے ہو' خدائے عزوجل

کے سوا کوئی تم پر حاکم بالا دست نہیں ہے ہم لوگ تمہارے احکام کو تسلیم کریں گے' تمہارا ہر وہ حکم جو ملک کی حفاظت اور اہل ایران کو افتراق سے بچانے کی غرض سے ہوگا جائز ہوگا' اس کے بعد بوران نے رستم کے سر پر تاج رکھا اور اہل ایران کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت اور اس کے احکام کی تعمیل کرو' چنانچہ ابوعبید کی آمد کے وقت اہل ایران رستم کے زیر فرمان تھے۔

ترغیب جہاد:

سب سے پہلا کام جو عمرؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رات ہی کو انجام دیا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور ان کو جہاد پر جانے کی ترغیب دی مگر بغیر اس کے کہ کوئی شخص آمادہ ہو سب لوگ منتشر ہو گئے' چوتھے روز پھر آپ نے لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اس روز سب سے پہلے ابوعبید آمادہ ہوئے اس کے بعد اور لوگ یکے بعد دیگرے آمادہ ہوئے' اس فوج میں حضرت عمرؓ نے مدینے اور اس کے اطراف کے تقریباً ایک ہزار آدمی بھرتی کیے اور ان پر ابوعبید کو امیر بنایا' اس پر بعض لوگ معترض ہوئے اور کہا کہ صحابہ میں سے کسی کو امیر بنائیے عمرؓ نے کہا کہ اے صحابہ رسولؐ! بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا' میں تم کو دعوتِ جہاد دیتا ہوں مگر تم سست بن جاتے ہو اور دوسرے لوگ اس کو قبول کرتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں تم کو ان پر امیر بناؤں۔ تم کو جو فضیلت حاصل تھی وہ اس لیے تھی کہ تم جہاد کے لیے سب سے پہلے پیش قدمی کرتے تھے' مگر جب تم سست پڑ گئے تو اوروں کو تم پر فضیلت حاصل ہو گئی اس لیے میں تم پر اس شخص کو امیر بناؤں جو تم سے پہلے جہاد کی دعوت قبول کرے گا' مثنیٰ نے روانگی میں جلدی کی تو عمرؓ نے کہا ذرا ٹھہرو' تاکہ تمہارے رفیق تمہارے ساتھ ہی روانہ ہوں۔

عمرؓ نے اپنی بیعت خلافت کے بعد سب سے پہلے ابوعبید کے لشکر کو روانہ کیا اور ان کے بعد اہل نجران کی فوج بھیجی' اور پھر ان لوگوں کو دعوتِ جہاد دی جو فتنہ ارتداد میں مبتلا ہو گئے تھے وہ لوگ بڑی سرعت کے ساتھ ہر سمت سے آ کر جمع ہو گئے' عمرؓ نے ان کو شام اور عراق کی جنگوں پر بھیج دیا۔

عہد فاروقی کی پہلی نوید فتح:

حضرت عمرؓ نے اہل یرموک کو لکھا کہ تمہارے سپہ سالار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مقرر کیے جاتے ہیں اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم فوج کے امیر مقرر کیے جاتے ہو' اگر اللہ تعالیٰ تم کو اس مہم میں کامیاب کر دے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس کر دینا اور دوسرے امدادی دستوں کے جو لوگ واپس ہونا چاہیں ان کو بھی واپس کر دینا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے جس فتح کی اطلاع ہوئی وہ یرموک کی فتح تھی' یہ فتح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے بیس روز بعد ہوئی تھی' جنگ یرموک کے امدادی دستوں میں عمرؓ کے عہد خلافت میں قیس بن ہبیرہ بھی تھے' یہ اہل عراق کے ساتھ واپس آ گئے تھے یہ اہل عراق میں سے نہیں تھے اور جہاد میں اس وقت شریک ہوئے تھے جب کہ عمرؓ نے اہل ارتداد کو شرکتِ جہاد کی اجازت دے دی تھی۔

مثنیٰ کا حیرہ میں قیام:

شہر براز کی موت کی وجہ سے اہل فارس مسلمانوں کی طرف زیادہ التفات نہ کر سکے کچھ عرصے کے لیے شاہ زنان ملکہ بن گئی پھر سب نے بالاتفاق سابور بن شہر براز بن اردشیر بن شہر یار کو بادشاہ تسلیم کر لیا مگر آزرمی دخت نے بغاوت کر کے سابور اور فرخ زاد کو قتل کر دیا اور خود ملکہ بن گئی' رستم بن فرخ زاد اس وقت خراسان کی چھاؤنی پر متعین تھا بوران نے رستم کو تمام واقعات سے مطلع

کیا' مثنیٰ مدینے روانہ ہو کر دس روز میں حیرہ پہنچ گئے اور ایک مہینے کے بعد ابوعبید بھی آ کر ان کے ساتھ ہو گئے' مثنیٰ نے حیرہ میں پندرہ روز قیام کیا۔

جابان کی روانگی:

رستم نے سواد کے دہقانوں کو لکھا کہ تم لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑ کاؤ اس نے تمام منڈیوں میں وہاں کے باشندوں کو برانگیختہ کرنے کے لیے ایک ایک آدمی بھیجا' چنانچہ اس غرض کے لیے جابان کو بھقباذ الاسفل کی طرف بھیجا اور نرسی کو کسکر کی طرف روانہ کیا اور ان لوگوں سے ملنے کے لیے ایک دن مقرر کر دیا اور ایک لشکر مثنیٰ سے پہلے لڑنے کے لیے بھیج دیا۔ مثنیٰ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنی چوکیوں کی فوجوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور خطرے کے لیے چوکنے ہو گئے۔

جابان کا نمارق میں قیام:

جابان تیزی سے بڑھا اور نمارق میں فروکش ہوا' یہ لوگ حملے کی ٹھان چکے تھے' نرسی بڑھ کر زندورد میں اترا' اور منڈیوں کی آئی ہوئی فوجیں فرات کے بالائی حصے سے چل کر زیرین فرات آ گئیں' مثنیٰ اپنی ایک جماعت کو لے کر خفان میں اترنے کے ارادے سے نکلے تا کہ ان کے عقب میں دشمن کوئی ایسی کارروائی نہ کر سکے جو ان کے حق میں مضر ہو' اس عرصے میں ابوعبید بھی ان کے پاس آ گئے' فوج کے سپہ سالار ابوعبید تھے' ابوعبید نے اپنے ساتھیوں کے جمع ہونے تک خفان میں قیام کیا' ادھر جابان کے پاس بھی بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔

جنگ نمارق:

جب ابوعبید کے پاس فوجیں اور سواریاں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی' مثنیٰ کو سواروں پر مامور کیا اور میمنے پر والق بن جیدارہ کو اور میسرے پر عمرو بن الہیثم بن الصلت بن حبیب السلمی کو مامور کیا' جابان کے میمنے اور میسرے پر جشنس ماہ اور مردانشاہ تھے' اسلامی لشکر نے نمارق میں جابان پر حملہ کیا بڑی شدت کی جنگ ہوئی خدا نے اہل فارس کو شکست دی' جابان گرفتار ہوا اس کو مطر بن فضہ التیمی نے گرفتار کیا تھا اور مردانشاہ بھی گرفتار ہوا' اس کو اکتل بن حساخ العکلی نے گرفتار کیا تھا۔

جابان کی گرفتاری و رہائی:

اکتل نے تو مردانشاہ کی گردن ماردی' مگر مطر بن فضہ کا قصہ یہ ہوا کہ جابان نے ان کو دھوکا دے دیا اور وہ ان کو کچھ دے کر بھاگ گیا' مگر مسلمانوں نے اس کو پکڑ لیا ابوعبید کے سامنے پیش کر کے کہا کہ یہ شخص بادشاہ ہے۔ انہوں نے ابوعبید کو مشورہ دیا کہ اس کو قتل کر دو' مگر ابوعبید نے کہا کہ میں اس کو قتل کرتے ہوئے خدا سے ڈرتا ہوں کیونکہ ایک مسلمان اس کو پناہ دے چکا ہے اور تمام مسلمان محبت اور امداد میں ایک جسم کی مانند ہیں جو بات ان میں سے کسی ایک پر واجب ہوتی ہے' وہ سب پر واجب ہوتی ہے لوگوں نے کہا کہ وہ بادشاہ ہے' ابوعبید نے کہا' ہوا کرے میں بدعہدی ہرگز نہیں کروں گا' چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

رستم کی طمع وحب جاہ:

ابوعمران جعفی کی روایت ہے کہ اہل فارس نے رستم کو دس سال کے لیے امیر جنگ اور بادشاہ مقرر کیا تھا وہ بڑا منجم اور ستارہ شناس تھا کسی نے اس سے پوچھا کہ تم کو اس کام کے لیے کس چیز نے آمادہ کر دیا حالانکہ حالات کی نزاکت سے تم بخوبی واقف ہو' رستم

نے کہا کہ طمع اور حب جاہ نے' رستم نے اہل سواد سے مراسلت کی اور ان کے پاس سرداروں کو بھیجا' ان سرداروں نے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف خوب بھڑکایا' رستم نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ اس جنگ کے لیے جو سردار پہلے مستعد ہوگا وہی سپہ سالار فوج ہوگا۔ چنانچہ جابان پہلا سردار تھا جو جنگ کے لیے آمادہ ہوا' دوسرے لوگ اس کے بعد تیار ہوئے۔

جابان کا زرفدیہ:

مسلمانوں کی جماعتیں حیرہ میں مثنیٰ سے جاملیں اور مثنیٰ وہاں سے چل کر ابوعبید کی آمد تک خفان میں قیام پذیر رہے' ابوعبید مثنیٰ کے بالادست افسر تھے' جابان نمارق میں فروکش ہوا۔ ابوعبید جابان سے لڑنے کے لیے نمارق پہنچے' وہاں طرفین کا مقابلہ ہوا' اہل فارس کو خدا نے شکست دی اور کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا' ابی نے اور مطر بن فضہ نے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتے تھے ایک شخص کو زیورات زیب تن کیے ہوئے دیکھا' دونوں اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو زندہ گرفتار کر لیا مگر دیکھا تو وہ بالکل بوڑھا آدمی تھا ابی کو تو اس کی طرف کچھ رغبت نہ رہی مگر مطر اس کے فدیے کے خواہاں تھے' بالآخر یہ طے ہوا کہ اس کے اسلحہ ابی کے ہیں اور قید کا فدیہ مطر کا ہے' جب جابان نے دیکھا کہ اب معاملہ تنہا مطر سے متعلق رہ گیا ہے تو اس نے مطر سے کہا کہ تم عرب لوگ بڑے وفا شعار ہوتے ہو' کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ مجھے امن دے دو اور میں تم کو اس کے عوض میں دو نوعمر اور چست و چالاک اور ایسے ایسے لڑکے دے دوں' مطر نے کہا مجھے منظور ہے۔

ابوعبید ثقفی کی پابندی عہد:

جابان نے کہا کہ تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو تا کہ اس کے سامنے یہ بات طے پا جائے چنانچہ مطر' جابان کو ابوعبید کے سامنے لے گئے اور ان کے سامنے ان دونوں کا معاملہ طے ہو گیا اور ابوعبید نے اس کو جائز رکھا یہ دیکھ کر ابی اور قبیلہ ربیعہ کے چند لوگ اٹھے' ابی نے کہا کہ اس کو میں نے گرفتار کیا تھا اور اس کو ابھی امان نہیں دی گئی ہے' دوسرے لوگوں نے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ شاہ جابان ہے اس معرکہ میں یہی ہمارا حریف تھا' ابوعبید نے کہا کہ اے گروہ ربیعہ! تم مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہو' کیا یہ مناسب ہے کہ تم میں سے ایک شخص اس کو امان دے اور میں اس کو قتل کر دوں میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا اس کے بعد ابوعبید نے مال غنیمت تقسیم کر دیا' اس غنیمت میں عطر بہت بڑی مقدار میں ہاتھ آیا تھا اور خمس غنیمت قاسم کے ذریعے سے مدینے روانہ کر دیا۔

نرسی کا باغ نرسیان:

نمارق میں شکست کھانے کے بعد ایرانی کسکر کی طرف گئے تا کہ نرسی کے پاس پناہ لیں' نرسی کسریٰ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ اور کسکر نرسی کی جاگیر تھی اور نرسیان اس کا خاص باغ تھا اس باغ کے پھل وغیرہ نرسی کے خاندان کے سوا اور کسی کو میسر نہ آتے تھے اور نہ کسی کو وہاں کچھ بولنے کی اجازت تھی' شاہ فارس بھی ان کی مہربانی کی بدولت کبھی اس کا پھل کھا سکتا تھا' اور اس بات کی عوام میں کافی شہرت تھی کہ اس باغ کا پھل بالکل محفوظ ہے۔

نرسی کو فوج کشی کا حکم:

رستم اور بوران نے نرسی سے کہا کہ جاؤ اپنی جاگیر کو اپنے اور ہمارے دشمن سے بچاؤ اور مرد بنو' جب نمارق میں ایرانیوں کو شکست ہوگئی تو وہاں کے بھاگے ہوئے لوگ نرسی کی طرف روانہ ہوئے نرسی اس وقت اپنے لشکر میں مقیم تھا' ابوعبیدؓ نے اپنی فوج کو کوچ

کرنے کا حکم دیا اور سواروں سے کہا کہ تم لوگ دشمنوں کا تعاقب کرو یا ان کو نرسی کے لشکر میں گھسا دو یا نمارق سے لے کر بارق اور درتا تک ان کو ہلاک کرتے چلے جاؤ۔

جنگ کسکر:

ابوعبید نمارق سے نرسی سے مقابلہ کرنے کے لیے کسکر کو روانہ ہوئے' اس وقت نرسی کسکر کے زیریں حصے میں مقیم تھا' ابوعبید کی فوج کی ترتیب وہی تھی جو جابان سے مقابلہ کرنے کے وقت تھی' نرسی کے میمنے اور میسرے پر اس کے دو ماموں زاد بھائی بندویہ اور تیرویہ بسطام کے بیٹے تھے یہ دونوں کسریٰ کے بھی ماموں زاد بھائی ہوتے تھے' باشندگان باروسما' نہر جوبر اور الزوابی بھی نرسی کی فوج میں موجود تھے' بوران اور رستم کو جابان کی ہزیمت کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے جالینوس کو نرسی کی امداد کے لیے جانے کا حکم دیا' نرسی اور باشندگان کسکر اور باروسما اور نہر جوبر اور الزاب کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو یہ امید ہوئی کہ جنگ سے پہلے جالینوس ان تک پہنچ جائے گا مگر ابوعبید نے اس کا موقع نہ آنے دیا اور تیزی سے بڑھ کر کسکر کے زیرین علاقے میں جو سقاطیہ کے نام سے مشہور تھا۔ دشمن پر حملہ کر دیا' ایک چٹیل میدان میں بڑی شدت کا معرکہ ہوا' خدا نے اہل فارس کو شکست دی' نرسی بھاگ گیا اور اس کی فوج اور ملک پر مسلمانوں کو تسلط حاصل ہو گیا۔

کسکر کا تاراج:

ابوعبید نے دشمن کے پڑاؤ کے اطراف کسکر کا تمام علاقہ برباد کر دیا اور مال غنیمت جمع کر لیا' کھانے کے بے شمار ذخیرے ہاتھ آئے' ابوعبید نے اپنے قریب کے عربوں کو بلا لیا اور انہوں نے جتنا چاہا لے گئے' نرسی کے تمام خزانوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ مگر مسلمانوں کو سب سے زیادہ خوشی باغ نرسیان کو حاصل کر کے ہوئی' کیونکہ نرسی اس کی بڑی حفاظت کرتا تھا اور اس کے ذریعے سے سلاطین فارس کو اپنا دوست بناتا رہتا تھا' مسلمانوں نے اس باغ کو آپس میں تقسیم کر لیا اور اس کے پھل کاشتکاروں تک کو کھلائے اور اس کا خمس عمر رضی اللہ کی خدمت میں ارسال کیا اور آپ کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ چیزیں کھانے کے لیے عطا فرمائی ہیں جن کی سلاطین فارس حفاظت کرتے تھے' ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ان چیزوں کو ملاحظہ فرمائیں اور ہم پر خدا کے فضل و انعام کو دیکھیں۔

باروسما الزوابی اور نہر جوبر پر فوج کشی:

ابوعبید نے وہیں قیام کیا اور مثنیٰ کو باروسما کی طرف' والق کو الزوابی کی طرف اور عاصم کو نہر جوبر کی طرف بھیجا' ان سرداروں نے ان مقامات کی جمعیتوں کو شکست دی اور ان علاقوں کو برباد کیا اور بکثرت لونڈی غلام بنائے' چنانچہ مثنیٰ نے زندرد اور بسربسی کے باشندوں کو گرفتار اور بے خانماں کیا ابوزعبل زندرد کے اسیروں میں سے تھے' عاصم نے نہر جوبر میں اہل بثیق کو گرفتار کیا تھا اور والق نے جن لوگوں کو گرفتار کیا تھا ان میں سے ایک ابوالصلت تھے۔

اہل باروسما و نہر جوبر سے مصالحت:

فروخ اور فروند اذ مثنیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی یہ خواہش تھی کہ جزیہ ادا کر کے ذمی بن جائیں اور اراضی پر ان کا قبضہ باقی رہے' مثنیٰ نے ان دونوں کو ابوعبید کی خدمت میں بھیج دیا' ان دونوں میں سے ایک شخص باروسما کی طرف سے اور دوسرا نہر جوبر کی طرف سے آیا تھا' چنانچہ ان دونوں نے فی کس سالانہ چار دینار ادا کرنا منظور کیا' فروخ نے باروسما کی طرف سے اور فروند اذ

نے نہر جوبر کی طرف سے معاہدہ کیا' الزوابی اور کسکر کے لیے بھی یہی شرح قرار پائی اور یہ دونوں شخص تولون کی طرف سے فی الفور ادائے رقم کے ضامن ہو گئے چنانچہ سب نے جلد جلد رقمیں ادا کر کے صلح کو مکمل کر لیا۔

جالینوس کی روانگی:

فروخ اور فرونداذ ابوعبید کی خدمت میں بہت سے برتن لائے' جن میں فارس کے قسم قسم کے لذیذ کھانے اور حلوے تھے اور 4
عرض کیا کہ یہ دعوت ہم نے آپ کے اعزاز میں ترتیب دی ہے' ابوعبید نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی طرح ہماری فوج کی دعوت بھی کی ہے تو انہوں نے کہا ابھی ہم اس کا انتظام نہیں کر سکے مگر عنقریب ہم فوج کی دعوت بھی کریں گے' مگر واقعہ یہ تھا کہ وہ لوگ جالینوس کی کمک پہنچنے کی توقع کر رہے تھے۔ ابوعبید نے کہا کہ جو دعوت فوج کے لیے کافی نہیں ہے ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ابوعبیدہؓ نے وہ کھانے واپس کر دیئے اور وہاں سے باروسما کے ارادے سے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد ابوعبیدہ کو جالینوس کی روانگی کی اطلاع مل گئی۔

ایرانیوں کی دعوت پر پیش کش:

نصر بن السری الضبی کی روایت یہ ہے کہ فروخ اور فرونداذ کی طرح اندرزغر بن الخو کبذ بھی ابوعبید کی خدمت میں کھانے اور حلوے تیار کر کے لایا تھا' ابوعبید نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ہماری فوج کے اعزاز میں بھی ایسی ہی دعوت کی ہے تو اس نے جواب دیا کہ نہیں' ابوعبید نے وہ دعوت مسترد کر دی' اور کہا کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں' ابوعبید بہت برا شخص ہو گا اگر وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو خون بہانے میں اس کے ساتھ ہیں کوئی چیز اپنی ذات خاص کے لیے حاصل کرے' واللہ! ابوعبید ان چیزوں میں سے جو خدا نے مسلمانوں کو عطا کی ہیں وہی چیز کھا سکتا ہے جو سب مسلمان کھائیں گے۔

ایرانیوں کی دعوت کے متعلق ابن اسحٰق کی روایت:

ابن اسحٰق کی روایت میں بھی عمر رضی اللہ عنہ کا مثنیٰ اور ابوعبید بن مسعود کو عراق بھیجنا اور ان کا کفار سے جنگ کرنا مذکور ہے مگر اس روایت میں یہ ہے کہ جب جالینوس کو شکست ہو گئی' اور ابوعبید باروسما کے علاقے میں داخل ہو کر وہاں کی ایک بستی میں قیام پذیر ہو گئے اور وہاں کے سب لوگ ان کے مطیع ہو گئے تو انہوں نے ابوعبید کے لیے کھانے تیار کیے اور ابوعبید کے پاس لے کر آئے ابوعبید نے کہا کہ میں دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر کوئی چیز نہ کھاؤں گا' ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کھائیے کیونکہ آپ کی فوج کے ہر شخص کو اس کی جائے قیام میں ایسا بلکہ اس سے بہتر کھانا پہنچا دیا جائے گا۔ چنانچہ ابوعبید نے وہ کھانا تناول کیا اور جب فوج کے لوگ ابوعبید کے پاس واپس آئے تو ابوعبید نے ان سے کھانے کے متعلق دریافت کیا چنانچہ انہوں نے اپنی دعوت کا ذکر کیا۔

جالینوس کی شکست وفرار:

جابان اور نرسی نے بوران کو اپنی کمک کے لیے لکھا تو بوران نے ان کی امداد کے لیے جالینوس کو حکم دیا کہ تم جابان کی فوج میں شریک ہو جاؤ اور پہلے نرسی کے پاس پہنچو اس کے بعد ابوعبید سے لڑو مگر قبل اس کے کہ جالینوس ایرانیوں کی مدد کے لیے پہنچے' ابوعبید نے جلدی سے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔ اس لیے جالینوس مقام باقسیاثا میں جو باروسما کے علاقے میں تھا ٹھہر گیا' ابوعبید مسلمانوں کی فوج کو سابقہ ترتیب کے ساتھ لے کر اس کے مقابلے کے لیے بڑھے' باقسیاثا میں طرفین کا مقابلہ ہوا' مسلمانوں نے دشمنوں کو

شکست دی جالینوس بھاگ گیا اور وہاں کا تمام علاقہ ابوعبید کے قبضے میں آ گیا۔

کہتے ہیں کہ اسی علاقے کے دہقانی لوگ جو جالینوس کی آس لگائے بیٹھے تھے جب انہوں نے اپنی جان و مال کو خطرے میں دیکھا تو ابوعبید اور ان کی ساری فوج کے لیے کھانے تیار کر کے لائے تھے۔

اسلامی سپاہ کی دعوت:

نصر اور مجالد کا بیان ہے کہ ابوعبید نے ان لوگوں سے کہا تھا کیا میں تم سے نہیں کہہ چکا ہوں کہ میں وہی چیز کھا سکتا ہوں جو میری تمام فوج کے لیے کافی ہو گی' دہقانوں نے کہا کہ آپ کی فوج کے ہر شخص کو یہ کھانا اس کی قیام گاہ میں اتنی مقدار میں بھیج دیا گیا جس سے وہ سیر ہو جائے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ جب دہقانی ابوعبید کے پاس سے چلے گئے تو ابوعبید نے اپنی فوج کے لوگوں سے اہل ملک کی دعوت کے متعلق دریافت کیا' انہوں نے ابوعبید کو اپنی دعوت کی اطلاع دی' ان دہقانوں نے شروع میں اس لیے ناکافی انتظام کیا تھا کہ ایک تو ان کو اہل فارس کے کامیاب ہونے کی امید تھی دوسرے وہ ان سے ڈرتے تھے۔

ابوعبید اور اہل فارس کی دعوت:

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب ابوعبید کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے فوج کی بھی دعوت کی ہے تو ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور ان لوگوں کو کھانا کھانے کے لیے بلایا جو اکثر ابوعبید کے ساتھ ہم طعام ہوتے تھے' مگر چونکہ ان کے پاس اہل فارس کی دعوت کے لذیذ کھانے آ چکے تھے اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ چیزیں ابوعبید کے پاس بھی بھیجی گئی ہیں اس لیے انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم کو ابوعبید ہر روز کی طرح آج بھی اپنے موٹے جھوٹے کھانے پر بلا رہے ہیں ان کو گوارا نہ ہوا کہ ان لذیذ کھانوں کو چھوڑ کر ابوعبید کے دسترخوان پر جائیں اس لیے انہوں نے قاصد سے کہا کہ تم ہماری طرف سے امیر سے کہہ دو کہ دہقانوں کی لائی ہوئی مزے دار چیزوں کے ہوتے ہوئے اور کسی کھانے کی ہم کو رغبت نہیں ہے۔ ابوعبید نے پھر کہلا بھیجا کہ یہاں اہل عجم کے بہت سے کھانے موجود ہیں میں تم لوگوں کو اس لیے بلاتا ہوں تاکہ تم مقابلہ کر سکو کہ ان کھانوں میں اور تمہارے کھانوں میں کیا فرق ہے' ہمارے پاس بھنا گوشت' ترکاری اور پسندے ہیں۔

ابوعبید نے یہاں سے فارغ ہو کر کوچ کر دیا' مثنیٰ کو آگے روانہ کیا' اور اپنے لشکر کو باقاعدہ ترتیب کے ساتھ لے کر حیرہ پہنچ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ابوعبید کو نصیحت:

جس وقت عمرؓ نے ابوعبید رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا تھا تو ان سے یہ کہا تھا کہ تم مکر' فریب' خیانت اور ظلم کی سرزمین میں جا رہے ہو اور تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جس میں بدی کرنے کی جسارت پیدا ہو گئی ہے اور وہ اس کو سیکھ گئی ہے اور بھلائی کو بھول بیٹھی اور اس سے قطعاً ناواقف ہو گئی ہے اس لیے تم بہت چوکنے رہنا اور اپنی زبان کو محفوظ رکھنا' اپنا راز ہرگز آشکارا نہ کرنا' کیونکہ راز داری برتنے والا شخص جب تک راز کو محفوظ رکھتا ہے گویا وہ قلعے میں محفوظ ہے' اس کو کوئی ناگوار صورت پیش نہیں آ سکتی اور جب اس کو ضائع کر دیتا ہے تو وہ خطرے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

بہمن جاذویہ کو فوج کشی کا حکم:

اس کو واقعہ قس یعنی قس الناطف اور حسبر اور المروحہ بھی کہتے ہیں جب جالینوس اور اس کی بھاگی ہوئی فوجیں رستم کے پاس

پہنچیں تو رستم نے لوگوں سے دریافت کیا کہ عربوں کے لیے زیادہ سخت آدمی کون ہے' انہوں نے کہا بہمن جاذویہ' چنانچہ رستم نے بہمن اور اس کی فوج کو عربوں سے لڑنے کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ بہت سے دیو پیکر ہاتھی بھی تھے اور جالینوس کو بھی بہمن کے ساتھ واپس روانہ کیا اور کہا کہ جالنوس کو اپنے آگے رکھو' اگر اس سے پھر پہلے جیسی حرکت سرزد ہو تو اس کی گردن مار دینا۔

درفش کاویانی کا علم:

بہمن جاذویہ اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوا' درفش کاویانی جو ایرانیوں کے نزدیک فتح کا نشان اور کسریٰ کا علم تھا اس کے ہمراہ تھا یہ علم چیتے کی کھال کا بنا ہوا آٹھ ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لانبا تھا۔

جنگ جسر:

ابوعبید آگے بڑھ کر مقام المروحہ میں جو البرج اور العاقول کی جگہ پر واقع تھا' فروکش ہوئے' بہمن جاذویہ نے ابوعبید کے پاس یہ پیام بھیجا کہ یا تو دریائے فرات کو عبور کر کے تم لوگ اس پار آ جاؤ یا ہم کو اپنی طرف عبور کر کے آنے کی اجازت دو' سرداران فوج نے ابوعبید سے کہا کہ ہم اس پار جانے کے خلاف ہیں لہٰذا تم ایرانیوں سے کہہ دو کہ وہ خود عبور کر کے اس طرف آ جائیں۔ اس رائے پر سلیط کو سب سے زیادہ اصرار تھا مگر ابوعبید جوش میں آ گئے اور کسی کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ وہ ہم سے زیادہ موت کے لیے جری نہیں ہو سکتے' ہم خود عبور کر کے ادھر جائیں گے' چنانچہ مسلمان ایرانیوں کی طرف پہنچ گئے مگر وہ لوگ جس جگہ مقیم تھے وہ بہت تنگ اور چاروں طرف سے گھری ہوئی تھی تمام دن طرفین میں شدت کی جنگ ہوتی رہی' اس وقت ابوعبید کے ساتھ صرف دس پانچ آدمی تھے۔

ابوعبید ثقفی کی شہادت:

جب شام ہو گئی اور بنوثقیف کے ایک شخص کو فتح میں دیر ہوتی نظر آنے لگی تو اس نے چند لوگوں کو جمع کیا' انہوں نے تلواروں سے مصافحے کیے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے' ابوعبید نے ہاتھی پر حملہ کیا مگر ہاتھی نے ابوعبید کے پاؤں کو روند ڈالا' مسلمانوں کی تلواریں بڑی پھرتی سے اہل فارس پر چل رہی تھیں تقریباً چھ ہزار ایرانی موت کے گھاٹ اتر چکے تھے اور توقع تھی کہ اب ایرانی شکست یاب ہوتے ہیں' مگر جب ابوعبید ہاتھی کے پاؤں سے روندے گئے تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ انہوں نے منہ پھیرا اور بغیر پیچھے دیکھے بھاگتے چلے گئے اور ایرانی ان کو دباتے ہوئے بڑھنے لگے' مسلمانوں کی پسپائی کو دیکھ کر بنوثقیف سے ایک شخص نے پل کی طرف دوڑ کر اس کی رسیاں کاٹ ڈالیں مسلمان جن پر پیچھے سے دشمن کی تلواریں برس رہی تھیں' پسپا ہوتے ہوئے جب فرات کے پاس پہنچے تو وہاں پل ہی نہ تھا اکثر لوگ دریا میں گر کر ڈوبنے لگے۔ اس روز مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا' کوئی چار ہزار آدمی مقتول اور غرق ہوئے۔

مثنیٰ کی مدافعت:

اس موقع پر مثنیٰ' عاصم الکلج الضبی اور مذعور دیوار آہن کی طرح ایرانیوں کے مقابلے میں جم کر کھڑے ہو گئے اور ان کو روکے رکھا یہاں تک کہ جب پل بندھ گیا اور باقی ماندہ فوج پار ہو گئی' تب مثنیٰ اور ان کے رفیق عبور کر کے اس طرف آئے' اور المروحہ میں قیام کیا' مثنیٰ زخمی ہو گئے تھے' مثنیٰ کے ساتھ الکلج' مذعور اور عاصم نے بھی لوگوں کی مدافعت کی تھی' اکثر لوگوں کا یہ حال ہوا کہ جدھر ان کا منہ اٹھا بھاگ گئے اور اپنی ناکامی اور رسوائی کی وجہ سے بے حد شرمندہ تھے۔

اس فوج کے بعض لوگ مدینہ میں آ کر روپوش ہو گئے' عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ''اے خدا کے بندو! میری

طرف سے ہر مسلمان آزاد ہے میں ہر مسلمان کا رفیق ہوں۔ خدا ابوعبید پر رحم فرمائے کاش وہ خیف میں پناہ گزیں ہو جاتے یا جنگ نہ کرتے اور ہمارے پاس آ جاتے تو ہم لوگ ان کے لیے رفیق ہوتے''۔

اہل مدائن کا رستم سے فسخ معاہدہ:

جس وقت اہل فارس مسلمانوں کے تعاقب میں دریا سے پار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے ان کو یہ اطلاع ملی کہ مدائن میں لوگ رستم کے خلاف ہو گئے ہیں اور اس سے جو عہد و پیمان کیے تھے وہ توڑ دیئے ہیں ان میں دو فریق ہو گئے تھے ایک فہلوج جو رستم کے موافق تھے اور دوسرے اہل فارس وہ فیروزان کے طرف دار تھے۔

جنگ حسبر کی مدینہ میں اطلاع:

واقعہ یرموک اور حسبر کے درمیان چالیس دن کا فصل تھا' مدینہ میں یرموک کی اطلاع جویر بن عبداللہ الحمیری لائے تھے اور حسبر کی اطلاع عبداللہ بن زید الانصاری لائے تھے۔ یہ وہ عبداللہ نہیں ہیں جنہوں نے خواب دیکھا تھا' جب عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے تھے آپ نے پکار کر پوچھا عبداللہ کیا خبر ہے؟ عبداللہ نے کہا آپ کے پاس یقینی خبر آئی ہے' پھر عبداللہ منبر پر چڑھ گئے اور حضرت عمرؓ کے کان میں چپکے سے شکست کی خبر سنائی' یرموک کا واقعہ جمادی الاخری کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا اور حسبر کا واقعہ شعبان کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا۔

بہمن جاذویہ کے دیو پیکر ہاتھی:

سیف کی روایت ہے کہ رستم نے ابوعبید کے مقابلے کے لیے بہمن جاذویہ کو مامور کیا تھا' یہ شخص دربار ایران کا ایک حاجب تھا' رستم نے جالینوس کو اس کے ہمراہ جنگ پر واپس بھیج دیا تھا' بہمن کے ساتھ دیو پیکر ہاتھی تھے ان میں ایک سفید ہاتھی اس پر ایک کھجور کا درخت بندھا ہوا تھا' بہمن جاذویہ اپنی ٹڈی دل فوج کو لے کر آگے بڑھا' ابوعبید بابل تک اس کے سامنے بڑھے مگر بابل پہنچ کر مڑ گئے اور فرات کو اپنے اور دشمن کے درمیان کر لیا اور مروحہ میں پڑاؤ ڈالا۔

سلیط کی فرات عبور کرنے کی مخالفت:

ایرانیوں نے مسلمانوں کے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو تم لوگ دریا کو عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ یا ہم عبور کر کے آتے ہیں' ابوعبید نے قسم کھا کر کہا کہ میں ہی فرات کو پار کر کے اس طرف جاؤں گا اور بہمن کی کرتوت کا پول کھولوں گا' مگر سلیط بن قیس اور دوسرے سرداروں نے ابوعبید کو قسم دے کر کہا کہ اس سے پہلے عربوں کا ایرانیوں کے اتنے بڑے لشکر سے کبھی مقابلہ نہیں ہوا ہے' اس دفعہ ایرانیوں کا بچہ بچہ جمع ہو کر ہمارے مقابلہ پر آ گیا ہے' تم جس مقام میں اب فروکش ہو اس میں ہمارے لیے نقل و حرکت اور جولانی کرنے اور دشمن پر حملہ آور ہونے اور پلٹنے کی کافی گنجائش ہے' ابوعبید نے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا' سلیط! بخدا تم لوگ بزدل ہو گئے ہو۔

اہل فارس کا بزدلی کا طعنہ:

ذوالحاجب یعنی بہمن اور ابوعبید کے درمیان پیام رسانی کرنے والا قاصد مردان شاہ الخصی تھا اس نے مسلمانوں سے کہا کہ اہل فارس کہتے ہیں کہ مسلمان بڑے ڈرپوک ہیں اس بات کو سن کر ابوعبید جوش میں آ گئے اور اہل رائے کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور سلیط کو بزدل قرار دیا' سلیط نے کہا کہ میں واللہ! تم سے زیادہ جری ہوں مگر ہم نے تم کو ایک عقل کی بات بتائی ہے تم نہیں مانتے ہو

تو نتیجہ عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

اسلامی سپاہ کا عبور فرات:

اغر العجلی کا بیان ہے کہ ذوالحاجب فرات کے کنارے قس الناطف میں مقیم ہوا تھا اور ابوعبید فرات کے دوسرے کنارے پر مروحہ میں ٹھہرے تھے ذوالحاجب نے یہ پیام بھیجا کہ تم دریا پار ہو کر ہماری طرف آ جاؤ یا ہم تمہاری طرف آ جائیں' ابوعبید نے کہا کہ ہم عبور کر کے تمہاری طرف آتے ہیں' ابن صلوبا نے فریقین کے لیے ایک پل بنا دیا تھا۔

دومہ زوجہ ابوعبید کا خواب:

جنگ سے قبل ابوعبید کی زوجہ دومہ نے جو اس وقت مروحہ میں موجود تھیں' ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص آسمان سے ایک برتن میں شراب لے کر اترا ہے' جس کو ابوعبید اور جبر نے اور ان کے خاندان کے اور چند لوگوں نے پیا ہے' دومہ نے یہ خواب اپنے شوہر ابوعبید سے بیان کیا' ابوعبید نے کہا کہ اس کی تعبیر شہادت ہے' اس کے بعد ابوعبید نے لوگوں کو وصیت کی کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو جبر سپہ سالار رہوں گے اور جبر قتل ہو جائیں تو فلاں شخص سپہ سالار رہوں گے یہاں تک کہ جس جس شخص نے خواب میں اس برتن سے شراب پی تھی ان کو ابوعبید نے ترتیب وار امیر مقرر کر دیا اور پھر کہا کہ اگر ابوالقاسم بھی شہید ہو جائیں تو مثنیٰ تمہارے امیر ہوں گے۔

ہاتھیوں کا حملہ:

ابوعبید اپنی فوجوں کو لے کر دریا کے اس پار چلے گئے مگر وہاں جگہ بہت تنگ تھی طرفین میں جنگ کی آگ بھڑک گئی' ایرانیوں کی فوج میں ہاتھیوں پر کھجور کے درخت بندھے ہوئے تھے' گھوڑوں پر لانبی آہنی جھولیں پڑی ہوئی تھیں' اور ان کے شہ سواروں کے جسموں پر بالوں کے کپڑے تھے' یہ نامانوس کیفیت دیکھ کر عربی گھوڑے گھبرا گئے مسلمان دشمنوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ مگر ان کے گھوڑے ادھر رخ نہیں کرتے تھے جب ایرانی ہاتھیوں اور ان کے گھنٹوں کی جھنکار کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تو ان کی صفیں برہم ہو جاتی تھیں' گھوڑے بھاگنے لگتے اور سواروں پر ایرانیوں کے تیر برسنے لگتے تھے' مسلمان بہت تکلیف محسوس کرنے لگے وہ بڑھ کر دشمنوں پر وار ہی نہ کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر ابوعبیدہ اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سے کود کر پاپیادہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر دشمنوں پر تلواریں برسانے لگے مگر ہاتھیوں کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جس جماعت پر حملہ کرتے اس کو پسپا ہونا پڑتا۔

ابوعبید ثقفی کا سفید ہاتھی پر حملہ:

ابوعبید نے چلا کر اپنے آدمیوں سے کہا کہ ہاتھیوں کو گھیر لو اور ان کے پیٹ چاک کر ڈالو اور سواروں کو الٹ دو' خود ابوعبید سفید ہاتھی پر جھپٹے اور اس کے پیٹ کی رسی کو پکڑ کر لٹک گئے اور اس کو کاٹ ڈالا جو لوگ ہاتھی پر سوار تھے وہ سب اوندھے ہو کر نیچے آ رہے' ابوعبید کے اور رفیقوں نے دوسرے تمام ہاتھیوں کی رسیاں کاٹ کر ہودے الٹ دیئے اور ان کے سواروں کو تہ تیغ کر دیا سفید ہاتھی نے ابوعبید پر حملہ کیا ابوعبید نے اس کی سونڈ پر اچٹتا ہوا وار کیا مگر ہاتھی نے اس کو اپنے پیر پر روک لیا ابوعبید اس پر حملہ کرتے رہے مگر ہاتھی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو گرا دیا اور اپنے پاؤں میں روند ڈالا۔

سات مسلمان علمبرداروں کی شہادت:

لوگوں نے ابوعبید کو ہاتھی کے نیچے دیکھا تو ان کے دلوں میں دہشت پیدا ہو گئی' علم کو اس شخص نے اپنے ہاتھ میں لے لیا جس کو

ابوعبید نے اپنے بعد نامزد کیا تھا اور اس نے ہاتھی پر حملہ کر کے اس کو ہٹا دیا اور ابوعبید کو کھینچ کر مسلمانوں کے پاس کر دیا مسلمانوں نے ابوعبید کی لاش اٹھا لی اور امیر نے پھر ہاتھی پر حملہ کیا مگر ابوعبید کی طرح ان کا وار بھی ہاتھی نے اپنے پیر پر لے لیا اور ان کو گرا کر اپنے پاؤں میں روند ڈالا' اس طرح ثقیف کے ساتھ آدمی یکے بعد دیگرے علم لیتے رہے لڑتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔

مثنیٰ کی علمبرداری:

آخر میں علم مثنیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا مگر اس وقت لوگوں میں بھگدڑ پڑ گئی تھی' یہ دیکھ کر عبداللہ بن مرثد ثقفی نے دوڑ کر پل کی رسیاں کاٹ ڈالیں اور کہا کہ اے لوگو! تم بھی اپنے امیروں کی طرح لڑ کر جان دے دو' یا فتح حاصل کرو' مشرکوں نے مسلمانوں کا پل تک تعاقب کیا' مسلمان خوفزدہ ہو کر فرات میں کودنے لگے جو لوگ جم نہ سکے وہ ڈوبے اور جو ہمت کر کے ٹھہر گئے' ان پر دشمنوں نے تیزی سے حملہ کیا۔

عبداللہ بن مرثد کی حماقت پر سزا:

مثنیٰ اور چند شہ سوار مسلمانوں کو بچانے کے لیے سینہ سپر بن کر دشمن کی مدافعت کرنے لگے مثنیٰ نے لوگوں کو پکار کر کہا اے لوگو! ہم تمہاری حفاظت کر رہے ہیں گھبراؤ مت اطمینان سے دریا کو عبور کرو جب تک تم پار نہ ہو جاؤ گے ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے' تم ڈوب ڈوب کر اپنی جانیں ضائع نہ کرو لوگوں نے دریا کے پاس آ کر دیکھا تو پل ٹوٹا ہوا تھا اور عبداللہ بن مرثد کھڑے ہوئے لوگوں کو پار ہونے سے منع کر رہے تھے' لوگ عبداللہ کو پکڑ کر مثنیٰ کے پاس لے گئے' مثنیٰ نے ان کو مارا اور پوچھا کہ تم نے ایسا بے موقع کام کیوں کیا' عبداللہ نے کہا تا کہ لوگ لڑیں۔

شکستہ پل کی تعمیر:

جو لوگ پار ہو چکے تھے' مثنیٰ نے ان کو پکار کر کہا کسی کو پل باندھنے کے لیے لاؤ وہ لوگ چند دیہاتیوں کو لائے انہوں نے کشتیوں کو باندھ کر پل کو درست کیا' اس کے بعد مسلمان دریا سے پار ہوئے' سلیط بن قیس آخری شخص تھے جو پل کے پاس شہید ہوئے' سب کے بعد مثنیٰ جو مدافعت کر رہے تھے دریا سے پار ہوئے مگر مثنیٰ کا لشکر تتر بتر ہو رہا تھا' ذوالحاجب ان کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن وہ اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا' جب مثنیٰ بھی عبور کر کے اس پار آ گئے تو اہل مدینہ مثنیٰ کا ساتھ چھوڑ کر مدینے کو چلے گئے اور بعض لوگ مدینے میں بھی نہیں گئے بلکہ صحرائی علاقوں میں چلے گئے۔ اور مثنیٰ کے ساتھ گنتی کے چند آدمی رہ گئے۔

شہدائے جسر کی تعداد:

ابوعثمان النہدی کا بیان ہے کہ جسر کی لڑائی میں تقریباً چار ہزار مسلمان قتل اور غرق ہوئے تھے اور دو ہزار بھاگ گئے تھے صرف تین ہزار باقی بچے تھے' اسی اثناء میں ذوالحاجب کو اطلاع ملی کہ دارالسلطنت ایران میں اختلاف رونما ہو گیا ہے یہ سنتے ہی وہ اپنی فوج کو لے کر واپس ہو گیا ایرانیوں کی واپسی کا باعث یہی واقعہ ہوا تھا اس جنگ میں مثنیٰ بہت زخمی ہو گئے تھے نیزے کے حملے سے زرہ کی کڑیاں ان کے جسم میں گھس گئی تھیں۔

مجاہدین جنگ جسر کی روپوشی:

جب اہل مدینہ مدینے پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں جا کر اطلاع دی کہ اس شکست کے بعد بہت سے لوگ مارے شرم کے دوسرے حصوں میں چلے گئے ہیں تو اس بات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بے حد ملال ہوا اور آپ ان لوگوں پر ترس کھانے لگے اور خدا

سے دعا کی کہ الٰہی ہر مسلمان میری طرف سے آزاد ہے' میں ہر مسلمان کا رفیق ہوں جو شخص دشمن کے مقابلے پر جائے اور وہاں اس کو کوئی ناگوار صورت پیش آئے تو میں اس کا رفیق ہوں' مثنیٰ نے اس لڑائی کے حالات عبداللہ بن زید کے ذریعے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیئے تھے اور وہ سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تھے۔

ابوعبید کے شہید ہونے کی بشارت:

محمد بن اسحاق نے بھی ابوعبید اور ذوالحاجب کی جنگ کے واقعات کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح سیف کی مذکورۂ بالا روایت میں ہے مگر انہوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید کی ماں دومہ نے خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک شخص اترا ہے اور اس کے ساتھ ایک برتن میں جنت کی شراب ہے اس شراب میں سے ابوعبید اور جبر بن ابی عبید اور ان کے گھر کے اور چند لوگوں نے شراب پی ہے۔

مثنیٰ کا الیس میں قیام:

نیز اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ابوعبیدؓ نے ہاتھیوں کے حملوں کو دیکھا تو پوچھا کیا اس جانور کے قتل کرنے کی کوئی تدبیر ہے؟ بعض لوگوں نے کہا ہاں جب اس کی سونڈ کو کاٹ دیا جاتا ہے تو یہ جانور مر جاتا ہے' یہ سن کر ابوعبیدؓ نے ہاتھی پر حملہ کیا اور اس کی سونڈ کو کاٹ دیا مگر ہاتھی ابوعبید کے اوپر بیٹھ گیا اور ان کو مار ڈالا' اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایرانی واپس ہو گئے اور مثنیٰ نے الیس میں قیام کیا' لوگ ان کے پاس سے منتشر ہو کر مدینے چلے گئے' چنانچہ عبداللہ بن زید بن الحصین پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے مدینہ پہنچ کر وہاں اس لڑائی کے واقعات کی لوگوں کو اطلاع دی۔

قاصد عبداللہ بن زید:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت عبداللہ بن زید مدینہ میں آئے اور وہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے میرے حجرے کے سامنے سے گزرے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو پکار کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے عبداللہ بن زید تمہارے پاس کیا ہے' عبداللہ نے کہا' امیر المؤمنین آپ کے پاس خبر لایا ہوں' چنانچہ عبداللہ بن زید نے عمرؓ کے پاس پہنچ کر لڑائی کی خبر سنائی' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جس نے کسی جنگ کا مشاہدہ کیا ہو عبداللہ سے زیادہ بہتر طور پر واقعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے نہیں سنا ہے۔

مجاہدین حسبر کا اظہار ندامت:

جب لڑائی سے بھاگے ہوئے لوگ مدینے میں آئے اور حضرت عمرؓ نے ان میں سے مہاجرین و انصار کو اپنے بھاگنے پر گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے کہا اے مسلمانو! تم گریہ وزاری مت کرو میں تمہارا رفیق ہوں' تم تو میری طرف واپس آئے ہو۔ قاری معاذ بھی جو بنونجار میں سے تھے اس جنگ میں شریک ہو کر فرار ہوئے تھے' معاذ جب کبھی اس آیت کو پڑھتے تھے تو رو دیا کرتے تھے:

﴿ و من یولهم یومئذ دبره الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من الله و ما واه جهنم و بئس المصیر ﴾

''جو شخص اس روز دشمن کے مقابلے سے پیٹھ پھیرے گا بجز اس صورت کے کہ وہ لڑنے کے لیے پلٹنا چاہتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف واپس ہونا چاہتا ہو تو وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ برا ٹھکانا ہے''۔

حضرت عمرؓ ان سے فرمایا کرتے اے معاذ تم مت روؤ' میں تمہاری جماعت ہوں تم میری طرف واپس آئے ہو۔

اُلیس صغریٰ کے واقعات

جابان اور مروان شاہ کی گرفتاری وقتل:

جابان اور مروان شاہ مل کر مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے نکلے ان کا خیال تھا کہ مسلمان عنقریب منتشر ہو جائیں گے ان کو اہل فارس کے اس اختلاف کا حال معلوم نہ تھا جس کی ذوالحاجب کو اطلاع ملی تھی۔ چنانچہ اہل فارس منتشر ہو گئے اور ذوالحاجب بھی ان کے بعد چلا گیا' مگر مثنیٰ کو جابان اور مروان شاہ کی کارستانیوں کا حال معلوم ہو گیا تھا اس لیے مثنیٰ نے عاصم بن عمرو کو فوج پر اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ہمراہ سواروں کا ایک دستہ لے کر ان دونوں کی خبر لینے کے لیے روانہ ہوئے' جابان اور مروان شاہ نے یہ خیال کیا کہ مثنیٰ بھاگ رہے ہیں اس لیے دونوں مثنیٰ کے مقابلے پر آ گئے مثنیٰ نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور الیس کے باشندوں نے ان دونوں کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے مثنیٰ کے حوالے کر دیا۔ مثنیٰ نے اس کے صلے میں ان سے معاہدۂ صلح کر کے ان کو ذمی بنا لیا' اور جابان اور مروان شاہ کو سامنے طلب کر کے کہا کہ تم ہی نے ہمارے امیر کو دھوکا دیا تھا اور ان سے جھوٹ بولا تھا اور ان کو بھڑکایا تھا۔ یہ کہہ کر مثنیٰ نے ان دونوں کی اور تمام قیدیوں کی گردنیں ماردیں اور اس کے بعد اپنے لشکر میں واپس آ گئے' ابو محجن الیس سے بھاگ گئے تھے اس لیے وہ مثنیٰ کے ہمراہ واپس نہیں آئے۔

جریر بن عبداللہ کی حضرت عمرؓ سے درخواست:

مقام سویٰ سے جریر بن عبداللہ' حنظلہ بن الربیع اور چند اور لوگوں نے خالدؓ سے مدینے جانے کی اجازت طلب کی تھی خالدؓ نے ان کو اجازت دے دی تھی' یہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' جریر نے آپ سے اپنا مقصد بیان کیا تھا' ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ اب جب کہ ہم اس پریشانی میں گرفتار ہیں؟ آپ نے جریر کی درخواست کو آیندہ پر اٹھا رکھا تھا۔ اس لیے جب عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے جریر سے ثبوت طلب کیا' جریر نے ثبوت پیش کر دیا اس پر عمرؓ نے تمام ملک عرب میں اپنے عمال خراج کو لکھ بھیجا کہ جو شخص زمانہ جاہلیت میں بجیلہ کی طرف منسوب رہ چکا ہو اور عہد اسلام میں اسی نسبت پر قائم ہو اور عام لوگ اس بات کو جانتے ہوں تو ہر ایسے شخص کو جریر کے پاس بھیج دو' جریر نے ان لوگوں کو مکہ اور عراق کے درمیان ایک مقام پر جمع ہو جانے کا حکم دیا تھا۔

جریر کو محاذ عراق پر جانے کا حکم:

جب جریر کا مقصد پورا ہو گیا اور بجیلہ کے لوگ ان کے تحت کر دیئے گئے اور وہ سب لوگ جریر کے حکم کے مطابق مکہ' مدینہ اور عراق کے وسط میں ایک مقام پر جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے جریر کو حکم دیا کہ تم مثنیٰ کی امداد کے لیے عراق چلے جاؤ مگر جریر نے کہا کہ ہم شام جانا چاہتے ہیں' حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں عراق جاؤ کیونکہ شام کی فوجیں دشمنوں پر قابو پا چکی ہیں' مگر جریر نے پھر بھی انکار کیا بالآخر حضرت عمرؓ نے ان کو مجبور کیا اور جب اہل بجیلہ جریر کی قیادت میں مقام معین کو روانہ کر دیئے گئے تو حضرت عمرؓ نے تلافی جبر اور جریر کی خیر خواہی کے لیے یہ حکم دیا کہ اس جہاد میں جو مال غنیمت تم لوگوں کو حاصل ہو اس کے خمس کا چوتھائی جریر اور ان کی فوج اور ان

قبائل کا ہے جو بعد میں جریر کی طرف روانہ کیے جائیں گے۔

جریر کی روانگی عراق:

حضرت عمرؓ نے جریر کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ مدینہ کو ہوتے ہوئے جانا چنانچہ وہ لوگ پہلے مدینہ آئے اس کے بعد مثنیٰ کی امداد کے لیے عراق کو روانہ ہوئے' ان کے علاوہ حضرت عمرؓ نے عصمہ بن عبداللہ کو جو بنوعبد بن الحارث الضبی سے تھے' قبیلہ ضبہ کے لوگوں کا امیر بنا کر مثنیٰ کی کمک کے لیے روانہ فرمایا نیز آپ نے اہل ارتداد کو بھی فوجی خدمت کے لیے طلب فرمایا تھا چنانچہ شعبان تک جو جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی گئیں آپ ان کو فوراً مثنیٰ کی طرف روانہ کرتے رہے۔

جنگِ بویب کے واقعات

مہران ہمدانی:

واقعہ جسر کے بعد مثنیٰ نے عراق میں اپنے قرب و جوار کے بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرنے کے لیے طلب کر لیا اس کی وجہ سے مثنیٰ کے پاس ایک عظیم الشان لشکر تیار ہو گیا' جاسوسوں کے ذریعے سے رستم اور فیرزان کو مثنیٰ کی تیاری اور مزید امداد کے انتظار کی خبر ہو گئی' ان دونوں نے اسی وقت باتفاق رائے مہران ہمدانی کو مثنیٰ کے مقابلے کے لیے جانے کا حکم دیا اور خود آئندہ کے واقعات پر غور کرنے لگے' مہران اپنے سواروں کو لے کر روانہ ہوا' رستم اور فیرزان نے اس کو حیرہ جانے کا حکم دیا تھا' اس وقت مثنیٰ اپنے تمام مددگار عرب قبائل کے ساتھ قادسیہ اور خفان کے درمیان مرج السباخ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑے تھے ان کو مہران کی آمد اور بشیر اور کنانہ کے متعلق اطلاعات ملیں' بشیر ان دنوں حیرہ میں تھا اس لیے مثنیٰ فرات باوقلی میں گھس گئے اور جریر اور ان کے رفیقوں کو جو ان کی کمک کے لیے آ رہے تھے یہ پیام بھیجا کہ اس وقت ہم کو ایسی مشکل کا سامنا ہے کہ ہم تمہارے بغیر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لیے جس قدر جلد ممکن ہو پہنچو' اور بویب میں آ کر ہم سے ملو۔

جریر کی بویب میں آمد:

عصمہ اور دوسرے قائد بھی جریر کی طرح مثنیٰ کی کمک کو آ رہے تھے جریر نے ان سب کو اسی قسم کا پیام بھیجا' اور یہ کہہ کر جوف کے راستے سے آؤ' اس لیے وہ لوگ قادسیہ اور جوف کے راستے سے روانہ ہوئے اور مثنیٰ وسط سواد کے راستے سے چل کر النہرین پر اور پھر خورنق پر نمودار ہوئے' عصمہ اور ان کی راہ سے آنے والے لوگ نجف پر نمودار ہوئے' اور جریر اور ان کی راہ سے آنے والے جوف پر نمودار ہوئے اس طرح یہ سب لوگ مثنیٰ کے پاس بویب میں پہنچ گئے' اور مہران ان کے بالمقابل فرات کے دوسری طرف فروکش ہوا' مسلمانوں کا لشکر بویب میں اس مقام پر ٹھہرا تھا جہاں آج کل کوفہ ہے' مسلمانوں کے سپہ سالار مثنیٰ تھے اور ان کا مقابلہ مہران اور اس کے لشکر سے تھا۔

مثنیٰ نے باشندگان سواد میں سے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس قطعہ زمین کو جس میں مہران اور اس کی فوج مقیم ہے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا بسوسیا' مثنیٰ نے کہا کہ ناکام ہوا مہران اور ہلاک ہوا' کیونکہ وہ ایسے مقام میں ٹھہرا ہے جس کا نام بسوس ہے۔

مہران کا ملطاط میں قیام:

مہران نے مثنیٰ کو لکھا کہ تم عبور کر کے اس طرف آ ؤ یا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آتے ہیں' مثنیٰ نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ ہی عبور کر کے ادھر آ جاؤ' اس لیے مہران فرات کے کنارے مقام ملطاط میں آ کر فروکش ہو گیا' مثنیٰ نے پھر اس سوادی شخص سے پوچھا کہ جہاں مہران اور اس کی فوج اتری ہے اس کا کیا نام ہے اس نے کہا کہ اس جگہ کو شومیا کہتے ہیں۔

حملہ سے پہلے روزہ کشائی:

یہ زمانہ رمضان شریف کا تھا۔ مثنیٰ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ سب لوگ تیار ہو گئے' مثنیٰ نے اپنی فوج کی صف آرائی اس طرح کی کہ میمنے اور میسرے پر مذعور اور النسیر کو مامور کیا اور سواروں پر عاصم کو اور پیشرو دستوں پر عصمہ کو مامور کیا' دونوں فریقوں نے اپنی صفیں درست کر لیں' مثنیٰ نے اپنی فوج میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی' اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ روزے سے ہو چونکہ روزہ آدمی کو کمزور اور نڈھال کرتا ہے اس لیے میری رائے میں مناسب یہ ہے کہ تم لوگ روزہ افطار کر لو اور کھانا کھا کر دشمن سے لڑنے کے لیے مضبوط ہو جاؤ' سب نے کہا مناسب ہے' چنانچہ سب نے روزے افطار کر لیے۔

ایک حسبری مجاہد کی بے تابی:

مثنیٰ نے ایک شخص کو دیکھا جو صف میں سے آگے نکل کر جنگ کے لیے کودنا چاہتا تھا' مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اس شخص کو کیا ہو گیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ ان لوگوں سے ہے جو حسبر کی لڑائی میں بھاگ گئے تھے' یہ شخص اپنی جان دینا چاہتا ہے' مثنیٰ نے اس کو نیزے سے دبایا اور کہا کہ تم اپنی جگہ جمے رہو' جب تمہارے پاس کوئی حریف آئے اس وقت اپنے رفیق کو اس کے حملے سے بچانا' بے کار اپنی جان نہ دو' اس شخص نے کہا کہ میں اسی قابل ہوں' اس کے بعد وہ صف میں اپنی جگہ جم گیا۔

بنو بجیلہ کے مال غنیمت میں خمس کی چوتھائی کا اضافہ:

شعبی کی روایت ہے کہ جب بجیلہ کے تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ ہماری طرف سے ہو کر گزرنا' چنانچہ بجیلہ کے سرداروں کا ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عوام کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے' آپ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کس سمت کو زیادہ پسند کرتے ہو' انہوں نے عرض کیا شام کو' کیونکہ وہ ہمارے خاندانی بزرگوں کا ملک ہے' آپ نے فرمایا نہیں' عراق' کیونکہ شام میں تمہاری ضرورت نہیں ہے وہاں کام چل رہا ہے حضرت عمرؓ ان کو عراق جانے کے لیے فرماتے رہے اور وہ وہاں جانے سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ان کو مجبور کیا اور مال غنیمت میں سے علاوہ ان کے حصے کے خمس کا چوتھائی ان کے لیے مزید مقرر فرمایا۔

قبیلہ بجیلہ کی عرفجہ سے خفگی:

قبیلہ بجیلہ کے جو لوگ جدیلہ میں مقیم تھے ان پر حضرت عمرؓ نے عرفجہ کو امیر مقرر کیا اور جریر بنو عامر وغیرہ کے امیر تھے اس سے قبل حضرت ابوبکرؓ نے عرفجہ کو اہل عمان سے لڑنے والی فوجوں کا امیر مقرر کیا تھا' مگر انہوں نے سمندر میں جہاد کیا اس لیے آپ نے ان کو واپس طلب کر لیا' حضرت عمرؓ نے ان کو بجیلہ کے بڑے حصے کا افسر مقرر کیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ ان کی اطاعت کرو اور دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ تم جریرؓ کی اطاعت کرو۔

جریرؓ نے بجیلہ سے کہا کیا تم لوگ اس بات کے لیے تیار ہو؟ حالانکہ ہم لوگ اس شخص کی وجہ سے نشانِ ملامت بن چکے ہیں' بجیلہ کے لوگ ایک عورت کے معاملے کی وجہ سے عرفجہ سے ناراض تھے۔

قبیلۂ بجیلہ کا عرفجہ کی قیادت قبول کرنے سے انکار:

بجیلہ کے لوگ جمع ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ عرفجہ کی قیادت سے ہم کو معاف رکھیے' آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہجرت کرنے اور اسلام لانے میں تم سے مقدم ہے اور آزمائش اور خلوص میں تم سے بالاتر ہے میں اس کی قیادت سے تم کو معاف نہیں کر سکتا' انہوں نے کہا کہ آپ ہم میں سے کسی شخص کو ہمارا امیر بنا دیجیے' مگر جو شخص ہماری برادری سے خارج ہو گیا ہے اس کو ہم پر امیر نہ بنایئے' حضرت عمرؓ نے خیال کیا کہ یہ لوگ عرفجہ کے نسب سے انکار کر رہے ہیں اس لیے آپ نے فرمایا دیکھو تم کیا بات کہہ رہے ہو' انہوں نے کہا کہ ہم وہی بات کہہ رہے ہیں جو آپ سن رہے ہیں۔

قبیلۂ بجیلہ کی جریر کی قیادت میں روانگی:

حضرت عمرؓ نے عرفجہ کو بلایا اور ان سے کہا کہ یہ لوگ درخواست کر رہے ہیں کہ میں ان کو تمہاری قیادت سے معاف رکھوں اور کہتے ہیں کہ تم ان کی برادری سے نہیں ہو' بتاؤ تم اس کے جواب میں کیا کہتے ہو' عرفجہ نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں مجھ کو اس بات سے کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے کہ میں ان کی برادری سے ہوں میں تو قبیلہ از د کی شاخ بارق سے ہوں جو تعداد میں بے شمار ہے' اور جن کا نسب بے داغ ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ از د بہت عمدہ قبیلہ ہے جو ہر اچھے اور برے کام میں حصہ دار ہے عرفجہ نے کہا کہ میرا واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگوں میں برائی زور پکڑ گئی' ہمارا ایک ہی گھر تھا ہم میں خون خرابے ہو گئے اور بعض لوگوں نے بعض کو قتل کر دیا' میں نے خوف کی وجہ سے اپنے قبیلے کے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان لوگوں میں رہ کر قیادت اور سرداری کرنے لگا' مگر ایک واقعے کی وجہ سے جو میرے اور ان کے دہقانوں کے درمیان پیش آیا تھا یہ لوگ مجھ سے ناراض ہو گئے مجھ سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے میرے احسانات کو یک لخت فراموش کر دیا' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ تم کو ناپسند کرتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں بہتر ہے کہ تم ان سے جدا ہو جاؤ' حضرت عمرؓ نے ان کے بجائے جریر کو ان کا امیر بنا دیا اور آپ نے جریر اور بجیلہ کو یہ یقین دلایا کہ آپ عرفجہ کو شام بھیج رہے ہیں' اس کا یہ اثر ہوا کہ جریر نے عراق کو جانا پسند کیا۔ جریر اپنی قوم کے لوگوں کو لے کر مثنیٰ کی کمک کے لیے روانہ ہوئے' اور ذا قار میں قیام کیا اور وہاں سے چل کر الجل پہنچے۔

مجاہدین کا بویب میں اجتماع:

مثنیٰ اس وقت مرج السباخ میں مقیم تھے ان کو بشیر نے جو حیرہ میں تھے یہ اطلاع دی کہ عجمیوں نے مہران کو آپ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا ہے' اور مہران حیرہ کے ارادے سے مدائن سے چل چکا ہے' یہ معلوم ہوتے ہی مثنیٰ نے جریر اور عصمہ کو جلد آنے کے لیے لکھا' حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ کسی دریا اور پل کو اس وقت تک عبور نہ کرنا جب تک کہ تم فتح مند نہ ہو جاؤ۔ بالآخر مسلمان بویب میں جمع ہو گئے اور دونوں لشکر بویب کے مشرقی ساحل پر اکٹھے ہوئے' بویب ایرانیوں کے عہد میں جبکہ سیلاب آتے تھے فرات کی ترائی تھا اور اس کا پانی الجوف میں گرتا تھا' مسلمان موضع دارالرزق میں اور مشرکین موضع السکون میں ٹھہرے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجاہدین کو عراق جانے کی ہدایت:

مجالد اور عطیہ کی روایت ہے کہ کنانہ اور ازد کے تقریباً سات مجاہدین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کون سی سمت پسند ہے انہوں نے کہا شام' کیوں کہ شام ہمارے اباؤ اجداد کا مسکن ہے' عمرؓ نے فرمایا کہ وہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے عراق جاؤ عراق' اس ملک کو چھوڑ و جس کی تعداد اور شان وشوکت خدا نے کم کر دی ہے' اس قوم سے جہاد کرنے کے لیے بڑھو جس نے معیشت کے تمام دروازوں پر قبضہ کر رکھا ہے' خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس میں سے تم کو بھی حصہ دے گا اور تم بھی دوسروں کی طرح وسائل معاش سے بہرہ مند ہو گے۔

غالب بن عبداللہ اور عرفجہ البارقی کی روانگی:

غالب بن فلان الیثی اور عرفجہ البارقی نے اپنی اپنی قوموں کو مخاطب کیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگو! امیر المومنین کی رائے مناسب ہے تم ان کی منشا اور حکم پر چلو' اس بات پر حضرت عمرؓ نے ان کو دعا دی اور غالب بن عبداللہ کو کنانہ پر امیر مقرر کیا اور ان کو روانہ کر دیا اور ازد پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر بنایا' چونکہ ان میں کے اکثر لوگ قبیلہ بارق کے تھے ان لوگوں کو اس کی بڑی مسرت ہوئی کہ عرفجہ ان کے پاس آ گئے۔ یہ دونوں سردار اپنی قوم کو لے کر مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے۔

مثنیٰ کے لیے مزید کمک:

ہلال بن علفہ التیمی قبیلہ رباب کے ان لوگوں کو لے کر جو ان کے پاس جمع ہو گئے تھے' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہلال کو ان کا امیر مقرر کر کے عراق کو روانہ کر دیا' وہ مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے' اسی طرح ابن المثنیٰ الجشمی یعنی جشم سعد' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو بنو سعد کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کے پاس بھیج دیا' عبداللہ بن ذی السہمین قبیلہ خثعم کے لوگوں کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے آپ نے ان کو خثعم کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کی طرف روانہ کر دیا' ربعی بھی حنظلہ کے چند لوگوں کو لے کر حاضر خدمت ہوئے آپ نے ان کو بھی ان لوگوں کا سردار بنا کر مثنیٰ کے پاس بھیج دیا' ربعی کے بعد ان کے بیٹے شبث بن ربعی سردار بنائے گئے' بنو عمرو کے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے دو دستے کیے ایک پر ابن الہوبر کو اور دوسرے پر المنذر بن حسان کو امیر مقرر فرمایا اور قرط بن جماع عبدالقیس کے لوگوں کو لے کر آئے آپ نے ان کو بھی اسی طرح امیر بنا کر روانہ کر دیا۔

مہران کو محاذ پر بھیجنے کا فیصلہ:

فیروزان اور رستم کے متفقہ رائے یہ ہوئی کہ مثنیٰ سے لڑنے کے لیے مہران کو روانہ کیا جائے انہوں نے بوران سے اس کی اجازت طلب کی' جب ان دونوں کو کوئی کام درپیش ہوتا تو بوران کے پردے کے پاس چلے جاتے تھے اور اس سے گفتگو کیا کرتے تھے' چنانچہ انہوں نے بوران کو مثنیٰ کے لشکر کی تعداد سے باخبر کیا اور اپنی رائے پیش کی' عربوں کی قوت کے بڑھنے سے پہلے اہل فارس ان کے مقابلے پر بڑی فوجیں نہیں بھیجتے تھے' بوران نے ان دونوں سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ اہل فارس پہلے کی طرح عربوں کے مقابلے پر کیوں نہیں جاتے؟ اور تم پہلے بادشاہوں کی طرح اب فوجیں کیوں نہیں بھیجتے؟ فیروزان اور رستم نے جواب دیا کہ پہلے ہمارے دشمن ہم سے مرعوب تھے اور اب ہم ان سے مرعوب ہیں' بوران ان دونوں کے بیان کیے ہوئے حالات سے باخبر ہوئی اور

اس نے اس معاملے میں ان سے اتفاق رائے کیا۔

مہران کی دریائے فرات عبور کرنے کی پیش کش:

مہران اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اور فرات سے ذرا ہٹ کر فروکش ہوا' مثنیٰ اور ان کی فوجیں فرات کے کنارے پر مقیم تھیں' دونوں فوجوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا' انس بن ہلال النمری قبیلہ نمر کے کچھ نصرانی لوگوں اور سواروں کو اپنے ہمراہ لے کر مثنیٰ کی مدد کے لیے آیا' اسی طرح ابن مہروی الفہر التغلبی بن تغلب کے نصرانیوں کو لے کر اور عبداللہ بن کلیب بن خالد کچھ سواروں کو لے کر مثنیٰ کے پاس آیا جب ان لوگوں نے عربوں کو عجمیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ ہم اپنی قوم کی طرف سے لڑیں گے' مہران نے مسلمانوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یا تو تم عبور کر کے اس طرف آ ؤ یا ہم تمہاری طرف آتے ہیں مسلمانوں نے کہا کہ تم ہی ہماری طرف آ جاؤ' اس لیے وہ لوگ بسوسیا سے روانہ ہو کر شومیا میں آ گئے یہ وہ مقام تھا جہاں اب دارالرزق ہے۔

ایرانی سپاہ کی صف آرائی:

محضر کا بیان ہے کہ جب عجمیوں کو عبور کرنے کی اجازت دے دی گئی تو وہ لوگ شومیا میں جہاں اب دارالرزق واقع ہے۔ فروکش ہوئے اور انہوں نے وہاں اپنے لشکر کی صف آرائی کی اور تین صفیں بنا کر مسلمانوں کے مقابلے پر آئے' ہر صف کے ساتھ دیو پیکر ہاتھی تھے' ہاتھیوں کے آگے پیدل فوج تھی اس وقت ان کی فوج میں بہت شور و شغب مچا ہوا تھا' مثنیٰ نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ آوازیں جو تم سن رہے ہو بزدلی ظاہر کر رہی ہیں تم لوگ بالکل چپ چاپ رہو اور مشورے بھی خفیف آواز میں کرو۔ ایرانی مسلمانوں کے قریب آ گئے وہ لوگ بنو سلیم کی طرف سے جہاں آج کل موضع نہر بنو سلیم ہے آئے اور آتے ہی مسلمانوں سے بھڑ گئے' مسلمانوں کی صفیں اس مقام سے لے کر جہاں اب نہر بنو سلیم ہے اس کے پیچھے تک پھیلی ہوئی تھیں۔

مجاہدین کی صف آرائی:

مثنیٰ کے میمنے اور میسرے پر بشیر اور بسر بن ابی وہم تھے اور سواروں پر معنی اور امدادی دستوں پر مذعور تھے اور مہران کے میمنے اور میسرے پر حیرہ کا رئیس ابن آزاذ بہ اور مردان شاہ تھا' مثنیٰ نے اپنی فوج کی صفوں میں گھوم کر لوگوں کو مناسب ہدایات دیں وہ اس وقت اپنے گھوڑے شموس پر سوار تھے چونکہ وہ گھوڑا بہت عمدہ اور شریف نسل کا تھا اس لیے اس کو شموس کہتے تھے' مثنیٰ اس پر سوار ہو کر لڑا کرتے تھے اور صرف لڑنے کے لیے اس پر سوار ہوتے تھے اس کے سوا کبھی اس کو کام میں نہ لاتے تھے' مثنیٰ ایک ایک دستے کے علم کے سامنے جاتے اور اس دستے کو لڑائی کے لیے برانگیختہ کرتے اور احکام دیتے' اور بہترین اسلوب سے ان کے دلوں میں جوش پیدا کرتے تھے' اور ہر ایک سے کہتے تھے کہ مجھ کو امید ہے کہ تمہاری طرف سے آج عربوں پر کوئی مصیبت نہ آئے گی' بخدا جو بات مجھ کو اپنے لیے محبوب ہے وہی تم سب کے لیے محبوب ہے اور واقعہ یہ ہے کہ مثنیٰ نے اپنے قول اور فعل سے اس دعوے کو سچ کر دکھایا تھا' وہ ہر خوشگوار یا ناگوار امر میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے' مثنیٰ نے کبھی ایسا موقع نہیں آنے دیا کہ کوئی شخص ان کے قول اور فعل پر نکتہ چینی کر سکتا۔

حملہ سے قبل تین تکبیریں:

اس کے بعد مثنیٰ نے کہا کہ میں تین تکبیریں کہوں گا تم ان پر تیار ہو جانا اور چوتھی تکبیر سنتے ہی دشمن پر حملہ کر دینا' جب مثنیٰ نے

پہلی تکبیر کہی تو اہل فارس نے جلدی سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس لیے مسلمانوں نے بھی جلدی کی اور پہلی تکبیر پر طرفین کے لوگ آپس میں بھڑ گئے' مثنیٰ نے دیکھا کہ اس کی وجہ سے بعض صفوں میں خلل پیدا ہو گیا ہے اس لیے ان کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ ان سے کہو کہ امیر تم لوگوں کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم لوگ آج مسلمانوں کو رسوا نہ کرو' انہوں نے کہا بہت اچھا' اور سنبھل گئے' اس سے قبل ان لوگوں نے دیکھا تھا کہ مثنیٰ ان حرکتوں کی وجہ سے ان کی طرف بار بار دیکھتے تھے مگر اب وہ اتنے مستعد اور باضابطہ بن گئے تھے کہ جو کارہائے نمایاں وہ انجام دے رہے تھے اور لوگوں سے انجام نہیں پاتے تھے اور اب وہ مثنیٰ کو نگاہیں پھیر پھیر کر دیکھتے کہ مثنیٰ خوشی سے ہنس رہے ہیں' یہ لوگ قبیلہ بنو عجل کے تھے۔

جنگ بویب:

جب لڑائی طول پکڑ گئی اور بہت سخت ہو گئی تو مثنیٰ نے انس بن ہلال کے پاس جا کر کہا کہ اے انس! اگر چہ تم ہمارے دین پر نہیں ہو مگر بہادر عرب ہو' جب تم مجھ کو مہران پر حملہ کرتے ہوئے دیکھو تو تم بھی میرے ساتھ حملہ کرنا' اور یہی بات مثنیٰ نے ابن مردیٰ الفہر سے کہی ان دونوں نے اس بات کو منظور کیا' مثنیٰ نے مہران پر حملہ کر کے اس کو سامنے سے ہٹا دیا اور اس کے میمنے میں گھس گئے اور ان کے ساتھی مشرکین کو لپٹ پڑے اور دونوں طرف کی قلب کی فوجیں ایک جگہ جمع ہو گئیں' آسمان پر غبار کا بادل چھا گیا' بازوؤں کی فوجیں خون ریزی میں مصروف تھیں نہ مشرکین اپنے امیر کی امداد کے لیے جا سکتے تھے نہ مسلمان' اس روز مسعود اور مسلمانوں کے دوسرے کئی قائد شہید ہو گئے' مسعود نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اگر تم ہم کو شہید ہوتے ہوئے دیکھو تو تم اپنے کام سے دست کش نہ ہونا کیونکہ لشکر ہٹتا ہے اور پھر واپس ہوتا ہے' اپنی صفوں میں ثابت قدم رہنا اور اپنے قریب والوں کے کام آتے رہنا' مسلمانوں کے قلب نے مشرکین کے قلب کے چھکے چھڑا دیئے' ایک تغلبی نصرانی لڑکے نے مہران کو قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا' مثنیٰ نے مہران کے اسلحہ اس لڑکے کے رسالے کے افسر کو دے دیا' اس وقت یہی طریقہ تھا کہ جب کوئی مشرک اسلامی فوج میں شریک ہو کر کسی کو قتل کرتا تو اس کے مقتول کا اسلحہ قاتل کے دستے کے قائد کو دیا جاتا تھا' اور لڑکے کے دو قائد تھے ایک جریر دوسرے ابن الھوبر' چنانچہ مہران کا اسلحہ ان دونوں نے تقسیم کر لیا۔

مہران کا قتل:

محضر بن ثعلبہ کا بیان ہے کہ بنو تغلب کے چند نوجوان گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے' اور جب مسلمانوں اور ایرانیوں میں جنگ شروع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم عربوں کے ساتھ ہو کر عجمیوں سے لڑیں گے ان میں سے ایک نوجوان نے مہران کو قتل کر دیا' مہران اس روز ایک کمیت گھوڑے پر سوار تھا جس کے جسم پر زرہ نما جھول پڑی ہوئی تھی اور اس کی پیشانی اور دم پر پیتل کے زرد چاند لگے ہوئے تھے وہ نوجوان اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ان الفاظ میں اپنے نسبی فخر کا اظہار کرنے لگا انا الغلام التغلبی انا قتلت المرزبان. میں تغلبی جوان ہوں' میں نے ایرانی رئیس کو قتل کیا ہے' اس کے بعد جریر اور ابن الھوبر اپنی قوم کے لوگوں کو لے کر آئے اور بطور تعظیم اس نوجوان کا پاؤں پکڑا اور اس کو گھوڑے سے اتارا۔

مہران کا اسلحہ:

سعید بن المرزبان کی روایت ہے کہ جریر اور منذر مہران کے سامان میں شریک تھے' اس کے اسلحہ کے بارے میں ان دونوں

میں اختلاف ہوا دونوں نے اپنے قضیے کو مثنیٰ کے پاس پیش کیا' مثنیٰ نے اس کے اسلحہ ان دونوں میں بانٹ دیئے نیز اس کا پٹکا اور کنگن بھی دونوں میں تقسیم کر دیا اس لڑائی میں مسلمانوں نے مشرکین کے قلب کو بالکل برباد کر دیا تھا۔

ابوروق کہتے ہیں کہ بخدا ہم بویب میں جاتے تھے تو موضع سکون اور بنوسلیم کے درمیان سفید ہڈیوں کے ڈھیر دیکھتے تھے جن میں لوگوں کی کھوپڑیاں اور جوڑ چمکتے ہوئے نظر آتے تھے ان کو دیکھنے سے ہم کو عبرت ہوتی تھی' ان کھوپڑیوں کا اندازہ ایک لاکھ تک کیا جاتا تھا اور وہ عرصے تک نمایاں رہیں بالآخران کو گھروں کے دفن کرنے والے حادثاتِ زمانہ نے دفن کر دیا۔

مشرکین کی پسپائی:

کہتے ہیں کہ جب غبار بلند ہوا تو مثنیٰ ٹھہر گئے' مگر جب غبار دور ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ مشرکین کا قلب فنا ہو گیا ہے اور بازووں کے دستوں نے ایک دوسرے کو ہلا ڈالا ہے مگر یہ دیکھ کر کہ مثنیٰ نے دشمن کے قلب کو پسپا کر کے اس کا خاتمہ کر دیا ہے مسلمانوں کے میمنے اور میسرے کے دستے دشمنوں پر اور شیر دل ہو گئے اور انہوں نے عجمیوں کے منہ پھیر دیئے مثنیٰ اور قلب کے لوگ ان کے لیے نصرت کی دعائیں کرنے لگے' مثنیٰ نے ان کے پاس ایک جوش دلانے والے کو بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مثنیٰ کہتے ہیں کہ ایسے کارہائے نمایاں تمہیں جیسے بہادروں سے انجام پذیر ہوتے ہیں تم اللہ کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا' آخر کار ان لوگوں نے دشمنوں کو شکست دی' مثنیٰ فورائیل کی طرف گئے اور ان کا راستہ روک لیا اس کی وجہ سے عجمی فرات کے بالائی اور زیریں کنارے پر پراگندہ ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کو اپنی تلواروں سے کاٹ کاٹ کر کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ عرب و عجم کی کسی لڑائی کی بوسیدہ ہڈیاں اتنے عرصے تک باقی نہیں رہی تھیں جیسی کہ اس جنگ کی باقی رہی ہیں۔

مسعود بن حارثہ اور انس بن ہلال کی شہادت:

مسعود بن حارثہ کی لاش میدان جنگ میں سے اٹھا کر لائی گئی وہ شکست سے پہلے ہی بچھڑ گئے تھے اس وجہ سے ان کے لوگوں میں کمزوری پیدا ہونے لگی' یہ دیکھ کر مسعود نے جو اس وقت زخموں سے چور تھے کہا اے بکر بن وائل کے بہادرو! اپنے جھنڈے کو بلند کرو اللہ تم کو بلندی عطا کرے گا' میرے گر جانے سے تم کو ہراساں نہ ہونا چاہیے' اس روز انس بن ہلال النمری نے بھی بڑے زور سے جنگ کی تھی یہاں تک کہ اپنی جان دے دی' مثنیٰ نے انس اور مسعود کی لاشیں ایک ساتھ دکھائی تھیں' قرط بن جماع العبدی بھی بڑے زور شور سے لڑے تھے متعدد نیزے اور تلواریں ان کے ہاتھ میں ٹوٹیں انہوں نے شہر براز کو جو ایران کا بڑا دہقان تھا اور مہران کے سواروں کا افسر تھا قتل کیا۔

شہر براز کا قتل:

جنگ ختم ہونے کے بعد مثنیٰ سب لوگوں کے ساتھ مل کر بیٹھے' مثنیٰ لوگوں سے اور لوگ مثنیٰ سے اپنے اپنے واقعات بیان کرنے لگے جو شخص آتا مثنیٰ اس سے دریافت کرتے کہو تم کو کیا واقعات پیش آئے' قرط بن جماح نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تو مجھے اس میں مشک کی خوشبو آئی میں نے خیال کیا کہ وہ مہران ہے اور میں چاہتا تھا کہ وہی ہو مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سواروں کا افسر اعلیٰ شہر براز ہے یہ معلوم ہوتے ہی میرے دل میں اس کی کچھ حقیقت نہ رہی۔

مثنیٰ نے کہا کہ میں زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں عربوں اور عجمیوں سے لڑا ہوں' بخدا زمانہ جاہلیت میں میرے نزدیک سو

عجمی ہزار عربوں پر بھاری تھے اور اب یہ حالت ہے کہ سو عرب ہزار عجمیوں پر بھاری ہیں' خدا نے عجمیوں کی شجاعت ختم کر دی اور ان کی مکاریوں کے تار و پود بکھیر دیئے تم کو ان کی شان و شوکت' کثرت تعداد' بڑی کمانوں اور لانبے تیروں سے مرعوب نہ ہونا چاہیے' جب ان پر یک لخت حملہ ہوتا ہے تو ان کو مویشیوں کی طرح ہر طرف ہانکا جا سکتا ہے۔

ربعی کے تیسرے حملہ میں مشرکین کی پسپائی:

ربعی نے اپنا واقعہ مثنیٰ سے یوں بیان کیا کہ جنگ اور اس کی شدت کو ایک حالت پر قائم دیکھ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن تم پر بشدت حملہ آور ہو رہے ہیں تم اپنی ڈھالوں پر ان کے وار روکو' اگر ان کے ایسے دو حملوں پر تم ثابت قدم رہے تو میرا ذمہ ہے کہ تیسرے میں تم کو فتح ہو جائے گی' ان لوگوں نے میرے مشورے پر عمل کیا' اور خدا کی قسم اللہ نے مجھ کو میری ذمہ داری سے عہدہ برآ کر دیا۔

ابن ذی السہمین کا خدا کے وعدے پر یقین:

ابن ذی السہمین نے اپنا واقعہ اس طرح سنایا کہ میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ میں نے اپنے سپہ سالار کو رعب کا ذکر کرتے ہوئے اور اس کی آیات پڑھتے ہوئے سنا ہے یہ ان کے نزدیک بہت بہتر چیز ہے تم اپنے جھنڈوں کو لے کر ان کی اقتداء کرو تم میں جو پیدل ہیں سواروں کو ان کی حمایت کرنی چاہیے اس کے بعد تم حملہ کرو خدا کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا' چنانچہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور وہی ہوا جس کی مجھے توقع تھی۔

جنگ حسبر کا انتقام:

عرفجہ نے اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ہم لوگ دشمنوں کے لشکر میں فرات تک گھستے چلے گئے اس وقت میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ خدا کرے یہ لوگ غرق ہو جائیں تاکہ حسبر کی مصیبت کا بدلہ اتر جائے مگر جب وہ لوگ دبتے دبتے بہت تنگ ہو گئے تو ہم پر پلٹ پڑے' ہم بہت زور و شور سے لڑے یہاں تک کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ خدارا تم اپنے جھنڈے کو ذرا پیچھے کر لو میں نے کہا کہ میں تو اس کو آگے ہی بڑھاؤں گا' میں نے دشمن کے حامیوں پر حملہ کیا وہ فرات کی طرف واپس پلٹے مگر ایک بھی فرات تک زندہ نہ پہنچ سکا۔

یوم الاعشار:

ربعی بن عامر کہتے ہیں کہ بویب کی جنگ میں میں اپنے والد کے ساتھ تھا' بویب کو یوم الاعشار (دہائیوں کا دن) بھی کہتے ہیں' کیونکہ شمار کرنے سے سو آدمی ایسے نکلے جنہوں نے اس معرکہ میں دس دس آدمی قتل کیے تھے' عروہ بن زید شہ سوار نو والے تھے بنو کنانہ کے غالب نو والے تھے اور عرفجہ ازدی بھی نو والے تھے اس مقام سے لے کر جہاں آج کل السکون ہے دریائے فرات کے کنارے بویب شرقیہ کے سرے تک مشرکین تہ تیغ ہوئے تھے' کیونکہ عین شکست کے وقت مثنیٰ جلدی سے پل کے پاس پہنچ گئے اور ان کے لیے پل کا راستہ روک دیا اس وجہ سے وہ لوگ دائیں بائیں بھاگنے لگے مسلمان رات تک اور پھر اگلے دن رات تک دشمنوں کا تعاقب کرتے رہے۔

مثنیٰ نے بعد میں پل کا راستہ روکنے پر اظہار ندامت کیا اور کہا کہ میں نے پل کی طرف بڑھ کر اور اس کو توڑ کر بے بس دشمنوں

کو تنگ کر دیا تھا خدا نے ہم کو اس کے شر سے محفوظ رکھا' میں آیندہ ایسی حرکت کبھی نہیں کروں گا لوگو تم بھی ایسا کبھی نہ کرنا اور میری تقلید نہ کرنا' جس جماعت میں مدافعت کی قوت موجود ہو اس کو کبھی تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

تلواروں اور نیزوں پر مسعود اور خالد کا جنازہ:

جو مسلمان اس جنگ میں زخمی ہوئے تھے' ان میں سے بعض ذی رتبہ لوگ انتقال کر گئے ان میں سے ایک خالد بن ہلال اور دوسرے مسعود بن حارثہ تھے' مثنیٰ نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے جنازوں کو نیزوں اور تلواروں پر اٹھایا' مثنیٰ کو ان کی جدائی کا بے حد قلق ہوا' انہوں نے کہا کہ واللہ! میرا غم اس خیال سے کم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بویب کے معرکہ میں شریک ہوئے اور انہوں نے بڑے صبر و استقلال سے پیش قدمی کی' نہ گھبرائے نہ منہ موڑا اور شہادت نے ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیا۔

قوادس کی دلیر عورتیں:

بویب کی فتح کے بعد مثنیٰ' عصمہ اور جریر کو مہران کی ضیافت کی بکریاں' آٹا اور گائیں کافی مقدار میں ہاتھ آئیں' چنانچہ اس میں سے کچھ تو قوادس کو جہاں مدینے کے مجاہد اپنے اہل و عیال کو چھوڑ آئے تھے' بھیج دیا گیا اور کچھ حیرہ کو جہاں اس سے قبل کی لڑائیوں کے مجاہدین کے خاندان قیام پذیر تھے بھیج دیا گیا' قوادس کو لے جانے والوں کا رہبر عمرو بن عبدالمسیح بن بقیلہ تھا جب یہ لوگ قریب پہنچے تو وہاں کی عورتیں ان سواروں کو دیکھ کر چلانے لگیں اور ان کو لٹیرے سمجھیں اور اپنے بچوں کو بچانے کے لیے پتھر اور ڈنڈے لے کر کھڑی ہو گئیں' یہ دیکھ کر عمرو نے کہا کہ اس لشکر کی عورتوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے ان کو فتح کی خوشخبری سناؤ' وہ سامان دینے کے بعد لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ فتح کے ابتدائی ثمرات ہیں' سامان لانے والی فوج کے افسر نسیر تھے' قوادس پہنچ کر نسیر وہاں والوں کی حفاظت کے لیے وہیں ٹھہر گئے اور عمرو بن عبدالمسیح حیرہ واپس آ گیا۔

جریر بن عبداللہ اور جسری مجاہدین کا تعاقب:

مثنیٰ نے فتح کے روز دریافت کیا کہ سیب تک دشمنوں کا تعاقب کون کرتا ہے' جریر بن عبداللہ نے اپنی قوم میں کھڑے ہو کر کہا کہ اے بجیلہ کے لوگو! تم اور اس معرکہ کے تمام مجاہدین سبقت' فضیلت اور آزمائش میں برابر ہیں مگر مال غنیمت کے خمس میں جو مزید حصہ تم کو ملنے والا ہے کسی اور کو نہیں ملے گا' امیر المؤمنین کے حکم سے خمس کا چوتھائی حصہ تمہارا ہے' لہٰذا اس کے جواب میں دشمن کا تعاقب کرنے میں کوئی اور تم پر سبقت نہ لے جائے اور نہ کوئی دشمن کے حق میں تم سے زیادہ سخت ثابت ہو' کیونکہ تم کو دو بھلائیوں میں سے ایک کے حاصل ہونے کی توقع ہے شہادت اور جنت یا غنیمت اور جنت۔

مثنیٰ نے جسر کے شکست خوردہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر جو جان دینے پر تلے ہوئے تھے کہا' کہاں ہے وہ شخص اور اس کے ساتھی جو کل صفوں سے نکلے جا رہے تھے بڑھو اور ان دشمنوں کا سیب تک تعاقب کرو اور ان سے اپنے غصے کی بھڑاس نکال لو فھو خیرلکم و اعظم اجرا و استغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ (تمہارے لیے یہی بہتر اور باعث اجر ہے' خدا سے مغفرت کی درخواست کرو' اللہ مغفرت کرنے والا اور مہربان ہے)۔

خمس میں قبیلۂ بجیلہ کا حصہ:

مثنیٰ کے اعلان پر سب سے پہلے لبیک کہنے والا شخص وہ اور اس کے ساتھی تھے جو کل مسلمانوں کی صف سے نکل کر اور دشمنوں

میں جا کر جان دینا چاہتے تھے' وہ مستعدی سے کودے اور جھپٹے' مثنیٰ نے ان لوگوں کے لیے پل بندھوایا اور ان کو دشمنوں کا پیچھا کرنے کے لیے روانہ کر دیا اور ان کے پیچھے بجیلہ اور دوسرے شہ سوار بھی جھپٹے' یہ لوگ دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے سیب تک پہنچ گئے' مثنیٰ کے لشکر میں جتنے حسبری تھے وہ سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اس خدمت کے لیے نکل پڑے تھے' اس مہم میں ان کو ہر طرح کا بہت سامال غنیمت' لونڈی غلام اور گائیں ہاتھ آئیں۔ مثنیٰ نے ان کو ان لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ہر قبیلے کے ان بہادروں کو جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے مزید انعامات دیئے۔ اسی طرح خمس کا چوتھائی قبیلہ بجیلہ کو برابر برابر تقسیم کر دیا اور باقی تین چوتھائی عکرمہ کے ساتھ خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

فتح ساباط:

اہل فارس کے دلوں میں خدا نے مسلمانوں کا رعب ڈال دیا تھا' چنانچہ تعاقب میں جانے والی فوج کے قائدین اور عاصم' عکرمہ اور جریر نے مثنیٰ کو یہ لکھا کہ اللہ نے ہم کو سلامتی عطا فرمائی' ہمارے کام کو ہلکا کر دیا اور جس مقصد کے لیے آپ نے ہم کو یہاں بھیجا تھا اس کو پورا کر دیا ہے' اگر آپ ہم کو پیش قدمی کی اجازت دیتے ہیں تو دشمنوں کو زیر کرنا کچھ مشکل نہیں ہے' مثنیٰ نے ان کو پیش قدمی کی اجازت دے دی' اس لیے وہ لوگ غارت گری کرتے ہوئے ساباط تک پہنچ گئے' اہل ساباط قلعہ بند ہو گئے اس کے قرب و جوار کے دیہات مجاہدین نے لوٹ لیے' ساباط کے قلعہ بند لوگوں نے مسلمانوں پر تیراندازی کی قلعے میں سب سے پہلے تین قائد عصمہ' عاصم اور جریر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے اور سب لوگ گھس گئے' ساباط کو فتح کر کے یہ مجاہدین مثنیٰ کے پاس واپس آ گئے۔

سواد کے علاقے کا تاراج:

عطیہ ابن الحارث کی روایت ہے کہ جب مہران ہلاک ہو گیا تو مسلمانوں کو سواد کے تمام علاقے پر ان کی فرودگاہ سے لے کر دجلہ تک دست برد کرنے کا پورا موقع مل گیا' اور انہوں نے بے خوف ہو کر لوٹ مچا دی' کیونکہ عجمیوں کی فوجی چوکیاں ٹوٹ گئی تھیں اور ان کی فوجیں بھاگ کر ساباط میں پناہ گزین ہو گئی تھیں۔ انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ دجلہ کے اس پار تک کا علاقہ چھوڑ دیں۔

بویب کی لڑائی رمضان ۱۳ھ میں واقع ہوئی تھی اس میں مہران اور اس کی فوج قتل ہوئی بویب کے اس سرے سے لے کر اس سرے تک تمام میدان ہڈیوں سے پٹ گیا تھا یہ ہڈیاں مدتوں سامان عبرت بنی رہیں یہاں تک کہ فتنوں کے دنوں میں مٹی میں دب گئیں۔ جہاں کسی نے ذرا سی مٹی ہٹائی' کوئی نہ کوئی ہڈی نظر آئی' سکون' مرہبہ اور بنوسلیم کے درمیان سب جگہ یہی کیفیت تھی یہ علاقے شاہانِ فارس کے زمانے میں دریائے فرات کی ترائی کا جنگل تھا' اور اس کا پانی جوف میں گرتا تھا۔

جریر اور عرفجہ کے متعلق ابن اسحاق کی روایت:

مگر ابن اسحاق کی روایت میں جریر اور عرفجہ کا قصہ اور مثنیٰ کی جنگ کا حال سیف کی روایت سے مختلف ہے' ابن اسحاق کا بیان یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حسبر کی شکست کا حال معلوم ہوا اور وہاں کے بھاگے ہوئے لوگ آپ کے پاس واپس آئے تو اس وقت جریر بن عبداللہ البجلی اور عرفجہ بن ہرثمہ یمن کے سواروں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرفجہ جو قبیلہ ازد سے تھے ان دنوں بجیلہ کے حلیف اور ان کے سردار تھے' ان لوگوں سے حضرت عمرؓ نے گفتگو کی اور فرمایا کہ عراق میں حسبر جو تمہارے بھائیوں کو مصیبت پیش آئی ہے اس کا حال تم کو معلوم ہے اس لیے تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ' میں تمہارے قبیلے کے ان سب لوگوں کو جو قبائل

عرب میں منتشر ہیں جمع کر کے تمہارے پاس بھیج دوں گا' انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم تعمیل حکم کے لیے حاضر ہیں' چنانچہ حضرت عمرؓ نے قیس' کبعہ' سحمہ اور عرنیہ کو جو قبائل بن عامر بن صعصعہ میں تھے نکال کر جمع کیا اور ان پر عرفجہ بن ہرشمہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ بات جریر بن عبداللہ البجلی کو ناگوار گزری' انہوں نے بجیلہ کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اس کے متعلق امیر المومنین سے عرض کرو' انہوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو امیر مقرر فرماتے ہیں جو ہمارے قبیلے کا نہیں ہے' آپ نے عرفجہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرفجہ نے کہا کہ امیر المومنین یہ لوگ درست کہتے ہیں میں ان کے قبیلے کا نہیں ہوں' میں قبیلہ ازد کا ہوں زمانہ جاہلیت میں ہم سے اپنی قوم میں ایک خون سرزد ہو گیا تھا اس لیے ہم بجیلہ میں مل گئے اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم ان لوگوں میں سر برآوردہ ہو گئے' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر واقعہ یہ ہے تو تم اپنی جگہ پر رہو اور جس طرح یہ لوگ تم سے گریز کرتے ہیں تم بھی ان سے گریز کرو عرفجہ نے کہا کہ مجھ سے تو یہ نہ ہو گا البتہ ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔

مہران کے اسلحہ کی تقسیم:

حضرت عمرؓ نے بجیلہ پر جریر بن عبداللہ کو امیر مقرر کر دیا عرفجہ کے بجائے جریر ان کو لے کر کوفے کی طرف گئے' بجیلہ کے سب لوگوں کو جو جریر کے ہم قوم تھے۔ جریر کی ماتحتی میں دے دیا گیا' جب جریر مثنیٰ کے قریب سے گزرے تو مثنیٰ نے ان کو لکھا کہ میرے پاس آؤ کیونکہ تم میری کمک کے لیے بھیجے گئے ہو' جریر نے جواب دیا کہ جب تک امیر المومنین کا حکم نہ ہو میں ایسا نہیں کر سکتا' تم بھی امیر ہو اور میں بھی امیر ہوں' اس کے بعد جریر' حسبر کی طرف گئے وہاں مہران بن باذان سے ان کا مقابلہ ہوا' مہران جو ایک بڑا ایرانی سردار تھا' نخیلہ کے قریب پل سے گزر کر جریر کی طرف آیا' طرفین میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی' منذر بن حسان بن ضرار الضبی نے مہران پر شدید حملہ کیا اور اس کو نیزے سے زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دیا اور جریر نے ایک دم بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا' اس کے اسلحہ کے متعلق ان دونوں میں اختلاف ہوا مگر بعد میں اس طرح صلح ہو گئی کہ جریر نے ہتھیار لے لیے اور منذر بن حسان نے کمر پٹکا لیا۔

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب مہران کا جریر سے مقابلہ ہوا تو مہران نے از راہ فخر یہ شعر پڑھا:

ان تسئلوا عنی فانی مھران ۔۔۔ انا لمن و انکرنی ابن باذان

ترجمہ: ''اگر تم میرے متعلق دریافت کرتے ہو تو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں مہران ہوں اور جو شخص میرا منکر ہے میں اس کو باخبر کرتا ہوں کہ میں باذان کا بیٹا ہوں''۔

میں مہران کے اس دعوے کو غلط سمجھتا تھا مگر بعد میں ایک معتبر ذی علم شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ عربی نژاد تھا اس نے یمن میں اپنے باپ کے ساتھ رہ کر جب کہ وہ کسریٰ کا عامل تھا۔ تربیت پائی تھی اس روایت کے معلوم ہونے کے بعد میں نے اس کے قول کو غلط نہیں سمجھا۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی روانگی عراق:

مثنیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جریر کی شکایت لکھی تھی آپ نے اس کے جواب میں مثنیٰ کو لکھا کہ میں تم کو ایک ایسے شخص پر جو محمد ﷺ کا صحابی ہے کیسے امیر مقرر کر سکتا ہوں' عمرؓ نے سعدؓ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں چھ ہزار کا لشکر عراق کو روانہ کیا اور مثنیٰ اور جریر بن عبداللہ کو لکھا کہ تم دونوں سعد کے ساتھ مل جاؤ' آپ نے سعد کو ان دونوں پر امیر بنا دیا تھا' سعد مدینہ سے روانہ ہو کر

شراف میں فروکش ہوئے اور مثنیٰ اور جریر بھی ان کے پاس پہنچ گئے' سعد نے سردی کا زمانہ اسی جگہ بسر کیا اس عرصے میں ان کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے اور مثنیٰ بن حارثہ کا انتقال ہو گیا ان پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

فوجی چوکیوں کا قیام:

مثنیٰ نے سواد کے علاقے میں لوٹ مچادی اور حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب مقرر کیا' جریر کو میسان کی طرف اور ہلال بن علفہ التیمی کو دشت میسان کی طرف روانہ کیا اور فوجی چوکیوں کو عصمہ بن فلان الکلج الضبی' عرفجہ البارقی وغیرہ جیسے مسلمان قائدین کے ذریعے سے مضبوط کیا اور اپنی مہم کو شروع کیا اور انبار کی بستیوں میں سے ایک بستی الیس میں اترے' یہ غزوات غزوات انبار آخرہ اور غزوات اُلیس آخرہ کے ناموں سے موسوم کیے جاتے ہیں۔

خنافس پر حملہ کا مشورہ:

دس آدمیوں نے جن میں سے ایک جری اور دوسرا انباری تھا مثنیٰ پر بہت زور دیا کہ وہ منڈیوں پر حملہ کریں' جری کی رائے بغداد پر اور انباری کی خنافس پر حملہ کرنے کی تھی' مثنیٰ نے پوچھا کہ ان میں سے کون سی جگہ پہلے آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں مقامات میں کئی روز کی مسافت ہے مثنیٰ نے کہا کہ کون سی جگہ جلدی آتی ہے' انہوں نے کہا خنافس کی منڈی' اس منڈی میں بکثرت لوگ آتے ہیں' اور ربیعہ اور قضاعہ کے لوگ ان کی حفاظت کے لیے پہرہ دیتے ہیں' مثنیٰ نے اس منڈی کی تیاری کر دی اور جب انہوں نے اندازہ کیا کہ اب ٹھیک بازار کے دن وہاں پہنچ جائیں گے تو سوار ہو کر خنافس پہنچے اور اس کو لوٹ لیا' وہاں سواروں کے دو دستے تھے ایک ربیعہ کا دوسرا قضاعہ کا' قضاعہ کا سردار رومانس بن دبروتھا اور ربیعہ کا سردار السلیل بن قیس تھا یہ لوگ وہاں کے محافظ تھے' مثنیٰ نے بازار کو لوٹ لیا اور محافظوں کو زیر کر لیا اور اسی روز صبح سویرے انبار کے دہقانوں کے پاس پہنچے وہ لوگ قلعہ گیر ہو گئے مگر جب انہوں نے مثنیٰ کو پہچانا تو ان کے پاس آئے اور ان کے لیے توشہ اور ان کے گھوڑوں کے لیے چارہ وغیرہ مہیا کیا اور بغداد جانے کے لیے رہنما بھی ساتھ کیے' مثنیٰ نے بغداد کا رخ کیا اور ٹھیک صبح کے وقت وہاں پہنچ کر چھاپہ مارا۔

سواد کے علاقہ میں فوج کشی:

جب مثنیٰ انبار میں تھے اس وقت مسلمان مجاہدین سواد کے کل علاقے میں فوج کشی اور غارت گری کر رہے تھے ان کی ترک تازیاں زیرین کسکر سے لے کر زیرین فرات تک اور جسور مثقب سے لے کر عین التمر تک اور اس کے قریب کی زمینوں الفلالیج اور العال تک جاری تھیں۔

خنافس کی منڈی:

مذکورہ بالا واقعے کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ حیرہ کے ایک شخص نے مثنیٰ سے کہا کہ آپ کو ایک ایسی بستی کا پتہ دیتے ہیں' جہاں مدائن کسریٰ اور سواد کے تاجر جمع ہوتے ہیں وہ لوگ وہاں سال میں ایک مرتبہ جمع ہوتے ہیں۔ ان کے پاس اس قدر مال ہوتا ہے کہ گویا وہ جگہ بیت المال ہے انہی دنوں میں ان کا بازار لگتا ہے' اگر آپ بے خبری کے عالم میں ان پر چھاپہ مار سکتے ہیں تو اس قدر مال ہاتھ آئے گا کہ مسلمان دولت مند ہو جائیں گے اور آپ ہمیشہ کے لیے دشمنوں سے زیادہ قوی ہو جائیں گے۔

خنافس پر اچانک چھاپہ مارنے کی تجویز:

مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اس مقام اور مدائن کسریٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ پورا ایک دن یا اس سے کم مثنیٰ نے کہا کہ میں وہاں کس طرح جاؤں، انھوں نے کہا کہ اگر آپ وہاں جانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ صحراء کے راستے سے خنافس پہنچ جائیں کیونکہ انبار کے لوگ وہاں جانے والے ہیں اگر انہوں نے خنافس کے لوگوں کو آپ کی اطلاع کر دی تو وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیں گے' وہاں سے آپ انبار کی طرف مڑ جائیں اور وہاں کے دہقانوں کو رہنما بنا کر راتوں رات یلغار کرتے ہوئے وہاں پہنچ جایئے اور صبح کے وقت غارت گری کیجیے۔

رئیس انبار کا تعاون:

مثنیٰ اُلیس سے روانہ ہوئے اور خنافس پہنچے وہاں سے مڑ کر انبار کی طرف لوٹے' وہاں کے رئیس کو خطرہ محسوس ہوا تو وہ قلعہ بند ہو گیا' رات کا وقت ہونے کی وجہ سے اس کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون شخص ہے مگر جب اس نے مثنیٰ کو پہچانا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' مثنیٰ نے اس کو کچھ طمع دلائی کچھ ڈرایا تا کہ وہ رازداری برتے اور اس سے کہا کہ میں غارت گری کرنا چاہتا ہوں تم میرے ساتھ ایسے رہبر کر دو جو مجھ کو بغداد کی طرف لے چلیں' وہاں سے میں مدائن پر حملہ کروں گا' اس نے کہا میں آپ کے ساتھ آتا ہوں' مثنیٰ نے کہا کہ تمہاری ضرورت نہیں ہے تم میرے ساتھ ایسے آدمی کر دو جو تم سے بہتر طور پر رہبری کر سکیں' انبار کے رئیس نے مثنیٰ کے لیے کھانوں کا توشہ اور گھوڑوں کے لیے چارہ مہیا کر دیا اور چند رہنما ساتھ کر دیئے۔

خنافس کی منڈی پر چھاپہ:

مثنیٰ روانہ ہوئے اور جب آدھا راستہ طے کر چکے تو مثنیٰ نے پوچھا کہ اب وہ بستی کتنی دور ہے' رہنماؤں نے کہا کہ چار پانچ فرسخ دور ہے' مثنیٰ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم میں سے حفاظت کے لیے کون آمادہ ہے بعض لوگوں نے اپنے آپ کو حفاظت کے لیے پیش کیا' مثنیٰ نے ان سے کہا کہ تم لوگ بہت ہوشیاری سے پہرا دو اور وہیں قیام کیا اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ٹھہرو کھانا کھاؤ' وضو کر و اور تیار رہو اور طلایہ گرد جماعتوں کو اطراف میں بھیج دیا انہوں نے ہر طرف سے لوگوں کو روک دیا تا کہ کسی قسم کی خبریں نہ جانے پائیں جب سب کاموں سے فراغت ہو گئی تو آخر شب میں مثنیٰ روانہ ہو گئے اور صبح ہوتے ہی ان کی منڈی میں پہنچ گئے اور تیغ زنی شروع کر دی بہت لوگ قتل ہوئے اور جس قدر مال لے سکے لیا' مثنیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ صرف سونا اور چاندی لو' اور ہر شخص اتنا سامان لے جتنا کہ وہ اپنی سواری پر لاد سکتا ہو' بازار کے سب لوگ بھاگ گئے' سونا' چاندی اور نفیس ترین سامان مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

مثنیٰ کی مراجعت پر اعتراض:

اس کے بعد مثنیٰ نہر السلحین کی طرف جو انبار میں واقع ہے' پلٹے' وہاں پہنچ کر انہوں نے قیام کیا اور لوگوں میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے یہ کہا لوگو! یہاں ٹھہر جاؤ اپنی ضروریات پوری کر لو اور سفر کے لیے تیار ہو جاؤ' اللہ کی حمد و ثناء کرو' اس سے عافیت کی درخواست کرو اور اس کے بعد یہاں سے تیزی سے نکل چلو' سب نے اس حکم کی تعمیل کی' مثنیٰ نے بعض لوگوں کو یہ کانا پھوسی کرتے ہوئے سنا کہ ایسی کیا جلدی ہے ابھی تو دشمن ہمارے تعاقب میں نہیں نکلا ہے۔

مثنیٰ کا مجاہدین کو خطاب:

یہ سن کر مثنیٰ نے ان سے کہا تتناجوا بالبر و التقوی و لا تتناجوا بالاثم والعدوان. (نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو گناہ اور زیادتی کی سرگوشیاں مت کرو) پہلے معاملات کو غور سے دیکھو ان کا اندازہ کرو اور پھر لب کشائی کرو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی کوئی مخبر دشمنوں کے شہر میں نہیں پہنچا ہے اور اگر کوئی پہنچ گیا ہے تو ان پر ہمارا ایسا رعب طاری ہوا ہوگا کہ وہ ہمارے تعاقب کی جرأت نہیں کر سکتے' غارت گری کی دہشتیں صبح سے شام تک پھیل جاتی ہیں اگر ان کے حمایتیوں نے تمہارا تعاقب کیا بھی تو وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہم نفیس ترین گھوڑوں پر سوار ہیں کہ دم کے دم میں اپنے لشکر اور اپنی جماعت میں پہنچ سکتے ہیں' اور اگر انہوں نے ہم کو آ لیا تو میں ان سے دو چیزوں کے لیے لڑوں گا' طلب اجر اور امید کامیابی' تم اللہ پر بھروسا رکھو اور اس سے حسن ظن رکھو اس نے ہم کو اکثر موقعوں پر نصرت عطا کی ہے حالانکہ تمہارے دشمن تم سے زیادہ تیار تھے' میں اپنے طرز عمل اور واپسی کے متعلق اصل وجہ سے تم کو مطلع کرتا ہوں' خلیفہ رسولؐ ابوبکرؓ نے ہم کو وصیت کی ہے کہ ہم لوگ آگے زیادہ نہ بڑھیں' مگر غارت گریوں میں جلد پلٹ کر حملہ کریں' اور دوسری جنگوں سے جلد فارغ ہو کر جلد واپس ہوں۔

مثنیٰ کا انبار میں استقبال:

مثنیٰ اپنی فوجوں کو لے کر رہبروں کی معیت میں صحراء اور نہروں کو قطع کرتے ہوئے انبار پہنچے' انبار کے دہقانوں نے مثنیٰ کا بڑے اعزاز سے استقبال کیا اور بسلامت واپسی پر مبارک باد دی' مثنیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر ہم کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی تو ہم تمہارے ساتھ تمہاری خواہش کے مطابق حسن سلوک کریں گے۔

مثنیٰ کا الکباث پر حملہ:

مثنیٰ نے بغداد سے انبار واپس آ کر المضارب العجلی اور زید کو الکباث روانہ کیا' الکباث کا رئیس فارس العتاب التغلبی تھا۔ ان کے پیچھے خود مثنیٰ نکلے' دونوں سردار الکباث پہنچ گئے' الکباث کے باشندے آبادی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہاں کے تمام باشندے بنو تغلب سے تھے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور پچھلے لوگوں کو جا پکڑا' فارس العتاب ان کی حمایت کر رہا تھا' کچھ دیر تو اس نے ان کی حفاظت و حمایت کی' مگر پھر بھاگ گیا ان میں سے بکثرت لوگ تہ تیغ ہوئے' وہاں سے مثنیٰ اپنے لشکر میں انبار واپس آ گئے' مثنیٰ کی عدم موجودگی میں ان کے نائب فرات بن حیان تھے۔

اہل صفین کی فراری:

مثنیٰ نے انبار واپس آ کر فرات بن حیان اور عتیبہ بن النہاس کو روانہ کیا اور ان کو صفین میں بنو تغلب اور النمر پر غارت گری کرنے کا حکم دیا اپنے لشکر پر عمرو بن ابی سلمیٰ الہجیمی کو اپنا نائب بنا کر ان دونوں کے پیچھے گئے' صفین کے قریب پہنچ کر مثنیٰ' فرات اور عتیبہ الگ الگ ہو گئے' صفین کے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور فرات کو پار کر کے جزیرے کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر قلعہ بند ہو گئے۔

سامان رسد کا خاتمہ:

اس مہم میں مثنیٰ اور ان کے رفیقوں کے پاس سامان رسد ختم ہو گیا' اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ چند ضروری جانوروں کو چھوڑ کر باقی تمام سواری کے جانور کاٹ کاٹ کر کھا گئے' اور ان کے سم' ہڈیاں اور کھالیں تک کھا گئے' پھر ان کو اہل دبا اور حوران کا ایک قافلہ مل

گیا' دیہاتیوں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا اور ان کے سواری کے جانور جو فاضل تھے لے لیے۔ اس لوٹ میں بنو تغلب کے تین چوکیدار بھی ہاتھ آئے تھے۔ مثنیٰ نے ان سے کہا کہ تم میری رہبری کرو' ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم مجھ کو جان و مال کی امان دیتے ہو۔ تو میں تم کو بنو تغلب کے ایک خاندان تک پہنچا دیتا ہوں جن کے پاس سے میں آج ہی صبح کو آ رہا ہوں۔

بنو تغلب پر اچانک حملہ:

مثنیٰ نے اس کو امان دے دی' اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دن بھر چلنے کے بعد جب رات ہو گئی تو اچانک ان لوگوں کے سروں پر پہنچ گئے' چوپائے پانی پی کر واپس ہو رہے تھے' لوگ اپنے گھروں کے صحنوں میں بے فکر بیٹھے تھے کہ مثنیٰ نے غارت گری کی۔ جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا اور جو کچھ سامان ہاتھ آیا لاد کر لے آئے۔

بعد میں پتہ چلا کہ یہ لوگ ذی الرویحلہ تھے' فوج میں جتنے مسلمان قبیلہ ربیعہ کے تھے' انہوں نے اپنے مال غنیمت سے لونڈی غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا' زمانہ جاہلیت میں بھی جب کہ عربوں میں لونڈی غلام بنانے کا رواج تھا۔ ربیعہ کے لوگ کسی کو لونڈی غلام نہیں بناتے تھے۔

معرکہ تکریت:

مثنیٰ کو خبر ملی کہ دشمنوں کے بیشتر لوگ چارے کی خاطر دجلہ کے کنارے پر موجود ہیں۔ اس لیے مثنیٰ ان کی طرف روانہ ہوئے' بویب کے بعد کی ان تمام جنگوں میں مثنیٰ کے مقدمے کے افسر حذیفہ بن محصن الغلفانی تھے اور میمنے اور میسرے پر نعمان بن عوف بن نعمان الشیبانی اور مطر الشیبانی تھے' مثنیٰ نے دشمنوں کے پیچھے حذیفہ کو بھیجا اور ان کے پیچھے خود چلے۔ تکریت کے قریب دشمنوں کو جا لیا اور پانی میں گھس گھس کر ان کو پکڑا۔ مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا' ایک ایک آدمی کے حصے میں پانچ پانچ چوپائے اور لونڈی غلام آئے' مال غنیمت کے پانچ حصے کرنے کے بعد مثنیٰ انبار کی طرف آئے اور فرات عتیبہ دشمنوں کے مقابلے میں آگے تک نکل گئے اور صفین پر چھاپہ مارا۔

اہل صفین کا انجام:

صفین میں النمر اور تغلب کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کے معاون تھے مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے کچھ لوگوں کو پانی کی طرف دھکیل دیا' انہوں نے بہت کچھ قسمیں دیں مگر کسی نے ایک نہ سنی' بلکہ ان کو پکار پکار کر کہا کہ ڈوبو ڈوبو' فرات اور عتیبہ نے لوگوں کو اکسایا اور ڈوبنے والوں کو پکار کر کہا تغریق بتحریق. جلانے کا بدلہ ڈوبانا ہے اس فقرے سے زمانہ جاہلیت کے اس واقعے کی طرف اشارہ تھا جب کہ ان لوگوں نے بکر بن وائل کے کچھ لوگوں کو ایک جنگل میں پھونک ڈالا تھا' دشمنوں کو غرق کرنے کے بعد مسلمان مثنیٰ کے پاس واپس آ گئے' جب تمام فوجیں اور دستے مثنیٰ کے پاس انبار میں واپس آ گئے تو مثنیٰ اپنے تمام لشکر کو لے کر جزیرے میں جا ٹھہرے۔

فرات اور عتیبہ کی مدینہ میں طلبی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ تمام فوجوں میں خفیہ خبر رساں متعین رکھتے تھے' چنانچہ ان لڑائیوں کے حالات ان کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور ان کو فرات اور عتیبہ کی زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کی بھی اطلاع ہو گئی جو انہوں نے بنو تغلب کی لڑائی کے دن جب کہ وہ پانی میں ڈوب رہے تھے' کہے تھے' آپ نے ان دونوں سرداروں کو اپنے پاس طلب کیا' اور ان سے پوچھا کہ ان الفاظ سے تمہاری کیا مراد تھی؟ انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم نے یہ کلمات بطور کہاوت کے کہے تھے' دور جاہلیت کا انتقام مقصود نہیں تھا' حضرت عمرؓ نے ان کو قسم دی' انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس سے ہماری مراد صرف کہاوت اور اعزاز اسلام تھا۔ آپ نے ان کے بیان کو سچ قرار دیا اور ان کو مثنیٰ کے پاس واپس بھیج دیا۔

قادسیہ کی جنگ کے اسباب

رستم اور فیرزان کے اختلاف:

اہل فارس نے رستم اور فیرزان سے جو اس وقت برسر حکومت تھے یہ کہا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تمہارے اختلافات ختم نہیں ہوتے تم نے ہم کو کمزور کر دیا ہے اور تم دشمنوں کے کہنے میں آ گئے ہو تمہاری وجہ سے ہم کو جن خطرات کا سامنا ہو رہا ہے اب وہ نا قابل برداشت ہو گئے ہیں' ہلاکت اور تباہی سر پر منڈلا رہی ہے' بغداد' ساباط اور تکریت کے بعد صرف رائن رہ گیا ہے' خدا کی قسم یا تو دونوں متفق ہو کر کام کرو ورنہ قبل اس کے کہ دشمن ہماری تباہی پر خوشیاں منائیں ہم تمہارا کام تمام کر دیں گے۔

مخفر کا بیان ہے کہ جب مسلمان سواد کے علاقوں میں ترک تازی کر رہے تھے۔ اس وقت اہل فارس نے رستم سے کہا کہ خدا کی قسم تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہم پر مصیبت نازل ہو' اور ہم سب ہلاک ہو جائیں' خدا کی قسم صرف تمہاری وجہ سے ہم میں یہ کمزوری پیدا ہوئی ہے' اے قائدو! تم نے اہل فارس میں اختلاف کا بیج بویا ہے اور دشمنوں پر حملہ کرنے سے ان کو روکا ہے بخدا! اگر تمہارے قتل سے ہم کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ابھی تم کو قتل کر دیتے' اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو پہلے ہم تمہارا خاتمہ کر کے جی ٹھنڈا کریں گے' پھر خود برباد ہو جائیں گے۔

آل کسریٰ کی عورتوں کی فہرست:

رستم اور فیرزان نے کسریٰ کی بیٹی بوران سے کہا کہ تم ہم کو کسریٰ کی بیویوں اور لونڈیوں کی اور آل کسریٰ کی عورتوں اور ان کی لونڈیوں کی فہرست لکھ کر دو' بوران نے ایک فہرست تیار کر کے ان کو دے دی۔ انہوں نے اس فہرست کے مطابق تمام عورتوں کو طلب کیا اور ان کو سخت تکلیفیں دے کر یہ مطالبہ کیا کہ کسریٰ کی اولاد میں سے کسی فرزند کا پتہ دو مگر کوئی پتہ نہ چل سکا۔

یزدجرد کی تخت نشینی:

آخر میں ان عورتوں نے یا ان میں سے کسی ایک عورت نے کہا کہ اور تو کوئی نہیں صرف ایک لڑکا یزدجرد[1] بن شہریار بن کسریٰ باقی ہے' اس کی ماں مادوریا والوں میں کی ہے۔ چنانچہ اس عورت کو بلوایا گیا اور اس کے لڑکے کا مطالبہ کیا گیا' اس عورت نے شیریٰ کے زمانے میں جب کہ شیریٰ نے ان سب عورتوں کو قصر ابیض میں جمع کیا تھا اور کسریٰ کی تمام اولاد ذکور کو قتل کر دیا تھا' اس لڑکے کو وہاں سے نکال کر ایک جھولی میں ڈالا اور اس کے ماموؤں کے (جن سے وعدہ لے چکی تھی) حوالے کر دیا تھا' رستم اور فیروزان نے اس عورت کو پکڑ کر اس سے اس لڑکے کا پتہ دریافت کیا۔ اس نے ان کو لڑکے کا پتہ بتلا دیا۔ انہوں نے فوراً آدمی بھیج کر اس لڑکے یعنی یزدجرد کو بلا لیا اور اس کو بادشاہ ایران بنا دیا۔ وہ اس وقت اکیس سال کا تھا۔ اس کی بادشاہت پر تمام ایرانی سردار مطمئن اور متفق ہو گئے اور سب اس کے مطیع ہو گئے' بلکہ اظہار اطاعت اور اعانت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگے' یزدجرد نے کسریٰ کے زمانے کی تمام چوکیوں اور چھاؤنیوں پر فوجیں متعین کیں اور حیرہ' انبار' ابلہ اور ان کے علاوہ اور چوکیوں کے لیے فوجیں نامزد کیں۔

---

[1] اصل نام یزدگرد ہے۔

بغاوت کا خطرہ:

مثنیٰ اور مسلمانوں کو اہل فارس کی حالت اور ان کے متفق الرائے ہو کر یزدجرد کو بادشاہ بنانے کی کیفیت معلوم ہوئی' مسلمانوں نے ان واقعات کی اور اندیشہ بغاوت کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔ ابھی حضرت عمرؓ کے پاس خط نہ پہنچا تھا کہ سواد کے اکثر لوگ جن سے مسلمانوں کی مصالحت ہو چکی تھی اور جن سے مصالحت نہیں ہوئی تھی مسلمانوں سے برگشتہ ہو گئے۔

مثنیٰ کی عجمی حلقوں سے مراجعت:

مثنیٰ اپنی محافظ فوج کو لے کر ذی قار میں آ گئے اور لوگوں کا پورا لشکر الطف میں مقیم رہا' اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم پہنچا کہ تم عجمیوں کے حلقوں میں سے نکل جاؤ اور اپنے حدود سلطنت میں جہاں جہاں تمہاری اور دشمن کی سرحدات ملتی ہوں پانی کے چشموں پر پھیل جاؤ اور قبائل ربیعہ اور مضر اور ان کے حلیفوں میں جس قدر صاحب شجاعت اور شہ سوار لوگ موجود ہوں ان کو اپنی فوج میں بھرتی کر لو اگر ان میں سے کوئی شخص بخوشی اس خدمت کے لیے آمادہ نہ ہو تو اس کا خاتمہ کر دو۔ ان عجمیوں کی طرح تم بھی عربوں کو جہاد کے لیے ابھارو اور اپنے مجاہدین کو ان کے مجاہد سے بھڑا دو۔

مثنیٰ کا ذی قار میں قیام:

یہ حکم پا کر مثنیٰ ذی قار میں ٹھہرے اور فوج کے باقی دستے الجل' شراف اور غضی میں ٹھہرے۔ غضی بصرے کے مقابل تھے' جریر بن عبداللہ غضی میں اور سیر بن عمرو العنبری اور ان کی طرف کے اور لوگ سلمان تک ٹھہرے' اس طرح عراق کے تمام چشموں پر شروع سے آخر تک فوجی چوکیاں قائم ہو گئیں' جو بوقت ضرورت ایک دوسرے کی امداد کے لیے ہر وقت منتظر اور تیار تھیں' یہ واقعہ ذوالقعدہ ۱۳ھ کا ہے۔

عمالوں کو فوجی بھرتی کا حکم:

ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایرانیوں نے یزدجرد کو بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ عرب عمال کو جو قبائل اور بستیوں پر مامور تھے' یہ حکم بھیجا (یہ ذوالحجہ ۱۳ھ کا اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضرت عمرؓ حج کے لیے جا رہے تھے آپ ہر سال حج کو جایا کرتے تھے) کہ ہر اس شخص کو جو بہادر' شہ سوار' ذی رائے اور ہتھیار بند ہو چن لو اور میرے پاس بھیج دو' اس حکم کی تعمیل جلد تر ہونی چاہیے۔

قبائل میں جوش جہاد:

حج کو روانگی کے وقت قاصد آپ کا حکم لے کر عمال کے پاس روانہ ہو گئے' جو قبائل مکے اور مدینے کے راستوں پر آباد تھے ان کے لوگ تو خلیفہ کے پاس اسی وقت پہنچ گئے اور جو مدینے کے لوگ' مدینے اور عراق کے وسط میں تھے' وہ آپ کے پاس حج سے واپس آنے کے بعد پہنچے اور اس سے زیریں علاقے کے لوگ براہ راست مثنیٰ سے جا ملے' حضرت عمرؓ کے پاس آنے والوں نے آپ کو مطلع کیا کہ ہماری بستیوں کے اور لوگوں میں بھی شرکت جہاد کا جوش پیدا ہو گیا ہے۔

امیر حج عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

ایک روایت یہ ہے کہ ۱۳ھ کے امیر حج عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جس سال حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے' اس سال آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا اور اس کے بعد ہر سال خود امیر حج رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمال:

اس سال حضرت عمرؓ کے عمال حسب ذیل تھے' مکہ پر عتاب بن اسید' طائف پر عثمان بن ابی العاصی' یمن پر یعلیٰ بن منبہ' عمان اور یمامہ پر حذیفہ بن محصن' بحرین پر' العلاء الحضرمی' شام پر ابوعبیدہؓ بن الجراح اور کوفے کی چھاؤنی اور اس کے ملحقہ علاقے پر مثنیٰ بن حارثہ تھے۔ اور عہدۂ قضا پر' ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عہدۂ قضا پر کوئی شخص نہیں تھا۔

باب ۱۰

قادسیہ کا معرکہ ۱۴ھ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صرار کے چشمہ پر قیام:

یکم محرم ۱۴ھ کو حضرت عمرؓ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ایک چشمے پر جو صرار کے نام سے مشہور تھا' ٹھہرے اور وہاں اپنے لشکر کو جمع کیا لوگ ان کے ارادے سے ناواقف تھے کہ آیا چلنا چاہتے ہیں' یا ٹھہرنا چاہتے ہیں' جب لوگوں کو آپ سے کوئی بات پوچھنا ہوتی تو براہِ راست نہیں پوچھتے تھے' بلکہ حضرت عثمانؓ یا عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے توسط سے دریافت کرتے تھے' حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ ردیف کہلاتے تھے' عربی زبان میں ردیف سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کے متعلق توقع ہوتی تھی کہ امیر کے بعد وہ امیر ہوگا اور جب ان دونوں کے توسط سے کام نہ چلتا تو ان کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ملا دیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد میں شرکت کا ارادہ:

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کو واقعات سے مطلع کیا' اور اس کے بعد دیکھنے لگے کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ عام لوگوں نے کہا کہ ضرور چلیے' مگر اپنے ساتھ ہم کو لے چلیے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی رائے مان لی اور تاوقتیکہ مشکلات دور نہ ہوں ان کو چھوڑ دینا آپ نے مناسب نہ سمجھا' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ مستعد اور تیار ہو جاؤ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ مگر یہ کہ کوئی اس سے بہتر مشورہ پیش ہو۔

صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی مخالفت:

حضرت عمرؓ نے صحابہ رسول ﷺ اور معززین اہل رائے حضرات کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میں جہاد کے لیے جاتا ہوں' آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے دی کہ آپ فوج کی قیادت کے لیے کسی صحابی رسول ﷺ کو بھیج دیں آپ خود یہاں ٹھہریں اور فوجیں بھیج کر ان کو کمک دیتے رہیں اگر فتح نصیب ہو تو یہ ہمارا اور آپ کا عین مقصد ہے ورنہ ان کو واپس بلا کر کسی دوسرے کی سرکردگی میں روانہ فرمائیے۔ اس طریقے سے دشمن کے دل میں جلن پیدا ہوگی اور مسلمانوں کی واقفیت جنگ میں اضافہ ہوگا اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا۔ یعنی مسلمانوں کو فتح اور کامیابی نصیب ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جن کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کر آئے تھے' بلا لیا اور طلحہ کو بھی جن کو مقدمہ فوج پر مامور کر کے روانہ کر دیا تھا واپس بلا لیا۔ اس فوج کے میمنے اور میسرے پر زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف تھے، حضرت عمرؓ نے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مذہب اسلام پر جمع کیا ہے۔ ان کے دلوں میں الفت پیدا کی ہے اور ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا ہے' مسلمان آپس میں گویا ایک جسم ہیں۔ اگر اس جسم کے ایک حصے کو کوئی تکلیف ہوتی

ہے تو اس کا دوسرا حصہ بھی اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے، اسی طرح مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے کام ذی رائے اصحاب کے مشوروں سے انجام پذیر ہوں، عام لوگ اس شخص کے تابع ہیں جس کو انھوں نے والیِ حکومت قرار دیا ہے اور اس کو پسند کرتے ہیں اور جو والیِ حکومت ہے وہ ذی رائے اصحاب کے تابع ہے، معاملات جنگ میں جو چال ان کی رائے میں موزوں ہوگی سب کو اس کی پیروی کرنی ہوگی۔ اے لوگو! میں بھی تم میں کا ایک فرد ہوں۔ میں تمہارا ہم خیال تھا۔ مگر تم میں سے جو لوگ عقل ورائے کے مالک ہیں انھوں نے مجھ کو نکلنے کے ارادے سے روک دیا ہے اس لیے میں بھی قیام کو مناسب سمجھتا ہوں اور اپنے بجائے کسی اور شخص کو روانہ کرتا ہوں اس معاملے میں مشورہ حاصل کرنے کے لیے میں نے آگے اور پیچھے کے لوگوں کو جمع کرلیا ہے، حضرت عمرؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جن کو آپ مدینے میں اپنا مقام بنا آئے تھے اور طلحہ کو جو مقدمے پر متعین تھے اور اعوص میں مقیم تھے۔ مشورہ لینے کے لیے بلالیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی مخالفت:

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابوعبید بن مسعود کی شہادت کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ اہل فارس نے آل کسریٰ میں کے ایک شخص کو تلاش کر کے اپنا بادشاہ بنایا ہے تو مہاجرین اور انصار کو دعوت جہاد دی اور مدینے سے روانہ ہو کر مقام صرار میں قیام کیا اور طلحہ بن عبیداللہ کو آگے روانہ کیا تا کہ وہ اعوص میں پہنچ جائیں۔ آپ نے میمنے پر عبدالرحمٰن بن عوف کو اور میسرے پر زبیر بن العوام کو مقرر فرمایا تھا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر کر آئے تھے۔ آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے آپ کو فارس جانے کا مشورہ دیا' صرار آنے تک حضرت عمرؓ نے کسی سے مشورہ نہیں کیا تھا' طلحہؓ واپس آئے وہ بھی اور لوگوں کے تابع اور ہم خیال تھے۔ مگر عبدالرحمٰنؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کو جانے سے روکا تھا۔ عبدالرحمٰن نے یہ کہا کہ آج سے پہلے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان نہیں کیا ہے اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا کروں گا۔ مگر آج میں کہتا ہوں کہ اے وہ خلیفہ جس پر میرے باپ فدا ہوں اس معاملے کا آخری تصفیہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ آپ یہاں ٹھہریں اور ایک لشکر جرار کو روانہ فرمادیں' شروع سے لے کر اب تک آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ رہا ہے' اگر آپ کی فوج نے شکست کھائی تو وہ آپ کی شکست کے مانند نہ ہوگی' اگر آغاز کار میں آپ قتل ہوگئے یا شکست کھا گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ پھر کبھی مسلمان نہ تکبیر پڑھ سکیں گے اور نہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دے سکیں گے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضرت عمرؓ کے نام خط:

اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی شخص کی تلاش میں تھے' اسی اثنا میں ان کی خدمت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خط آیا۔ سعدؓ اس وقت نجد کے صدقات پر مامور تھے' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی آدمی بتلاؤ' عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ آدمی تو آپ کو مل گیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ کچھار کا شیر سعد بن مالک' سعد کا نام سن کر دوسرے ذی رائے حضرات نے بھی عبدالرحمٰن کی تائید کی۔

ذمیوں کی مشتبہ حالت:

زفر کا بیان ہے کہ مثنیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ اہل فارس نے بالاتفاق ''یزدجرد'' کو اپنا بادشاہ بنایا ہے اور اہل ذمہ کی حالت مشتبہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ تم خشک علاقے کی طرف ہٹ جاؤ' اپنے قریب کے لوگوں کو دعوت جہاد دو اور اپنے اور دشمنوں کے حدود سلطنت پر قیام کرو' اور میرے احکام کا انتظار کرو۔

ایرانیوں کا جوش وخروش:

عجمیوں نے بہت عجلت سے کام لیا ان کی فوجیں مسلسل جمع ہوتی رہیں اور ذمی بھی ان کے ساتھ مل گئے' مثنیٰ اپنی فوجوں کو لے کر عراق میں اترے اور تمام سرحدی خطے پر اول سے آخر تک اپنے دستے میں متعین کر دیئے۔ غضی سے لے کر قطقطانہ تک تمام فوجی چوکیوں پر اسلامی فوجیں مقیم ہوگئیں' کسریٰ کی چوکیاں اور چھاؤنیاں ایرانیوں کے قبضے میں آگئیں اور ان کو پورا تسلط حاصل ہوگیا' مگر ان کے دلوں پر ہیبت طاری تھی۔ مسلمان دشمنوں پر لپک لپک کر بڑھنا چاہتے تھے گویا شیر اپنے شکار پر جھپٹ رہا ہے اور پلٹ کر حملہ آور ہونا چاہتا ہے مگر ان کے سردار حضرت عمرؓ کے خط اور کمک کے انتظار کی وجہ سے ان کو روک رہے تھے۔

مجاہدین کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سعد کو نجد میں ہوازن کے صدقات پر عامل مقرر کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو اس عہدے پر برقرار رکھا' اور جب جنگ کے لیے لوگوں کو آپ نے دعوت دی تو دوسرے عمال کی طرح سعد کو بھی لکھا کہ ہر اس شخص کو جو بہادر' شہ سوار' صاحب عقل ورائے ہو ہمارے پاس بھیج دو۔

اسی اثناء میں عمرؓ کے پاس سعد کا خط ان لوگوں کے ہاتھ جو سعدؓ کے علاقے سے جہاد کی غرض سے آئے تھے پہنچا چونکہ اس سے قبل وہ اس مہم کی قیادت کے لیے مشورہ کر چکے تھے' سعد کا ذکر آتے ہی سب نے سعدؓ کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا۔

سپہ سالاری کے لیے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتخاب:

ایک روایت یہ ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ ہوازن کے صدقات پر متعین تھے' حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ ایسے لوگوں کا انتخاب کر کے بھیجو جو شریف' دانش مند' بہادر اور شہ سوار ہوں۔ سعدؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے لیے ایک ہزار آدمی ایسے انتخاب کیے ہیں جن میں سے ہر ایک نہایت شریف' عقل مند' عزت قومی کا محافظ ہے ان کا حسب ونسب اور دانش مندی بدرجہ کمال پہنچی ہوئی ہے آپ ان لوگوں سے کام لیجیے۔

سعد رضی اللہ عنہ کا یہ خط اس وقت پہنچا جب کہ حضرت عمرؓ لوگوں سے مشورہ کر رہے تھے سب نے کہا کہ آپ کو وہ شخص مل گیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے انہوں نے کہا عادی اسد' آپ نے پوچھا کون؟ انہوں نے کہا سعدؓ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سمجھ میں آ گئی' آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ سعد رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں آئے' عمرؓ نے ان کو عراق کی جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا اور ان کو یہ نصیحت فرمائی اے سعدؓ! سعد بنی وہیب تم کو خدا کے معاملے میں اس کا گھمنڈ نہ ہونا چاہیے کہ تم کو رسول اللہ ﷺ کا ماموں اور رسول اللہ ﷺ کا صحابی کہا جاتا ہے' کیونکہ خدائے عزوجل برائی کو برائی سے مٹاتا نہیں بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے' خدا اور بندے کے درمیان اطاعت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں ہے' تمام انسان خواہ شریف ہوں خواہ کمینے' خدا کے نزدیک برابر ہیں' خدا ان کا پالنے والا ہے وہ اس کے بندے ہیں۔ عبادت کے ذریعے سے کم وبیش درجات حاصل کرتے ہیں اور اطاعت کے ذریعے سے اس کی بارگاہ سے سب کچھ پاتے ہیں۔ پس تم وہی طریق کار اختیار کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ کو ابتدائے بعثت سے لے کر وقت وصال تک کرتے ہوئے دیکھا ہے' اسی طریقے کو مضبوطی سے پکڑو' وہی طریقہ سب سے بہتر ہے' میں تم کو یہی

نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو ترک کیا اور اس سے روگردانی کی تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھاؤ گے۔

روانگی سے قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

جب حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو اپنے پاس بلایا اور یہ کہا کہ میں تم کو عراق کی جنگ کا امیر مقرر کرتا ہوں' میری نصیحت کو یاد رکھنا' کیونکہ تم کو ایک نہایت شدید اور ناگوار صورت حال کا مقابلہ کرنا ہے۔ جس سے بجز حق پرستی کے چھٹکارا ناممکن ہے' تم خود کو اور اپنے ساتھ والوں کو نیکی کا خوگر کرو' اور اس سے آغاز کرو' یاد رکھو ہر عادت کی ایک بنیاد ہے نیکی کی بنیاد صبر ہے' تم کو جب کوئی مصیبت یا دقت پیش آئے اس پر صبر کرنا صبر ہی سے تم کو خشیت الٰہی حاصل ہو گی یاد رکھو خشیت الٰہی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے ایک تو خدا کی اطاعت ہے اور دوسرے اجتناب معصیت سے جو شخص اس کی اطاعت کرتا ہے وہ بغض دنیا اور حب آخرت سے اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ قلوب حقائق کے مخزن ہیں۔ حقائق کو اللہ پیدا کرتا ہے ان میں سے بعض پوشیدہ ہیں اور بعض آشکارا' جب آشکارا ہوتے ہیں تو حق کے بارے میں انسان کی مدح اور ذم کرنے والے مساوی ہوتے ہیں اور جب پوشیدہ ہوتے ہیں تو اس کے دل سے حکمت کی باتیں زبان کے ذریعے سے ظاہر ہوتی ہیں اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' محبوب خلائق بننے سے روگردانی نہ کرو' کیونکہ انبیائے کرام نے بھی اس کی تمنا کی ہے' جب خدا کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور جب کسی سے بغض کرتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کا بغض پیدا کرتا ہے' تم خدا کے نزدیک اپنا وہی مرتبہ سمجھو جو تم کو ان لوگوں میں حاصل ہے جو تمہارے شریک کار ہیں۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی روانگی عراق:

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو ان مسلمان مجاہدین کے ساتھ روانہ کر دیا جو مدینے میں جمع ہو گئے تھے اور سعدؓ بن ابی وقاص مدینے سے چار ہزار کا لشکر لے کر عراق کو روانہ ہوئے' ان میں سے تین ہزار وہ تھے جو یمن اور سرات سے آئے تھے' اہل سرات کے افسر حمیضہ بن نعمان بن حمیضہ البارقی تھے یہ لوگ بارق' المع' غامد اور ان کے تمام رشتہ دار مل کر سات سو تھے یہ سرات کے باشندے تھے اور اہل یمن دو ہزار تین سو تھے۔ انہی میں سے نخع بن عمرو تھے۔ یہ تمام جنگ جو اور ان کے بیوی بچے مل کر چار ہزار کی تعداد میں تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور ان کو عراق بھیجنا چاہا مگر انہوں نے عراق کے بجائے شام جانے کی خواہش کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں' عراق ہی جانا ہو گا اس پر نصف جماعت عراق جانے کے لیے آمادہ ہو گئی آپ نے ان کو عراق بھیج دیا اور دوسری نصف جماعت کو شام بھیج دیا۔

جماعت نخع کو عراق جانے کی ترغیب:

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اے جماعت نخع تم عزت و شرف کے مالک ہو' تم سعدؓ کے ساتھ چلے جاؤ' مگر انہوں نے شام جانا چاہا' آپ نے کہا نہیں عراق جاؤ' انہوں نے عراق جانے سے انکار کیا اور شام ہی جانے کی خواہش کی' حضرت عمرؓ نے ان میں سے نصف کو شام بھیج دیا اور نصف کو عراق بھیج دیا۔

قبیلہ مذحج اور قیس عیلان:

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں حضر موت اور صدف کے چھ سو آدمی تھے ان کے افسر شداد بن ضمعج تھے'

اور مذحج کے ایک ہزار تین سو آدمی تھے جن پر تین افسر تھے' عمرو بن معدی کرب بنی منبہ کے افسر تھے۔ ابو سبرہ بن ذویب قبیلہ جعفی اور اس کے حلیفوں جزء' زبید' انس اللہ وغیرہ پر افسر تھے اور یزید بن الحارث الصدائی قبیلہ صدا' جنب اور مسلیمہ کے کے تین سو افراد کے افسر تھے یہ لوگ قبیلہ مذحج کے تھے اور یہ بھی سعد رضی اللہ عنہ کی روانگی کے وقت مدینے سے روانہ ہوئے تھے اور ان کے ساتھ قیس عیلان کے ایک ہزار آدمی نکلے تھے' ان کے افسر بشر بن عبداللہ الہلالی تھے۔

ابراہیم کا بیان ہے کہ قادسیہ کے معرکہ کے لیے مدینے سے چار ہزار کا لشکر روانہ ہوا تھا' ان میں سے تین ہزار یمن کے لوگ تھے اور ایک ہزار دوسرے لوگ تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مجاہدین سے خطاب:

حضرت عمرؓ نے صرار سے لے کر اعوص تک اس لشکر کی مشایعت فرمائی تھی' پھر ان میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ضرب المثل بنایا ہے اور تمہاری باتیں بیان کی ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے دلوں کو زندہ کرے' دل سینوں میں مردہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کرتا ہے جو شخص کچھ جانتا ہے اس سے اس کو متنفع ہونا چاہیے' عدل کی چند نشانیاں اور بشارتیں ہیں اس کی نشانیاں یہ ہیں۔ حیا' سخاوت' وقار اور نرمی اور اس کی بشارت رحمت ہے اللہ نے ہر شے کا دروازہ بنایا ہے اور ہر دروازے کی ایک کنجی قرار دی ہے۔ عدل کا دروازہ عبرت ہے اور اس کی کنجی زہد ہے' عبرت یہ ہے کہ دوسروں کی موت کو یاد کر کے اپنی موت کا خیال کرنا' اور اچھے اعمال پیش کر کے اس کی تیاری کرنا اور زہد یہ ہے کہ دوسروں سے اپنا حق لینا اور ہر صاحب حق کا حق اس کو پہنچا دینا اور اس کے لیے کوئی لین دین نہ کرنا' جو کچھ بقدر کفایت میسر ہو اس پر قناعت کرو' جو شخص بقدر کفایت قناعت نہیں کرتا وہ کسی چیز سے سیر نہیں ہوتا۔ میں خدا کے اور تمہارے بیچ میں واسطہ ہوں' میرے اور اس کے بیچ میں کوئی واسطہ نہیں ہے' خدا نے تمہارے معاملات کو میرے حوالے کیا ہے' تم اپنی شکایات میرے سامنے پیش کرو یا ان لوگوں کے سامنے پیش کرو جو مجھے پہنچا دیں' میں بلا تردد حق دار کو اس کا حق دلاؤں گا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو روانہ ہونے کا حکم دیا اور ان سے کہا' کہ جب تم ''زرود'' پہنچ جاؤ تو وہاں قیام کرو اور اس کے مضافات میں پھیل جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو شرکت جہاد کی دعوت دو اور ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو بہادر' شہ سوار' قوی' عقل و رائے کے مالک اور بڑے خاندان والے ہوں۔

معاویہ بن حدیج اور ہمراہیوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اظہار نفرت:

محمد بن سوقہ کی روایت ہے کہ سکون اور اوّل کندہ کے چار سو آدمی حصین بن نمیر السکونی اور معاویہ بن حدیج کی معیت میں مدینے سے گزرے' عمرؓ ان کے پاس تشریف لائے ان میں سے کچھ لوگ معاویہ بن حدیج کے ساتھ ''ولم سباط'' کے تھے آپ نے ان لوگوں سے بے رخی کا اظہار فرمایا اور کئی بار یہی کیا' یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا کیا بات ہے آپ ان لوگوں سے بے رخی کیوں اختیار کر رہے ہیں' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے ان کے بارے میں تردد ہے' میرے دل میں کسی عرب جماعت سے ایسی ناگواری پیدا نہیں ہوئی جیسی کہ ان لوگوں سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو روانہ کر دیا۔ مگر پھر بھی آپ ان کو اکثر نفرت سے یاد فرماتے رہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس رائے پر لوگوں کو بہت تعجب ہوتا تھا۔ ان میں سے ایک شخص سودان بن حمران نامی تھا۔ جس نے

بعد میں حضرت عثمانؓ بن عفان کو قتل کیا' اور ایک شخص ان کا حلیف تھا جس کو خالد بن ملجم کہتے تھے۔ اس نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو قتل کیا تھا اور ان ہی میں سے ایک معاویہ بن حدیج تھے جنہوں نے قاتلانِ عثمان کو ڈھونڈ ھ ڈھونڈ ھ کر قتل کیا تھا اور انہی میں کچھ لوگ وہ تھے جو قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ کی مہمانداری کرتے تھے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے لیے مزید کمک:

سعد رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ان کی کمک کے لیے حضرت عمرؓ نے دو ہزار یمنی اور دو ہزار نجدی جو غطفان اور قیس کے قبیلے سے تھے روانہ کیے' سعدؓ سردی کے شروع میں زرود پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے اور ان کی فوجیں زرود کے اطراف بنوتمیم اور بنواسد کے چشموں پر ٹھہر گئیں۔ اس اثناء میں سعد لوگوں کے جمع ہونے اور عمرؓ کے حکم آنے کا انتظار کرنے لگے انہوں نے بنوتمیم اور رباب میں سے چار ہزار آدمی انتخاب کیے ان میں سے تین ہزار تمیمی تھے۔ اور ایک ہزار ربی تھے۔ اور بنواسد میں سے تین ہزار منتخب کیے اور ان کو حکم دیا کہ اپنے علاقے کی سرحد پر حزن اور بسیط کے درمیان ٹھہریں چنانچہ وہ لوگ اسی مقام پر سعد بن ابی وقاص اور مثنیٰ بن حارثہ کے درمیان ٹھہر گئے۔

اسلامی افواج:

مثنیٰ کے پاس آٹھ ہزار فوج قبیلہ ربیعہ کی تھی چھ ہزار فوج بکر بن وائل کی تھی اور دو ہزار ربیعہ کے اور لوگ تھے ان میں سے چار ہزار کو تو خالدؓ کے جانے کے بعد منتخب کیا تھا اور چار ہزار وہ تھے جو جسر کے بعد مثنیٰ کے ساتھ باقی رہ گئے تھے اور یمن کے لوگوں میں سے دو ہزار بجیلہ کے لوگ اور دو ہزار قضاعہ اور طے کے لوگ تھے جو پہلے سے منتخب ہو چکے تھے' طے کے افسر عدی بن حاتم تھے اور قضاعہ کے افسر عمرو بن دبرہ تھے اور بجیلہ کے افسر جریر بن عبداللہ تھے۔ یہ فوجوں کی تفصیل تھی۔

بشیر بن الخصاصیہ کی جانشینی:

سعد کو یہ توقع تھی کہ مثنیٰ ان کے پاس آئیں گے اور مثنیٰ کو یہ خیال تھا کہ سعد ان کے پاس آئیں گے' مگر مثنیٰ ایک زخم کی وجہ سے جو ان کو جسر کی جنگ میں آیا تھا انتقال کر گئے۔ مثنیٰ نے اپنی فوج پر بشیر الخصاصیہ کو اپنا جانشین بنایا' جس روز سعد زرود میں مقیم تھے اس روز بشیر کے پاس عراق کے سر برآوردہ لوگ موجود تھے اور سعد کے پاس عراق کے وہ وفود موجود تھے' جو عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ انھیں میں سے فرات ابن حیان العجلی اور عتیبہ بھی تھے' حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو سعد کے ہمراہ واپس کر دیا تھا۔

قادسیہ کی فوج کے متعلق مختلف روایت:

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قادسیہ کی فوج کے متعلق راویوں کا بیان مختلف ہے۔ جس کا بیان یہ ہے کہ چار ہزار فوج تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ سعد کے ساتھ مدینے سے اتنی فوج روانہ ہوئی تھی' اور جس کا بیان یہ ہے کہ آٹھ ہزار فوج تھی وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ زرود میں اتنے لوگ جمع ہو گئے تھے اور جو نو ہزار کہتا ہے وہ قیسیین کے مل جانے کی وجہ سے کہتا ہے۔ اور جو بارہ ہزار کہتا ہے وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ بنواسد کے تین ہزار لوگ فروع حزن سے آ کر مل گئے تھے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی پیش قدمی کا حکم:

حضرت عمر نے سعد رضی اللہ عنہ کو پیش قدمی کا حکم دیا' سعدؓ بڑھ کر عراق کی سمت چلے' عام لشکر شراف میں تھا جب سعد شراف پہنچے تو

43

ان کے ساتھ اشعث بن قیس بھی ایک ہزار سات سو اہل یمن کو لے کر آ گئے' اس طرح قادسیہ کی کل فوج تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی اور وہ کل لوگ جن کو جنگ قادسیہ کا مال غنیمت تقسیم ہوا تقریباً تیس ہزار تھے۔

جریر کا بیان ہے کہ اہل یمن شام کی طرف جانا چاہتے تھے اور مضر عراق کی طرف' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارا رحمی تعلق ہمارے رحمی تعلق کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے' مضر کو کیا ہوا کہ اپنے اسلاف یعنی اہل شام کو یاد نہیں کرتے۔

محمد بن حذیفہ بن الیمان کا بیان ہے کہ اہل فارس پر عربوں میں سب سے زیادہ ربیعہ کے لوگ جری تھے' مسلمان ان کو ربیعۃ الاسد الی ربیعہ الفرس کہتے تھے اور جاہلیت کے زمانے میں عرب فارس کو اسد اور روم کو اسد کہا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ میں عجم کے بادشاہوں کو عرب کے بادشاہوں سے ٹکراؤں گا۔ چنانچہ آپ نے عرب کے کسی رئیس اور کسی عقلمند' کسی معزز' کسی صاحب شوکت' کسی خطیب اور کسی شاعر کو نہ چھوڑا اور سب کو محاذ جنگ پر بھیج دیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روانگی:

حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو جب وہ زرود سے کوچ کر رہے تھے' لکھا کہ فرج الہند کے سامنے کسی ایسے شخص کو بھیج دو جس کو تم پسند کرتے ہو تا کہ وہ آڑ بن جائے اور اس طرف سے کوئی حملہ ہو تو اس کو روک سکے۔ سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ کر دیا' مغیرہ ابلہ کے سامنے جو عرب میں واقع تھا متعین تھے اس حکم کے بعد وہ غضیٰ میں آئے' اور جریر کے پاس جو اس وقت وہاں موجود تھے ٹھہر گئے۔

جب سعد شراف پہنچے تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی قیام گاہ اور دوسرے امراء کو قیام گاہ کے متعلق جو غضیٰ سے لے کر الجبانہ تک مقیم تھے' اطلاع بھیجی۔

مجاہدین کی صف بندی:

حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ میرا یہ خط جب تمہارے پاس پہنچے تو لوگوں کو دہائیوں میں تقسیم کر دینا اور ان پر عریف اور امیر مقرر کر دینا اور لشکر کی صف بندی کرنا' اور مسلمانوں کے سرداروں کو حاضر ہونے کا حکم دینا اور ان کی موجودگی میں ان کی تعداد معلوم کرنا اس کے بعد ان کو ان کی فوجوں کے پاس بھیج دینا اور مقام قادسیہ پر ایک ساتھ پہنچنے کا وقت معین کر دینا اور مغیرہ بن شعبہ کو مع ان کے سواروں کے اپنے ساتھ ملا لینا اور ان تمام انتظامات کی تکمیل کے بعد مجھ کو اطلاع دینا۔ سعدؓ نے مغیرہ کے پاس قاصد بھیج کر ان کو اپنے پاس بلا لیا اور رؤسائے قبائل کو بھی طلب کیا۔ وہ لوگ سعدؓ کے پاس آ گئے' اس کے بعد سعدؓ نے لوگوں کو شمار کیا اور شراف میں ان کی صف بندی کی' فوج کے امیر اور عریف مقرر کیے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مطابق ہر دس پر ایک آدمی کو عریف مقرر کیا' عمرؓ کے زمانے میں بھی یہ دستور جاری رہا' مگر بعد میں انہوں نے تنخواہیں مقرر کر دیں' سعدؓ نے علمبرداری کے لیے ان لوگوں کو منتخب کیا جو اسلام میں سبقت رکھتے تھے' لوگوں کو دہائیوں پر تقسیم کیا اور دہائیوں پر ایسے لوگوں کو مامور کیا جن کو اسلام میں خاص مراتب حاصل تھے جنگ کے لیے عہدہ دار مقرر کیے' ہر فوج کے مقدمے' میمنے' میسرے' پیدل' سوار اور طلیعے مقرر کیے' سعد ہر نقل و حرکت پوری صف بندی کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر اور اجازت کے مطابق کرتے تھے۔

اسلامی فوج کے اُمراء:

سعدؓ نے فوج کی صف بندی میں حسب ذیل امراء کو معین کیا تھا' زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ بن الحویہ بن معاویہ بن معن بن مالک بن ارثم بن جشم بن الحارث الاعرج کو مقدمے پر متعین کیا تھا' شاہ ہجر نے زمانہ جاہلیت میں ان کو سردار مقرر کیا تھا اور وفد بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا سعدؓ نے ان کو مقدمہ پر متعین کیا تھا وہ اجازت ملنے پر شراف سے عذیب پہنچ گئے تھے' اور میمنے پر عبداللہ بن المعتم کو متعین کیا تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے اور ان نو افراد میں سے ایک تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور ان کو طلحہ بن عبیداللہ نے آ کر پورے دس کر دیا تھا اور وہ سب عریف تھے' میسرے پر شرحبیل بن السمط بن شرحبیل الکندی کو مقرر کیا' یہ نوجوان آدمی تھے انہوں نے مرتدین سے جنگ کی تھی اور اس میں نمایاں کامیابی اور شہرت حاصل کی تھی' مدینے سے لے کر کوفے کی جائے وقوع تک کے علاقے میں ان کو اشعث سے زیادہ معزز و ممتاز مانا جاتا تھا' ان کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے ساتھ شام کی طرف سب سے پہلے پہنچے تھے' سعدؓ نے خالدؓ بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اور عاصم بن عمرو التمیمی ثم العمری کو ساقہ پر مامور کیا تھا' سواد بن مالک التمیمی کو طلایہ (نگرانی کے دستوں) پر متعین کیا تھا۔ سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو سوار دستوں پر اور حمال بن مالک الاسدی کو پیدلوں پر مقرر کیا اور شتر سواروں پر عبداللہ بن ذی السہمین الخثعمی کو مقرر کیا۔

امرائے فوج براہ راست سپہ سالار کے ماتحت تھے اور دہائیوں کے افسر امراء کے ماتحت تھے اور علمبردار لوگ دہائیوں کے افسروں کے ماتحت تھے اور سرداران قبائل علمبرداروں اور قائدوں کے ماتحت تھے۔

تمام راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکرؓ مرتدین اور عجمیوں کی جنگ میں فتنہ ارتداد کے کسی شخص سے مدد نہیں لیتے تھے' مگر عمرؓ نے ان کو فوج میں بھرتی کیا اور جنہوں نے اپنی خدمات پیش کیں ان کو قبول کر لیا۔

عمرؓ نے فوج میں اطباء کا تقرر فرمایا تھا اور لوگوں کے قضیوں کے تصفیے کے لیے عبدالرحمٰن بن ربیعۃ الباہلی ذوالنور کو مقرر کیا تھا اور مال غنیمت کو جمع اور تقسیم کی خدمت بھی انہی کو تفویض کی تھی' سلیمان الفارسی کو داعی اور فوج کے قیام کا منتظم بنایا تھا' ہلال الہجری کو ترجمان اور زیاد بن ابی سفیان کو کاتب مقرر کیا تھا۔

قابوس بن قابوس بن المنذر کا خاتمہ:

جب سعد فوج کی صف آرائی اور تمام ضروری انتظامات سے فارغ ہو گئے تو عمر رضی اللہ کو اس کی اطلاع دی' اسی دوران میں مثنیٰ کے بھائی معنی بن حارثہ سلمیٰ بنت خصفۃ التیمیہ تیم الات کو اور مثنیٰ کی وصیت کو لے کر سعد کے پاس آئے مثنیٰ نے سلمیٰ کے متعلق سعد کو وصیت کی تھی اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ان کو بہت جلد سعدؓ کے پاس زرود میں پہنچا دیں مگر ان کو اس کی فرصت نہ ہوئی۔ کیونکہ قابوس بن قابوس بن المنذر نے ان کو مصروف کر لیا تھا' آزادمرد بن آزاذبہ نے قابوس کو قادسیہ کی طرف روانہ کر کے حکم دیا تھا کہ تم عربوں کو اپنی طرف دعوت دو جو لوگ تمہاری دعوت قبول کریں گے تم ان کے سردار قرار دیئے جاتے ہو اس طرح تم کو وہی اعزاز حاصل ہو جائے گا جو تمہارے آباء واجداد کو حاصل تھا۔ اس لیے قابوس قادسیہ میں آیا اور یہاں اس نے اس طرح جس طرح نعمان کیا کرتا تھا بکر بن وائل کو تہدیدی اور ترغیبی فرمان بھیجے۔ جب معنی کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ راتوں رات ذی قار سے نکل کر قادسیہ پہنچے اور اس پر اچانک شب خون مار کر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر ذی قار واپس آ گئے۔

مثنیٰ بن حارثہ کی وصیت:

اس کے بعد معنیٰ اور سلمیٰ، مثنیٰ کی وصیت اور مشورہ لے کر سعد کے پاس آئے' سعدؓ اس وقت شراف میں مقیم تھے۔ مثنیٰ نے سعد کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر دشمنانِ اسلام کی فوجیں پوری تیاری سے آمادۂ پیکار ہوں تو آپ ان کے ملک میں گھس کر ان سے جنگ نہ کریں بلکہ ایسے مقام پر جنگ کریں جو ان کی حدود پر ہو اور ملک عرب سے قریب تر ہو' تاکہ اگر مسلمان فتح یاب ہوں تو اس سے آگے کا علاقہ بھی ان کے قبضہ وتصرف میں آ جائے ورنہ بصورت دیگر مسلمان اپنی جمعیت کی طرف واپس آ جائیں اور اپنی سرزمین میں رہ کر بکمال جرأت جو کچھ مقتضائے مصلحت ہوگا اس پر کاربند ہوں خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ مسلمانوں کا دوسرا حملہ ضرور کامیاب ہوگا۔ سعدؓ نے مثنیٰ کی رائے اور وصیت سن کر ان کے حق میں دعائے خیر کی اور معنیٰ کو ان کی جگہ پر مقرر کیا اور مثنیٰ کے اہل و عیال کے راحت وآرام کا انتظام کیا اور سلمیٰ کو پیغام نکاح دے کر ان کو اپنی زوجیت میں داخل کیا۔

ارباب اعشار:

ارباب اعشار (دہائیوں) میں ستر سے زیادہ بدری اور تین سو سے زیادہ وہ لوگ تھے جن کو آغاز اسلام سے لے کر بیعت رضوان تک شرفِ صحبت حاصل ہو چکا تھا اور سات سو فرزندان صحابہ شریک تھے۔

حضرت سعدؓ کے نام فرمانِ فاروقی رضی اللہ عنہ:

شراف میں قیام کے زمانے میں سعدؓ کے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان پہنچا' جس میں وہی ہدایت دی گئی تھی جس کا مثنیٰ نے ان کو مشورہ دیا تھا' عمرؓ نے ایک ساتھ دو خط لکھے تھے ایک ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا اس میں ان کو حکم دیا تھا کہ اہل عراق کو جو تعداد میں چھ ہزار تھے اور ان کے ساتھ والوں کو واپس کر دو اور سعدؓ کے خط میں لکھا تھا کہ تم شراف سے روانہ ہو جاؤ اور مسلمانوں کو لے کر فارس کی طرف بڑھو' اللہ پر بھروسا رکھو تمام امور میں اسی سے مدد چاہو' تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ تم ایسی قوم سے رودررو ہو رہے ہو جو تعداد میں کثیر ہے جس کے پاس ساز وسامان وافر ہے۔ دنیا پر اس کا رعب داب چھایا ہوا ہے اور تم ایسی مملکت پر حملہ کر رہے ہو جو نہایت مستحکم ہے ظاہر میں یہ ملک وسیع میدانوں' ترائیوں اور نہروں کی وجہ سے سہل گزار معلوم ہوتا ہے' بعض مقامات پر تمہیں ترائیوں کے جنگل بھی ملیں گے' جب تم دشمن قوم یا اس کے کسی فرد سے ملو تو سختی اور قتل سے پیش آؤ ایسا نہ ہو کہ تم ان کی فوجوں کا تماشہ دیکھنے میں لگ جاؤ تم ان کے فریب میں مبتلا نہ ہونا وہ لوگ بے حد فریبی اور مکار ہیں ان کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا' ان کی چال بازیوں کا توڑ ضرور کرنا' قادسیہ زمانہ جاہلیت سے فارس کا دروازہ ہے ان لوگوں کی تمام مادی ضروریات اسی دروازے سے فراہم ہوتی ہیں' قادسیہ نہایت دلچسپ شاداب اور مستحکم مقام ہے اس تک پہنچنے کے لیے پلوں اور نہروں کو عبور کرنا پڑتا ہے۔ جب تم قادسیہ پہنچ جاؤ تو اپنی فوجی چوکیاں اس کی گھاٹیوں میں قائم کرنا' تمہاری فوجوں کا قیام پہاڑوں اور نرم زمینوں کے درمیان پانی کے چشموں پر ہونا چاہیے' ٹھہرنے کے بعد اپنی جگہ سے مت ہٹو' جیسے ہی دشمنوں کو تمہاری آمد کا علم ہوگا ان میں ہلچل مچ جائے گی اور وہ اپنی پوری قوت سے تم پر حملہ آور ہوں گے اگر تم استقلال اور پامردی سے جمے رہے تو مجھے امید ہے کہ تم ان پر فتح یاب ہو گے اور پھر کبھی وہ لوگ تمہارے مقابلے کے لیے جمع نہ ہو سکیں گے اگر جمع ہوئے بھی تو ان کے دل ٹھکانے نہ ہوں گے بالفرض اگر تم کو ناکامی ہوئی تو پہاڑ تمہارے عقب میں ہو گا تم دشمن کی سرزمین سے ہٹ کر اور پہاڑ کی طرف پلٹ کر اپنے ملک میں پناہ لے سکو گے' وہاں پہنچ کر تم جسارت اور

واقفیت کے ساتھ لڑو گے اور دشمن بزدلی اور ناواقفیت کے ساتھ لڑے گا' اس کے بعد خدا تعالیٰ فتح و کامرانی کو بھیجے گا اور تمہارے دشمن کو مغلوب کرے گا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تفصیلی حالات لکھنے کا حکم:

نیز جس روز سعد شراف سے روانہ ہو رہے تھے اس روز عمرؓ نے ان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جب فلاں دن آ جائے تو تم اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہو جانا اور عذیب الہجانات اور عذیب القوادس کے درمیان پہنچ جانا' وہاں سے مشرق اور مغرب کی طرف حملے کرنا۔

ایک اور خط اس مضمون کا تھا کہ تم اپنے دل کو مضبوط رکھو اپنے لشکر کو پند و نصیحت کرتے رہو اور حسن نیت اور خلوص کی تلقین کرتے رہو جو شخص اس سے غافل ہو جائے اس کو پھر متنبہ کرو' صبر و استقلال سے کام لو' خدا کی طرف سے اعانت بقدر نیت آتی ہے اور ثواب بقدر خلوص عطا ہوتا ہے اپنے ماتحتین اور مفوضہ کام کے متعلق محتاط رہو' اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلب گار رہو اور لاحول و لاقوۃ کا اکثر ورد کرتے رہو' مجھے اس کی اطلاع دو کہ دشمن کی فوجیں تم سے کتنی دور آ گئی ہیں اور ان کا سپہ سالار کون ہے؟ کیونکہ موقع و محل اور دشمن کے حالات سے لاعلمی کے باعث میں بہت سی باتیں جو لکھنا چاہتا ہوں نہیں لکھ سکتا اس لیے تم اسلامی فوجوں کے مورچوں اور اپنے اور مدائن کے درمیان کے شہروں کے حالات اس تفصیل اور وضاحت سے لکھو کہ گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں' تم اللہ سے ڈرتے رہو' اسی سے امیدیں وابستہ رکھو' کسی چیز پر نازاں نہ ہو' یاد رکھو کہ تم سے اللہ نے وعدہ کیا ہے' اس پر بھروسہ کرو' وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ایسا نہ ہو کہ تم اس کو ناراض کر لو اور وہ تمہارے بجائے کسی اور قوم سے اپنا کام لے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا جواب:

سعدؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ قادسیہ خندق اور نہر عتیق کے درمیان ایک شہر ہے' اس کی بائیں جانب بحر اخضر ہے جس کا پھیلاؤ حیرہ تک دو راستوں کے درمیان سے نمودار ہے' ان میں سے ایک راستہ بلندی کی طرف جاتا ہے اور دوسرا ایک نہر کے کنارے کنارے جاتا ہے جس کو الحضوض کہتے ہیں' اس راستے سے گزرنے والا آدمی خورنق اور حیرہ کے درمیان میں پہنچتا ہے' اور قادسیہ کے دائیں جانب وہاں کے دریاؤں کی ایک ترائی ہے' سواد کے جن باشندوں نے مجھ سے قبل مسلمانوں سے مصالحت کی تھی اگرچہ بظاہر وہ لوگ اہل فارس کے طرفدار بن گئے ہیں مگر ہماری امداد کے لیے تیار ہیں' ایرانیوں نے ہمارے مقابلے پر رستم کو جو ان میں خاص امتیازی درجہ رکھتا ہے بھیجا ہے۔ دشمن ہم پر حملہ آور ہو کر ہم کو زیر کرنا چاہتا ہے اور ہم دشمن پر حملہ آور ہو کر اس کو زیر کرنے پر تلے ہوئے ہیں نتیجہ خدا کے ہاتھ ہے' ہماری یہ دعاء ہے کہ تقدیر کا فیصلہ ہمارے موافق ہو اور ہماری عافیت کا باعث ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجاہدین کے لیے دعاء:

عمرؓ نے اس کے جواب میں سعد کو لکھا کہ تمہارا خط موصول ہوا۔ جب تک دشمنوں میں کوئی حرکت نہ ہو تم اپنی جگہ پر جمے رہو' یاد رکھو کہ اس موقع پر آئندہ کی کامیابیاں موقوف ہیں اگر خدا نے تمہارے ہاتھوں دشمن کو مغلوب کر دیا تو تم ان کو دباتے دباتے مدائن میں گھس جانا انشاء اللہ مدائن برباد ہو گا۔ عمر، سعد رضی اللہ عنہ کی کامیابی کے لیے بطور خاص دعاء کیا کرتے تھے' ان کے ساتھ اور لوگ بھی سعدؓ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے دعاء کیا کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زہرہ سے روانگی:

سعدؓ نے زہرہ کو آگے روانہ کیا تا کہ عذیب الہجانات میں پڑاؤ کریں اور ان کے پیچھے سعد خود عذیب الہجانات پہنچے' سعدؓ نے زہرہ کو پھر آگے روانہ کیا تا کہ وہ قادسیہ میں نہر عتیق اور خندق کے درمیان پل کے سامنے مقیم ہوں قدیس اس زمانے میں قادسیہ سے ایک میل نیچے تھا۔

پابندی عہد کی ہدایت:

عمرؓ نے سعد کو ایک خط میں یہ لکھا کہ مجھے القاء ہوا ہے کہ جب تم دشمن سے لڑو گے تو اس کو شکست دے دو گے' لہٰذا تم اپنے دل سے شک وشبہ کو دور کر دو' خدا پر بھروسا رکھو' اگر تم میں سے کوئی شخص بطور کھیل کے بھی کسی عجمی کو امان دے یا ایسا اشارہ کرے یا ایسے الفاظ کہے جن کو عجمی سمجھتے نہ ہوں مگر وہ اس کو امان جانیں تو تم اس امان کو برقرار رکھو' ہنسی مذاق سے احتراز کرو' وعدوں کا ایفاء کرو کیونکہ ایفا اگر غلطی سے بھی ہو جائے تو اس کا نتیجہ اچھا ہے مگر غداری غلطی سے بھی ہو گی تو اس کا انجام ہلاکت ہے اس سے تمہاری کمزوری اور دشمن کی قوت ظاہر ہوتی ہے نیز تمہاری ہوا خیزی ہوتی ہے اور دشمن کی ہوا بندھتی ہے' یاد رکھو کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ کہ تم مسلمانوں کی توہین اور ذلت کا باعث بنو۔

ایرانی جاسوس کا قتل:

کرب بن ابی کرب قادسیہ کی لڑائیوں میں مقدمے کے دستوں میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ سعدؓ نے ہم کو شراف سے آگے روانہ کیا ہم عذیب الہجانات میں جا کر ٹھہرے پھر سعد خود روانہ ہوئے اور جب عذیب الہجانات میں ہمارے پاس پہنچے اور یہ صبح سویرے کا وقت تھا تو اس وقت زہرہ بن الحویہ مقدمے کے دستوں کو لے کر آگے بڑھے' جب عذیب الہجانات ہمارے سامنے نمودار ہوا اور یہ مقام ان کی فوجی چوکی تھا تو ہم نے اس کے برجوں پر کچھ آدمیوں کو دیکھا ہم جس برج یا کنگرے پر نظر ڈالتے تھے۔ اس پر ہم کو ایک آدمی نظر آتا تھا ہمارا دستہ تیز اور سب سے آگے نکلا ہوا تھا اس لیے ہم ذرا ٹھہر گئے یہاں تک کہ ہماری فوج ہمارے ساتھ آملی' ہم یہ سمجھتے تھے کہ عذیب الہجانات میں کوئی رسالہ موجود ہے ہم آگے بڑھے جب ہم عذیب کے قریب پہنچے تو وہاں سے ایک آدمی گھوڑا دوڑاتا ہوا قادسیہ کی طرف کو نکلا' ہم عذیب میں داخل ہو گئے مگر وہاں دیکھا تو کوئی بھی موجود نہ تھا اور وہی آدمی تھا جو ہم کو برجوں اور کنگروں پر دھوکا دے دے کر نظر آ رہا تھا اور اب ہماری آمد کی خبر دینے کے لیے جا رہا تھا' ہم نے اس کا تعاقب کیا مگر اس نے ہمیں کامیاب نہ ہونے دیا' زہرہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ہمارے پیچھے آئے اور ہم تک پہنچ کر ہم سے آگے نکل گئے اور اس شخص کا پیچھا کیا زہرہ نے کہا کہ اگر یہ ربی بھاگ نکلا تو دشمنوں کو خبر کر دے گا' زہرہ نے اس کو خندق میں جا لیا اور نیزے سے زخمی کر کے پچھاڑ دیا۔

قادسیہ کے لوگ اس شخص کی بہادری اور حربی معلومات پر عش عش کرتے تھے اس سے زیادہ دلیر اور جوشیلا ایرانی جاسوس کبھی دیکھنے میں نہیں آیا' اگر اس کو دور جانا نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ زہرہ اس کو پکڑ سکتے۔

حنین جانے والا ایرانی رسالہ:

عذیب میں بہت سے تیر اور نیزے اور مچھلی کی کھال کے برتن مسلمانوں کے ہاتھ آئے' مسلمانوں نے ان سے کام لیا۔ ا؎

کے بعد شب خون مارنے والے دستے مقرر کیے گئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ حیرہ پر چھاپے مارو بکیر بن عبداللہ اللیثی کو ان کا امیر مقرر کیا گیا' ان میں شماخ القیسی شاعر کے علاوہ تیس اور مشہور و معزز اور بہادر افراد تھے' یہ لوگ چل کر سلیحین کے پاس پہنچے' اور اس کے پل کو توڑ دیا ان کا ارادہ حیرہ جانے کا تھا مگر وہاں انہوں نے کچھ شور شغب کی آوازیں سنیں' اس لیے آگے جانے سے رک گئے اور چھپ کر گھات میں بیٹھ گئے اور ان کے سامنے آنے کا انتظار کرنے لگے' جب وہ لوگ ان کے سامنے سے گزرے تو معلوم ہوا کہ اس شور وغل سے آگے آگے ایک رسالہ ہے' مسلمانوں نے اس رسالے کو گزرنے دیا' رسالہ حنین کی طرف بڑھ گیا' ان لوگوں کو مسلمانوں کی مطلق خبر نہ ہوئی' وہ اپنے جاسوس کے منتظر تھے۔ اس وقت نہ تو وہ مسلمانوں کے ارادے سے آئے تھے اور نہ انہوں نے اس کی تیاری کی تھی بلکہ وہ حنین کا قصد رکھتے تھے۔

رئیس حیرہ کی برات پر حملہ:

یہ جلوس برات کا تھا آزادمرد بن آزاذ بہ رئیس حیرہ کی بہن دلہن بنا کر رئیس حنین کے پاس بھیجی جا رہی تھی' حنین کا رئیس عجم کے شرفاء میں سے تھا' خطرات کے اندیشے کی وجہ سے دلہن کو پہنچانے کے لیے ایک فوجی رسالہ ساتھ کر دیا گیا تھا' فوجی رسالہ براتیوں سے آگے نکل گیا مسلمان نخلستان میں گھات لگائے بیٹھے تھے جب ساز و سامان سامنے سے گزرا تو بکیر نے شیرزاذ بن آزاذ بہ پر جو رسالے اور برات کے درمیان تھا حملہ کر دیا اور اس کی پیٹھ توڑ دی گھوڑے سوار جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ گئے مسلمانوں نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا اور آزاذ بہ کی بہن اور اس کے علاوہ تیس دہقانی بیگمات گرفتار کیں اور سو کے قریب خدمت گار اور خواصیں وغیرہ ہاتھ آئیں اور اس قدر زر و جواہر حاصل ہوئے کہ ان کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

مال غنیمت کے علاوہ خمس کی تقسیم:

بکیر تمام ساز و سامان اور لونڈی غلاموں کو لے کر واپس ہوئے اور صبح کے وقت عذیب الہجانات میں سعدؓ کے پاس پہنچے' مسلمانوں نے فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے' سعدؓ نے کہا بخدا تم نے ان لوگوں کی طرح تکبیر کی آواز بلند کی ہے جن کو میں معزز سمجھتا ہوں' سعدؓ نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور خمس نمایاں کارگزاروں کو انعام کے طور پر دے دیا اور باقی جو بچا وہ مجاہدوں کو عطاء کر دیا یہ مال مسلمانوں کے لیے بہت کار آمد ثابت ہوا۔

سعدؓ نے عذیب میں ایک محافظ فوجی دستہ متعین کر دیا اور دوسرے محافظ دستوں کو بھی اس کے ساتھ ضم کر دیا اور غالب بن عبداللہ اللیثی کو ان کا امیر مقرر کیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کا قدیس میں قیام:

سعدؓ قادسیہ میں اترے اس کے بعد قدیس میں اترے اور زہرہ قنطرۃ العتیق کے سامنے اس مقام پر ٹھہرے جہاں اب قادسیہ واقع ہے' سعدؓ نے بکیر کی فوجی مہم اور اپنے قدیس میں ٹھہرنے کی اطلاع دربار خلافت کو بھیجی اور ایک مہینے تک قدیس میں مقیم رہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اب تک دشمنوں نے ہماری طرف رخ نہیں کیا ہے اور جہاں تک ہم کو معلوم ہے جنگ کی مہمات کسی کے تفویض نہیں کی ہیں' جب ہم کو اس کی اطلاع ملے گی فوراً آپ کی خدمت میں لکھ بھیجیں گے آپ خدا سے مدد و نصرت کی دعاء فرمائیے کیونکہ ہم اس وقت وسیع دنیا کے کنارے پر کھڑے ہیں مگر اس سے پہلے نہایت مشکلات موجود ہیں جن کا خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں

ذکر فرمایا ہے سَتُدۡعَوۡنَ اِلٰی قَوۡمٍ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ عنقریب تم کو ایک نہایت سخت اور شدید قوم کی طرف بلایا جائے گا۔

یوم الاباقر:

اسی مقام سے سعدؓ نے عاصم بن عمرو کو زیرین فرات کی طرف روانہ کیا تھا' عاصم روانہ ہو کر میسان پہنچے' ان کو کچھ بکریوں اور گایوں کی ضرورت ہوئی مگر کہیں دستیاب نہ ہوئیں وہاں کے باشندے اطراف کی گڑھیوں اور قلعوں میں گھس گئے' عاصم بھی ان کے پیچھے جھپٹے' ایک شخص گڑھی کی دیوار پر چڑھتا ہوا ہاتھ آ گیا عاصم نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ بکریاں اور گائیں کہاں ہیں اس نے قسم کھائی اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے مگر حقیقت میں وہ اس جگہ کے مویشیوں کا چرواہا تھا ایک بیل چلا کر بولا' خدا کی قسم یہ چرواہا جھوٹا ہے دیکھو ہم یہاں موجود ہیں' عاصم اندر گھس گئے اور بیلوں کو ہانک لائے اور اپنے لشکر میں لے گئے' سعدؓ نے ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیا جس کی وجہ سے چند روز کھانے پینے کی افراط رہی۔

اس واقعے کو حجاج نے اپنے زمانے میں سنا تو اس نے ان لوگوں کو بلایا جو اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے' ان میں سے ایک نذیر بن عمرو تھے' دوسرے ولید بن عبد شمس اور تیسرے زاہر تھے' حجاج نے ان لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہاں یہ واقعہ صحیح ہے ہم نے سنا ہے اور دیکھا ہے اور ہم بیلوں کو ہانک کر لائے ہیں' حجاج نے کہا تم لوگ جھوٹے ہو' انہوں نے کہا کہ اگر تم اس واقعے کے وقت موجود ہوتے اور ہم نہ ہوتے تو ہم تم کو جھوٹا سمجھتے' حجاج نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو' یہ بتاؤ کہ تمہارے دشمن اس کے متعلق کیا کہتے تھے انہوں نے کہا کہ دشمن یہ کہتے تھے کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ خدا ہمارے دشمنوں سے خوش ہے اور ان کو ہم پر فتح ہو گی' حجاج نے کہا کہ یہ بات جب ہی ہوتی ہے' جب کہ جماعت کے لوگ متقی اور نیک ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو خدا کو معلوم ہے کہ ان لوگوں کے دلوں کی کیفیت کیا تھی مگر ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ان سے زیادہ زاہد' تارک دنیا بلکہ دنیا سے نفرت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا ہے وہ لوگ کبھی ان تین باتوں سے متہم نہیں کیے گئے بزدلی' غداری اور خیانت سے' جس روز یہ واقعہ پیش آیا وہ یوم الاباقر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ کسکر اور انبار کے درمیان بہت سے شب خون مارے گئے جن میں کافی مال غنیمت اور کھانے کی چیزیں ہاتھ آئیں اور مدتوں کام دیتی رہیں۔

اسلامی سفارت بھیجنے کا حکم:

سعدؓ نے اہل حیرہ اور صلوبا کی طرف اپنے جاسوس بھیجے تاکہ ان سے اہل فارس کی خبریں معلوم ہوں' وہ لوگ یہ خبر لائے کہ شاہ فارس نے رستم بن فرخ زاد ارمنی کو امیر حرب مقرر کیا ہے اور اس کو لشکر آراستہ کرنے کا حکم دیا ہے' سعدؓ نے اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجی' حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ ایرانیوں کی طرف سے جو کچھ تم سنو یا تم کو پیش آئے تم اس کو بڑا نہ سمجھنا' اللہ سے مدد چاہو' اسی پر بھروسا رکھو' رستم کے پاس دعوت اسلام دینے کے لیے تم ایسے لوگوں کو بھیجو جو وجیہہ' عقل مند اور بہادر ہوں خدا اس دعوت کو ان کی توہین اور ہماری کامیابی کا ذریعہ بنائے گا' تم روزانہ مجھے خط لکھتے رہو' چنانچہ جب رستم نے ساباط میں پڑاؤ ڈالا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ رستم ساباط کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہوں نے لوگوں کے جمع ہونے کے لیے اپنے لشکر میں قیام کیا۔

اسمٰعیل کی یہ روایت ہے کہ سعدؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رستم نے مدائن کے قریب ساباط میں اپنا لشکر مرتب کیا ہے اور ہم سے لڑنے کے لیے بڑھ رہا ہے۔

اسلامی سفارت کی روانگی:

ابوضمرہ کی یہ روایت ہے کہ سعدؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رستم نے ساباط میں لشکر آراستہ کیا ہے اور ایران کے گھوڑوں' ہاتھیوں اور اس کی شان و شوکت کو ساتھ لے کر ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے' مگر میرے نزدیک یہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں اور نہ میں جیسا کہ آپ کی خواہش ہے اس کا تذکرہ کرتا ہوں' ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسا ہے' میں نے فلاں فلاں اشخاص کو جو آپ کی لکھی ہوئی صفات سے متصف ہیں رستم کے پاس بھیجا ہے۔

اسلامی سفیروں کے اسماء گرامی:

سعدؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی ایسے لوگ منتخب کیے جو بڑے ذی حسب ونسب عقلمند' بہادر اور وجیہہ تھے' نعمان بن مقرن' بسر بن ابی رہم' جملہ بن جویۃ الکنانی' حنظلہ بن الربیع التمیمی' فرات بن حیان العجلی' عدی بن سہیل اور مغیرہ بن زرارہ بن النباش بن حبیب عقل و تدبیر اور سیاست دانی میں لاجواب تھے اور عطارد بن حاجب' اشعث بن قیس' الحارث بن حسان' عاصم بن عمرو' عمرو بن معدی کرب' مغیرہ بن شعبہ اور معنیٰ بن حارثہ ایسے لوگ تھے جو قد و قامت اور ظاہری رعب داب میں نمایاں درجہ رکھتے تھے' ان سب کو شاہ ایران کے پاس سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

مجاہدین کی قادسیہ میں آمد:

ابووائل کا بیان ہے کہ جب سعد اپنی فوجوں کو لے کر قادسیہ پہنچے تو اس وقت شاید ہم لوگ سات ہزار سے زیادہ نہ ہوں گے اور مشرک تیس ہزار کے لگ بھگ ہوں گے مشرکوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ نہایت کمزور ہو' تمہارے پاس آلات جنگ ٹھیک نہیں ہیں' تم ہمارے مقابلے پر کیوں آئے' جاؤ واپس چلے جاؤ' ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم واپس نہیں جاتے اور نہ ہم واپس ہونے کے لیے آئے ہیں' وہ لوگ ہمارے تیروں کو دیکھ دیکھ ہنستے اور کہتے تھے تکلے ہیں تکلے۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی سفارت:

جب ہم نے واپس جانے سے انکار کیا تو انہوں نے کہا کہ تم ہمارے پاس اپنے میں سے کسی عقلمند آدمی کو بھیجو تا کہ وہ تمہاری آمد کے مقصد کو ہم پر واضح کرے' مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ اس کام کے لیے میں جاتا ہوں' چنانچہ مغیرہ ندی پار ہو کر ان کی طرف گئے اور مسند پر رستم کے پاس جا بیٹھے' ایرانی سرداروں کو یہ جسارت ناگوار گزری اور اس پر چلائے' مغیرہ نے کہا کہ اس سے میرا مرتبہ بڑھ نہیں گیا اور تمہارے سپہ سالار کے مرتبے میں کمی نہیں آ گئی' رستم نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم یہ بتلاؤ کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو' مغیرہ نے کہا کہ ہماری قوم گمراہی میں گرفتار تھی' خدا نے ہم میں ایک پیغمبر مبعوث کیا خدا نے ہم کو اس کے ذریعے سے ہدایت کی اور اس کے ہاتھوں سے ہم کو رزق عطاء فرمایا' جو رزق اس نے ہم کو عطا کیا ہے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کا دانہ اس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے' جب ہم نے اور ہمارے اہل وعیال نے اس ملک کا غلہ کھایا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے تم ہم کو اسی ملک میں ٹھہرا دو' تا کہ یہاں کا غلہ کھائیں۔

سفارت کی ناکامی:

رستم نے کہا کہ ہم تم کو قتل کریں گے' مغیرہؓ نے کہا کہ اگر تم نے ہم کو قتل کیا تو ہم جنت میں داخل ہوں گے اور اگر ہم نے تم کو قتل کیا تو تم لوگ دوزخ میں جاؤ گے ایک یہ صورت ہے کہ تم جزیہ قبول کر لو۔ جب مغیرہؓ نے جزیہ دینے کا نام لیا تو وہ لوگ برہم ہو گئے اور چلا کر بولے کہ ہم میں اور تم میں صلح ناممکن ہے مغیرہؓ نے کہا کہ تم پار ہو کر ہماری طرف آؤ' یا چاہتے ہو تو ہم تمہاری طرف آئیں' رستم نے کہا کہ ہم تمہاری طرف آئیں گے' مسلمانوں نے کچھ دیر توقف کیا' جب پار ہونے والے ایرانی اس طرف آ گئے تو مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے دی۔

کافور کا قمیص سے تبادلہ:

عبید بن جحش السلمی کا بیان ہے کہ اس جنگ میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہم لوگ آدمیوں کی پیٹھوں کو روندتے ہوئے عجمیوں کی طرف بڑھ رہے تھے' ہمارے ہتھیار ان کو چھوئے تک نہ سکے تھے' بلکہ انہوں نے آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کر دیا تھا ہم کو کافور کی ایک تھیلی ملی۔ جس کو ہم نے نمک خیال کیا' ہم نے گوشت پکایا اور اس کو ہانڈی میں ڈالا مگر اس میں کوئی ذائقہ پیدا نہ ہوا' ایک عبادی شخص ہمارے پاس سے گزرا' اس کے پاس ایک قمیص تھی' اس نے ہم سے کہا کہ اے عربو! تم اپنا کھانا خراب نہ کرو کیونکہ یہاں کا نمک کسی کام کا نہیں ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس کے عوض میں یہ قمیص لے سکتے ہو' ہم نے اس سے قمیص لے لی اور اس کو کافور کی تھیلی دے دی' اور قمیص اپنے میں سے ایک شخص کو پہنا دی ہم اس کو ساتھ لے کر گھومتے اور اس پر اکڑتے تھے مگر جب ہم کو کپڑوں کی قدر قیمت کا پتا چلا تو معلوم ہوا کہ وہ قمیص صرف دو درہم کی تھی۔

مشرکین کی فوجی چوکی پر حملہ:

عبید کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جس کے جسم پر ہتھیار تھے اور اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے میں نے اس سے بات نہیں کی بلکہ اس کی گردن مار دی' ایرانی شکست کھا کر صرات پہنچے ہم نے ان کا تعاقب کیا انہوں نے وہاں بھی شکست کھائی اور مدائن تک پسپا ہو گئے' مسلمان کوفے تک پہنچ گئے' مشرکوں کی ایک فوجی چوکی دیر ملاخ میں تھی مسلمان وہاں پہنچے اور لڑ کر ان کو شکست دی' مشرکین شکست کھا کر دجلہ کے کنارے جا ٹھہرے ان میں سے بعض لوگ کلواذی کے پاس سے پار ہوئے اور بعض مدائن سے نیچے جا کر پار ہوئے' مسلمانوں نے مشرکین کو محصور کر لیا ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا اور کتے' بلیاں کھانے لگے رات کو موقع پا کر باہر نکلے اور جلولا میں داخل ہو گئے مسلمانوں نے وہاں بھی ان کو جا لیا' سعدؓ کے مقدمے کے افسر ہاشم بن عتبہ تھے اور وہ مقام جہاں مسلمان دشمنوں کے پاس پہنچ گئے تھے فرید تھا۔

ابووائل کا بیان ہے کہ عمرؓ نے اہل کوفہ پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا اور اہل بصرہ پر مجاشع بن مسعود کو امیر مقرر کیا تھا۔

یزدجرد کا وزراء سے مشورہ:

مغیرہؓ کا بیان ہے کہ مسلمانوں کا وفد رستم کو چھوڑ کر سیدھا یزدجرد کے ایوان پر پہنچا تا کہ یزدجرد کو دعوت اسلام دی جائے اور اس پر حجت قائم کر دی جائے' مسلمانوں کے گھوڑوں کی پیٹھیں ننگی تھیں' اور تیزی اور چستی کا یہ عالم تھا کہ سب گھوڑے ہنہناتے اور

ٹاپیں مارتے تھے مسلمانوں نے یزدجرد کے پاس پہنچنے کی اجازت چاہی مگر ان کو روک دیا گیا' یزدجرد نے اپنے ورزاء اور اعیان مملکت کو طلب کیا تا کہ ان سے طریقہ کار اور مسلمانوں سے گفتگو کرنے کے متعلق مشورہ کرے۔

اسلامی وفد کی ظاہری ہیئت:

جب لوگوں کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو ان کے دیکھنے کے لیے جوق در جوق آنے لگے۔ مسلمانوں کی ظاہری ہیئت یہ تھی کہ ان کے جبے پھٹے ہوئے کاندھوں پر چادریں پڑی ہوئیں ہاتھوں میں باریک باریک کوڑے اور پاؤں پر موزے چڑھائے ہوتے تھے۔

اسلامی سفارت یزدجرد کے دربار میں:

مشورہ ہونے کے بعد مسلمانوں کو دربار میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ مسلمان اندر داخل ہوئے' قادسیہ کے ایک قیدی جو بعد میں بہت پکے مسلمان ہو گئے تھے وہ مسلمانوں کے وفد کی آمد کے وقت وہاں موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو جب مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو بکثرت آ آ کر ان کو دیکھنے لگے میں نے ایسے رعب داب کے دس آدمی کبھی نہیں دیکھے تھے کہ ان کی ہیبت ہزاروں پر چھا جائے' ان کے گھوڑے ٹاپیں مار رہے تھے' اور ایک دوسرے کو دھمکا رہے تھے' اور اہل فارس ان کی ہیئت کذائی اور ان کے گھوڑوں کی حالت دیکھ کر ان سے نفرت کر رہے تھے۔

امیر وفد نعمان اور یزدجرد کی گفتگو:

جب عربوں کا وفد یزدجرد کے دربار میں داخل ہوا تو یزدجرد نے ان کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ بہت بدتہذیب تھا۔ چنانچہ ترجمان کے ذریعے سے پہلی بات چیت جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئی وہ یہ تھی اس نے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو تم ان چادروں کو کیا کہتے ہو' اس نے نعمان سے پوچھا کہ تم اپنی چادر کو کیا کہتے ہو۔ نعمان امیر وفد تھے' نعمان نے کہا کہ ہم اس کو برد کہتے ہیں۔ اس سے یزدجرد نے فال لی اور فارسی محاورے کے مطابق کہا جہاں برد' ایرانیوں کے چہروں کی رنگت بدل گئی اور ان کو یزدجرد کی یہ حرکت ناگوار گذری' پھر اس نے عربوں کے جوتوں کو پوچھا کہ تم ان کو کیا کہتے ہو انہوں نے کہا ہم ان کو نعال کہتے ہیں۔ یزدجرد نے کہا ہمارے ملک میں نالہ نالہ' پھر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ نعمان نے کہا کہ اس کو سوط کہتے ہیں اس نے سمجھا سوخت اور کہا سوخت فارسی میں جلنے کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے فارس کو جلا دیا خدا ان کو جلائے یزدجرد کا اشارہ اہل فارس کی طرف تھا۔ اہل فارس اس کی باتوں پر بہت خفا ہو رہے تھے۔

یزدجرد کی دھمکی:

اس کے بعد یزدجرد نے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو اور ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے ملک میں گھسنے کا کیا باعث ہے' کیا اس لیے کہ ہم نے تم کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ رکھا ہے اور تمہاری طرف توجہ نہیں کی ہے' تم کو ہمارے مقابلے پر آنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے۔ نعمان بن مقرن نے اپنے ارکان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگوں کی رائے ہو تو اس کا جواب میں دوں اور اگر کوئی اور صاحب بولنا چاہتے ہیں تو میں ان کو اجازت دیتا ہوں' سب نے کہا آپ ہی بولیں اور بادشاہ سے کہا کہ اس شخص کا کہنا ہمارا کہنا ہے۔

نعمان بن مقرن کی ایرانی دربار میں تقریر:

نعمان نے اپنی گفتگو اس طرح شروع کی' اللہ نے ہم پر اپنا فضل کیا ہے' ہمارے پاس ایک رسول ﷺ کو بھیجا ہے انہوں نے ہم کو نیکی کا راستہ دکھایا اور اس پر چلنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ہم کو شر سے آگاہ کیا اور اس سے باز رہنے کا حکم دیا ہے' انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ اگر تم میرا کہنا مانو گے تو تم کو اچھی دنیا اور اچھی آخرت نصیب ہوگی۔ عرب قبائل میں سے جس کسی کو ہمارے رسولؐ نے دعوت دی ان میں دو جماعتیں ہوگئیں' ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا اور دوسری ان سے الگ ہوگئی۔ ان کے دین میں گنتی کے چند ہی لوگ داخل ہوئے' کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی پھر ان کو خدا نے حکم دیا کہ تم مخالفت کرنے والے عربوں سے لڑو' چنانچہ آپ نے ان سے جنگ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب لوگ ان کے دین میں شامل ہوگئے۔ بعض تو بادل ناخواستہ اور بعض بطیب خاطر' اس کے بعد ہم سب کو معلوم ہوا کہ ان کا لایا ہوا مذہب ہماری عداوت اور تنگ خیالی کی زندگی سے کہیں بہتر ہے' ہمارے رسولؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اپنے قریب کی قوموں کو دعوتِ اسلام دیں' چنانچہ ہم سب کو انصاف کی طرف مدعو کرتے ہیں اور تم کو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں ہمارا دین ایسا دین ہے جس نے نیکی اور بدی میں امتیاز کامل کر دیا ہے۔ اگر تم انکار کرتے ہو تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں برا ہوگا مگر ایک صورت یہ بھی ہے کہ تم جزیہ دینا منظور کرو' ورنہ تلوار سے مقابلہ ہے' اگر تم نے ہمارا مذہب قبول کر لیا تو ہم تم کو کتاب اللہ دے جائیں گے اور تم کو اس شرط پر برقرار رکھیں گے کہ تم اس کے احکام کے مطابق حکومت کرو۔ اس صورت میں ہم تم سے اور تمہاری حکومت سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اور اگر تم نے جزیہ دے کر جان بچائی تو ہم اس کو قبول کریں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔

یزدجرد کی دولت کی پیش کش:

یہ تقریر سن کر یزدجرد نے کہا کہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ دنیا میں تم سے زیادہ بدبخت قلیل التعداد اور خستہ حال کوئی قوم نہیں تھی ہم تمہاری خبر لینے کے لیے سرحد کے زمینداروں کو مقرر کر دیتے تھے۔ ہماری بجائے وہ تم سے نبٹ لیتے تھے' فارس نے تم پر کبھی چڑھائی نہیں کی ہے تم کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تم ان کے سامنے ٹھہر سکو گے۔ اگر تمہاری تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے تو اس بات پر تم کو اکڑنا نہیں چاہیے۔ اگر قحط سالی اور افلاس نے تم کو یہاں آنے پر مجبور کیا ہے تو ہم تمہاری غذا کا اس وقت تک کے لیے انتظام کیے دیتے ہیں جب تک کہ تمہارے یہاں کچھ پیدا ہو' ہم تمہارے سرداروں کی عزت کریں گے' تم کو کپڑے پہنائیں گے اور تم پر ایسے شخص کو بادشاہ مقرر کریں گے جو تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔

مغیرہ بن زرارہ کی ولولہ انگیز تقریر:

یزدجرد کی یہ باتیں سن کر مسلمان امراء نے سکوت اختیار کیا مگر مغیرہ بن زرارہ سے ضبط نہ ہوسکا' انہوں نے کھڑے ہو کر کہا اے بادشاہ! یہ لوگ سرداران عرب اور وہاں کے معززین ہیں اشراف ہیں' اور اشراف سے شرماتے ہیں اور اشراف کی عزت اشراف کرتے ہیں' انہوں نے تم سے سب باتیں نہیں کہی ہیں اور نہ تمہاری سب باتوں کا جواب دیا ہے انہوں نے ٹھیک کیا' ان کے شایان شان ایسا ہی تھا' مجھ سے گفتگو کرو تا کہ میں صاف صاف جواب دوں اور یہ لوگ اس کی شہادت دیں۔

تم نے ہمارے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس سے تم پورے طور پر واقف نہیں ہو' تم نے ہماری خستہ حالی کا ذکر کیا ہے' بے شک

ہم سے زیادہ خستہ حال کون ہوگا' تم نے ہماری فاقہ مستی کا ذکر کیا ہے بے شک اس کی مثال ملنا مشکل ہے ہم کیڑے مکوڑے سانپ بچھو تک کھا جاتے تھے اور ان کو اپنی غذا سمجھتے تھے' ہمارے مکانات بس زمین کی سطح تھی' ہم اونٹوں اور بکریوں کے بالوں کو بن بن کر جو پہن لیتے تھے وہ ہمارا لباس تھا۔ ہمارا مذہب یہ تھا کہ ایک دوسرے کی گردن مارتے تھے اور ایک دوسرے کو لوٹتے تھے مگر یہ سب باتیں اب پرانی ہو چکی ہیں' خدا نے ہم میں ایک بہترین شخص کو پیدا کیا ہے ہم اس کے حسب ونسب سے بخوبی واقف ہیں اس کا وطن بہترین وطن ہے اس کا حسب ہم سب سے اچھا ہے اس کا گھرانا ہم سب کے گھرانوں سے بالاتر ہے۔ اس کا قبیلہ ہم سب کے قبیلوں سے معزز ہے وہ بذاتِ خود بہترین خصائل سے متصف تھا۔ سب سے زیادہ صادق القول' سب سے زیادہ بردبار' اس نے ہم کو ایک چیز کی طرف مدعو کیا مگر بجز اس کے یارِ غار کے جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے ہم میں سے اور کسی نے اس کی بات نہیں مانی' وہ بولتا ہم بھی بولتے' وہ سچ کہتا ہم جھوٹ کہتے' وہ جس کام کو زیادہ کرتا ہم اس کو کم کرتے مگر وہ کچھ نہ کہتا۔ بالآخر خدا نے ہمارے قلوب میں اس کی تصدیق اور اس کی پیروی کرنے کا خیال پیدا کر دیا۔ وہ ہمارے اور رب العالمین کے درمیان واسطہ بن گیا وہ ہم سے جو کچھ کہتا وہ خدا کا کہنا ہوتا تھا اور جس کام کا حکم دیتا وہ خدا کا حکم ہوتا تھا' اس نے ہم سے کہا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میں ہی تنہا اللہ ہوں۔ میرا کوئی شریک نہیں ہے' میں تھا جب کہ کوئی چیز نہ تھی ہر چیز فنا ہو جائے گی' بجز میری ذات کے' میں نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز میری طرف واپس ہوگی' میری رحمت نے تم کو آ لیا ہے میں نے اس شخص کو تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم کو راہ راست پر چلاؤں تاکہ تم کو مرنے کے بعد عذاب سے نجات ملے اور اپنے گھر دارالسلام کو تم پر حلال کر دوں۔

لہٰذا ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ پیغمبر جو کچھ لایا ہے حق ہے حق کے پاس سے لایا ہے۔ اس نے ہم سے کہا ہے کہ اس چیز میں جو کوئی تمہاری اتباع کرے گا اس کو وہی فائدے حاصل ہوں گے جو تم کو حاصل ہیں اور اس پر وہی امور واجب ہوں گے جو تم پر واجب ہیں' جو شخص اس کے قبول کرنے سے انکار کرے اس کے سامنے جزیہ پیش کرو اگر قبول کرے تو جس طرح تم اپنی حفاظت کرتے ہو اس کی بھی حفاظت کرو اور جو اس سے بھی انکار کرے اس سے جنگ کرو میں تمہارے درمیان حکم ہوں' تم میں سے جو لوگ قتل ہوں گے میں ان کو اپنی جنت میں داخل کروں گا اور جو باقی رہیں گے ان کو حریفوں پر نصرت عطا کروں گا۔ اے بادشاہ! یا تو ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کر لے ورنہ تلوار ہے یا اسلام لے آ تاکہ تجھ کو نجات نصیب ہو۔

یزدجرد کا اہانت آمیز سلوک:

یزدجرد نے کہا کہ تم مجھ سے ایسی باتیں کہتے ہو' مغیرہ نے کہا کہ میرا روئے سخن تو اس کی طرف ہے جو مجھ سے گفتگو کرتا ہے اگر تمہارے سوا کوئی اور شخص مجھ سے گفتگو کرتا تو میری بات کا رخ تمہاری طرف نہ ہوتا' یزدجرد نے کہا اگر قاصدوں کا قتل کرنا خلاف اصول نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا' میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے' اس کے بعد حکم دیا کہ ایک ٹوکرا بھر مٹی لاؤ' اور ان میں کے سب سے معزز شخص کے سر پر لاد دو اور اس کو ہانکتے ہانکتے مدائن سے خارج کر دو۔

عاصم بن عمرو اور مٹی کا ٹوکرا:

جاؤ تم اپنے سردار کے پاس واپس چلے جاؤ' یاد رکھو کہ میں تمہاری سرکوبی کے لیے رستم کو بھیج رہا ہوں تاکہ وہ تم کو اور تمہارے سردار کو قادسیہ کی خندق میں مبتلائے عذاب کر کے موت کے گھاٹ اتار دے پھر میں اس کو تمہارے ملک میں بھیج کر اس سے زیادہ مزا

چکھاؤں گا جتنا کہ سابور نے تم کو چکھایا تھا۔ اس کے بعد اس نے پوچھا تم میں سب سے زیادہ باعزت کون ہے؟ سب لوگ خاموش رہے' عاصم مٹی لینے کے لیے جھپٹے اور کہا کہ میں ان سب کا سردار ہوں یہ مٹی میرے سر پر لادو۔ یزدجرد نے کہا کیا ایسا ہی ہے عرب سرداروں نے کہا ہاں درست ہے چنانچہ مٹی عاصم کے سر پر لاد دی گئی' عاصم اس کو لیے لیے دربار اور شاہی محل سے باہر اپنے گھوڑے کے پاس پہنچے اور اس کے اوپر لاد دی اور تیزی سے روانہ ہوئے اور سعدؓ کے پاس لے گئے' عاصم سب سے آگے نکل گئے' قدلیس کے پاس پہنچ کر اندر قصر میں داخل ہو گئے اور کہا کہ اپنے امیر کو فتح کی بشارت دو ہم انشاء اللہ ضرور فتح یاب ہوں گے۔ عاصم نے مٹی کو اپنی گود میں لیا اور سعدؓ کے پاس لے گئے' ان کو واقعات کی اطلاع دی اور کہا مبارک ہو خدا نے ہم کو ان کے ملک کی کنجیاں عطا کی ہیں۔

عاصم کے ساتھی بھی آ گئے اور سب مل کر اپنی قوت میں اضافہ کرنے لگے' ادھر دشمنوں کے دل پر مسلمانوں کی ہیبت بڑھتی گئی۔

یزدجرد اور رستم کی گفتگو:

یزدجرد کے درباریوں کو اس کا یہ فعل اور مسلمانوں کی حرکت نہایت ناگوار گزری' رستم ساباط سے بادشاہ کے پاس آیا تا کہ اس سے واقعات معلوم کرے اور یہ کہ اس نے مسلمانوں کو کیسا پایا' بادشاہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ عربوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جیسے کہ میں نے اب دیکھے ہیں وہ میرے پاس آئے' میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ ان سے زیادہ عقل مند اور حاضر جواب نہیں ہو' یزدجرد نے رستم کو عربوں کے نمائندے کی گفتگو سنائی' یزدجرد نے کہا کہ ان لوگوں نے مجھ سے سچ کہا ہے یا تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے یا اس کے لیے جان دے دیں گے' مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سردار نہایت احمق آدمی تھا کیونکہ جب اس نے جزیے کا ذکر کیا تو میں نے اس کو مٹی دے دی' جس کو اس نے اپنے سر اٹھا لیا۔ اس کو لے کر چلا گیا اگر وہ چاہتا تو کسی اور پر ٹال دیتا' معلوم نہیں اس میں کیا راز تھا' رستم نے کہا اے بادشاہ وہ شخص سب سے زیادہ دانشمند تھا' اس نے اس چیز سے فال لی ہے' اس بات کو اس کے سوا اس کا کوئی اور ساتھی نہیں سمجھ سکا ہے۔

رستم کی برہمی:

رستم بادشاہ کے پاس سے غم و غصے سے بھرا ہوا واپس آیا وہ نجوم اور کہانت سے واقف تھا اس نے فوراً وفد کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی دوڑائے' اور اپنے ایک معتمد علیہ سے کہا کہ اگر ہمارے قاصدوں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ ہم نے اپنے ملک کو پا لیا ہے اور اگر قاصد ناکام رہے تو گویا خدا نے تمہارا ملک اور تمہاری اولاد تم سے چھین لی ہے' اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے گی' حجام کا بیٹا حکومت کے قابل نہیں ہوتا' وہ لوگ ہمارے ملک کی کنجیاں لے گئے ہیں' ان باتوں کو سن کر ایرانیوں کا غیظ وغضب اور بہت بڑھ گیا۔

یوم الحیتان:

اس وفد کے مسلمان یزدجرد کے پاس روانہ ہونے سے لے کر صیادین واپس آنے تک غارت گریاں کرتے اور مچھلیوں کا شکار کرتے رہے' سواد بن مالک التمیمی نجاف کی طرف گئے' فراض بھی اس کے نزدیک تھا' تین سو مویشی یعنی خچر' گدھے اور بیل وغیرہ پکڑ کر لائے' اور ان پر مچھلیاں لاد دیں۔ اور ہانکتے ہانکتے صبح تک اپنے لشکر میں آ گئے' سعدؓ نے مویشی اور مچھلیاں لوگوں میں تقسیم کر دیں اور مجاہدین کو دینے کے بعد خمس میں سے جو کچھ بچا وہ انعامات میں تقسیم کر دیا اور لونڈی غلاموں کو بھی حصوں میں لگا دیا۔ اس معرکہ کا

نام یوم الحیتان ہے' آزادمرد بن آزاذ بہ ان لوگوں کی تلاش میں نکلا تھا مگر سواد اوران کے سوار اس پر پلٹ پڑے' سلیحین کے پل پر لڑائی ہوئی یہاں تک کہ جب ان کو معلوم ہو گیا کہ مال غنیمت دشمن کی زد سے نکل گیا ہے تو خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے آئے اور غنیمت کو مسلمانوں کے پاس پہنچا دیا۔

ایام اللحم:

اس زمانے میں مسلمان گوشت کے لیے بہت بے چین تھے' گیہوں' جو' کھجور اور دوسرے غلے تو ان کے پاس بہت دنوں کے قیام کے لیے کافی مقدار میں موجود تھے مگر گوشت نہ تھا اس لیے ان کی ٹکڑیاں صرف گوشت کی طلب میں نکلا کرتی تھیں۔ اسی لیے وہ ان معرکوں کو ایام اللحم' یوم الاباقر اور یوم الحیتان سے موسوم کرتے تھے۔ ایک اور سریہ مالک بن ربیعہ بن خالد التیمی کی سرکردگی میں بھیجا گیا۔ ان کے ساتھ مساور بن نعمان التیمی بھی تھے' ان دونوں نے فسیوم پر چھاپہ مارا' اور بنو تغلب اور بنو نمر کے اونٹ پکڑ لیے اور ان کو ہانکتے ہوئے اگلے روز سعدؓ کے پاس آ گئے' اونٹ لوگوں کے لیے ذبح کر دیئے گئے جس کی وجہ سے گوشت کی افراط ہوگئی۔ عمرو بن الحارث نے نہرین پر چھاپہ مارا۔ وہاں ان کو باب ثوراء پر بکثرت مویشی ملے' وہاں سے ارض شیلی کی طرف جو کل نہر زیاد کہلاتی ہے آئے اور وہاں سے لشکر میں آ گئے' عمرو کا بیان ہے کہ اس وقت وہاں صرف دو نہریں تھیں۔

خالدؓ کے عراق جانے اور سعدؓ کے قادسیہ آنے میں دو سال اور چند دن کا وقفہ ہے' سعدؓ وہاں دو ماہ سے کچھ زیادہ مقیم رہے تھے۔ بالآخر فتح مند ہوئے۔

انوشجان بن الہربذ کا قتل:

واقعہ بویب کے بعد عربوں اور ایرانیوں کے درمیان ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا تھا کہ انوشجان بن الہربذ سواد بصرہ سے نکل کر باشندگان غضی پر حملہ کرنے کے ارادہ سے چلا مگر قبیلہ تمیم کے خاندانوں کے چار سرداروں نے جو ان کے سامنے ہی آباد تھے اس کو روک لیا۔ ان میں سے ایک المستورد رباب کے سردار تھے۔ اور عبداللہ بن زید ان کے دست راست تھے' دوسرے جزء بن معاویہ سعد کے سردار تھے اور ابن النابغہ ان کے معاون تھے' تیسرے الحسن بن نیار عمرو کے سردار تھے اور اعور بن بشامہ ان کے معاون تھے' چوتھے حصین بن معبد حنظلہ کے سردار تھے اور الشبہ ان کی اعانت کرتے تھے۔ قبل اس کے کہ انوشجان اہل غضی تک پہنچے ان سرداروں نے مل کر اس کو قتل کر دیا' جب سعدؓ سپہ سالار ہو کر آئے تو یہ سردار' اہل غضی اور وہاں کی تمام جماعتیں سعدؓ کے ساتھ آ کر مل گئیں۔

باب ۱۱

رستم کی قیادت

سری، محمد وطلحہ اور عمرو کی اسناد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

سواد عراق کے باشندوں نے فریاد کے طور پر بادشاہ یزدجرد کے پاس یہ پیغام بھیجا اہل عرب قادسیہ میں ایسے ارادے کے ساتھ اترے ہیں جو جنگ کرنے کے مشابہ ہے وہ جب سے قادسیہ میں اترے ہیں' اس وقت سے انہوں نے کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے اس جگہ سے لے کر دریائے فرات تک انہوں نے سب چیزیں لوٹ لی ہیں' قلعوں کے علاوہ اور کہیں آبادی کا نشان نہیں ہے' مویشی باقی نہیں رہے ہیں اور کھانے پینے کی وہ چیزیں جو قلعوں میں محفوظ نہیں کی جا سکتی ہیں۔ وہ سب ختم ہو گئی ہیں' اب یہی کام باقی رہ گیا ہے کہ وہ ہمیں قلعوں سے نکال دیں۔ اگر فریادرسی میں تاخیر ہوئی تو ہم اپنے ہاتھوں سے یہ قلعے ان کے حوالے کر دیں گے۔

وہ بادشاہ جن کی جاگیریں اس علاقے میں تھیں انہوں نے بھی اسی قسم کا مضمون لکھ کر بھیجا اور اس معاملے میں ان کی تائید و امداد کی' انہوں نے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ رستم کو بھیجے۔

رستم سے خطاب:

جب یزدجرد نے رستم کو بھیجنے کا مصمم ارادہ کر لیا تو اس نے رستم کو بلا بھیجا۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے رستم سے کہا:

میں چاہتا ہوں کہ میں تمہیں اس طرف روانہ کروں کیونکہ میرا کام اس کے انداز ے اور اہمیت کے لحاظ سے انجام پذیر ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں تم ہی اہل فارس کے ''مرد میدان'' ہو۔ تم دیکھ رہے ہو کہ ان پر ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اردشیر کے خاندان کے دور حکومت سے کبھی نازل نہیں ہوئی تھی' اس نے بادشاہ کی یہ بات مان لی اور اس کی حمد و ثنا کی۔

بادشاہ نے کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے خیالات پر غور کروں تا کہ تمہاری معلومات کا مجھے علم ہو سکے۔ مجھے عربوں کے وہ احوال و اعمال بتاؤ جو قادسیہ کے قیام کے دوران ان سے رونما ہوئے ہوں۔ مجھے اہل عجم کا حال بھی بتاؤ کہ وہ کس طرح ان سے مقابلہ کریں گے؟''۔

عقاب کی مثال:

رستم نے جواب دیا: ''وہ ان بھیڑیوں کی مانند ہیں جس نے گلہ کو غافل پا کر اسے خراب کر دیا ہو' بادشاہ نے کہا' یہ بات نہیں ہے۔ میں تم سے یہ سوال اس لیے کر رہا ہوں کہ تم ان کا حال بیان کرو' تا کہ میں تمہیں اس کے مطابق کام کرنے میں تقویت پہنچا سکوں مگر تم اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ لہٰذا میری یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ ان کی مثال اہل فارس کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے ایک عقاب اس پہاڑ پر پہنچ گیا ہو جہاں پرندے رات کے وقت بسیرا کرتے ہوں اور وہاں پہاڑ کے دامن میں اپنے آشیانوں میں رات گذارتے ہوں۔ جب صبح ہوئی تو پرندوں نے دیکھا کہ وہ گھات میں بیٹھا ہوا ہے' چنانچہ ان میں سے جو کوئی اکیلا نکلتا ہے' اسے دبوچ

لیتا ہے۔

پرندوں نے جب یہ حالت دیکھی تو اس کے خوف سے کوئی نہیں نکلا' تاہم جب کوئی اکیلا نکلتا' وہ اسے پکڑ لیتا تھا۔ اگر وہ اکٹھے ہو کر نکلتے تو وہ اسے بھگا سکتے تھے' سب سے بڑی بات یہ تھی کہ متحد ہو کر وہ سب محفوظ رہ سکتے تھے مگر اختلاف کی صورت میں جو کوئی گروہ نکلتا تھا وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔ یہ مثال عرب وعجم پر بالکل منطبق ہوتی ہے' لہٰذا تم اسی کے مطابق عمل کرو۔

رستم کی معذرت:

رستم بولا ''اے بادشاہ! مجھے چھوڑ دیجیے کیونکہ اہل عرب کے دلوں میں اہل عجم کی ہیبت اس وقت تک باقی رہے گی' جب تک کہ میرے ذریعے ان کو نقصان نہ پہنچے۔ ممکن ہے کہ سلطنت میرے ذریعے قائم رہے اور اللہ ہمارے لیے کافی ہے' اس وقت ہمیں کوئی نئی تدبیر اختیار کرنی چاہیے کیونکہ تدبیر اور جنگی چال فتح مندی سے بہتر ہے''۔

بادشاہ نے اس کی بات نہیں مانی اور کہا: ''کیا چیز باقی رہ گئی ہے؟''۔

رستم نے کہا: ''جنگ کرنے میں دیر کرنا جلد بازی سے بہتر ہے۔ اس وقت صبر سے کام لینا مناسب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک لشکر کے بعد دوسرا لشکر جنگ کرے بجائے اس کے کہ ایک دم مکمل شکست ہو جائے۔ یہ طریقہ ہمارے دشمن پر زیادہ بھاری رہے گا'' مگر بادشاہ اپنی بات پر اڑا رہا اور اس نے اس کی بات نہیں مانی۔ لہٰذا اس نے اپنی فوجیں ساباط کے مقام پر جمع کیں۔ اس عرصے میں بھی قاصد بادشاہ کے پاس آتے جاتے رہے تا کہ اس کی سبکدوشی کی کوئی صورت نکل آئے اور اس کے بجائے کسی دوسرے کو بھیج دیا جائے' بہرحال لوگ اس کے پاس جمع ہوتے رہے۔

حضرت سعد بن وقاص کے پاس بھی حیرہ والوں اور بنوصلوبا کی طرف سے جاسوس خبریں لاتے رہے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ معلومات فراہم کرتے رہے۔

بادشاہ کا عزم مصمم:

جب آزادمرد بن آزاد کے ذریعے شاہ یزدجرد کے پاس اہل سواد عراق کی چیخ و پکار بکثرت پہنچی تو اس نے رستم کو جنگ کے لیے بھیجنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ وہ بہت ضدی اور ہٹ دھرم تھا۔ رستم نے اپنا پچھلا قول پھر دہرایا اور کہا ''اے بادشاہ! دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ میں اپنے آپ کو عظیم ومقدس سمجھوں اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں آپ سے ایسی گفتگو نہ کرتا' میں آپ کو خداوند تعالیٰ' خاندان اور ملک کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے لشکر میں رہوں اور جالینوس کو روانہ کروں۔ اگر جنگ ہمارے حق میں ہوئی تو یہ بہت بہتر ہے ورنہ میں کسی اور کو بھیجوں گا جب کوئی چارہ اور کوئی تدبیر باقی نہیں رہے گی تو ہم بذات خود ان کا مقابلہ کریں گے۔ اس وقت تک ان کی طاقت کمزور ہو چکی ہوگی اور ہم ان کا اچھی طرح مقابلہ کر سکیں گے''۔ مگر بادشاہ کا اصرار یہی رہا کہ وہ خود روانہ ہو۔

جنگ کی تیاری:

سری ابورفیل کی روایت سے بیان کرتا ہے۔ ''جب رستم ساباط پہنچا اور اس نے جنگ کا ساز وسامان جمع کر لیا تو اس نے ہراول دستہ کی حیثیت سے چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جالینوس کو بھیجا اور کہا ''تم لشکر کشی کرو مگر میرے حکم کی تعمیل کرنا'' اس نے

اپنے میمنہ پر ہرمزان کو مقرر کیا اور میسرہ پر مہران بن بہرام رازی کو مقرر کیا اور ساقہ پر بیرزان کو سردار بنایا رستم کہنے لگا:

''بادشاہ کو اس بات سے مطمئن رہنا چاہیے' اللہ نے دشمن سے پیش قدمی کرائی اور اس نے اپنے گھر میں ہم کو للکارا ہے تاکہ ہم ان کے ملک ہی میں ان کا مقابلہ کریں تاآنکہ وہ ہماری بات مانیں یا اسی چیز پر قانع ہو جائیں جس پر وہ پہلے قانع تھے۔''

رستم کا تذبذب: 44

جب حضرت سعدؓ کے وفود بادشاہ کے پاس آئے اور وہاں سے لوٹ آئے۔ تو رستم نے نیند میں ایک خواب دیکھا جسے اس نے بہت ناپسند کیا۔ اس کو برے انجام کا احساس ہوا اور اس کی وجہ سے اس نے چاہا کہ وہ روانہ نہ ہو اور دشمن کا مقابلہ نہ کرے۔ اس کے ارادے میں تذبذب اور کمزوری آ گئی تو اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ''وہ چاہتا ہے کہ وہ جالینوس کو (جنگ کے لیے) روانہ کرے اور خود وہ ٹھہرا رہے تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں''۔ رستم نے مزید یہ کہا ''جالینوس کا وجود میرے وجود کے برابر ہے البتہ عرب میرے نام سے اس کے نام سے زیادہ کانپتے ہیں' اگر اسے فتح حاصل ہوئی تو یہ عین ہمارے مقصد کی تکمیل ہوگی۔ اگر معاملہ برعکس ہوا تو میں اس جیسا دوسرا (سپہ سالار) بھیجوں گا۔ اس طرح ہم کسی نہ کسی دن دشمن کو دور کر دیں گے۔ مجھے توقع ہے کہ اہل فارس فتح مند ہوں گے بشرطیکہ مجھے شکست نہ ہو۔ وہ میری وجہ سے مستعد رہیں گے اور عربوں کے دلوں میں میری ہیبت قائم رہے گی اور اگر بذات خود ان کا مقابلہ نہ کروں تو وہ آگے بڑھنے سے خائف رہیں گے۔ لیکن اگر میں ان کے سامنے آ جاؤں تو (میرا رعب اور ہیبت ان کے دلوں سے جاتی رہے گی) اور وہ آخر دم تک جرأت کے ساتھ لڑتے رہیں گے۔ اس طرح اہل فارس کو انجام شکست ہوگی''۔

رستم کے لشکر کی تعداد:

لہٰذا رستم نے مقدمۃ الجیش چالیس ہزار سپاہیوں کا روانہ کیا اور خود ساٹھ ہزار کی تعداد میں نکلا اور اس کا ساقہ بیس ہزار کی تعداد میں تھا۔

سری نے محمد وطلحہ اور زیاد وعمرو کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے: ''رستم ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ ان کے پیچھے ایک لاکھ سے زیادہ لشکر تھا۔ وہ خود مدائن سے ساٹھ ہزار کی تعداد کے ساتھ روانہ ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد قادسیہ میں تھے تو رستم ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا۔

سرداروں کو خطوط:

محمد وطلحہ اور زیاد وعمرو کی روایت ہے کہ جب بادشاہ نے روانہ ہونے پر اصرار کیا تو رستم نے اپنے بھائی اور ملک کے تمام سرداروں کو خطوط لکھے کہ ''یہ دشمن ایسا ہے جس کے ذریعے اللہ ہر بڑے لشکر کو شکست دے گا اور ہر مستحکم قلعہ کو کھول دے گا۔ لہٰذا تم اپنے قلعوں کو مستحکم کرو اور مقابلے کے لیے اچھی طرح تیار ہو جاؤ۔ تم یہ سمجھو کہ اہل عرب تمہارے علاقے تک پہنچ گئے ہیں اور وہ تمہارے سرزمین اور تمہارے فرزندوں پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ میری رائے یہ تھی کہ ان کا مقابلہ کیا جائے اور ان کی جنگ کو طول دیا جائے' تاآنکہ ان کی خوش نصیبی بدبختی میں تبدیل ہو جائے مگر بادشاہ نے میری بات نہیں مانی''۔

شکست کا اندیشہ:

صلت بن بہرام ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ یزدگرد نے جب رستم کو ساباط سے نکلنے کا حکم دیا تو اس

نے اپنے بھائی کو مذکورہ مضمون کے مطابق خط لکھا اور اس میں یہ اضافہ کیا ''مچھلی نے پانی کو گدلا کر دیا ہے۔ شتر مرغ (نعائم) اچھے ہیں اور زہرہ بھی درست حالت میں ہے۔ میزان اعتدال میں ہے۔ مگر بہرام چلا گیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ عنقریب ہم پر غالب آئیں گے اور ہمارے قریبی علاقوں پر مسلط ہو جائیں گے۔ سب سے مشکل بات یہ ہے کہ بادشاہ نے یہ کہا ہے۔ ''تم ان کے مقابلے کے لیے ضرور جاؤ گے' ورنہ میں بذاتِ خود ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہو جاؤں گا' لہٰذا میں ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہو رہا ہوں''۔

نجومی سے سوال:

رفیل بیان کرتا ہے کہ کسریٰ کے نجومی جابان کے غلام نے شاہ یزدجرد کو اس بات پر جرأت دلائی کہ وہ رستم کو روانہ کرے۔ اس کا تعلق اہل فرات بادقلی سے تھا اس نے اس کو بلا بھیجا تھا اور اس سے دریافت کیا: ''رستم کے روانہ ہونے اور عربوں کی موجودہ جنگ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' اسے سچ بات کہنے میں خوف لاحق ہوا۔ لہٰذا وہ جھوٹ بولا: رستم کو اس کے علم سے واقفیت تھی لہٰذا اس پر اس کا روانہ ہونا شاق گذرا۔

پرندے کا شگون:

اس نے کہا ''میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایسی بات بتاؤ جس سے مجھے اطمینان ہو جائے'' غلام نے زرنا ہندی سے کہا ''اسے بتاؤ'' اس نے کہا ''تم مجھ سے دریافت کرو'' لہٰذا اس نے دریافت کیا تو اس نے کہا ''ایک پرندہ آئے گا' وہ آپ کے محل پر بیٹھے گا وہاں سے کوئی چیز اس کے منہ میں اس جگہ پہنچے گی'' یہ کہہ کر اس نے ایک خانے کا خط کھینچا۔ غلام نے کہا ''یہ سچ کہتا ہے' وہ پرندہ کوا ہے اور اس کے منہ میں جو چیز جائے گی وہ درہم ہے''۔

نجومیوں کا اختلاف:

جابان کو یہ اطلاع ملی کہ بادشاہ نے اسے طلب کیا ہے تو وہ روانہ ہوا اور اس کے پاس آیا تو اس وقت بادشاہ نے اس بات کے بارے میں دریافت کیا جو اسی کے غلام نے بتائی تھی۔ اس نے حساب لگا کر کہا ''یہ بات صحیح ہے مگر وہ پرندہ عقعق ہے اس کے منہ میں درہم ہوگا جو اس مقام پر گرے گا'' زرنا ہندی نے درہم کے گرنے کے مقام کی تردید کی اور دوسرا خانہ کھینچ کر کہا ''وہ یہاں گرے گا'' جب وہ کھڑے ہوئے تو اس وقت کنگوروں پر جا بیٹھا اور اس کے منہ سے درہم پہلے خط میں گرا پھر وہ وہاں سے اچھل کر دوسری لائن میں جا گرا۔ زرنا ہندی نے جابان سے اس کی تردید پر شرط باندھی چنانچہ وہ دونوں گابھن گائے کے پاس آئے۔ ہندی نے کہا ''اس کا بچہ سفید و سیاہ ہے''۔ جابان نے کہا ''تم جھوٹ بولتے ہو وہ سفید دم والا سیاہ ہے'' اتنے میں گائے گر پڑی جب اس کا بچہ نکالا گیا تو اس کی دم اس کی آنکھوں کے درمیان تھی۔ جابان نے کہا ''یہاں سے زرنا آیا ہے'' ان دونوں نے بادشاہ کو رستم کو روانہ کرنے پر آمادہ کیا' لہٰذا اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا۔

زوال کی پیشین گوئی:

جابان نے جشنماہ کو لکھا ''اہل فارس کی حکومت ختم ہوگئی ہے اور ان کا دشمن ان پر غالب آ گیا ہے۔ مجوسیوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا ہے' عربوں کی سلطنت قائم ہوگئی ہے اور ان کا مذہب رائج ہو گیا ہے۔ لہٰذا تم ان سے معاہدہ کر لو اور موجودہ حالات کے

فریب میں نہ آؤ۔ اس سے پہلے کہ تم گرفتار ہو جاؤ' بہت عجلت سے کام لو''۔

جشنماہ کا معاہدہ:

جب جشنماہ کے پاس یہ خط پہنچا تو وہ عربوں کی طرف روانہ ہوا۔ تا آنکہ وہ معنیٰ کے پاس آیا جو عتیق کے مقام پر سواروں کے دستے کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اسے حضرت سعدؓ کے پاس بھیجا۔ آپ نے اس کے ساتھ اس کی ذات' اس کے گھر والوں اور اس کے متبعین کی حفاظت کا معاہدہ کیا اور پھر اسے واپس بھیج دیا۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کو خبریں پہنچانے لگا۔

اس نے معنیٰ کو فالودہ تحفہ کے طور پر بھیجا اس نے اپنی بیوی سے دریافت کیا ''یہ کیا ہے؟'' بیوی نے کہا ''میرا خیال ہے کہ اس کی بیوی بیمار ہے' اس نے پراٹھا پکانا چاہا۔ مگر اس کو اچھی طرح نہ پکا سکی' معنیٰ نے کہا ''اس پر افسوس ہے''۔

رستم کی روانگی:

محمد وطلحہ اور زیاد اور عمرو بیان کرتے ہیں: جب رستم ساباط سے روانہ ہوا تو جابان اسے پل پر ملا اور اس نے شکایت کی اور کہا: ''کیا تمہاری بھی وہ رائے نہیں ہے جو میری رائے ہے؟'' رستم نے اس سے کہا: ''میں نے مجبور ہو کر یہ قیادت سنبھالی ہے۔ میرے لیے اطاعت کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے'' اس نے جالینوس کو حکم دیا کہ وہ حیرہ جائے اس کے بعد وہ روانہ ہوا۔ نجف میں اس کا خیمہ جلنے لگا تو رستم وہاں سے چل کر کوش میں آیا۔ اس نے جالینوس اور آزادمرد کو لکھا ''میرے لیے (حضرت) سعدؓ کے لشکر سے ایک آدمی پکڑ کر لائے'' لہٰذا وہ دونوں سوار ہو کر گئے اور انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس کے پاس بھیجا وہ اس وقت کوثی کے مقام پر تھا' اس نے اس سے کچھ سوالات کیے پھر اسے قتل کرا دیا۔

ایک مسلمان کی گرفتاری:

رفیل بیان کرتا ہے ''جب رستم روانہ ہوا تو اس نے جالینوس کو حکم دیا کہ وہ حیرہ کی طرف پیش قدمی کرے۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ عرب کے کسی شخص کو پکڑ کر لائے۔ لہٰذا وہ اور آزادمرد ایک سو سپاہیوں کا دستہ لے کر نکلے۔ یہاں تک کہ وہ قادسیہ تک پہنچ گئے وہاں ایک مسلمان انہیں قادسیہ کے پل کے قریب ملا۔ وہ دونوں اسے پکڑ کر لے گئے۔ لوگ تعاقب کے لیے نکلے مگر وہ انہیں نہیں پکڑ سکے' سوائے اس کے کہ مسلمانوں نے اس کے آخری حصے کو کچھ نقصان پہنچایا جب وہ دونوں نجف پہنچے تو وہ اسے رستم کے پاس لے گئے وہ اس وقت کوثی کے مقام پر تھا۔ رستم نے اس مسلمان سے پوچھا۔

مسلمان کی گفتگو:

''تم کیوں آئے ہو اور تم کیا چاہتے ہو؟'' اس نے کہا ''ہم اللہ کا وعدہ پورا کرنا چاہتے ہیں'' وہ بولا ''وہ کیا ہے'' اس مسلمان نے کہا ''اگر تم اسلام لانے سے انکار کرو تو تمہاری سرزمین اور تمہارے فرزندوں کو زیرنگیں کرنا اور تمہارا خون بہانا ہے'' رستم بولا: ''اگر تم اس سے پہلے قتل کر دیئے جاؤ'' اس نے جواب دیا ''اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی اس سے پہلے شہید ہو جائے تو وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو ہم میں سے باقی رہے گا اس کے لیے وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ ہم اس بات پر پورا ایمان اور یقین رکھتے ہیں'' رستم نے کہا ''کیا ہم تمہارے ہاتھوں میں گرفتار ہو جائیں گے'' وہ بولا: ''اے رستم! تمہارے اعمال نے تمہیں ذلیل کیا ہے اور انہی کی بدولت اللہ تمہیں مغلوب کرے گا' تمہارا ماحول تمہیں فریب میں مبتلا نہ کر دے کیونکہ تم انسانوں سے

مقابلہ نہیں کر رہے ہو بلکہ قضا وقدر سے مقابلہ کر رہے ہو' یہ سن کر وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا چنانچہ اس کے حکم سے اس کی گردن مار دی گئی۔

رعایا سے بدسلوکی:

رستم کوثی سے روانہ ہوا تاکہ وہ برس کے مقام پر قیام کرے وہاں اس کے ساتھیوں نے رعایا کے مال کو چھین لیا' عورتیں پکڑ لیں اور شراب پینے لگے۔ دیہاتی رستم کے پاس فریاد لے کر گئے اور اپنے مال اور فرزندوں کے نقصانات کی اس کے پاس شکایت کی تو رستم کھڑے ہو کر ان سے یوں مخاطب ہوا:

رستم کی تقریر:

''اے فارس کے رہنے والو! خدا کی قسم! اس عرب مسلمان نے سچ کہا تھا۔ خدا کی قسم! ہمارے اعمال نے ہمیں ذلیل وخوار کر دیا ہے۔ اس سے پہلے جب ہم جنگ کرتے تھے تو ہماری سیرت تمہاری سیرت سے بہتر ہوتی تھی اس وقت اللہ دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد کرتا تھا اس نے حسن سیرت' مقابلہ ظلم' ایفاء عہد اور احسان کی بدولت تمہیں اپنے ملک میں سربلند کر رکھا تھا مگر جب تمہارے اندر انقلاب آ گیا اور تم یہ کام کرنے لگے تو اللہ نے بھی اپنا رویہ تبدیل کر لیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ تم سے اپنی سلطنت کو چھین لے گا'' اس کے بعد اس نے کچھ اشخاص بھیجے تو وہ کچھ ایسے لوگوں کو پکڑ لائے جن کی شکایت کی گئی تھی۔ اس نے ان کی گردن ماردی۔

اہل حیرہ کو تنبیہ:

پھر وہ سوار ہو گیا اور لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ وہاں سے نکل کر اس نے ''دیر الاعوذ'' کے سامنے قیام کیا۔ پھر ملطاط کی طرف کوچ کیا اور دریائے فرات کے قریب اہل نجف کے سامنے خوارنق سے لے کر غریین تک اپنے لشکر کو اتارا اس کے بعد اہل حیرہ کو بلوایا اور انہیں دھمکایا اور سخت تنبیہ کی۔ ابن بقیلہ نے اس کے جواب میں کہا:

آپ ہمارے ساتھ دو باتیں جمع نہ کریں پہلی بات یہ ہے کہ آپ ہماری مدد کرنے سے عاجز رہے اور اس کے بعد آپ ہمیں اس بات پر ملامت کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو اور اپنے علاقے کو بچا لیا۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔

شعبی اور مقدام الحارثی اپنے راوی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رستم نے اہل حیرہ کو بلوایا جب کہ اس کے خیمے دیر کے قریب قائم تھے۔ رستم نے کہا ''اے اللہ کے دشمنو! کیا تم ہمارے ملک میں عربوں کے داخلہ سے بہت خوش ہو؟ تم ہمارے برخلاف ان کے جاسوس ہو۔ تم نے مالی امداد سے انہیں طاقتور بنایا'' اس پر انہوں نے ابن بقیلہ سے امداد طلب کی اور اس سے کہنے لگے ''تم جا کر اس سے گفتگو کرو''۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا:

ابن بقیلہ کا جواب:

''آپ یہ فرماتے ہیں کہ تم ان کے آنے سے خوش ہوئے'' انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ اور ان کے کس فعل سے ہم خوش ہو سکتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے غلام ہیں' نیز وہ ہمارے مذہب پر نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں کہ ہم دوزخی ہیں۔ آپ نے یہ الزام لگایا ہے کہ ''ہم ان کے جاسوس ثابت ہوئے'' (اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں) انہیں ہماری جاسوسی کی کیا ضرورت تھی جب کہ آپ کے ساتھی ان کے مقابلے سے بھاگ گئے ہوں اور ان کے لیے تمام دیہات خالی کر گئے ہوں

ایسی صورت میں انہیں روکنے والا کون تھا' وہ جس طرف سے چاہیں آ جا سکتے ہیں' خواہ وہ دائیں طرف سے آئیں' یا بائیں طرف کا رخ کریں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ ''ہم نے انھیں مالی امداد سے طاقتور بنایا ہے'' اس کی صورت یہ ہے کہ جب آپ ہماری حفاظت نہیں کر سکے تو اس اندیشہ سے کہ کہیں ہم قیدی نہ بنا لیے جائیں یا جنگ میں ہمارے جنگجو نہ مارے جائیں' ہم نے اپنی حفاظت کی خاطر مال دے کر معاہدہ کیا کیونکہ جب آپ کے سپاہی مقابلے میں ناکام رہے ہوں تو ہم ان سے زیادہ عاجز تھے۔ ہماری جان کی قسم! آپ لوگ ہمیں ان سے زیادہ پسند ہیں اور ان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ہمیں ان سے بچایئے تو ہم آپ کے مددگار ثابت ہوں گے۔ کیونکہ ہم دیہات کی رعیت ہیں ہم' جو غالب آ جائے اس کے غلام ہیں''۔

رستم کا جواب:

اس پر رستم نے کہا' ہمارے سامنے یہ شخص سچ کہتا ہے۔ رفیل روایت کرتا ہے کہ رستم نے دیر کے مقام پر یہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ اہل فارس کے لشکر میں داخل ہوا تو اس نے تمام ہتھیاروں پر مہر لگا دی۔

جنگ سے پرہیز:

محمد ان کے ساتھی اور نضر کے حوالے سے السری روایت کرتا ہے۔ رستم نے جالینوس کو حکم دیا کہ وہ نجف سے روانہ ہو جائے تو وہ اگلی فوج لے کر روانہ ہوا' اور نجف اور سیلحین کے درمیان اس نے قیام کیا۔ رستم نے کوچ کر کے نجف میں قیام کیا۔ اس عرصے میں اس نے چار مہینے گذار دیئے کیونکہ مدائن سے نکل کر اس نے ساباط میں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں سے وہ مختلف مقامات پر ٹھہرتا رہا' نہ تو وہ آگے بڑھتا تھا اور نہ وہ جنگ کرتا تھا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ اہل عرب اس جگہ سے اکتا جائیں گے اور جب انہیں تکلیف پہنچے گی تو وہ لوٹ جائیں گے۔ وہ عربوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا' اسے اندیشہ تھا کہ کہیں اس کا بھی وہی حشر نہ ہو جو اس سے پہلے لوگوں کا ہوا ہے' وہ جنگ کو طویل کرنا چاہتا تھا' مگر بادشاہ جلد جنگ شروع کرنے کا حکم دے رہا تھا اور اسے پیش قدمی کرنے پر آمادہ کرنے پر مصر تھا۔ تا آنکہ اسے جنگ میں گھسنا پڑا۔

دوبارہ خواب:

جب رستم نجف آیا تو اس نے دوبارہ یہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتے کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں' فرشتے نے اہل فارس کے تمام ہتھیار لے کر ان پر مہر لگا دی۔ اس کے بعد انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کیا۔ آپ نے وہ تمام ہتھیار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔

رستم جب صبح اٹھا تو اس کا رنج و غم بڑھ گیا۔ رفیل نے جب یہ بات دیکھی تو وہ اسلام کی طرف راغب ہوا اور وہ اسلام لے آیا۔

طویل جنگ کی تیاری:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ لوگ جنگ کو طوالت دیں گے لہٰذا انہوں نے حضرت سعدؓ اور مسلمانوں کو لکھا کہ وہ ان کی زمین کی حدود پر قیام کریں اور طویل عرصے تک اُن کا مقابلہ کریں تا آنکہ وہ پریشان ہو جائیں' لہٰذا مسلمانوں نے قادسیہ کے

مقام پر قیام کیا اور وہ صبر کرنے اور طویل مقابلے کے لیے تیار ہو گئے' اللہ بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ اپنے نور کی تکمیل کرے۔ وہاں مسلمان اطمینان کے ساتھ رہنے لگے۔ ان کے سوار عراق پر حملہ کر کے اپنی ضروریات کی چیزیں حاصل کر لیتے تھے اور طویل مقابلے کی تیاری کر لیتے تھے۔ فتح حاصل ہونے تک وہ اسی حالت میں رہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کی طرف ضروری امداد بھیجتے رہتے تھے۔

جب بادشاہ اور رستم نے یہ حالت دیکھی اور ان کے انتظامات کا انھیں علم ہوا تو انھیں یقین ہو گیا کہ یہ قوم جنگ سے باز آنے والی نہیں ہے اور اگر یہی حالت قائم رہی تو وہ ان ایرانیوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ لہٰذا بادشاہ کی رائے ہوئی کہ وہ رستم کو روانہ کرے۔ رستم نے یہ ارادہ کیا کہ وہ عتیق اور نجف کے درمیان قیام کرے پھر وہ مقابلہ کرنے میں تاخیر کرے کیونکہ اس کے خیال میں یہی صورت اس وقت زیادہ مناسب ہے۔ یہاں تک کہ وہ پیچھے ہٹ جائیں یا ان کی خوش بختی کا ستارہ گردش میں آئے۔

ایرانی فوج کے سردار:

محمدؒ طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں' فوجی دستے گردش کرتے رہے' رستم نجف میں تھا۔ جالینوس نجف اور سیلحین کے درمیان تھا۔ ذوالحاجب رستم اور جالینوس کے درمیان تھا۔ مصر مزان اور مہران اپنے دونوں پہلوؤں پر تھے۔ بیرزان پچھلے حصے پر تھا اور زاذ ابن بہیش صاحب فرات پیدل فوج پر تھا۔ کناری مجردہ پر تھا۔ اس کا کل لشکر ایک لاکھ اور بیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے پندرہ ہزار افراد شرفاء کے طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ تمام فوجیں ''مسلسل'' تھیں اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں تاکہ جنگ شروع ہوتے ہی یک دم حملہ کریں۔

حضرت سعدؓ کے انتظامات:

موسیٰ بن طریف بیان کرتے ہیں' لوگ سعدؓ سے کہنے لگے'' ہم اس جگہ سے تنگ آ گئے ہیں' لہٰذا آپ پیش قدمی کریں''۔ حضرت سعدؓ نے یہ بات کہنے والوں کو دھمکایا اور فرمایا'' جب تم اپنی رائے کو کافی سمجھتے ہو تو تم تکلیف نہ کرو۔ ہم صاحب رائے عقلمندوں کی رائے کے مطابق پیش قدمی کریں گے۔ جب تک ہم تم سے خاموش ہیں' تم بھی خاموش رہو''۔

خبر رسانی:

حضرت سعدؓ نے طلیحہ اور عمرو کو خبر رسانی کے لیے سواروں کے بغیر بھیجا۔ سواد اور حمیضہ سو سو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ انہوں نے دونوں دریاؤں کے قریب غارت گری کی۔ حضرت سعدؓ نے انھیں منع کر دیا تھا کہ وہ آگے تک نہ جائیں۔ رستم کو یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ اس نے ان کی طرف سواروں کا ایک دستہ بھیجا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا کہ دشمن کے سوار آگے بڑھ گئے ہیں تو انہوں نے عاصم بن عمرو اور جابر الاسدی کو بلوایا اور ان دونوں کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ وہ بھی اسی راستے پر ان کی تلاش میں جائیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا: ''اگر جنگ چھڑ جائے تو ان کے مقابلے پر تم سردار ہو''۔

دشمن سے مقابلہ:

حضرت عاصم کی ان سے دونوں دریاؤں اور اصطیمیا کے درمیان مڈبھیڑ ہوئی۔ اہل فارس کی سوار فوج بہت پریشان تھی اور وہ ان کے پاس سے نکلنے کا ارادہ کر رہی تھی۔ اس موقع پر سواد حمیضہ سے کہہ رہے تھے۔'' تم دو باتوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر دیا تم ان کا مقابلہ کرو اور میں مال غنیمت واپس لے جاؤں۔ یا میں ان کا مقابلہ کروں' اور تم مال غنیمت لے جاؤ'' حمیضہ نے کہا'' تم ان کا

مقابلہ کرو اور میرے دستے کا بھی انتظام کرو۔ میں تمہارا مال غنیمت پہنچاؤں گا'' لہٰذا سواد مقابلے کے لیے رہ گئے اور حمیضہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں انہیں عاصم بن عمرو کا دستہ ملا۔ حمیضہ نے خیال کیا کہ یہ اہل عجم کے سواروں کا دوسرا دستہ ہے' لہٰذا وہ ہٹ کر جانے لگے جب ایک دوسرے کو پہچان گئے تو وہ مال غنیمت لے کر روانہ ہو گئے۔

حضرت عاصم سواد کی طرف روانہ ہو گئے' اس سے پہلے اہل فارس نے ان کے کچھ حصے کو نقصان پہنچایا تھا۔ مگر جب انہوں نے عاصم کو دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور جو انہوں نے حاصل کیا وہ سب چھوڑ گئے۔ مسلمان فتح' مال غنیمت اور سلامتی کے ساتھ حضرت سعدؓ کے پاس واپس آ گئے۔ طلیحہ اور عمرو باہر نکلے۔ طلیحہ کا تعلق رستم کے لشکر سے تھا اور عمرو کا تعلق جالینوس کے لشکر سے تھا طلیحہ تن تنہا نکلے تھے اور عمرو لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے پیچھے قیس بن ہبیرہ کو بھیجا اور فرمایا اگر تمہیں جنگ کرنی پڑے تو تم اس کے سپہ سالار رہو' آپ کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ طلیحہ نے نافرمانی کی ہے۔ اس لیے انہیں نیچا دکھایا جائے۔ عمرو نے آپ کی اطاعت کی تھی۔

قیس کی مخالفت:

جب قیس روانہ ہوئے تو ان کی ملاقات عمرو سے ہوئی انہوں نے دریافت کیا ''طلیحہ کہاں ہے؟'' عمرو نے کہا ''مجھے ان کا کوئی علم نہیں ہے'' جب وہ دونوں جیف کی سمت سے نجف کی طرف پہنچے تو قیس نے ان سے دریافت کیا ''تمہارا کیا مقصد ہے'' عمرو نے کہا ''میں چاہتا ہوں کہ ان کے لشکر کے قریبی حصے پر حملہ کروں'' وہ بولے ''کیا تم صرف اتنے سپاہیوں کے ساتھ (حملہ کرو گے)؟'' قیس بولے ''خدا کی قسم! میں تمہیں یہ کام نہیں کرنے دوں گا۔ کیا تم مسلمانوں سے وہ کام کرا رہے ہو جو ان کی طاقت سے باہر ہے'' عمرو نے کہا ''تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''مجھے تم پر امیر بنایا گیا ہے اور اگر میں امیر نہ بھی ہوتا تو اس صورت میں بھی تمہیں اس کام کی اجازت نہ دیتا'' اسود بن یزید نے بھی چند آدمیوں کے ساتھ اس بات کی شہادت دی کہ حضرت سعدؓ نے انہیں تم پر امیر مقرر کیا ہے اور طلیحہ پر بھی مقرر کیا ہے جب کہ تم سب اکٹھے ہو جاؤ'' اس پر عمرو نے کہا ''خدا کی قسم! وہ زمانہ جب کہ تم مجھ پر امیر ہو' بہت برا زمانہ ہے اگر میں تمہارے دین سے نکل کر اپنے گذشتہ مذہب میں چلا جاؤں اور اس کی حمایت میں جنگ کرتا ہوا مر جاؤں' یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تم میرے اوپر دوبارہ امیر بنو۔ اگر تمہارے حاکم نے دوبارہ یہی طریقہ اختیار کیا تو ہم ضرور اس کو چھوڑ کر چلے جائیں گے''۔

قیس بولے ''تمہیں بعد میں اس کا اختیار ہے۔ میں اس وقت تمہیں لوٹنے کا حکم دے رہا ہوں'' چنانچہ وہ دونوں اپنے سواروں کے ساتھ خبر لے کر حضرت سعدؓ کے پاس واپس آ گئے اس وقت ہر ایک نے اپنے ساتھی کی شکایت کی' قیس نے عمرو کی نافرمانی کی شکایت کی۔ عمرو نے قیس کی سخت کلامی کا شکوہ کیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت سعدؓ نے فرمایا ''اے عمرو! خیریت اور سلامتی مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ ایک ہزار افراد کو قتل کر کے ایک سو مسلمانوں کا نقصان ہو۔ کیا تم سو آدمی لے کر اہل فارس کے میدان جنگ میں پہنچنا چاہتے ہو اور ان سے مقابلہ کرنے کے خواہاں ہو؟ کیا تم مجھ سے زیادہ جنگی کاموں سے واقف ہو'' عمرو نے کہا۔ ''بہر حال واقعہ وہی ہے جو میں نے بیان کیا''۔

حضرت طلیحہؓ کے کارنامے:

حضرت طلیحہؓ ایرانیوں کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ چاندنی رات میں اس کے اندر پہنچ گئے' وہاں انہوں نے ایک شخص کے خیمہ کی طنابیں توڑ دیں اور اس کے گھوڑے کو ہنکا کر لے گئے۔ وہاں سے وہ ذوالحاجب کے لشکر میں پہنچے اور ایک دوسرے آدمی کے خیمے میں گھس کر اس کے گھوڑے کو کھول لیا' پھر جالینوس کے لشکر میں پہنچے وہاں بھی ایک اور شخص کے خیمے میں گھس گئے اور اس کے گھوڑے کو کھول کر لے گئے۔ پھر وہ خرارہ کے مقام پر آئے۔ جو سپاہی نجف میں تھا' وہ نکلا اور جو ذوالحاجب کے لشکر میں تھا وہ بھی نکلا' ان کے پیچھے وہ شخص بھی تعاقب میں روانہ ہوا جو جالینوس کے لشکر میں تھا۔ سب سے پہلے جالینوس کا سپاہی ان کے پاس پہنچا پھر ذوالحاجب کا سپاہی اور آخر میں نجفی سپاہی آیا۔ حضرت طلیحہؓ نے پہلے دونوں سپاہیوں کو ٹھکانے لگایا اور آخری سپاہی کو قید کر لیا اور اسے حضرت سعدؓ کے پاس لے آئے۔ اس نے تمام خبریں بتائیں اور اسلام قبول کیا۔ حضرت سعدؓ نے اس کا نام مسلم رکھا وہ حضرت طلیحہ کے ساتھ رہنے لگا اور تمام جنگوں (مغازی) میں ان کے ساتھ شریک رہا۔

عجمی افراد کی امداد:

السری ابو عثمان نھدی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کو فارس بھیجا تھا تو ان سے عہد لیا کہ جب وہ وہاں کسی چشمے کے پاس کسی طاقت ور اور بہادر سردار کے پاس سے گذریں تو روانہ کر دیا کریں اگر نہ جا سکیں تو اسے اپنے لیے انتخاب کر لیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے حکم سے وہ بارہ ہزار جنگجو سپاہیوں کے ساتھ قادسیہ آئے وہاں بعض لوگوں نے ان کی مدد کی' ان میں سے بعض جنگ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور بعض جنگ کے بعد اسلام لائے۔ ان لوگوں کو مال غنیمت میں شریک کر لیا گیا تھا اور اہل قادسیہ کے وظائف کے برابر ان کے لیے بھی دو دو ہزار وظیفہ مقرر ہوا' انہوں نے عرب کے سب سے زیادہ طاقت ور قبیلہ کو معلوم کرنے کے بعد تمیم کے قبیلہ سے دوستانہ تعلقات قائم کر لیے تھے۔

خبر رساں افراد:

جب رستم قریب آیا اور نجف کے مقام پر فروکش ہوا تو حضرت سعدؓ نے خبر رساں افراد کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کسی آدمی سے مل کر اہل فارس کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ چنانچہ یہ خبر رساں گروہ کچھ اختلاف کے بعد روانہ ہوا' جب کہ معزز سردار اس بات پر متفق ہو گئے تھے۔ کہ یہ جماعت ایک سے لے کر دس تک ہونی چاہیے۔ اس کے مطابق حضرت سعدؓ نے طلیحہ کو پانچ افراد کے ساتھ بھیجا اور عمرو بن معدی کرب کو بھی پانچ افراد کے ساتھ بھیجا۔ ان کی روانگی اس وقت ہوئی جب کہ رستم نے جالینوس اور ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا تھا اور مسلمانوں کو نجف سے ان کے روانہ ہونے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔ وہ بھی چند میل چلے تھے کہ انہوں نے ان کے اسلحہ خانے اور دیگر ساز و سامان کو دیکھا اس پر کچھ لوگوں نے کہا' تم اپنے امیر کے پاس واپس چلے جاؤ کیونکہ انہوں نے تم کو اس وقت روانہ کیا تھا جب کہ ان کا گمان یہ تھا کہ دشمن نجف میں ہے لہٰذا اب تم امیر کو اس بات کی اطلاع دو۔ کچھ لوگوں نے کہا ''واپس نہ جاؤ اور اپنے دشمن سے نہ ڈرو''۔

عمرو اور طلیحہ:

عمرو نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''تم سچ کہتے ہو' طلیحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم جھوٹ بولتے ہو' تمہیں اس لیے نہیں بھیجا گیا ہے کہ تم کوچ کی خبر دو تمہیں صرف نیک کام کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے''۔ وہ بولے ''آپ کیا چاہتے ہیں'' وہ بولے ''میں چاہتا

ہوں کہ میں دشمن کے مقابلے میں خطرہ مول لوں یا مارا جاؤں'' وہ کہنے لگے'' تمہارے دل میں غداری ہے۔عکاشہ بن محصن کے قتل کے بعد تم فلاح نہیں پاؤ گے۔تم ہمارے ساتھ واپس آ جاؤ''۔طلیحہ اپنی بات پر اڑے رہے۔اس عرصے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کے کوچ کی خبر ملی تو انہوں نے قیس بن ہبیرہ الاسدی کو ایک سو افراد پر سردار بنا کر بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر انہیں مسلمانوں کا دستہ مل جائے تو وہ ان کے سردار بھی مقرر کیے گئے ہیں وہ ان کے پاس اس وقت پہنچے جب کہ وہ روانہ ہو چکے تھے۔جب حضرت عمرو نے قیس کو دیکھا تو وہ کہنے لگے' ان کے سامنے جرأت کا اظہار کرو اور بتاؤ کہ وہ غارت گری کا ارادہ کر رہے ہیں۔لہٰذا وہ انہیں لوٹا کر لے آئے مگر طلیحہ جا چکے تھے۔ان مسلمانوں نے واپس آ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا کہ دشمن قریب آ گیا ہے۔

دشمن کے کیمپ میں:

حضرت طلیحہ آگے بڑھ کر رستم کے لشکر کے اندر پہنچ گئے اور رات بھر وہاں گھومتے رہے اور دشمن کو تاڑتے رہے جب رات گذر گئی تو اپنے اندازے کے مطابق لشکر کے ایک بہترین سپاہی کے پاس آئے وہاں انہوں نے اس کا گھوڑا دیکھا جو دشمن کے گھوڑوں میں بے نظیر تھا اور اس کا سفید خیمہ بھی بے مثال تھا۔لہٰذا انہوں نے تلوار نکال کر گھوڑے کی باگ کاٹ کر اسے اپنے گھوڑے کی باگ کے ساتھ باندھ لیا۔اور اپنے گھوڑے کو حرکت دے کر دوڑا کر لے گئے وہ آدمی اور دوسرے لوگ انہیں دیکھ کر چیخ و پکار کرنے لگے اور ان کے تعاقب میں آسان اور دشوار گذار راستوں پر اپنے گھوڑے دوڑائے' بعض بغیر زین کے سوار ہو کر جلدی سے ان کے تعاقب میں نکلے۔

ایرانی شہسواروں سے مقابلہ:

اتنے میں صبح ہو گئی اور دشمن کا ایک شہسوار ان کے پاس پہنچ گیا تھا۔جب وہ سامنے آیا اور حملہ کرنے کے لیے نیزہ اٹھایا ہی تھا کہ حضرت طلیحہ نے اس کے گھوڑے کو بدکا دیا اور وہ ایرانی ان کے سامنے گر پڑا' اس وقت طلیحہ نے حملہ کر کے اس کی پشت نیزے سے توڑ دی۔اتنے میں دوسرا بھی پہنچ گیا آپ نے اس کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو پہلے کے ساتھ کیا تھا۔پھر تیسرا آدمی بھی پہنچ گیا۔جب اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو جو اس کے چچا زاد بھائی تھے' مقتول دیکھا تو اس کا غیظ و غضب بڑھ گیا۔جب وہ حضرت طلیحہ کے پاس پہنچا اور نیزہ مارنا چاہتا تھا کہ اتنے میں حضرت طلیحہؓ نے اس کے گھوڑے کو گرا دیا۔اور وہ بھی ان کے سامنے گر گیا۔حضرت طلیحہؓ نے اس پر حملہ کرتے ہوئے اسے گرفتار ہونے کی دعوت دی جب ایرانی کو یہ یقین ہو گیا کہ آپ اسے قتل کر دیں گے تو اس نے اسیری قبول کر لی۔حضرت طلیحہ نے اسے ساتھ دوڑنے کا حکم دیا اتنے میں بہت سے لوگ وہاں پہنچ گئے تھے۔انہوں نے دیکھا کہ لشکر کے دو شہسوار مارے گئے ہیں اور تیسرا گرفتار ہے۔

تن تنہا مقابلہ:

اس وقت حضرت طلیحہؓ ان کے لشکر کے قریب پہنچ گئے تھے مگر وہ سب پیچھے ہٹ گئے اور جب ان کا لشکر منظم ہو رہا تھا تو طلیحہ انہیں ڈراتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔تمام سپاہیوں نے ان کو نکلنے کا راستے دے دیا اور وہ حضرت سعدؓ کے پاس پہنچ گئے۔حضرت سعدؓ نے انہیں دیکھ کر پوچھا'' کیا خبر لائے ہو؟''۔

وہ بولے'' میں ان کے جنگی خیموں کے اندر پہنچ گیا تھا اور وہاں رات بھر گھومتا رہا۔اور اپنے اندازے اور کوشش کے مطابق

ان کے بہترین آدمی کو پکڑ کر لایا ہوں مجھے یقین کے ساتھ نہیں معلوم ہے کہ آیا میں نے صحیح کام کیا ہے یا غلط کام کیا ہے؟ یہ آدمی موجود ہے آپ اس سے دریافت فرمائیے۔

ایرانی شہسوار کی گواہی:

حضرت سعدؓ نے اپنے اور اس ایرانی کے درمیان ایک ترجمان کو بٹھایا وہ ایرانی بولا ''اگر میں سچ بات کہوں تو کیا آپ میری جان بخشی فرمائیں گے؟'' آپ نے فرمایا ہاں! جنگ میں سچ بولنا ہمارے نزدیک جھوٹ بولنے سے زیادہ پسندیدہ ہے''۔

وہ ایرانی بولا ''میں اپنی معلومات بتانے سے پیشتر آپ کے اس ساتھی کے بارے میں آپ کو مطلع کروں گا۔ میں بہت سی جنگوں میں شریک ہوا ہوں اور ان میں دادِ شجاعت دی ہے میں نے بہت سے بہادر انسانوں کے حالات بھی سنے ہیں اور بچپن کے زمانے سے لے کر موجودہ زمانے تک بہت سے بہادر انسانوں سے ملاقات بھی کی ہے مگر میں نے کبھی نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے کہ کوئی شخص ایسے دو لشکروں میں سے گذرا ہو جہاں سے گزرنے کی بڑے بڑے سورما بھی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ وہاں ستر ہزار سپاہی موجود تھے اور ہر ایک کی خدمت پر پانچ اور دس افراد مامور تھے۔

طلیحہ کی تعریف:

یہ شخص وہاں داخل ہو کر خالی نہیں نکلا' بلکہ اس نے لشکر کے شہسوار کا سامان چھینا اور خیمے کی طنابوں کو توڑ ڈالا ہم نے اس کا تعاقب کیا۔ جب پہلا سوار اس کے پاس پہنچا جو ہزار سواروں کے برابر تھا تو اس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد اس جیسا دوسرا سوار مقابلے کے لیے آیا تو اسے بھی اس نے قتل کر دیا اس کے بعد میں خود اس کے مقابلے کے لیے پہنچا اور اپنے بارے میں میرا یہ خیال ہے کہ شاید ہی میرے برابر کوئی شہسوار اب باقی رہ گیا ہو میں ان دونوں مقتولوں کا انتقام لینا چاہتا تھا کیونکہ وہ دونوں میرے چچا زاد بھائی تھے۔ مگر مجھے موت نظر آئی۔ اس لیے میں نے گرفتاری اور اسیری کو قبول کیا''۔ اس کے بعد اس نے اہل فارس کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں کہ ان کا لشکر ایک لاکھ بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے اور اتنے ہی ان کے خدام و اتباع ہیں۔

بعد ازاں یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ حضرت سعدؓ نے اس کا نام مسلم رکھا وہ حضرت طلیحہ کے ساتھ رہنے لگا۔ اس کا قول تھا۔

''خدا کی قسم! تم کبھی شکست خوردہ نہیں ہو گے جب تک تم وفاداری' سچائی' اصلاح اور غم خواری و ہمدردی کے اوصاف پر قائم رہو گے۔ اب مجھے اہل فارس کے ساتھ رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔

اس شخص نے بھی اس زمانے میں دادِ شجاعت دی۔

خبر رسانی کی مہم:

السری نے موسیٰ بن طریف کے حوالے سے مجھے یہ تحریر کیا: ''حضرت سعدؓ نے قیس بن ہبیرہ الاسدی نے فرمایا۔ اے دانشور باہر جاؤ اور اس وقت تک دنیا کی کسی چیز کی طرف توجہ نہ دو جب تک کہ تم مجھے دشمن کے بارے میں معلومات فراہم نہ کرو''۔

لہٰذا وہ روانہ ہوئے اور انہوں نے عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ کو روانہ کیا۔ جب وہ پل کے سامنے آئے اور تھوڑا ہی چلے تھے کہ انہیں سامنے ایک بہت بڑا لشکر نظر آیا جو اپنے مقام سے روانہ ہو رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ رستم نے نجف سے کوچ کیا ہے۔ اور وہ ذوالحاجب کے مقام پر فروکش ہے۔ جب جالینوس نے کوچ کیا تو ذوالحاجب اس کے مقام پر پہنچ گیا۔ جالینوس طیرناباد کی طرف روانہ ہوا اور وہاں مقیم ہوا۔ اس نے سواروں کا دستہ آگے روانہ کیا تھا۔

ابتدائی فتح:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عمرو اور طلیحہ کو اس لیے روانہ کیا تھا کہ انھیں عمرو کی ایک بات کی اطلاع ملی تھی۔ انھوں نے قیس بن ہبیرہ کو اس سے پہلے یہ کہا تھا ''اے مسلمانو: اپنے دشمن سے جنگ کرو''۔ چنانچہ جنگ چھڑ گئی اور تھوڑی دیر کے لئے ان کو بھگا دیا گیا۔ بعد ازاں قیس نے ان پر حملہ کیا اور انھیں شکست ہوگئی۔ ان کے بارہ افراد مارے گئے اور تین آدمی گرفتار ہوئے اور بہت سامان حاصل ہوا۔ یہ مال غنیمت لے کر وہ حضرت سعد کے پاس پہنچے اور انھیں تمام حال بتایا۔

آپ نے فرمایا: ''یہ خوش خبری ہے۔ انشاء اللہ جب تم ان کے عظیم لشکر سے مقابلہ کرو گے۔ تو ان کا حال ایسا ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے عمرو اور طلیحہ کو بلوایا اور فرمایا ''تم نے قیس کو کیسا پایا؟''۔

عمرو نے جواب دیا: ''امیر ہم سے زیادہ لوگوں سے واقف ہیں''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

حضرت سعدؓ نے فرمایا ''خداوند تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی بدولت زندگی بخشی اور جو قلوب مردہ ہو چکے تھے۔ انھیں زندہ کیا۔ میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ تم جاہلیت کے کاموں کو اسلامی کاموں پر ترجیح نہ دو ورنہ تمہارے دل مردہ ہو جائیں گے اور تم زندہ رہو گے۔ تم ہمارے احکام کو توجہ سے سنو اور ان کی اطاعت کرو اور لوگوں کے حقوق کا اعتراف کرو کیونکہ لوگوں نے ایسی قومیں دیگر اقوام کے مانند نہیں دیکھی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت بخشی ہو''۔

رستم کی پیش قدمی:

محمد و طلحہ عمرو اور آباؤ نیز مجالد و سعید بن المرزبان متفقہ طور پر روایت کرتے ہیں۔ جب رستم سلیحین کے مقام پر فروکش ہوا تو اس نے دوسرے دن جالینوس اور ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا۔ جالینوس نے کوچ کر کے زہرہ کے سامنے پل کے قریب قیام کیا۔ ذوالحاجب عسیز باد میں اس کے مقام پر فروکش ہوا۔ رستم خرارہ کے مقام پر ذوالحاجب کے مقام پر فروکش ہوا۔ پھر اس نے ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا۔ جب وہ عتیق کے مقام پر پہنچ گیا تو اس نے بائیں طرف رخ کیا۔ جب وہ قدلیس کے قریب پہنچا تو اس نے خندق کھودی۔ جالینوس نے بھی کوچ کیا اور وہ وہاں فروکش ہوا۔

اسلامی لشکر کے سردار:

حضرت سعدؓ کے اگلے لشکر کے سردار زہرہ بن الحویہ تھے۔ ان کے دونوں پہلوؤں پر عبداللہ بن المعتم اور شرحبیل بن السمط الکندی تھے۔ ایک دوسرے لشکر کے سردار عاصم بن عمرو تھے تیر انداز اور پیادہ فوج کے الگ الگ سردار مقرر تھے اور خبر رساں دستے پر سواد بن مالک مقرر تھے۔

رستم کی صف آرائی:

رستم کی فوج کے اگلے حصے پر جالینوس کو سردار مقرر کیا گیا تھا' اور اس کے دونوں پہلوؤں کے لشکر پر ہرمزان اور مہران مقرر تھے۔ مجردہ پر ذوالحاجب تھا اور خبر رساں دستے پر بیزران مقرر تھا اور پیدل فوج پر زاذ بن بہیش مقرر تھا۔

ایرانی لشکر کی آمد:

جب رستم عتیق کے مقام پر پہنچا تو اس نے حضرت سعدؓ کے لشکر کے سامنے پڑاؤ ڈالا اور سپاہیوں کو اتارنا شروع کیا چنانچہ لوگ آتے رہے اور اترتے رہے یہاں تک کہ لشکر کی کثرت کی وجہ سے ان کے اتارنے میں شام ہو گئی اس لئے انھوں نے رات وہیں گذاری مسلمانوں نے ان کی کوئی مزاحمت نہیں کی۔

برے خواب:

سعید بن المرزبان بیان کرتے ہیں۔ جب رستم کا لشکر صبح کے وقت اٹھا تو رستم کا نجومی اس کے پاس آیا اور اس کے سامنے اس نے وہ خواب بیان کیا جو رات کے وقت اس نے دیکھا تھا۔ اس نے کہا ''میں نے آسمان میں ایک ڈول دیکھا جس کا پانی انڈیل دیا گیا ہے۔ میں نے مچھلی دیکھی جو پایاب پانی میں تڑپ رہی ہے' میں نے شتر مرغ دیکھے اور پھول (زہرہ) دیکھا جو کھل رہا ہے''۔

رستم بولا: ''کیا تم نے یہ خواب کسی اور کو بتایا؟'' وہ بولا ''نہیں'' اس پر رستم نے کہا ''تم اسے پوشیدہ رکھو''۔

شعبی بیان کرتے ہیں ''رستم نجومی تھا وہ خواب دیکھتا تھا اس پر وہ رویا کرتا تھا۔ جب وہ کوفہ کے قریب پہنچا تو اس نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اہل فارس کے لشکر میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک بادشاہ تھا جس نے ان کے ہتھیاروں پر مہر لگا دی اور انہیں باندھ کر حضرت عمرؓ کے حوالے کر دیا۔

دشمن کے ہاتھیوں کی تعداد:

قیس بن ابی حازم جو جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس اٹھارہ ہاتھی تھے اور جالینوس کے پاس پندرہ ہاتھی تھے۔ شعبی کہتے ہیں کہ رستم کے پاس جنگ قادسیہ میں تیس ہاتھی تھے۔

سعید بن المرزبان ایک دوسرے آدمی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس تینتیس ہاتھی تھے ان میں سابور کا ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس سے تمام ہاتھی مانوس تھے اور وہ سب سے بڑا اور پرانا تھا۔ رفیل بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس تینتیس ہاتھی تھے۔ اس کے مرکز (قلب) میں اٹھارہ ہاتھی تھے اور دونوں پہلوؤں میں پندرہ ہاتھی تھے۔

گفت وشنید کا پیغام:

مجالد' سعید' طلحہ اور عمرو زیاد بیان کرتے ہیں'' جب رستم عقیق میں رات گذارنے کے بعد صبح کے وقت اٹھا تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے مسلمانوں کے لشکر کے طرف نگاہ دوڑائی۔ پھر پل کی طرف چڑھا' وہاں لوگ جمع تھے۔ وہ پل کے قریب کھڑا ہو گیا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف ایک آدمی بھیجا تا کہ وہ رستم کا یہ پیغام انہیں پہنچائے کہ رستم یہ کہتا ہے۔'' ہمارے پاس ایک آدمی بھیجو جس سے ہم گفتگو کریں۔ اور وہ بھی ہم سے بات چیت کرے''۔ زہرہ نے حضرت سعد کو اس کا پیغام پہنچایا۔

حضرت سعدؓ نے ان کی طرف مغیرہ بن شعبہ کو روانہ کیا۔ ان کو جالینوس کی طرف زہرہ نے پہنچایا اور جالینوس نے انھیں رستم تک پہنچایا۔

مصالحت کی کوشش:

رفیل بیان کرتے ہیں'' جب رستم' عتیق کے قریب فروکش ہوا تو وہ رات وہیں گذاری' صبح کے وقت اس نے اس علاقے کا

معائنہ شروع کیا۔ وہ عتیق سے خفان تک چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اسلامی لشکر کے موڑ تک پہنچ گیا پھر وہ اوپر چڑھ کر پل تک پہنچ گیا اور دشمن کے لشکر کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ ایسی جگہ آیا جہاں سے وہ انہیں اچھی طرح دیکھ سکے۔ جب وہ پل پر کھڑا تھا تو اس نے زہرہ کو پیغام بھیجا۔ زہرہ رستم کے پاس آ گئے۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ مسلمانوں سے صلح کر لے۔ رستم نے زہرہ کو انعام کی پیش کش بھی کی بشرطیکہ مسلمان وہاں سے چلے جائیں۔ وہ یہ کہتا تھا: ''تم ہمارے پڑوسی ہو۔ تمہاری ایک جماعت ہمارے ماتحت تھی۔ ہم نے ان کے ساتھ اچھے پڑوسی کا حق ادا کیا۔ ہم ان کی تکالیف دور کرتے تھے اور ان کے لیے بہت سی سہولتیں فراہم کرتے تھے اور ان کی حفاظت کرتے تھے۔ ہم ان کے بدوؤں کو اپنی چراگاہوں میں مویشی چرانے کی اجازت دیتے تھے اور اپنے ملک سے ان کے لیے غلہ فراہم کرتے تھے اور انھیں ہم اپنے ملک کی کسی چیز کی تجارت کرنے سے نہیں روکتے تھے چنانچہ یہ ان کا ذریعہ معاش بن گئی تھی''۔

رستم عربوں پر اپنے احسانات جتا کر مصالحت کی طرف اشارہ کر رہا تھا اور دل میں وہ صلح چاہتا تھا مگر کھلم کھلا اس کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔

حضرت زہرہ کا جواب:

حضرت زہرہؓ نے جواب دیا ''آپ سچ کہتے ہیں آپ جیسا ذکر کر رہے ہیں ایسا ہوا مگر ہمارا معاملہ ان لوگوں کے معاملے سے بالکل مختلف ہے اور ہمارا مطالبہ ان کے مطالبہ سے بالکل الگ ہے۔ ہم آپ کے پاس طلب دنیا کے لیے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ ہمارا مقصد آخرت ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو آپ لوگوں کے پاس آ کر آپ کی اطاعت کرتے تھے اور آپ لوگوں کے سامنے گڑگڑا کر کچھ چیزیں طلب کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جنہوں نے ہمیں اپنے پروردگار کی طرف بلایا ہم نے ان کی دعوت قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: ''میں نے اس اسلامی طائفہ کو ان لوگوں پر غالب کر دیا ہے جو میرے دین کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ میں ان مسلمانوں کے ذریعے ان کافروں سے انتقام لوں گا اور جب تک وہ مسلمان دین حق پر قائم رہیں گے' اس وقت تک میں انہیں غالب رکھوں گا۔ لہٰذا جو دین حق سے الگ ہوگا وہ ذلیل وخوار ہوگا اور جو اس کی پابندی کرے گا وہ عزت حاصل کرے گا۔'' رستم نے دریافت کیا وہ کیسا مذہب ہے؟''۔

اسلامی تعلیمات:

وہ بولے ''اس مذہب کا سب سے بڑا ستون' جس پر اس مذہب کا دارومدار ہے' وہ یہ ہے کہ اس بات کی شہادت دی جائے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ جو احکام اللہ کی طرف سے لائے ہیں' انہیں تسلیم کیا جائے''۔

رستم بولا: ''یہ چیز کتنی اچھی ہے اس کے علاوہ اور کیا باتیں ہیں؟''۔

حضرت زہرہ بولے: ''اس مذہب کا ایک مقصد یہ ہے کہ بندے اپنے جیسے بندوں کی عبادت نہ کریں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں''۔

وہ بولا: ''یہ بھی نہایت عمدہ اصول ہے اس کے علاوہ اور کیا ہے؟''۔

وہ بولے: (اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ) ''تمام انسان فرزندان آدم وحوا ہیں۔ وہ حقیقی بھائی ہیں'' وہ بولا ''یہ بات بھی کتنی اچھی ہے''۔

اسلام کی طرف میلان:

اس کے بعد رستم بولا: ''اگر میں ان باتوں کو تسلیم کرلوں اور تمہاری دعوت قبول کرلوں اور میری قوم بھی میرا ساتھ دے۔ پھر تم کیا کرو گے؟ کیا تم واپس چلے جاؤ گے؟''۔

وہ بولے: ''ہاں! خدا کی قسم پھر تمہارے ملک میں تجارت یا کسی ضرورت کے بغیر ہم قدم نہیں رکھیں گے''۔

رستم بولا: ''تم سچ کہتے ہو مگر جب سے اردشیر حاکم ہوا۔ اہل فارس کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ کسی کو اپنے مذہب سے نکلنے نہیں دیتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے طریقے سے نکل جائے تو وہ یہ کہتے ہیں۔ ''یہ صحیح راستے سے ہٹ گیا ہے اور شریفوں سے دشمنی کرنے لگا ہے''۔

زہرہ بولے: ''ہم تمام لوگوں کے لیے بہترین انسان ہیں اور جیسا تم کہتے ہیں' ویسے نہیں ہیں ہم صرف اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور جو اللہ کی نافرمانی کرے' وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے''۔

اس کے بعد رستم لوٹ گیا۔ اس نے فارس کے بڑے آدمیوں کو بلوایا اور ان سے اس بارے میں گفتگو کی' انہوں نے ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کیا تو رستم نے کہا ''اللہ تمہیں دور کرے اور ذلیل وخوار کرے''۔

جب رستم واپس آیا تو میں زہرہ کے پاس گیا اور (واقعہ کا راوی رفیل) اسلام لے آیا اور ان کا مددگار رہا' چنانچہ میرے لیے بھی اہل قادسیہ کے برابر وظیفہ مقرر رہا۔

مدبرین اسلام کے نام پیغام:

حضرت سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہ' بسر بن ربی اہم عرفجہ بن سرشمہ عذیفہ بن محصن' ربعی بن عامہ' قرفہ بن زاہد التیمی' ثم ابوائلی' مذعور بن عدی العجلی' مضارب بن یزید العجلی' معید بن مرہ العجلی کے نام جو عرب کے مدبرین تھے۔ یہ پیغام بھیجا۔

میں تمہیں اہل فارس کے پاس بھیجنے والا ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے؟۔

ان سب نے یہ جواب دیا: ''ہم آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے اور اگر کوئی ایسا معاملہ درپیش ہوا جس کے بارے میں آپ کی کوئی ہدایت نہ ہو' تو اس پر ہم غور کریں گے اور جو مسلمانوں کے لیے زیادہ مناسب اور مفید طریقہ ہوگا' اس کے مطابق ہم ان سے گفتگو کریں گے''۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا: ''دانشمندوں کا طریقہ یہی ہوتا ہے۔ اب تم جاؤ اور تیار ہو جاؤ'' ربعی بن عامر بولے: ''ان عجمیوں کے خاص آداب و رسوم ہیں۔ جب ہم ان کے پاس اکٹھے ہو کر جائیں گے تو وہ یہ خیال کریں گے کہ ہم انہیں اہمیت دیتے ہیں۔ لہٰذا آپ ان کے پاس صرف ایک آدمی بھیجیں''۔ دوسرے لوگوں نے بھی ان کی تائید کی۔

مسلمانوں کا قاصد:

ربعی نے کہا ''تم مجھے بھیجو'' لہٰذا انہیں بھیجا گیا۔ ربعی رستم کے پاس جانے کے لیے اس کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ پل پر جو لوگ موجود تھے' انہوں نے اسے روک لیا اور رستم کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔ رستم نے اہل فارس کے بڑے لوگوں سے مشورہ کیا اور پوچھا ''کیا ہم تعظیم کریں' یا اس سے حقارت آمیز سلوک کریں'' ان کے سرداروں نے باتفاق رائے تحقیر کا مشورہ دیا۔ چنانچہ

انہوں نے قالین اور عمدہ فرش بچھائے' گدوں اور تکیوں سے خیمے کو آراستہ کیا اور (زیب وزینت کی) کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

رستم کے لیے سونے کا تخت بچھایا گیا اور اس پر قالین بچھائے گئے اور اسے سنہری تکیوں سے آراستہ کیا گیا۔

اسلامی قاصد کی حالت:

حضرت ربعی ایک پست قد گھوڑے پر سوار ہو کر آئے ان کے ساتھ ایک تلوار پھٹے پرانے کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی اور ان کا نیزہ گائے کی کھال کے چمڑے سے بندھا ہوا تھا اور تیر کمان ان کے پاس تھی۔ جب وہ بادشاہ (رستم) کے قریب فرش پر پہنچے تو ان سے کہا گیا ''اترو'' تو وہ اپنے گھوڑے کو فرش کے اوپر سے آگے لے گئے اور قریب پہنچ کر وہاں سے اترے اور دو تکیوں کو پھاڑ کر گھوڑے کو ان سے باندھا اور وہیں لا کھڑا کیا۔ اس موقع پر کسی کو منع کرنے کی جرأت نہیں ہوئی' مگر حقارت کی نظر سے دیکھتے رہے انہیں ان لوگوں کا یہ رویہ معلوم ہو گیا تھا پھر وہ لوگ کہنے لگے'' آپ اپنے ہتھیار رکھ دیجیے''۔

وہ بولے'' میں خود نہیں آیا ہوں کہ تمہارے حکم سے ہتھیار رکھ دوں۔ تم نے مجھے بلایا ہے اگر تم نہیں چاہتے ہو کہ اپنی مرضی کے مطابق آؤں' تو میں لوٹ جاؤں گا''۔

انہوں نے رستم کو اس بات سے مطلع کیا تو اس نے کہا'' اس صورت میں تم اس کو اجازت دے دو' وہ صرف ایک آدمی ہے''۔ لہٰذا حضرت ربعی نیزہ کا سہارا لیتے ہوئے اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اس طرح آئے کہ وہ نیزے کی نوک سے قالین اور فرش کو پھاڑ رہے تھے' اور قالین اور فرش کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو خراب اور شکستہ نہ ہوا ہو۔

جب وہ رستم کے قریب آئے تو محافظوں نے انہیں گھیر لیا۔ وہ زمین پر بیٹھ گئے اور اپنا نیزہ فرش پر گاڑ دیا۔ جب لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے'' ہم تمہاری اس زیب وزینت کی چیزوں پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے ہیں''۔

آمد کا مقصد:

پھر رستم نے ان سے بات چیت شروع کی اور پوچھا'' تم کیوں آئے ہو؟'' وہ بولے'' اللہ نے ہمیں بھیجا ہے اور وہی ہمیں لایا ہے تاکہ ہم جس کو چاہیں' بندوں کی عبادت کرنے سے نکال کر اس سے خدا کی عبادت کرائیں' اور اسے دنیا کے تنگ دائرہ سے نکال کر اس کی وسعتوں میں اس کو پہنچائیں اور دیگر مذاہب کے ظلم وستم سے بچا کر اسلام کے عدل وانصاف کے سامنے لائیں۔ اس نے ہمیں دین عطا کیا ہے تاکہ ہم مخلوق کو اس کے دین کی طرف بلائیں۔ جس نے اس دین کی دعوت کو تسلیم کر لیا' ہم بھی اس سے رضامند ہو کر لوٹ جائیں گے اور اسے چھوڑ دیں گے اور اس کا ملک بھی اسے بخش دیں گے۔ اور جو انکار کرے گا تو ہم اس کے ساتھ جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ خدا کا وعدہ پورا ہو''۔ وہ بولا'' خدا کا وعدہ کیا ہے؟''۔

ربعی نے جواب دیا:'' اگر کوئی کافروں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے اور جو زندہ رہے گا تو اس کے لیے فتح وکامرانی ہے''۔

تین دن کی مہلت:

رستم نے کہا'' میں نے تمہاری گفتگو سنی ہے۔ کیا تم اس کام کو ملتوی کر سکتے ہو' تاکہ تم غور کرو اور ہم بھی غور کریں''۔ انہوں نے کہا ہاں کیا ایک دن یا دو دن کی ہم مہلت دیں۔ وہ بولا' نہیں بلکہ ہم اپنے اہل رائے اور اپنی قوم کے سرداروں سے خط وکتابت کریں

گے۔ ربعی نے کہا: ''ہمارے رسول کریم ﷺ نے جو طریقہ مقرر کیا ہے اور ہمارے رہنماؤں نے جس پر عمل کیا ہے' وہ یہ ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو اپنے اوپر مسلط نہ کریں۔ اور مقابلے کے وقت تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیں لہٰذا ہم تمہیں تین دن کی مہلت دیتے ہیں اس عرصے میں آپ اپنے بارے میں اور اپنی قوم کے بارے میں غور کر لیں۔

ایک چیز کا انتخاب:

اس اثناء میں آپ تین چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کر لیں:

1. آپ اسلام قبول کر لیں۔ اس صورت میں ہم آپ کو چھوڑ دیں گے اور آپ کے ملک پر قبضہ نہیں کریں گے۔
2. یا جزیہ دیں جسے ہم قبول کر لیں گے اور آپ کی حفاظت کریں گے اور اگر آپ کو ہماری حفاظت اور امداد کی ضرورت نہیں ہو گی تو آپ لوگوں کو ہم اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دیں گے اور جب کبھی آپ لوگوں کو ہماری امداد و حفاظت کی ضرورت ہو گی ہم آپ کی امداد کریں گے۔
3. یا (اگر آپ کی قوم کو یہ دونوں صورتیں منظور نہ ہوں) تو چوتھے دن آپ کے ساتھ جنگ ہو گی درمیانی عرصے میں ہم خود لڑائی کا آغاز نہیں کریں گے' مگر اس صورت میں جب کہ آپ لوگ لڑائی کا آغاز کریں (تو ہم بھی جنگ کریں گے) میں اپنے ساتھیوں اور تمام فوج کی طرف سے اپنے اس قول کی پابندی کرانے کا ذمہ دار بنوں گا''۔

مسلمانوں کی خصوصیات:

رستم بولا ''کیا آپ ان کے سردار ہیں'' وہ بولے ''نہیں تاہم تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ ایک ادنیٰ مسلمان اپنے اعلیٰ افسر کی طرف سے کسی کو پناہ دے سکتا ہے''۔

یہ بات سن کر رستم اہل فارس کے سرداروں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''تم کیا سن رہے ہو؟ کیا تم نے اس شخص کی گفتگو سے زیادہ واضح اور بے لاگ کلام سنا؟'' وہ بولے ''خدا نہ کرے کہ تم اس شخص کی کسی بات کی طرف متوجہ ہو کر اپنے دین سے پھر جاؤ۔ کیا آپ اس کا لباس نہیں دیکھ رہے ہیں؟''۔

وہ بولا: ''تم پر افسوس ہے۔ تم اس کا لباس نہ دیکھو بلکہ اس کی رائے' کلام اور سیرت پر غور کرو' اہل عرب لباس اور کھانے پینے کی چیزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ وہ اپنی عزت اور آبرو کو محفوظ رکھتے ہیں۔ ان کا لباس تمہارے لباس جیسا نہیں ہے اور نہ وہ ان چیزوں کی رغبت رکھتے ہیں تم ان کے ہتھیاروں کو دیکھو''۔ ربعی بولے:

ربعی کی بہادری:

''کیا تم مجھے اپنے ہتھیار دکھاؤ گے یا میں دکھاؤں''۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے پھٹے پرانے کپڑے میں سے تلوار نکالی جو آگ کے شعلے کی مانند تھی۔ اہل فارس کہنے لگے ''اسے نیام میں رکھ لو''۔

پھر انہوں نے اہل فارس کی ڈھال پر تیر چلایا اور انہوں نے ربعی کی چمڑے کی معمولی ڈھال پر تیر اندازی کی تو ایرانیوں کی ڈھال میں شگاف ہو گیا اور ربعی کی ڈھال صحیح سالم رہی' اس پر انہوں نے کہا ''اے اہل فارس! تم کھانے پینے اور لباس کو بڑی اہمیت دیتے ہو مگر ہم ان چیزوں کو حقیر سمجھتے ہیں''۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلے گئے تا کہ اس مدت معینہ میں وہ غور و خوض کر سکیں۔

دوسرا قاصد:

دوسرے دن انہوں نے پیغام بھیجا کہ ''اس آدمی کو ہمارے پاس پھر بھیجو'' حضرت سعدؓ نے حضرت حذیفہ بن محصن کو بھیجا اور وہ بھی اسی لباس میں آئے۔ جب وہ فرش کے قریب پہنچے تو ان سے کہا گیا کہ وہ اتر جائیں وہ بولے ''میں تمہارے پاس اپنے کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ تم اپنے بادشاہ سے پوچھو۔ آیا اس نے اپنے کام کے لیے مجھے بلایا ہے یا میں اپنے کام کے لیے آیا ہوں۔ اگر وہ کہتا ہے کہ میں اپنے کام سے آیا ہوں تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ایسی حالت میں تمہیں چھوڑ کر میں واپس چلا جاؤں گا اور اگر وہ یہ کہے کہ میں اس کی خواہش کے مطابق آیا ہوں تو میں اپنے طریقے کے مطابق آؤں گا''۔

رستم نے کہا ''اسے آنے دو'' چنانچہ وہ آئے اور کھڑے رہے۔ رستم نے کہا ''آپ اتر آئیں'' مگر جب انہوں نے اترنے سے انکار کیا تو رستم نے کہا: آپ کیوں آئے ہیں تمہارے کل کے ساتھی کیوں نہیں آئے؟ وہ بولے ''ہمارا امیر سختی اور نرمی دونوں حالتوں میں ہمارے ساتھ مساوات اور انصاف کے طریقے کو پسند کرتا ہے۔ اب میری باری ہے''۔ وہ بولا: ''آپ کیوں آئے ہیں؟''۔

حضرت حذیفہ کی گفتگو:

حضرت حذیفہ بولے: ''خدائے بزرگ و برتر نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ اس نے ہماری طرف اپنا دین و مذہب بھیجا اور ہمیں اپنی نشانیاں دکھائیں' ہم ان چیزوں سے ناواقف تھے اب ان سے واقف ہو گئے ہیں پھر اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم دوسرے لوگوں کو تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی طرف بلائیں:

1. وہ اسلام قبول کریں اس صورت میں ہم تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔
2. جزیہ ادا کریں۔ اس صورت میں اگر تمہیں ہماری حفاظت کی ضرورت ہوگی تو ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔
3. یا جنگ کریں۔

رستم بولا: ''مصالحت بھی تو ہے'' وہ بولے ''ہاں کل سے تین دن تک کے لیے ہے''۔ چونکہ انہوں نے بھی کوئی نئی بات نہیں کہی تھی اس لیے انہیں واپس بھیج دیا۔

رستم کا خطاب:

بعد ازاں رستم اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ''کیا تم وہ بات نہیں دیکھ رہے ہو جو میں مشاہدہ کر رہا ہوں'' کل ان کا پہلا قاصد آیا' وہ ہماری سرزمین پر غالب آ گیا اور جن چیزوں کو ہم اہمیت دیتے ہیں' اس نے ان باتوں کو حقیر سمجھا' اس نے ہمارے قالین پر اپنا گھوڑا لا کھڑا کیا اور وہاں اسے باندھا۔ لہٰذا وہ نیک شگون کے ساتھ ہماری زمین اور اس کی چیزوں کو لے گیا اور اس نے نہایت عقلمندی کا ثبوت دیا۔ آج یہ (قاصد) آیا' یہ ہمارے سامنے کھڑا رہا' اس نے بھی اچھا شگون اختیار کیا کہ وہ ہماری زمین پر ہمارے بغیر کھڑا تھا۔ ان باتوں سے اس نے اپنے ساتھیوں کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اسے ناراض اور غضب ناک کر دیا۔

تیسرا قاصد:

جب تیسرا دن آیا تو رستم نے پھر پیغام بھیجا کہ اس کے پاس کسی آدمی کو بھیجا جائے اس دفعہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیجا گیا۔

ابوعثمان النہدی کہتے ہیں۔ جب حضرت مغیرہؓ روانہ ہوئے تو پل کو عبور کرنے کے بعد جب وہ اہل فارس کے لشکر میں پہنچے تو انہوں نے انہیں روک لیا تا کہ رستم سے ان کی آمد کی اجازت لی جائے۔ جب مغیرہؓ وہاں پہنچے تو تمام اہل فارس اپنے شاندار لباس میں تھے وہ سنہری تار کے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کے سروں پر تاج تھے اور بہت دور تک انہوں نے قالین اور فرش بچھائے ہوئے تھے تا کہ آنے والا دور تک پیدل چل کر جائے۔

جب حضرت مغیرہؓ بن شعبہ آئے تو وہ رستم کے تخت پر اس کی مسند کے پاس بیٹھ گئے۔لوگ ان کی طرف لپکے اور انہیں تخت سے اتار دیا' وہ بولے:

امیر وغریب کا امتیاز:

''ہمیں تمہاری عقلمندی کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں مگر میں تم سے زیادہ بے وقوف قوم نہیں دیکھتا ہوں۔ہم اہل عرب مساوی درجہ رکھتے ہیں' ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو غلام بنائے ہوئے نہیں ہے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کسی سے جنگ کرے۔لہٰذا میرا خیال تھا کہ تم لوگوں میں بھی قومی ہمدردی ویسی ہی ہے جیسی ہمارے اندر ہے مگر تم نے عملی طور پر بہترین انداز سے مجھے مطلع کر دیا ہے کہ تم میں سے کچھ افراد دوسرے لوگوں کے دیوتا ہیں۔تمہارا یہ طریقہ کبھی درست نہیں رہ سکتا ہے' ہم ایسا نہیں کرتے ہیں۔ میں خود نہیں آیا ہوں۔ بلکہ تم نے مجھے آج بلایا ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری حکومت کمزور ہوگئی ہے اور تم ہار جاؤ گے کیونکہ کوئی ملک ان عادات و خصائل کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا''۔

ایرانی عوام یہ بات سن کر بولے'' خدا کی قسم! یہ عربی باشندہ سچ بولتا ہے'' زمیندار طبقہ کہنے لگا:'' خدا کی قسم! اس نے ایسی بات کہی ہے کہ ہمارے غلام ہمیشہ اس کی طرف مائل رہیں گے' اللہ ہمارے بزرگوں کو غارت کرے' وہ کتنے احمق تھے کہ وہ عرب قوم کو ہمیشہ حقیر اور کمتر سمجھتے رہے''۔

رستم کا جواب:

اس پر رستم نے ان کی تقریر کے اثر کو زائل کرنے کے لیے ان سے ہنسی دل لگی شروع کر دی اور کہا:''اے عرب باشندے! کبھی عوام ایسی باتیں کرتے ہیں جو ملک کے لیے مفید نہیں ہوتی ہیں۔ایسی صورت میں انہیں دور رکھا جاتا ہے تا کہ وہ نامناسب بات نہ کریں' بہرحال وفاداری اور حق پسندی کو پسند کیا جاتا ہے۔تمہارے پاس جو تکلے (تیر) ہیں وہ کیسے ہیں؟'' وہ بولے'' اگر چنگاریاں بڑی نہ ہوں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے''۔ پھر انہوں نے ان لوگوں کو اپنی تیراندازی کے جوہر دکھائے۔اس کے بعد رستم بولا:

''تمہاری تلوار بوسیدہ کیوں ہے؟'' مغیرہؓ بولے'' اس کا غلاف بوسیدہ ہے مگر اس کی دھار بہت تیز ہے'' پھر انہوں نے اسے اپنی تلوار دکھائی۔اس کے بعد رستم کہنے لگا'' کیا تم پہلے گفتگو کرو گے یا میں گفتگو کا آغاز کروں''۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:'' آپ نے ہم کو بلا بھیجا ہے اس لیے آپ بولیں''۔

رستم کی تقریر:

لہٰذا دونوں کے درمیان ترجمان مقرر کیا گیا اور رستم نے گفتگو کا آغاز کیا۔اس نے اپنی قوم کی تعریف کی۔اس کے بعد ان کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا:

ہم تمام ممالک میں طاقتور اور دشمنوں پر غالب رہے' قوموں میں سربلند رہے' کوئی بادشاہ ہماری جیسی عزت اور فتح و نصرت نہیں حاصل کر سکا۔ ہم ان پر ہمیشہ غالب رہتے تھے اور کوئی قوم ہم پر غالب نہیں آ سکی' مگر چند دنوں یا ایک دو مہینوں سے ہماری یہ حالت نہیں رہی ہے' جب خدا ہم سے انتقام لینے کے بعد ہم سے رضا مند ہوگا تو اس وقت ہماری شان و شوکت لوٹ آئے گی اور ہمارے دشمن کو مقابلے میں بدترین دن دیکھنا نصیب ہوگا۔

اے اہل عرب! ہمارے نزدیک تم سے زیادہ کوئی قوم حقیر و ذلیل نہ تھی۔ تم تنگ دست اور خستہ حال تھے' ہم تمہیں ناچیز سمجھتے تھے اور تم کسی شمار میں نہیں تھے۔ جب تمہارے ملک میں قحط اور خشک سالی ہوتی تھی تو تم ہمارے پاس فریاد لے کر آتے تھے اور ہم تمہیں کچھ کھجوریں اور جو کا غلہ دے کر لوٹا دیتے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ملک کی تنگدستی نے تمہیں ان کاموں کی طرف آمادہ کیا ہے (اگر یہ حقیقت ہے تو) میں تمہارے امیر کو کپڑے' خچر اور ایک ہزار درہم دینے کا حکم صادر کرتا ہوں اور میں تم میں سے ہر ایک کے لیے کھجوروں کا ایک ڈھیر اور کپڑے کا ایک جوڑا دینے کا حکم صادر کرتا ہوں تاکہ تم یہاں سے لوٹ جاؤ۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ میں تمہیں قتل کروں اور نہ تمہیں گرفتار کر کے قید کرنا چاہتا ہوں''۔

حضرت مغیرہؓ کا جواب:

اس کے بعد حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد یوں ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و رازق ہے ہر کام اس کے حکم سے صادر ہوتا ہے تم نے اپنے اور اپنے اہل ملک کے کارناموں کا تذکرہ کیا ہے کہ تم اپنے دشمنوں پر غالب آتے تھے اور ممالک کو فتح کرتے تھے اور یہ کہ تمہاری بادشاہت دنیا میں بہت وسیع ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں اور ان کے منکر نہیں ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا کارنامہ ہے۔ اس نے تم پر یہ احسانات کیے ہیں' تمہارا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ تم نے ہماری تنگدستی' خستہ حالی اور باہمی اختلاف کا تذکرہ کیا ہے۔ ان باتوں سے بھی ہم واقف ہیں اور ان کے منکر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس حالت میں مبتلا کیا' مگر یہ دنیا عالم انقلاب ہے۔ یہاں مصیبت زدہ انسان خوش حالی کی توقع رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خوش حال ہو جاتے ہیں۔ بلکہ خوشحال حضرات کو بھی مصائب و تکالیف کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مصیبتیں ان پر نازل ہو جاتی ہیں اور وہ خستہ حال ہو جاتے ہیں۔

اگر تم خدا کے احسانات اور نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہتے تو تمہاری یہ شکرگزاری اس کی ان نعمتوں سے کم رہتی جو تمہیں عطا کی گئی ہیں۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ تمہاری ناشکری نے تمہاری حالت تبدیل کر دی ہے۔

ہم اپنی سابقہ حالت میں اس وقت مبتلا تھے جب ہم کافر تھے اور اس وقت ہمیں جو کچھ حاصل ہوا وہ اللہ کی رحمت سے حاصل ہوا مگر اب جیسا تم سمجھتے ہو ویسی ہماری حالت نہیں ہے' اب اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسولؐ بھیجا ہے''۔ اس کے بعد انہوں نے مذکورہ بالا تقریروں کے مطابق گفتگو کی۔ آخر میں انہوں نے فرمایا:

''اگر آپ کو ہماری حفاظت اور امداد کی ضرورت ہو تو ہمارے غلام (ماتحت) بن کر مطیع و فرمان بردار بن کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں اور اگر اس سے انکار ہے تو تلوار (ہمارے اور آپ کے درمیان) فیصلہ کرے گی''۔

اس پر رستم بہت مشتعل ہو گیا اور غصے میں آگ بگولہ ہو کر اور آفتاب کی قسم کھا کر کہنے لگا۔ ''کل دن نکلتے ہی ہم تم سب کو قتل کر دیں

گئے'' اس کے بعد حضرت مغیرہؓ لوٹ آئے۔

عربوں کی تعریف:

رستم نے اہل فارس کو مخاطب کر کے کہا ''ان لوگوں کا تم سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ کیا اس سے پہلے دو آدمی نہیں آئے جنہوں نے تمہیں عاجز و درماندہ کر دیا تھا۔ پھر یہ شخص آیا اور یہ معلوم ہوا کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے' سب نے ایک ہی طریقہ اختیار کیا اور یہ سب ایک ہی بات پر قائم رہے' یہ لوگ سچے ہوں یا جھوٹے ہوں' مگر ان کی عقل مندی اور رازداری اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا ہے' تو اگر یہ لوگ سچے ہوں تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ لوگ جس کام کا ارادہ کریں گے۔ اس کی راہ میں کوئی ان کی مزاحمت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا ہمت اور استقلال سے کام لو۔ خدا کی قسم! مجھے اس بات کا علم ہے کہ تم میری باتوں کو توجہ سے سن رہے ہو مگر یہ تمہاری ریاکاری ہے''۔ اس پر وہ اس کی زیادہ خوشامد کرنے لگے۔

رستم کی پیشین گوئی:

رفیل بیان کرتا ہے ''رستم نے حضرت مغیرہؓ کے ساتھ ایک آدمی بھیجا اور اس سے کہا کہ جب وہ پل کو عبور کر لے اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جائے تو تم اس سے پکار کر کہو کہ ''بادشاہ نجومی تھا اس نے تمہارے بارے میں غور کیا ہے۔ اور حساب لگا کر (نجوم کے قواعد کے مطابق) یہ بتایا ہے کہ کل تمہاری ایک آنکھ ضائع ہو جائے گی''۔ اس قاصد نے ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت مغیرہؓ نے فرمایا ''تم نے مجھے نیکی اور ثواب کی بشارت دی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کے بعد بھی تمہارے جیسے مشرکوں سے جہاد کروں گا' تو میں یہ آرزو کرتا کہ میری دوسری آنکھ بھی (جہاد میں) جاتی رہے''۔

اس نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ان کی گفتگو پر ہنس رہے ہیں اور ان کی بصیرت پر تعجب کر رہے ہیں اس کے بعد وہ شخص بادشاہ کے پاس آیا اور ان کی یہ گفتگو دہرائی تو اس نے کہا:

''اے اہل فارس! تم میری اطاعت کرو کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کا عذاب آنے والا ہے جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے''۔

جھڑپیں:

ایرانیوں کے سواروں کا دستہ پل پر جمع ہو جاتا تھا اور وہ وہاں مسلمانوں سے جھڑپوں کا آغاز کرتا تھا۔ مسلمان ان کی تین طرف سے اپنی مدافعت کرتے تھے خود اپنی طرف سے حملے کا آغاز نہیں کرتے تھے جب وہ حملہ کرتے تھے تو ان کے حملوں کو لوٹا دیتے تھے۔

عبود:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں ''رستم کا ترجمان حیرہ کا ایک شخص تھا جس کا نام عبود تھا۔ حضرت شعبی اور سعید بن المرزبان روایت کرتے ہیں کہ رستم نے حضرت مغیرہؓ کو بلوایا۔ وہ آ کر ان کے تخت پر بیٹھ گئے۔ رستم نے اپنے ترجمان کو بلوایا جو حیرہ کا ایک عرب تھا' جس کا نام عبود تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے اس سے فرمایا:

''اے عبود! تم عربی شخص ہو جب میں بات کروں تو تم میری بات اس کے پاس اس طرح پہنچاؤ جیسے اس کی بات مجھ تک پہنچاتے ہو''۔ رستم نے بھی اس سے ایسی ہی بات کہی۔

آخری الفاظ:

آخر میں حضرت مغیرہؓ نے پھر یہ بات دہرائی جب کہ انہوں نے یہ کہا ''(تین باتوں میں کسی ایک کی طرف تمہیں دعوت دی جاتی ہے) اسلام قبول کرو ایسی صورت میں تمہارے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں اور تم پر بھی وہی ذمہ داریاں ہوں گی' جو ہم پر ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا۔ یا تم جزیہ بہ رضا وخوشی ادا کرو' اس کے بعد انہوں نے مذکورہ بالا گفتگو ختم کرتے ہوئے فرمایا ''اسلام لانا ہمارے نزدیک ان دونوں چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے''۔

اس نے صاغروں کا مطلب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا ''اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا آدمی جزیہ لے کر ہمارے پاس کھڑا رہے اور اس کے قبول کرنے پر تعریف کرے''۔

رستم سے مکالمہ:

شقیق بیان کرتے ہیں: میں قادسیہ کی جنگ میں نوعمری کی حالت میں شریک ہوا۔ حضرت سعدؓ قادسیہ میں بارہ ہزار کا لشکر لے آئے اس میں آزمودہ اور تجربہ کار سپاہی شریک تھے۔ پہلے ہمارے پاس رستم کے اگلے لشکر آئے' اس کے بعد رستم خود ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر آیا۔ جب رستم ہمارے لشکر کے قریب پہنچا تو اس نے کہا: ''اے اہل عرب! تم ہمارے پاس کوئی آدمی بھیجو جس سے ہم گفت وشنید کر سکیں''۔ لہٰذا حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور چند نفر بھیجے گئے جب وہ رستم کے پاس پہنچے تو حضرت مغیرہؓ تخت پر بیٹھ گئے۔ رستم کے بھائی اس پر ناراض ہوئے۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا ''تم ناراض مت ہو۔ یہاں پر بیٹھنے سے نہ تو میری عزت میں اضافہ ہوا۔ اور نہ تمہارے بھائی کی عزت کم ہوئی ہے''۔ رستم بولا ''اے مغیرہؓ! تم بہت بدنصیب تھے یہاں تک کہ تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اور اگر تمہیں اس کے علاوہ اور کوئی کام ہو تو مجھے بتاؤ'' اس کے بعد رستم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور کہا ''تم مت خیال کرو کہ تمہارے یہ تکلے (تیر) تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے'' حضرت مغیرہؓ نے اس کا جواب دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا اور کہا ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے ہاتھوں سے ایک دانہ کھلایا جو تمہاری اس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے' جب ہم نے اپنی اولاد کو وہ دانہ چکھایا تو وہ کہنے لگے۔

''ہم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے'' لہٰذا ہم اس لیے آئے ہیں کہ یا تو انہیں یہ کھلائیں یا ہم مر جائیں''۔ رستم بولا ''تم مر جاؤ گے یا مارے جاؤ گے'' مغیرہؓ نے فرمایا ''ہم میں سے جو شہید ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تم میں سے جو ہمارے ہاتھوں مقتول ہوگا' وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور ہم میں سے جو زندہ رہے گا' وہ تمہارے زندوں پر فتح حاصل کرے گا' لہٰذا ہم تمہیں تین چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنے کی مہلت دیتے ہیں'' رستم نے کہا ''ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نہیں ہو سکتی''۔

آخری نصیحت:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں: سعدؓ نے باقی ماندہ اہل الرائے مسلمانوں کو بھی اہل فارس کی طرف روانہ کیا' البتہ پہلے تین آدمیوں کو (جو بھیجے گئے تھے) روک لیا۔ یہ لوگ رستم کے پاس آئے تاکہ وہ اسے (جنگ کی) سخت برائیاں بتائیں۔ وہ بولے:

''ہمارا امیر کہتا ہے کہ اچھے پڑوس سے حکام محفوظ رہتے ہیں۔ میں تمہیں اس چیز کی دعوت دیتا ہوں جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے لیے بہتر ہے۔ عافیت اسی میں ہے کہ آپ اس بات کو تسلیم کرلیں جس کی طرف اللہ دعوت دیتا ہے۔ اس طرح ہم اپنے

ملک کی طرف لوٹ جائیں گے' اور آپ بھی اپنے ملک واپس چلے جائیں گے۔ہم دونوں ایک ہو جائیں گے۔البتہ آپ کا ملک اور آپ کی حکومت آپ کے قبضے اور اختیار میں ہوگی اور اپنے پیچھے سے آپ جو کچھ حاصل کریں گے۔وہ آپ کے لیے مخصوص اضافہ ہو گا۔اس صورت میں اگر کوئی آپ کے برخلاف حملہ کرنے یا غالب آنے کی کوشش کرے تو ہم اس کے برخلاف آپ کے مددگار ثابت ہوں گے۔اے رستم! تم اللہ سے ڈرو اور اپنے ہاتھوں اپنی قوم کو تباہ نہ کرو۔اس سے بچنے کی صورت صرف یہی ہے کہ تم دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کے ذریعے شیطان کو بھگا دو''۔

رستم کی تمثیلات:

رستم نے جواب میں کہا میں نے تمہارے چند افراد سے گفتگو کی تھی اگر انہوں نے میری بات سمجھ لی ہے تو مجھے توقع ہے کہ تم بھی میری گفتگو سمجھ لو گے۔مثالیں کلام کی زیادہ وضاحت کرتی ہیں اس لیے میں تمہارے سامنے چند مثالیں پیش کروں گا۔تم یہ ذہن نشین رکھو کہ تم نہایت تنگ دست اور خستہ حال تھے۔تم اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔اس وقت ہم تمہارے لیے برے پڑوسی نہیں ثابت ہوئے' بلکہ تمہارے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کرتے رہے۔تم بار بار ہمارے ملک میں آتے تھے اس وقت ہم تمہارے لیے غلہ فراہم کرتے تھے اور تمہیں اس حالت میں لوٹا دیتے تھے۔تم ہمارے پاس مزدوری اور تجارت کے لیے بھی آتے تھے اس وقت بھی ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔

لومڑی کی مثال:

جب تم نے ہمارا کھانا کھا لیا اور ہمارا پانی پیا اور ہمارے زیر سایہ رہے تو تم نے اس کا حال اپنی قوم سے بیان کیا تو انہیں دعوت دے کر تم یہاں لے آئے۔اس صورت میں تمہاری اور ہماری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کا انگوروں کا باغ ہو۔وہاں اس نے ایک لومڑی دیکھی۔وہ پوچھنے لگا ''لومڑی کیسی ہوتی ہے؟'' تو (اس کے جواب میں) لومڑی بہت سی لومڑیوں کو اس باغ میں لے آئی۔جب وہاں جمع ہو گئیں تو باغ والے نے وہ راستہ بند کر دیا جہاں سے وہ آئی تھیں۔اس کے بعد ان سب کو قتل کر دیا۔مجھے معلوم ہے کہ حرص وطمع اور افلاس تمہیں یہاں لائے ہیں۔لہٰذا اس سال تم یہاں سے لوٹ جاؤ اور اپنی ضرورت کے مطابق غلہ لے جاؤ اور جب کبھی تمہیں ضرورت ہو' تم واپس آ کر اپنی ضرورتیں پوری کر سکتے ہو' میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہیں قتل کروں''۔

چوہوں کی مثال:

عمارہ بن القعقاع الضبی قبیلہ یربوع کے ایک شخص کے حوالے سے جو اس جنگ میں شریک ہوا تھا' بیان کرتا ہے (یہ رستم کی تقریر اضافہ ہے) کہ رستم نے کہا: ''تم میں سے بہت سے لوگوں نے ہمارے ملک میں آ کر جو چاہا حاصل کیا پھر ان کا انجام قتل اور فرار کی صورت میں نمودار ہوا۔جس نے تمہارے لیے یہ طریقہ جاری کیا' وہ تم سے زیادہ طاقت ور اور بہتر تھا۔تم نے یہ مشاہدہ کیا ہوگا کہ جب لوگ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کچھ نقصان پہنچتا ہے اور کچھ بچ نکلتے ہیں۔

تمہارے ان کاموں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ چوہے غلہ کے ایک مٹکے کے قریب رہتے تھے۔اس مٹکے میں ایک سوراخ تھا۔پہلا چوہا اس کے اندر گھسا اور وہیں رہنے لگا' دوسرے چوہے وہاں سے غلہ لے جاتے رہتے تھے اور لوٹ آتے تھے انہوں نے پہلے چوہے سے بھی کہا کہ وہ باہر آ جایا کرے مگر وہ انکار کرتا رہا۔یہاں تک کہ وہ چوہا جو مٹکے کے اندر رہتا تھا۔بے انتہا فربہ ہو گیا ایک

مرتبہ اس کی طبیعت چاہی کہ وہ اپنے عزیزوں سے ملاقات کر کے انہیں اپنی خوش حالی سے مطلع کرے مگر اب وہ سوراخ اس کے لیے تنگ ثابت ہوا اور وہ اس میں سے نہیں نکل سکا اس نے اپنی پریشانی کا حال اپنے ساتھیوں سے بیان کیا اور ان سے نکلنے کا طریقہ معلوم کرنا چاہا تو وہ چوہے کہنے لگے:

''تم اس راستے سے اس وقت تک نہیں نکل سکو گے جب تک کہ تم اس حالت میں نہیں آ جاؤ گے جو داخل ہونے سے پہلے (تمہارے دبلے پن کی) حالت تھی''۔

یہ سن کر وہ (نکلنے سے) باز رہا اور بھوکا رہنے لگا اور ہر وقت خائف رہنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ داخل ہونے سے پہلے کی حالت کی طرف لوٹ آیا تو مٹکے والے نے آ کر اسے مار ڈالا۔ لہٰذا تم بھی یہاں سے نکل جاؤ کہیں تمہاری بھی ایسی حالت نہ ہو جائے''۔

مکھی کی مثال:

رفیل بیان کرتے ہیں کہ رستم نے مزید یوں کہا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے سوا مکھی سے زیادہ لالچی اور مضر مخلوق نہیں پیدا کی۔ اے گروہ عرب! تم ہلاکت کا مشاہدہ کر رہے ہو اور تمہاری طمع تمہیں اس کی طرف رہنمائی کر رہی ہے' میں ایک مثال کے ذریعے اس کی وضاحت کرتا ہوں وہ یہ ہے:

ایک مکھی نے شہد دیکھا اور وہ اڑنے لگی اور کہنے لگی ''جو مجھے وہاں پہنچائے گا اسے دو درہم ملیں گے'' جب وہ وہاں پہنچ گئی تو کسی کے روکنے سے نہیں رکی' اس کے اندر پہنچ کر وہ ڈوب گئی اور پھنس گئی اس وقت وہ بولی:

''جو مجھے نکالے گا اسے چار درہم ملیں گے''۔

انگور کے باغ کی مثال:

رستم نے ایک اور مثال بیان کی اور کہا ''تمہاری مثال ایسی ہے۔ جیسے کہ ایک لومڑی ایک بل کے سوراخ سے انگور کے باغ میں پہنچ گئی۔ وہ بہت کمزور اور لاغر تھی۔ وہ وہاں پھل کھاتی رہی۔ باغ والے نے اسے دیکھ لیا تھا اور اس کی خستہ حالی کو دیکھ کر رحم کھا کر چھوڑ دیا تھا۔ جب انگور کے باغ میں رہتے ہوئے زیادہ عرصہ گذر گیا تو وہ لومڑی فربہ ہوگئی اور اس کی حالت بہتر ہوگئی اور اس کی لاغری جاتی رہی تھی۔ مگر اب وہ سرکش ہوگئی تھی اور کھانے سے زیادہ انگور کے باغ اور اس کے پھلوں کو خراب کرنے لگی۔ باغ والے کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی وہ بولا: ''میں یہ بات نہیں برداشت کر سکتا ہوں''۔ یہ کہہ کر اس نے ڈنڈا سنبھالا اس کے غلام بھی اس کے ساتھ اس کی مدد کے لیے اس کی تلاش میں نکلے' لومڑی انہیں فریب دیتی رہی' اور وہ انگوروں کی بیلوں میں چھپ جاتی تھی' آخر کار جب اسے یقین ہوگیا کہ وہ اس کے تعاقب سے باز آنے والے نہیں ہیں تو اس نے اس راستے سے نکلنے کی کوشش کی جہاں سے وہ داخل ہوئی تھی مگر اس سوراخ میں وہ پھنس گئی کیونکہ جب وہ لاغر تھی تو وہ اس بل میں سے داخل ہوئی تھی اس وقت اس میں داخل ہونے کی گنجائش تھی مگر اب چونکہ وہ فربہ ہوگئی تھی اس لیے وہ اس کے لیے تنگ ہوگیا تھا۔ اس حالت میں باغ والا بھی وہاں آ پہنچا وہ اس پر ڈنڈے برساتا رہا یہاں تک کہ اس کا کام تمام کر دیا۔

تم بھی جب آئے تھے' اس وقت تم لاغر تھے اب تم بھی فربہ ہوگئے ہو اسی لیے غور کرو کہ تم کیسے نکل سکو گے؟''۔

رستم نے یہ مثال بھی پیش کی: ''ایک آدمی نے ایک ٹوکری تیار کی اور اس میں اپنا کھانا رکھا' چوہوں نے آ کر اس ٹوکری میں سوراخ کر

دیا اور اس میں گھس گئے' اس شخص نے اس سوراخ کو بند کرنا چاہا تو لوگوں نے کہا ''چوہے پھر سوراخ کر دیں گے اس کے اندر ایک کھوکھلا بانس لگا دو۔ جب چوہے آئیں گے تو وہ اس بانس میں سے داخل ہوں گے اور اس میں سے نکلیں گے۔ لہٰذا جب چوہے نمودار ہوں تو تم انہیں مار ڈالو''۔

میں نے بھی راستہ بند کر دیا ہے تم اس بانس میں نہ گھسو' ورنہ جو کوئی اس سے نکلے گا قتل کر دیا جائے گا۔ تم اس کام کے لیے کیسے تیار ہوئے ہو حالانکہ تمہارے پاس نہ کافی تعداد میں فوج ہے اور نہ کافی مقدار میں سامان جنگ ہے''۔

مسلمانوں کا جواب:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے اس کا جواب دیا اور کہا آپ نے ہمارے گذشتہ زمانے کی بدحالی اور انتشار و اختلاف کا تذکرہ کیا ہے' وہ صحیح ہے' ہمارے مردے مر کر دوزخ میں جاتے تھے اور جو زندہ رہتا تھا وہ تنگ دستی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ ہم اس سے بھی زیادہ بری حالت میں مبتلا تھے کہ خداوند تعالیٰ نے ہماری اپنی قوم میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو جن و انسان کے لیے باعث رحمت تھے آپؐ ان کے لیے سراپا رحمت تھے جن پر اللہ کی رحمت نازل ہوئی اور ان کے لیے عذاب نہیں آئے جنہوں نے آپ کی کرامت کا انکار کیا۔ آپؐ ہر قبیلے کے پاس ہدایت و تبلیغ کے لیے پہنچے تو سب سے زیادہ آپ کی قوم نے آپ کی مخالفت کی اور وہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہوئی' اس کے بعد قریب کے قبائل نے آپ کی مخالفت کی یہاں تک کہ ہم سب آپ کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ آپ تن تنہا تھے' اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی آپؐ کے ساتھ نہ تھا' اللہ نے آپ کو ہم پر فتح و نصرت عطاء کی۔ اس وقت ہم میں سے کچھ خوشی کے ساتھ اور کچھ بادل نخواستہ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ہم سب پر آپؐ کے معجزات اور آیات کی حقیقت و صداقت ظاہر ہو گئی۔ آپؐ نے اپنے پروردگار کی طرف سے جو تعلیمات پیش کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ہم قریب کے علاقوں کے خلاف جہاد کریں۔ ہم اس تعلیم کے مطابق روانہ ہو گئے کیونکہ ہمیں یہ یقین تھا کہ آپؐ نے جو وعدہ کیا ہے اور جو ارشاد فرمایا ہے اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تمام عرب اس مسئلہ پر متفق ہو گئے حالانکہ اس سے پیشتر ان میں اس قدر اختلاف تھا کہ کوئی مخلوق ان میں اتحاد و اتفاق نہیں پیدا کر سکتی تھی۔

دعوتِ اسلام و جزیہ:

ہم اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہم اس کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں اور اس کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں اور اس کے وعدے کو پورا کر رہے ہیں' ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اگر تم ہماری دعوت قبول کر لو گے تو ہم تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ کتاب اللہ تمہارے پاس ہماری قائم مقام ہو گی۔

اگر تم اسلام لانے سے انکار کرو گے تو ہمارے پاس اور کوئی چارۂ کار اس کے سوا نہیں ہو گا کہ ہم تم سے جنگ کریں یا تم جزیہ ادا کرو۔ اگر تم اس کے لیے تیار ہو گئے تو بہتر ہے ورنہ اللہ ہمیں تمہاری سرزمین' تمہارے فرزندوں اور تمہاری مال و دولت کا وارث بنا دے گا۔

تم ہماری نصیحت قبول کرو۔ خدا کی قسم! تمہارا اسلام لانا ہمیں مال غنیمت حاصل کرنے سے زیادہ پسند ہے اس کے بعد ہم صلح سے زیادہ تم سے جنگ کرنے کو پسند کریں گے۔

تم نے ہماری بے سروسامانی اور قلت تعداد کا تذکرہ کیا ہے اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ ہمارا ساز و سامان اطاعت ہے اور ہماری جنگ کی بنیاد صبر و استقلال پر ہے۔ تم نے ہمارے سامنے مثالیں بیان کی ہیں وہ تم نے مردوں اور اہم کاموں کے لیے بیان کی ہیں اس میں سنجیدگی بھی ہے اور ظرافت بھی ہے۔ ہم بھی تمہارے لیے ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

محل اور کسانوں کی مثال:

تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک زمین پر درخت لگائے ہوں اور وہاں اس نے نہایت عمدہ درخت اور دانوں کا انتخاب کیا' نہریں کھودیں اور اس مقام کو شاندار محل و قصور سے آراستہ کیا' ان محلات میں اس نے کسانوں کو آباد کیا اور وہ ان باغوں میں لطف اندوز ہوتے رہے' وہاں انہوں نے ناشائستہ حرکات کیں۔ اس نے ان کو مہلت دی جب وہ خود بخود شرمندہ نہیں ہوئے تو اس نے ان کو ملامت کی انہوں نے سرکشی کی تو اس نے ان کو وہاں سے نکال دیا اور دوسروں کو بلوالیا۔ اب اگر وہ وہاں سے جائیں تو لوگ انہیں ختم کردیں گے اور اگر وہ وہیں رہے تو ان لوگوں کے محکوم ہو جائیں گے اور یہ لوگ انہیں ہمیشہ ظلم و ستم میں مبتلا رکھیں گے۔

اگر جو باتیں ہم نے کہی ہیں انہیں سچ نہ سمجھو اور ہماری جنگ دنیا طلبی پر محمول سمجھی جائے تو اس صورت میں بھی ہم تم سے جنگ کرتے کیونکہ ہم نے تمہاری پرلطف زندگی کا مزہ چکھا ہے اور تمہاری شان و شوکت دیکھی ہے اس لیے اب اس کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ لہٰذا اس صورت میں ہم جنگ کر کے تم پر غالب آتے''۔

عبور دریا:

آخر میں رستم نے دریافت کیا'' کیا تم دریا کو عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم آئیں' وہ بولے ''تمہیں دریا کو عبور کرو'' یہ کہہ کر وہ رستم کے پاس سے رات ہوتے ہی آ گئے۔

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے مقامات پر جمے رہیں اور کافروں کو کہلا بھیجا کہ دریا کو عبور کرسکتے ہیں۔ انہوں نے پل کو حاصل کرنا چاہا تو حضرت سعدؓ نے کہلا بھیجا' ہم اس پر قابض ہو گئے ہیں۔ ہم اسے نہیں دیں گے۔ تم پل کے علاوہ اور کوئی ذریعہ تلاش کرو''۔

لہٰذا وہ رات بھر اپنے ساز و سامان سے عتیق پر پل باندھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

باب ۱۲

یوم ارمات

نافع اور حکم روایت کرتے ہیں' جب رستم نے دریا کو عبور کرنا چاہا تو اس نے حکم دیا کہ فارس کے سامنے دریائے عتیق پر پل باندھا جائے۔ یہ اس زمانے میں آج کل کی بہ نسبت زیادہ نیچا تھا۔ اہل فارس رات بھر صبح تک مٹی' بانسوں اور نمدوں سے بند باندھتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے راستہ بنا لیا تھا۔ یہ کام دوسرے دن اس وقت مکمل ہوا جب دن چڑھ گیا تھا۔

خدا کی تنبیہ:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں' رستم نے رات کو یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ اس نے اس کے ساتھیوں کی کمانیں لے کر ان پر مہر لگا دی پھر انہیں لے کر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔

جب رستم بیدار ہوا تو وہ بہت مغموم اور متفکر ہوا اس نے اپنے خاص لوگوں کو بلا کر انہیں یہ قصہ سنایا اور کہا'' درحقیقت اللہ ہمیں تنبیہ کر رہا ہے۔ کاش اہل فارس مجھے اجازت دیتے کہ میں اس تنبیہ پر عمل کروں۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ فتح و نصرت ہماری طرف سے اٹھائی گئی ہے اور ہوا کا رخ ہمارے دشمن کے موافق ہے اور ہم فعل و قول میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں''۔

اس کے بعد وہ اپنا بھاری ساز و سامان دریا کے پار لے گئے اور دریائے عتیق کے کنارے فروکش ہوئے۔

بڑا بول:

اعمش بیان کرتے ہیں'' اس دن رستم دوہری زرہ اور خود پہنے ہوئے پوری طرح مسلح تھا۔ اس کے حکم سے اس کے گھوڑے پر زین کسی گئی اور وہ اسے چھوئے بغیر اور رکاب میں پاؤں رکھے بغیر کود کر گھوڑے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

'' کل ہم انہیں (مسلمانوں کو) پیس کر رکھ دیں گے'' ایک آدمی نے کہا'' اگر اللہ نے چاہا'' وہ بولا'' اگر اللہ نہ بھی چاہے (تو اس صورت میں بھی وہ انہیں تباہ کر دے گا)''۔

محمد و طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں'' رستم نے اس موقع پر یہ بھی کہا:

'' شیر کے مرنے کے بعد لومڑی نے پاؤں پھیلائے ہیں''۔ اس سے اس کی مراد کسریٰ کی موت تھی پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا'' یہ بندروں کا سال ہے''۔

رستم کی صف آرائی:

جب اہل فارس نے دریا کو عبور کر لیا تو وہ اپنی صفوں میں پہنچ گئے۔ رستم اپنے تخت پر بیٹھا اور اس نے قلب (مرکزی فوج) کے لیے اٹھارہ ہاتھی مقرر کیے۔ جن پر صندوقوں کے ساتھ آدمی سوار تھے۔ دونوں بازوؤں میں بھی سات یا آٹھ ہاتھی تھے۔ جن پر صندوقوں کے ساتھ آدمی سوار تھے۔ اس نے اپنے اور میمنہ (دائیں بازو) کے درمیان جالینوس کو مقرر کیا اور اپنے اور میسرہ (بائیں بازو) کی فوج کے درمیان بیرزان کو مقرر کیا' پل' فریقین جنگ یعنی مسلمانوں اور مشرکوں کی سوار فوج کے درمیان تھا۔

خبر رسانی کا انتظام:

شاہ یزدگرد نے جب رستم کو روانہ کیا تھا تو اس وقت سے اس نے اپنے ایوان شاہی کے دروازے پر ایک آدمی مقرر کیا تھا جو ہمیشہ وہاں رہتا تھا اور اسے خبریں پہنچاتا تھا۔ دوسرا آدمی وہاں مقرر تھا جہاں سے گھر بیٹھ کر وہ خبریں سن سکے۔ تیسرا گھر کے باہر ہوتا تھا۔ اس طرح ہر اہم مقام پر ایک آدمی مقرر تھا۔ جب رستم فروکش ہوا تو جو شخص ساباط میں تھا۔ وہ خبر دیتا تھا کہ وہ فروکش ہو گیا ہے۔ یہ خبر ہر ایک شخص سلسلہ بسلسلہ دوسرے کو بتاتا تھا یہاں تک کہ آخر میں جو شخص ایوان شاہی کے دروازے پر متعین ہوتا تھا' وہ خبر رسانی کرتا تھا۔ اس نے خبر رسانی کی دو منزلوں کے درمیان ایک آدمی کو مقرر کر رکھا تھا لہٰذا رستم جہاں کہیں اترتا تھا اور کوچ کرتا تھا یا کوئی اہم واقعہ رونما ہوتا تھا تو خبر رساں اپنے قریب کے شخص کو مطلع کرتا تھا اور وہاں درجہ بدرجہ خبریں ایوان شاہی کے دروازے تک پہنچتی تھیں اس طرح اس نے عتیق اور مدائن کے درمیان بہت سے آدمی خبر رسانی کے لیے مقرر تھے' قدیم طریقہ ترک کر دیا گیا تھا۔

اعلانِ جہاد:

مسلمانوں نے بھی اپنی صفیں درست کر لی تھیں۔ زہرہ اور عاصم' عبداللہ اور شرحبیل کے درمیان تھے۔ ہراول دستے کا سردار صفوں میں گشت کر رہا تھا اور اس کا اعلان کرنے والا یہ اعلان کر رہا تھا ''اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے مقابلہ کرو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو جہاد کے لیے جوش و غیرت کو کام میں لاؤ''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی معذوری:

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بدن میں پھوڑے نکل آئے تھے۔ اس لیے وہ نہ سوار ہو سکتے اور نہ بیٹھ سکتے تھے۔ وہ منہ کے بل اوندھے لیٹے رہتے تھے۔ سینے کے نیچے ایک تکیہ ہوتا تھا اور اس کے سہارے وہ محل پر سے (فوجوں کی نگرانی) کرتے تھے اور وہاں سے پرچے پھینکتے تھے جن میں خالد بن عرفطہ کے نام احکام و ہدایات درج ہوتی تھیں۔ خالد آپ کے ماتحت تھے اور ان کی صف محل کے قریب تھی اور وہ حضرت سعدؓ کے نائب تھے جب کہ وہ موجود نہ ہوں اور نگرانی نہ کر رہے ہوں۔

ابو نمران روایت کرتے ہیں' ''جب رستم نے نہر کو عبور کیا تو حضرت زہرہ اور جالینوس کے تبادلے ہوئے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہ کو ابن السمط کی جگہ پر مقرر کیا اور رستم نے جالینوس کو ہرمز کی جگہ پر مقرر کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عرق النساء (گٹھیا) کا مرض تھا اور پھوڑے بھی نکلے ہوئے تھے۔ وہ اوندھے لیٹے رہتے تھے۔ انہوں نے فوج پر حضرت خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب بنا دیا تھا۔

لوگوں میں اختلاف:

اس پر لوگوں میں اختلاف ہوا تو حضرت سعدؓ نے فرمایا ''مجھے ان لوگوں کے پاس لے جاؤ' اور انہیں دکھاؤ'' لہٰذا کچھ لوگ آپ کو اوپر لے گئے تو آپ نے ان کو جھانکا۔ اس وقت قدیس کی دیوار کے قریب صف آراستہ تھی۔ آپ خالد کو کچھ احکام صادر فرماتے تھے اور خالد (آپ کی طرف سے) لوگوں کو حکم دیتے تھے۔

جن لوگوں نے آپ کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تھا۔ ان میں بڑے سردار بھی تھے۔ حضرت سعدؓ نے ان کو سرزنش کی اور فرمایا ''خدا کی قسم! اگر دشمن تمہارے مقابلے پر نہ ہوتا تو تمہیں وہ سزا دیتا جو دوسروں کے لیے عبرت ہوتی'' بہرحال آپ نے کچھ لوگوں کو

قید کر دیا۔ ان میں ابومجحن ثقفی (شاعر) بھی تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو محل میں قید کر دیا تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے دست مبارک) پر اس بات کی بیعت کی تھی کہ میں ہر اس حاکم کی اطاعت کروں گا۔ جو خدا کی طرف سے مقرر ہو گا خواہ وہ حبشی غلام کیوں نہ ہو''۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا ''خدا کی قسم! اس واقعہ کے بعد جو کوئی مسلمانوں کو دشمن سے مقابلہ کرنے سے روکے گا تو وہ ایسا فعل ہو گا جس پر میرے بعد مواخذہ ہو گا''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

محمدؒ طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں: حضرت سعدؓ نے ۱۴ھ میں محرم کے مہینے میں دوشنبہ کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے ان لوگوں کی باتوں کو مسترد کیا جنہوں نے حضرت خالد بن عرفطہ پر اعتراض کیا تھا۔ آپ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اللہ برحق ہے اس کی بادشاہت میں کوئی شریک نہیں ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے۔ اس نے خود قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا ہے: ''ہم نے زبور میں لکھ دیا تھا کہ اس سرزمین کے میرے نیک بندے وارث ہوں گے''۔

یہ سرزمین تمہاری میراث ہے اور تمہارے پروردگار نے اس کا وعدہ کیا ہے بلکہ تین سال سے اس سرزمین کو تمہارے لیے حلال کر رکھا ہے۔ تم اسی زمین سے خوراک حاصل کر کے کھا رہے ہو۔ ان سے خراج وصول کر رہے ہو' ان کے باشندوں کو قید کر رکھا ہے اور بعض لوگوں کا کام تمام کیا ہے۔ اور آج تک اسی قسم کا سلسلہ چلا آ رہا ہے اور تمہارے مجاہدین نے ان پر فتح حاصل کی تھی۔ اب ان کی یہ جماعت تمہارے مقابلے کے لیے آئی ہوئی ہے۔

تم شرفائے عرب ہو اور ان کے معزز سردار ہو۔ ہر قبیلہ کے بہترین افراد یہاں موجود ہیں تم اپنے ملک کی عزت و آبرو رکھنے والے ہو۔ اگر تم دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے دلچسپی کا اظہار کرو' تو اللہ تمہیں دنیا اور آخرت دونوں چیزیں دے گا۔ اگر تم کمزوری اور بزدلی کا اظہار کرو گے تو تمہاری ساکھ جاتی رہے گی اور آخرت میں بھی تباہ و برباد ہو جاؤ گے''۔

حضرت عاصم کی تقریر:

فوجوں کے ایک سردار حضرت عاصم بن عمرو کھڑے ہو کر یوں فرمانے لگے ''اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو تمہارے لیے حلال کر رکھا ہے اور اس کے باشندے تمہارے ماتحت ہیں۔ تم تین سال سے انہیں زک پہنچا رہے ہو اور وہ تم پر غالب نہیں آ سکے' بلکہ تم ہمیشہ سربلند رہے' اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صابر رہے اور تم شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں سچے ثابت ہوئے تو تمہارے قبضے میں ان کا مال و زن و فرزند اور ملک ہو گا اور اگر تم نے بزدلی اور کمزوری دکھائی (خدا نے ہمیشہ تمہیں ان چیزوں سے محفوظ رکھا) تو تمہاری یہ جمعیت باقی نہیں رہے گی۔ تم اللہ کو یاد کرو اور ان دنوں کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فتوحات عطاء کی تھیں' کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ تمہارا ملک بنجر اور ویران ہے اور بے آب و گیاہ ہے اور نہ وہاں قلعے ہیں جن میں تم محفوظ ہو کر بیٹھ رہو۔ تم اپنی پوری توجہ آخرت کی طرف مبذول کرو''۔

تحریری پیغام:

حضرت سعدؓ نے اپنے تمام علمبردار فوجی دستوں کو یہ تحریری پیغام بھیجا۔ ''میں نے تم پر خالد بن عرفطہ کو نائب بنا دیا ہے۔ میں

اپنے درد و تکلیف کی وجہ سے تمہارے سامنے نہیں آ سکتا ہوں تاہم میری شخصیت تمہارے سامنے نمایاں ہیں لہٰذا تم خالدؓ کی اطاعت کرو اور اس کا حکم مانو۔ کیونکہ وہ میرے احکام پر عمل کرے گا اور اس کا حکم میرا حکم ہے''۔

آپ کا یہ پیغام لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کا خوشگوار اثر ہوا اور سب نے آپ کی رائے کو تسلیم کیا اور ہر ایک نے دوسرے کو اطاعت اور وفاداری کی تلقین کی۔ سب نے حضرت سعدؓ کے عذر کو قبول کیا اور ان کی کارروائی کی تائید کی۔

مسعود روایت کرتے ہیں۔ ''ہر قبیلہ کے سردار نے اپنے قبیلے کے سامنے تقریر کی' اور انھیں اطاعت اور صبر و استقلال پر آمادہ کیا۔ ہر فوجی افسر اپنے مقررہ مقام پر پہنچ گیا۔ حضرت سعدؓ کے اعلان کرنے والے نے ظہر کی نماز کا اعلان کیا۔

اس وقت رستم بولا ''(حضرت) عمرؓ نے میرا کلیجہ کھالیا اللہ اس کا کلیجہ جلائے''۔

جاسوس کی اطلاع:

رفیل بیان کرتے ہیں ''جب رستم نجف کے مقام پر فروکش ہوا تھا تو اس نے مسلمانوں کی فوج کا حال معلوم کرنے کے لیے ایک جاسوس بھیجا۔ وہ قادسیہ پہنچا اور اس نے اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کیا کہ جیسے وہ ان کے پاس بھاگ کر آیا ہو' اس نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ ہر نماز کے موقع پر مسواک کرتے ہیں پھر نماز پڑھ کر وہ اپنے مقررہ مقامات کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ وہاں سے لوٹ کر اس شخص نے رستم کو مسلمانوں کا حال بتایا اور ان کی سیرت و اخلاق سے بھی مطلع کیا۔ رستم نے پوچھا ''ان کا کھانا کیا ہے''۔ اس نے کہا ''میں ان کے پاس رات کے وقت بھی رہا میں نے انہیں کھاتے ہوئے نہیں دیکھا'' سوائے اس کے کہ شام کے وقت اور سوتے وقت وہ گنے چوستے تھے اور صبح سے تھوڑی دیر پہلے بھی وہ یہی چوسا کرتے تھے۔

نماز سے مغالطہ:

رستم وہاں سے چل کر حصن اور عتیق کے درمیان فروکش ہوا' وہ اس وقت وہاں پہنچا تھا جب کہ حضرت سعدؓ کے مؤذن نے اذان دی تھی اس نے مسلمانوں کو جمع ہوتے ہوئے دیکھا تو اس نے بھی اپنی فوج میں اعلان کرایا کہ وہ سوار ہو جائیں۔ لوگوں نے پوچھا ''کیا وجہ ہے؟'' وہ بولا ''کیا تم اپنے دشمن کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہاں اعلان ہوا ہے' اور وہ لوگ تمہارے مقابلے کے لیے جمع ہو رہے ہیں'' اور رستم نے فارسی زبان میں کہا جس کا ترجمہ یہ ہے ''صبح کے وقت میرے کان میں آواز آئی کہ (حضرت) عمرؓ ان لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں اور انہیں عقل سکھا رہے ہیں''۔

جب انہوں نے نہر کو عبور کیا تو اس وقت بھی حضرت سعدؓ کے مؤذن نے اذان دی تھی اور حضرت سعدؓ نے نماز پڑھائی تھی۔ اس موقع پر رستم نے کہا۔ (حضرت) عمرؓ نے میرا کلیجہ کھالیا ہے''۔

تبلیغ جہاد:

محمد' طلحہ اور زیاد اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے اہل الرائے' بہادر اور اپنے فن کے قابل ترین انسانوں کو مسلمانوں کی طرف بھیجا۔ دانشور حضرات میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو رستم کے پاس گئے تھے جیسے حضرت مغیرہؓ، حذیفہ، عاصم اور ان کے ساتھی تھے۔ اہل شجاعت میں طلیحہ' قیس الاسدی' غالب' عمرو بن معدی کرب وغیرہ شامل تھے۔ شعراء میں شماخ' حطیہ' اوس بن مغراء' عبدہ بن الطبیب اور دیگر حضرات تھے۔ روانہ کرنے سے پہلے آپ نے ان سے فرمایا:

''تم جاؤ اور لوگوں کے پاس جا کر اپنا حق ادا کرو اور انہیں ان کے فرائض سے جنگ کے موقع پر آگاہ کرو کیونکہ تمہارا عربوں کے نزدیک خاص مقام ہے۔ تم عرب کے شعراء' خطباء' دانشور اور سورما سردار ہو۔ تم مسلمانوں میں گشت کرو' انہیں نصیحتیں کرو اور انہیں جنگ پر آمادہ کرو''۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور حضرت قیس بن ہبیرۃ الاسدی نے یہ تقریر کی:

قیس کی تقریر:

اے لوگو! اللہ کی حمد وثنا کرو' اس نے تمہیں ہدایت دی اور تمہیں آزمایا۔ وہ مزید نعمت دے گا۔ تم اللہ کے احسانات کو یاد کرو اور اسی کی طرف متوجہ رہو' کیونکہ تمہارے سامنے بہشت ہے یا مال غنیمت ہے اس قصر کے پیچھے بنجر اور ویران زمین اور جنگلوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت غالب نے فرمایا:

غالب کا خطاب:

اے لوگو! تم اللہ کی تعریف کرو جس نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔ تم اسی سے مانگو وہ تمہیں مزید نعمتیں دے گا۔ اسی کو پکارو' وہ تمہاری آواز سنے گا' اے اقوام معد (عرب) تم کمزور نہیں ہو' تمہارے گھوڑے تمہارے قلعے ہیں' تمہارے پاس وہ چیز ہے جو ہر وقت تمہاری تابع ہے وہ چیز تمہاری تلواریں ہیں۔ تم یاد کرو کہ مستقبل کے لوگ تمہارے بارے میں کیا کہیں گے' کیونکہ تمہارے کارناموں سے مستقبل کا آغاز ہوگا اور تمہارے بعد کے زمانوں سے اس کو تقویت پہنچے گی۔

ابن ہذیل کی تقریر:

حضرت ابن ہذیل الاسدی نے فرمایا ''اے اقوام معد! تم تلواروں کو اپنا قلعہ بناؤ اور جنگل کے شیروں کی طرح دشمن کا مقابلہ کرو اور چیتے کی طرح ان کے ساتھ جنگ کرو' اور اللہ پر بھروسہ کرو اور نظریں نیچی رکھو اگر تلواریں کند ہو جائیں تو سمجھو کہ اللہ کا یہی حکم ہے۔ تم ان پر نیزہ بازی کرو کیونکہ یہ وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں تلواریں نہیں پہنچ سکتی ہیں''۔

بسر بن ابی اہم کا خطاب:

حضرت بسر بن ابی اہم الجہنی نے فرمایا: ''تم اللہ کی حمد وثناء کرو تم عمل کے ذریعے اپنے قول کی تصدیق کرو تم نے اللہ کی حمد کی ہے جس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ تم توحید کے قائل ہو کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ تم اس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہو' اس کے نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے ہو۔ اس لیے تم ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو۔ تمہارے نزدیک دنیا سے زیادہ کوئی چیز حقیر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ دنیا اسی کے پاس آتی ہے جو اسے حقیر سمجھتا ہے تم اس کی طرف راغب نہ ہو جاؤ ورنہ وہ تم سے گریز کرے گی' تم اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا''۔

عاصم کا فرمان:

حضرت عاصم بن عمرو نے فرمایا: ''اے اہل عرب! تم عرب کے سردار ہو' تمہارا مقابلہ عجم کے سرداروں سے ہے۔ تم جنت حاصل کرنے کے لیے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال رہے ہو اور یہ لوگ دنیا حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کر رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دنیا والے' تم طالبان آخرت کے مقابلے میں زیادہ محتاط اور ہمت والے ثابت ہو جائیں۔ تم آج کوئی ایسا کام نہ کرو جو مستقبل میں عربوں کے لیے ننگ وعار کا باعث بنے''۔

ربیع کا قول:

حضرت ربیع بن البلاد اسعدی نے فرمایا ''اے اہل عرب! تم دین و دنیا کے لیے جنگ کرو اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور ایسی جنت حاصل کرنے میں جلدی کرو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ یہ جنت پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے' اگر شیطان تمہارے سامنے اس جنگ کو بہت بڑا کر کے دکھائے تو تم یاد کرو کہ موسم حج میں تم لوگوں کے متعلق خبریں سنائی جائیں گی لہٰذا تم اپنے آپ کو اچھی خبروں اور کارناموں کے مستحق بناؤ''۔

ربعی کی ہدایات:

حضرت ربعی بن عامر نے یوں فرمایا: ''اللہ نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی اور تمہیں اس کی بدولت متحد کیا اس نے تم پر بہت زیادہ احسانات کیے' اور صبر کو راحت قرار دیا لہٰذا تم اپنے آپ کو صبر و استقلال کا عادی بناؤ' بہت جلد اس کے عادی ہو جاؤ گے۔ گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار نہ کرو ورنہ تم اس کے عادی بن جاؤ گے''۔ ہر ایک نے اس طرح گفتگو کی تا آنکہ مسلمانوں نے آپس میں خود اعتمادی اور مقابلہ کرنے کا عہد و پیمان کیا اور اس سلسلے میں مناسب کارروائی کی گئی۔

اہل فارس کی فوج:

اسی طرح اہل فارس نے بھی اہم عہد و پیمان کیا اور ایک دوسرے کو زنجیروں میں جکڑ لیا اس قسم کی فوج کی تعداد تیس ہزار تھی۔

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں۔ اہل فارس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی ان کے ساتھ تیس ہاتھی تھے اور ہر ہاتھی کے ساتھ چار ہزار فوج تھی۔

مسعود بن خراش روایت کرتے ہیں ''مشرکوں کی فوجیں نہر عتیق کے کنارے پر تھیں اور مسلمانوں کی فوجیں قدیس کی دیوار کے ساتھ ساتھ تھیں اور ان کے پیچھے خندق تھی اس طرح مسلمان اور مشرکین کی فوجیں خندق اور نہر عتیق کے درمیان تھیں۔ ان کے ساتھ تیس ہزار زنجیر سے جکڑی ہوئی فوجیں تھیں اور تیس جنگی ہاتھی تھے اور ایسے ہاتھی بھی تھے جن پر ان کے بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے جو جنگی کاموں کے لیے نہیں تھے۔

حضرت سعد کی جنگی ہدایات:

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے سامنے سورۃ جہاد (انفال) پڑھیں جسے انہوں نے سیکھ لیا تھا۔

محمد' طلحہ اور زیاد اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں ''حضرت سعدؓ نے فرمایا تھا۔ تم لوگ اپنے مورچوں پر ڈٹے رہو اور ذرا بھی حرکت نہ کرو یہاں تک کہ تم ظہر کی نماز نہ پڑھ لو۔ جب تم ظہر کی نماز سے فارغ ہو جاؤ گے تو میں پہلی تکبیر کہوں گا' تم بھی نعرۂ تکبیر کہو اور تیار ہو جاؤ' تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم سے پہلے اور کسی کو تکبیر نہیں دی گئی ہے اور تمہیں یہ اس لیے دی گئی ہے کہ تمہیں تقویت و تائید حاصل ہو۔ جب تم دوسری تکبیر سنو تو تم بھی نعرۂ تکبیر کہو اور مسلح ہو جاؤ۔ جب میں تیسری تکبیر کہوں تو تم بھی نعرۂ تکبیر کہو اور تمہارے سوار لوگوں کو مستعد رکھیں تاکہ وہ جنگ کے لیے نکل سکیں۔ جب میں چوتھی تکبیر کہوں تو تم سب مل کر حملہ کر دو اور دشمن سے گتھم گتھا ہو جاؤ اور ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' پڑھو۔

ابو اسحٰق روایت کرتے ہیں ''حضرت سعدؓ نے جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کو یہ پیغام بھجوایا جب تم پہلی تکبیر سنو تو اپنے جوتوں

کے تسمے باندھو۔ جب دوبارہ نعرۂ تکبیر کہا جائے تو تم تیار ہو جاؤ' جب تیسری مرتبہ نعرۂ تکبیر کہا جائے تو مسلح ہو جاؤ اور حملہ کرو۔

سورۂ جہاد کی تلاوت:

محمد' طلحہ اور زیاد اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں۔ جب حضرت سعدؓ ظہر کی نماز پڑھا چکے تو انہوں نے اس غلام کو جسے حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ کر دیا تھا اور جو عمدہ قاری تھا یہ حکم دیا کہ وہ سورۂ جہاد (سورۂ انفال) تلاوت کرے۔ تمام مسلمان اس سورت کو سیکھ چکے تھے' انہوں نے اپنے قریب کے فوجی دستے کے سامنے سورۂ جہاد (انفال) تلاوت کی' اس کے بعد ہر فوجی دستے کے اندر یہ سورۃ تلاوت کی گئی۔ اس سے تمام مسلمانوں کے دلوں اور آنکھوں کو سرور حاصل ہوا اور اس کی تلاوت سے انہیں قلبی سکون اور چین حاصل ہوا۔

نعرۂ تکبیر:

محمد' طلحہ اور زیادہ اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں: جب قاری لوگ تلاوت سے فارغ ہوئے تو حضرت سعدؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو جو لوگ آپ کے قریب تھے انہوں نے تکبیر کہی اور ان کی تکبیر سن کر باقی مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور جمع ہونے شروع ہوئے۔ دوسری تکبیر پر مسلمان تیار ہو گئے' تیسری تکبیر پر بہادر سپاہی میدان میں آئے اور انہوں نے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل فارس میں بھی ان جیسے افراد نمودار ہوئے اور وہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت غالب بن عبداللہ الاسدی یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے:

''تمام فصیح زبان اور نامور شرفاء جانتے ہیں کہ میں مسلح جوان مرد ہوں اور ہر مشکل اور پیچیدہ کام کی گتھیاں سلجھا سکتا ہوں''۔

ان کے مقابلے کے لیے ہرمز نکلا جو صاحب تاج بادشاہ تھا۔ حضرت غالب انہیں گرفتار کر کے حضرت سعدؓ کے پاس لے گئے وہ مقید ہوا اور غالب جنگ کرنے کے لیے لوٹ آئے۔

جنگ کا آغاز:

حضرت عاصم بن عمرو بھی مقابلے کے لیے نکلے انہوں نے ایک ایرانی پر حملہ کیا وہ بھاگ نکلا۔ انہوں نے اس کا تعاقب کیا جب وہ دشمنوں کی صفوں میں آئے تو انہیں ایک سوار ملا جس کے ساتھ ایک خچر تھا۔ اس سوار نے انہیں دیکھ کر خچر کو چھوڑ کر اور بھاگ کر اپنے ساتھیوں سے پناہ کا طالب ہوا۔ انہوں نے اس کو پناہ دی۔ حضرت عاصم خچر اور اس کا ساز و سامان ہنکا کر لے آئے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کا نان بائی تھا اور اس کے پاس بادشاہ کا عمدہ کھانا' حلوا اور شہد وغیرہ تھا۔ وہ ان چیزوں کو حضرت سعد کے پاس لائے اور اپنے مورچے کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت سعدؓ نے جب ان چیزوں کو دیکھا تو آپ نے فرمایا ''ان چیزوں کو انہیں کے دستے کو دے دو اور یہ کہو کہ امیر نے تمہیں یہ عطا کیا ہے اسے تناول کرو' چنانچہ انہیں یہ مال غنیمت مل گیا۔

اس اثناء میں جب کہ مسلمان چوتھی تکبیر کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک بنونہر کے پیدل دستوں کا سردار قیس بن خذیمہ بن جرثومہ اٹھ کر کہنے لگا ''اے بنونہر! تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں بنونہر اس لیے کہا جاتا ہے تاکہ تم سب سے پہلے اٹھو'' اس پر حضرت خالد بن عرفطہ نے فرمایا ''خدا کی قسم! تم اس کام سے باز آ جاؤ ورنہ میں کسی دوسرے کو تمہاری جگہ پر افسر مقرر کر دوں گا'' اس پر وہ شخص

رک گیا۔

سواروں کی جنگ:

جب سوار فوج کی لڑائی شروع ہوئی تو دشمن کا ایک شخص للکارا اور بولا ''کوئی مرد ہے؟'' اس پر حضرت عمرو بن معدی کرب جو
اس کے سامنے تھے' اس کے مقابلے کے لیے آئے اور اس سے گتھم گتھا ہو گئے پھر اسے زمین پر گرا کر ذبح کر ڈالا' بعد ازاں وہ لوگوں 4
کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے ''کسی ایرانی کی اگر کمان گم ہو جائے تو وہ مینڈھے کی طرح لڑتا ہے'' اس کے بعد دونوں طرف کے فوجی
دستے لڑائی کے لیے جمع ہو گئے۔

عمرو بن معدیکرب کے کارنامے:

قیس بن ابی حازم کی روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت عمرو بن معدی کرب ہمارے پاس سے گزرے وہ صفوں کے درمیان پھرتے ہوئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے اور فرماتے تھے:

''یہ ایرانی سپاہی جب اپنے نیزے پھینکتے ہیں تو وہ مینڈھوں کی طرح لڑتے ہیں'' اس اثنا میں جب کہ وہ ہماری ہمت بڑھا رہے تھے کہ اچانک ایک ایرانی سپاہی نکلا وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک تیر چلایا۔ حضرت عمرو بن معدیکرب نے دیکھتے ہی اس پر حملہ کیا۔ اور اس سے بغل گیر ہو گئے پھر اس کا ٹپکا پکڑ کر اسے اٹھایا اور اپنے سامنے لے آئے' جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے اس کی گردن توڑ دی۔ اس کے بعد اس کے گلے پر تلوار چلا کر اسے ذبح کر ڈالا۔ پھر اس کو باہر پھینک دیا اور فرمایا ''تم ان لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرو'' ہم نے کہا ''اے ابوثور! جیسا آپ کرتے ہیں۔ دوسرا ایسا کام نہیں کر سکتا ہے'' ایک دوسری سلسلہ روایت میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عمرو بن معدیکرب نے اس کے ٹپکے' خود اور دیگر ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔

قبیلہ بجیلہ سے جنگ:

قیس بن ابی حازم کی روایت ہے کہ ایرانیوں نے قبیلہ بجیلہ کی طرف تیرہ ہاتھی روانہ کیے اسمٰعیل بن ابی خالد کی روایت ہے کہ قادسیہ کی جنگ محرم ۱۴ھ کے آغاز میں ہوئی لوگ دشمن کے مقابلے کے لیے نکلے تو ایرانیوں نے کہا' ہمیں کس طرف بھیجا جائے۔ للہٰذا انہیں قبیلہ بجیلہ کی طرف بھیجا گیا وہاں انہوں نے سولہ ہاتھی روانہ کر دیے۔

ہاتھیوں کے ذریعے جنگ:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں ''جب سواروں کے مقابلے کے بعد فریقین میں جنگ شروع ہوئی تو ہاتھی والے لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس کی وجہ سے مسلمانوں کے فوجی دستے منتشر ہو گئے اور ان کے گھوڑے بدکنے لگے۔ قریب تھا کہ قبیلہ بجیلہ کا خاتمہ ہو جائے کیونکہ ان کے گھوڑے ہاتھیوں کے ڈر سے بدک کر بھاگنے لگے تھے اور مورچہ چھوڑ رہے تھے' صرف پیادہ فوج اس مورچے پر باقی رہ گئی تھی۔ حضرت سعدؓ نے بنو اسد کو حکم دیا کہ وہ قبیلہ بجیلہ اور ان کے قریب کے لوگوں کی مدد کریں' للہٰذا حضرات طلیحہ بن خویلد' حمال بن مالک' غالب ابن عبداللہ اور ابیل بن عمرو اپنے فوجی دستوں کو لے کر پہنچے۔ انہوں نے ہاتھیوں کا مقابلہ کر کے انہیں وہاں سے ہٹا دیا۔ ان ہاتھیوں میں سے ہر ایک ہاتھی پر بیس سپاہی سوار تھے''۔

حضرت طلیحہ کی تقریر:

موسیٰ بن طریف روایت کرتے ہیں ''جب حضرت سعدؓ نے قبیلہ اسد سے مدد طلب کی تو حضرت طلیحہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی: اے میری قوم! امیر نے بھروسے کے لوگوں سے امداد طلب کی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ تمہارے علاوہ کوئی دوسرا قبیلہ بھی ان کی مدد کر سکتا ہے تو وہ ضرور اسی سے طالب امداد ہوتے۔ تم ان پر زور کا حملہ کرو اور بہادر شیروں کی طرح آگے بڑھو کیونکہ تمہارا نام اسد اسی وجہ سے رکھا گیا ہے کہ تم شیروں جیسے کام کرو آگے بڑھ کر حملہ کرو اور پیچھے نہ ہٹو۔ جنگ کرتے رہو اور راہ فرار اختیار نہ کرو' تم اپنے مورچے پر ڈٹے رہو۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کا نام لے کر ان پر حملہ کرو' معرور بن سوید اور شفیق نے یہ کہا'' خدا کی قسم! تم ان پر حملہ کرتے رہو''۔

قبیلہ اسد کا مقابلہ:

لہٰذا قبیلہ بنو اسد نیزہ بازی اور شمشیر زنی دونوں چیزوں سے حملہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے ہاتھیوں کو وہاں سے بھگا دیا۔ اس اثناء میں ایک بہت بڑا سور ما سپاہی نکلا اور اس نے دعوت مبارزہ (انفرادی جنگ) دی' حضرت طلیحہ نے تھوڑی دیر میں اس کو قتل کر دیا۔

حضرت اشعث کے کارنامے:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں' حضرت اشعث بن قیس کندی نے اپنے قبیلہ کندہ کے سامنے اس موقع پر یہ تقریر کی۔ اے قبیلہ کندہ! اللہ بنو اسد کا بھلا کرے' دیکھو وہ کس طرح بہادری اور بے جگری کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں' انہوں نے اپنے قریب کی فوجوں کو امداد سے بے نیاز کر دیا ہے مگر تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ کون تمہاری مدد کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے عربوں کے سامنے اپنی قوم کا عمدہ نمونہ پیش نہیں کیا ہے۔ اہل عرب جنگ کر رہے ہیں اور قتل ہو رہے ہیں مگر تم گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہو''۔

ان کی یہ تقریر سن کر اس قبیلہ کے دس نوجوان کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ آپ ہمیں ملامت کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم اچھے کارنامے انجام دیتے رہے ہیں۔ ہم نے عرب قوم سے کب غداری کی' اور ان کے سامنے کب برا نمونہ پیش کیا۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد حضرت اشعث بن قیس انہیں لے کر روانہ ہوئے اور اپنے سامنے کی دشمن کی فوجوں کو مار بھگایا۔

شدید جنگ:

جب ایرانیوں نے دیکھا کہ ہاتھی والی فوج بنو اسد کی فوج سے مقابلہ کر رہی ہے تو انہوں نے زور شور سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ان کی قیادت ذوالحاجب اور جالینوس کر رہے تھے۔ مسلمان ابھی تک چوتھی تکبیر کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف سے انتظار کر رہے تھے۔ ایرانیوں کی تمام فوج ہاتھیوں کو لے کر بنو اسد کے مقابلے پر آ گئی۔

بنو اسد اس صورت میں بھی ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے ایسے موقع پر حضرت سعدؓ نے چوتھی تکبیر کا نعرۂ بلند کیا اس وقت تمام مسلمانوں نے عام دھاوا بول دیا اور قبیلہ اسد کے محور پر جنگ کی چکی گردش کرتی رہی۔ (ایرانیوں کے) ہاتھیوں نے مسلمانوں کے میمنہ اور میسرہ سوار فوجوں پر حملہ کر دیا۔ گھوڑے ان سے بدکنے لگے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ اس موقع پر سواروں نے پیدل

فوج پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ایسے موقع پر حضرت سعدؓ نے حضرت عاصم بن عمرو کو پیغام بھیجا اور فرمایا:

ہاتھی والوں کا مقابلہ:

اے قبیلہ بنو تمیم! کیا تم اونٹوں اور گھوڑے والے نہیں ہو؟ کیا تمہارے پاس ان ہاتھیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے؟'' وہ بولے ''کیوں نہیں ہے؟'' پھر حضرت عاصمؓ نے اپنے قبیلہ کے بہترین تیر اندازوں اور ماہر جنگجو سپاہیوں کو بلوایا اور ان تیر اندازوں سے کہا ''اے ماہر تیر اندازو! تم اپنی تیر اندازی سے ان ہاتھی والوں کا مقابلہ کرو''۔ دوسرے ہوشیار جنگی سپاہیوں سے کہا ''تم ان ہاتھیوں کے پیچھے جا کر ان کے ہودوں کے بند کاٹ دو'' پھر خود بھی ان کی حفاظت کے لیے نکلے اس وقت بھی جنگ کی چکی قبیلہ اسد پر گردش کر رہی تھی۔

ہاتھیوں کی تباہی:

اتنے میں حضرت عاصمؓ کے ساتھی ہاتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی دموں اور پچھلے حصوں کو پکڑ کر ان کے ہودوں کے بندوں کو کاٹ دیا۔اس وقت ہاتھیوں والوں کی چیخ و پکار بلند ہوئی' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ہاتھی اپنے سواروں اور ساز و سامان سے خالی ہو گیا اور ہاتھی والے مارے گئے۔اس طرح مسلمان مقابلہ کے صحیح مورچوں پر آ گئے اور قبیلہ اسد پر جو حد سے زیادہ جنگی دباؤ پڑ رہا تھا' وہ بھی دور ہو گیا اور تمام مسلح سوار اپنے اصلی مورچوں پر لوٹ آئے۔یہ جنگ غروب آفتاب تک رہی۔بلکہ رات کا ایک حصہ بھی گذر گیا۔اس کے بعد فریقین نے لڑائی بند کر دی۔

قبیلہ اسد کے شاندار کارنامے:

جنگ کی اس شام تک قبیلہ اسد کے پانچ سو افراد شہید ہوئے۔بہر حال یہ لوگ مسلمانوں کی بہت مدد کرتے رہے حضرت عاصمؓ نے دشمنوں پر سخت حملے بھی کیے اور مسلمانوں کی مدافعت اور محافظت بھی کی۔یہ جنگ قادسیہ کا پہلا دن تھا اور اسے یوم ارماث کہتے ہیں۔

قاسم بنو کنانہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔''اس دن تمام جنگی دستے حرکت میں آئے' قبیلہ اسد جنگ کا مرکز بنا رہا۔اس دن شام تک ان کے پانچ سو سپاہی شہید ہوئے۔اس بارے میں عمرو بن شاس اسدی (شاعر اشعار میں) یوں کہتا ہے''۔

اسدی شاعر کے اشعار:

۱۔ ہم نے چاروں طرف سے سواروں کو جمع کر کے کسریٰ (کی فوج کے مقابلے) کے لیے آئے۔
۲۔ ان سواروں نے انہیں رنج و غم میں مبتلا کر دیا اور بہت عرصے تک سوگوار رہے۔
۳۔ ہم نے فارس کی عورتوں کو اس حال میں چھوڑا کہ جب وہ ہلال کو دیکھتی ہیں تو رونے لگتی ہیں۔
۴۔ ہم نے رستم کی فوج اور اس کے فرزندوں کو زبردستی قتل کیا جبکہ ہمارے سواران کے اوپر گرد و غبار اڑا رہے تھے۔
۵۔ جہاں ہمارا ان سے مقابلہ ہوا تھا' ہم نے انہیں وہیں پڑا ہوا چھوڑا' اب وہ وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں۔
۶۔ پیرزان (ایرانی جرنیل) بھی بھاگ گیا اور وہ اپنے لشکر کی حفاظت نہیں کر سکا' بلکہ وہ ان کے لیے وبال جان ثابت ہوا۔
۷۔ خوفِ جان نے ہرمزان کو بھی بھگا دیا۔اور وہ جلدی سے گھوڑا دوڑا کر چلا گیا۔

(عمرو بن شاس نے اس موقع پر) یہ اشعار بھی کہے ہیں:

(۱) قبیلہ اسد کو بخوبی معلوم ہے کہ جب عقلمندی کا تذکرہ ہو تو ہم بہت عقلمند ہیں۔

(۲) ہم (دشمن کی) ہر سرحد پر پہنچ جاتے ہیں خواہ ہمیں وہاں سوکھی گھاس ملے۔

(۳) تم دیکھو گے کہ ہمارے بہادر سپاہیوں کے پاس عمدہ گھوڑے ہیں جو جنگ کے لیے تیار رہے ہیں۔

(۴) ہمارے عمدہ گھوڑے اپنے سواروں کے سامنے سے ان کے دشمنوں کو ہٹا دیتے ہیں۔

(۵) انہوں نے ایسے لشکر جرار کو بھگایا جو گرد و غبار کا بادل بنے ہوئے تھے۔

(٦) ہم نے اہل فارس کے تمام ارادے خاک میں ملا دیئے حالانکہ ان کے ارادے اٹل تھے۔

باب ۱۳

یوم اغواث

محمد اور طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہ کی بیوہ سلمیٰ بنت خصفہ سے شراف کے مقام پر نکاح کر لیا تھا جب یوم ارماث کی جنگ ہوئی اور مسلح فوج گردش میں آئی تو اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ وہ صرف پیٹ کے بل بہ مشکل بیٹھ سکتے تھے۔ اس وقت وہ بہت تلملا رہے تھے اور محل کے اوپر اور انتہائی گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار کر رہے تھے جب ان کی بیوی سلمیٰ نے جنہیں وہ اپنے ساتھ جنگ قادسیہ میں لائے تھے' اہل فارس کی کارگزاری دیکھی تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا ''ہائے مثنیٰ! کاش ان مسلح سواروں کی مدد کے لیے کوئی آج مثنیٰ جیسا ہوتا۔ وہ آج ایسے مرد کے پاس ہے جو اپنے ساتھیوں اور اپنی حالت کو دیکھ پریشان ہو رہا ہے''۔ یہ سن کر حضرت سعدؓ نے انہیں ایک طمانچہ رسید کیا اور کہا''۔ (حضرت) مثنیٰ کا اس فوج سے کیا تعلق ہے جس پر جنگ کی چکی گھوم رہی ہے''۔ اس سے ان کی مراد قبیلہ اسد' حضرت عاصم اور ان کے سوار تھے۔ حضرت سلمیٰ نے کہا ''کیا آپ رشک وغیرت اور کمزوری کی وجہ سے (یہ فرما رہے ہیں)؟'' حضرت سعدؓ بولے ''آج اگر تم مجھے معذور نہیں سمجھ رہی ہو تو پھر کوئی بھی مجھے معذور نہیں سمجھے گا۔ حالانکہ تم میری حالت دیکھ رہی ہو تو ایسی صورت میں دوسرے لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ مجھے معذور نہ سمجھیں''۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بزدل اور کمزور انسان نہ تھے اور اس حالت میں وہ قابل ملامت نہ تھے۔

زخمیوں اور شہداء کا انتظام:

اگلے دن جب صبح ہوئی تو لوگ صف آرا ہو گئے' حضرت سعدؓ نے کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ شہداء اور زخمیوں کو میدان جنگ سے لے آئیں۔ زخمیوں کو انہوں نے مسلم خواتین کے سپرد کیا' تاکہ وہ ان کی خبر گیری اور تیمارداری کریں تا آنکہ اللہ کا کوئی حکم ان کے بارے میں آئے۔ شہداء کو انہوں نے مشرق کے مقام پر دفن کر دیا جو عذیب اور عین الشمس کے درمیان ایک وادی ہے۔ اس موقع پر لوگ جنگ کے لیے زخمیوں اور مردوں کے منتقل ہونے کا انتظار کرتے رہے۔

شام کی امدادی فوج:

جب انہیں اونٹوں پر رکھا گیا اور عذیب کی طرف جانے لگے تو اس وقت شام کی طرف سے گھوڑ سوار آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ دمشق کی فتح جنگ قادسیہ ایک مہینے پہلے ہو گئی تھی۔ اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہؓ (سالار لشکر شام) کو لکھ بھیجا کہ وہ خالد کے ساتھی اہل عراق کو لوٹا دیں۔ اس خط میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ لہٰذا انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور ان کے لشکر کو روانہ کر دیا۔ یہ لشکر چھ ہزار افراد پر مشتمل تھا ان میں سے پانچ ہزار ربیعہ اور مضر کے قبائل کے افراد تھے اور ایک ہزار اہل یمن اہل حجاز تھے۔

شامی لشکر کی ترتیب:

انہوں نے اس پورے لشکر پر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو امیر بنایا اس کے اگلے حصے پر قعقاع بن عمرو تھے۔ انھیں جلد روانہ کیا گیا۔ اس کے ایک پہلو کے سردار قیس بن ہبیرہ مرادی تھے وہ ان جنگوں میں شریک نہیں ہو سکے تھے کیونکہ وہ یرموک کے مقام پر اس وقت پہنچے جب اہل عراق کو واپس بھیجا جا رہا تھا۔ لہٰذا انہیں بھی ان کے ساتھ لوٹا دیا گیا۔

لشکر کے دوسرے پہلو پر ہزہاز بن عمرو العجلی تھے اور پچھلے حصہ (ساقہ) پر انس بن عباس مقرر ہوئے۔

ہراول دستے کی تدبیر:

حضرت قعقاع جو اگلے حصے کے سردار تھے۔ بہت جلد سفر طے کر کے یوم اغواث کی صبح عراق کی لشکر میں پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہ تدبیر سمجھائی کہ وہ اپنے ایک ہزار کے لشکر کو دس حصوں میں تقسیم کرلیں جب دسواں حصہ تا حد نظر دور ہو جائے تو اس کے پیچھے وہ دوسرے دسویں حصے کو روانہ کریں۔ اس پہلے دسویں حصے میں حضرت قعقاع وہاں پہنچے۔ انہوں نے وہاں جا کر سلام کیا اور مسلمانوں کو لشکر کے آنے کی خوش خبری سنائی اور کہا ''اے لوگو! تم وہ کرو جو میں کر رہا ہوں'' یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور مبارزہ (انفرادی جنگ کے لیے) دشمن کو للکارا' حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت تھی کہ ان کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول تھا کہ ''وہ لشکر ناقابل شکست ہے جہاں ان جیسے شخص موجود ہوں''۔

ایرانی سرداروں کا قتل:

(جنگ کی للکار سن کر) ذوالحاجب نمودار ہوا۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''تم کون ہو؟'' وہ بولا ''میں بہمن جاذویہ ہوں'' اس پر وہ للکار کر کہنے لگے۔ ''حضرت ابوعبیدؓ، سلیط اور یوم الجسر کے مقتولوں کا انتقام لیا جائے''۔

پھر دونوں میں جنگ شروع ہوئی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کے گھوڑ سوار ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر گھومتے رہے اور رات تک گشت کرتے رہے اور لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کل مسلمانوں پر کوئی مصیبت نہیں آئی تھی کیونکہ ذوالحاجب کے قتل اور امدادی دستوں کے آنے سے بہت خوش تھے اور اہل عجم کو بھی شکست ہوگئی تھی۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ دوبارہ للکارے اور کہا: کون مبارزہ (جنگ) کے لیے نکلتا ہے'' اس پر دو آدمی نکلے ان میں سے ایک کا نام میرزان تھا اور دوسرے کا نام بندوان تھا۔ لہٰذا قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبیلہ بنو تیم اللات کے ایک شخص حارث بن ظبیان بھی شامل ہو گئے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے میرزان سے جنگ کی اور شمشیر زنی کر کے اس کا سر کاٹ دیا۔ ابن ظبیان نے بندوان سے جنگ کی اور اس کا سر کاٹ دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے شہسوار دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بار بار یہ تاکید کر رہے تھے ''اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی تلواروں سے خبر لو کیونکہ تلواروں سے ان کی بیخ کنی ہوگی۔ اس طرح مسلمانوں میں تعاون کا جذبہ کارفرما رہا اور وہ شام تک بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ اس دن اہل عجم نے کوئی موافق کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ مسلمان انہیں بہت قتل کرتے رہے۔ اس دن وہ ہاتھیوں کے ذریعے جنگ نہیں کر سکے' کیونکہ ان کے صندوق گذشتہ روز ٹوٹ گئے تھے اس لیے صبح سے وہ ان کی درستی میں مشغول رہے یہاں تک کہ دن گذر گیا۔

چار بھائیوں کی جنگ:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں ''قبیلہ نخع کی ایک خاتون کے چار فرزند تھے جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے وہ خاتون اپنے بیٹوں سے کہنے لگی ''تم مسلمان ہونے کے بعد تبدیل نہیں ہوئے۔ تم نے ہجرت بھی کی' مگر تکالیف اور قحط سالی میں مبتلا نہیں ہوئے پھر تم اپنی بوڑھی والدہ کو لے کر آئے ہو اور اسے اہل فارس کے سامنے بٹھا دیا ہے۔ خدا کی قسم! تم ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کے فرزند ہو میں نے تمہارے والد سے خیانت نہیں کی اور نہ تمہیں ذلیل و رسوا کیا تم جاؤ اور جنگ میں ابتداء سے لے کر آخر تک شریک رہو''۔

اس کے بعد وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے جب وہ ماں کی نظر سے اوجھل ہو گئے تو اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور یوں دعا مانگی:

''اے اللہ! تو میرے فرزندوں کی حفاظت کر''۔

چنانچہ یہ فرزند خوب جنگ کرتے رہے۔ ان میں سے کوئی بھی زخمی نہیں ہوا اور وہ صحیح سالم واپس آ گئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک نے دو دو ہزار کا وظیفہ حاصل کیا اور اپنی والدہ کے پاس جا کر وہ تمام ان کی گود میں ڈال دی۔ ان کی والدہ نے وہ رقم انہیں واپس کر دی اور اسے ان کی بھلائی اور مرضی کے مطابق تقسیم کیا۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی سرگرمیاں:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں۔ ''اس دن قبیلہ بنو یربوع کی شاخ رباح کے تین افراد حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے رہے۔ جب کبھی مسلمانوں کا کوئی دستہ نمودار ہوتا تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے اور ان کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے' اور ان کے حملے کے ساتھ ساتھ مسلح لشکر بھی حملہ کرتے رہے۔ قبیلہ بنو یربوع کے ان نامور افراد کے نام یہ ہیں:

(۱) نعیم بن عمرو بن عتاب (۲) عتاب بن نعیم (۳) عمرو بن شبیب

بہترین کارناموں پر انعام:

اس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قاصد چار تلواریں اور چار گھوڑے لے کر پہنچا تا کہ انہیں ان حضرات میں تقسیم کیا جائے جنہوں نے بہترین جنگی کارنامے انجام دیئے ہوں' لہٰذا امیر لشکر نے حمال بن مالک' ربیل بن عمرو' طلیحہ بن خویلد الفقعی بلوایا یہ تینوں قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے ان کے علاوہ عاصم بن عمرو التمیمی کو بھی بلوایا اور انہیں (خلیفہ کی) تلواریں عطاء کیں۔ اس کے بعد حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بن عمرو اور (مذکورہ بالا) یربوعی تین افراد کو گھوڑوں کا تین چوتھائی حصہ ملا اور قبیلہ اسد کو تلواروں کا تین چوتھائی حصہ ملا۔

جنگ کا نیا طریقہ:

سلیم بن عبدالرحمٰن السعدی روایت کرتے ہیں: جنگ کا آغاز ابتدائی دنوں میں سواروں کی جنگ سے ہوا۔ جب حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا ''اے لوگو! تم وہ طریقہ اختیار کرو جو میں کرتا ہوں'' یہ کہہ کر وہ انفرادی جنگ کے لیے للکارے تو ذوالحاجب نمودار ہوا۔ آپ نے اسے قتل کر دیا پھر بیرزان نمودار ہوا تو اسے بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہر سمت سے لوگ نکل آئے اور جنگ کا آغاز ہو گیا اور نیزہ بازی ہونے لگی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائیوں نے اونٹوں پر سوار ہو کر حملہ کیا۔ انہوں نے ان

اونٹوں کو جھول پہنا کر پوشیدہ کر دیا تھا۔ ان کے گھوڑے ان کی حفاظت کر رہے تھے اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان دشمن کے گھوڑ سواروں پر حملہ کریں تاکہ وہ ہاتھیوں کے مشابہ معلوم ہوں۔ لہٰذا انہوں نے جنگ اغواث میں وہی طریقہ اختیار کیا جیسا کہ اہل فارس نے جنگ ارماث میں اختیار کیا تھا۔ چنانچہ یہ اونٹ جہاں کہیں پہنچ جاتے تھے' وہاں دشمن کے گھوڑے بدک جاتے تھے اور مسلمانوں کے گھوڑ سوار ان پر غالب آ جاتے تھے اور جب ان کی یہ حالت نظر آئی تو اونٹوں نے جنگ اغواث میں اہل فارس کو اس سے زیادہ نقصان پہنچایا' جس قدر نقصان مسلمانوں کو جنگ ارماث میں اہل فارس کے ہاتھیوں سے ہوا تھا۔

جذبۂ شہادت:

قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام سواد تھا اور وہ دس آدمیوں کی حفاظت پر مقرر تھا' شہادت کے لیے بہت بے چین تھا' وہ دشمن پر شدید حملے کرتا رہا۔ جب اس کے باوجود وہ شہید نہیں ہوا تو وہ رستم کے مقابلے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ راستے ہی میں شہید ہو گیا۔

دلیرانہ جنگ:

علاء بن زیاد اور قاسم بن سلیم دونوں سلیم سے یہ روایت کرتے ہیں ''اہل فارس میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو انفرادی جنگ کے لیے للکارا۔ اس کے مقابلے کے لیے علباء بن جحش العجلی نکلے۔ علباء نے اسے گرا دیا دوسرا آدمی بھی مقابلے کے لیے آیا تو اس پر بھی ایسا وار کیا کہ اس کی انتڑیاں نکل آئیں۔ ایرانی تو فوراً مر گیا' دوسرا آدمی زندہ تھا۔ مگر انتڑیوں کی وجہ سے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا اس نے چاہا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو پیٹ کے اندر داخل کرے مگر یہ نہیں ہو سکا۔ اتنے میں ایک مسلمان اس کے پاس سے گذرا' اس نے اس سے کہا۔ تم میرے پیٹ کو درست کرو' اس نے اس کی انتڑیاں پیٹ میں داخل کر دیں۔ اس کے بعد وہ ایرانی صفوں کی طرف روانہ ہوا۔ وہ ابھی تیس گز آگے چلنے نہیں پایا تھا کہ وہ مر گیا۔

اہل فارس میں سے پھر ایک آدمی مقابلہ کے لیے نکلا اور جنگ کے لیے للکارا۔ اس کے مقابلے کے لیے اعرف بن اعلم عقیلی آئے اور اسے انہوں نے قتل کر دیا پھر دوسرا آدمی آیا اسے بھی انہوں نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کے بہت سے سواروں نے گھیر لیا اور ان کے ہتھیار بھی لے لیے۔ مگر وہ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آئے۔

تیس حملے:

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اس دن تیس حملے کیے۔ جب کوئی فوجی دستہ نمودار ہوتا تھا تو وہ اس پر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچاتے۔

محمد' طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے جنگ اغواث میں تیس حملوں میں تیس افراد قتل کیے۔ ہر حملے میں وہ کسی نہ کسی کو قتل کیا کرتے تھے ان کا آخری مقتول بزرجمہر الہمد انی تھا۔

اعور بن قطبہ نے سجستان کے شہر براز سے مبارزہ (جنگ) کیا اس میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو قتل کیا۔

آدھی رات تک جنگ:

محمد' طلحہ' زیاد اور ابن مخراق' قبیلہ طے کے ایک شخص کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ اس دن دونوں طرف سے سوار آپس میں صبح سے دوپہر تک جنگ کرتے' جب دن گذر گیا تو عام حملہ شروع ہوا جو آدھی رات تک جاری رہا۔ ارماث کی رات پرسکون رات

کہلائی جاتی ہے اور معرکہ اغواث کی شب ''سیاہ رات'' کہلائی جاتی ہے۔ مسلمان قادسیہ میں یوم اغواث کو فتح کا دن سمجھتے ہیں کیونکہ اس دن انہوں نے اہل عجم کے ممتاز لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔ اس دن مرکزی فوج (قلب) کے سوار بھی خوب لڑتے رہے اور ان کے پیادے بھی ثابت قدم رہے۔ اگر مسلمانوں کے گھوڑ سوار لوٹ کر نہ آ جاتے تو رستم گرفتار ہو جاتا۔

خوشی کی رات:

جنگ ختم ہونے کے بعد مسلمانوں نے وہ رات اسی طرح گذاری جس طرح دشمنوں نے ارماث کی رات گذاری تھی۔ مسلمان خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ جب سعدؓ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا ''اگر مسلمان خوشی مناتے رہیں تو مجھے نہ جگانا کیونکہ وہ دشمن پر طاقتور ہیں۔ اگر وہ خاموش ہو جائیں اور دشمن بھی خوشی نہ منائیں' تو اس صورت میں بھی مجھے نہ جگاؤ کیونکہ فریقین مساوی حالت میں ہوں گے۔ اگر تم دشمن کو خوشیاں مناتے ہوئے دیکھو تو ایسی صورت میں مجھے جگا دینا کیونکہ ان کی یہ آواز برائی پر مبنی ہوگی۔

ابو محجنؓ کا واقعہ:

جب رات کی تاریکی میں سخت جنگ ہو رہی تھی تو اس وقت ابو محجن حضرت سعدؓ کے پاس محل میں مقید تھا۔ شام کے وقت وہ حضرت سعدؓ کے پاس اوپر گیا اور ان سے معافی کا طلب گار ہوا' مگر انہوں نے اسے دھکا کر واپس بھیج دیا۔ نیچے آ کر اس نے (ان کی زوجہ محترمہ) سلمٰی بنت خصفہ سے کہا ''اے سلمٰی بنت آل خصفہ! کیا آپ نیکی کا کام کریں گی؟'' وہ بولیں ''وہ کام کیا ہے؟'' ابو محجن نے کہا: ''آپ مجھے چھوڑ دیں اور یہ گھوڑا ابلقاء مجھے مستعار دے دیں۔ خدا کی قسم! اگر اللہ نے مجھے زندہ اور سالم رکھا تو میں واپس آ کر اپنے پاؤں میں بیڑی پہن لوں گا''۔

انہوں نے کہا ''میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے'' اس (انکار) پر اس نے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

ابو محجنؓ کے اشعار:

۱۔ میرے لیے یہ رنج و غم کیا کم ہے کہ جب گھوڑے نیزوں کے ساتھ دوڑ رہے ہوں' اس وقت میں زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا بیٹھا رہوں۔

۲۔ جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو لوہے (کی بیڑیاں) مجھے روک لیتی ہیں' حالانکہ میرے سامنے گرنے اور مرنے سے ایسے مناظر پیش ہوتے ہیں جو پکارنے والے کو بہرہ کر دیتے ہیں۔

۳۔ میں بہت مال دار تھا اور میرے بھائی بھی بہت تھے مگر اب انہوں نے مجھے ایسی حالت میں تن تنہا چھوڑ دیا ہے جیسے کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔

۴۔ میں نے اللہ سے یہ پختہ عہد کیا ہے جسے ہرگز نہیں توڑوں گا کہ اگر مجھے رہا کر دیا جائے تو میں شراب فروش کی دوکان کے پاس نہیں پھٹکوں گا''۔

ابو محجنؓ کے کارنامے:

اس پر حضرت سلمٰیؓ نے فرمایا ''میں نے اللہ سے استخارہ کیا ہے' اور تمہارے معاہدے کو ماننے کے لیے تیار ہوں'' یہ کہہ کر

انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر یہ فرمایا "بلقاء گھوڑا میں تمہیں نہیں دوں گی" اس کے بعد وہ اپنے گھر چلی گئیں۔

ابو محجن رضی اللہ عنہ گھوڑا کھول کر اسے محل کے اس دروازے سے نکال کر لے گیا جو خندق کے قریب تھا۔ وہ اس پر سوار ہو کر اور میمنہ (دائیں بازو کی فوج) کے قریب پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگا۔ اس کے بعد اس نے دشمن کے میسرہ (بائیں بازو کی فوج) پر حملہ کر دیا۔ وہ دونوں صفوں کے درمیان اپنے نیزے اور ہتھیاروں سے حملہ کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کی بائیں بازو کی فوج (میسرہ) کے پیچھے سے نکل کر گیا اور نعرۂ تکبیر بلند کر کے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر دیا۔ وہ دونوں صفوں کے درمیان اپنے نیزے اور ہتھیاروں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کے مرکزی فوج (قلب) کے پیچھے سے گیا اور وہاں سے بھی اسی طرح حملہ کرتا رہا۔ وہ دشمن پر گرجتے ہوئے زوردار حملے کر رہا تھا جس پر مسلمانوں کو تعجب تھا کیونکہ وہ اسے پہچانتے نہیں تھے اور نہ انہوں نے اس کو دن کے وقت دیکھا تھا۔ بعض مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ یہ حضرت ہاشم کے ہراول دستے کا آدمی ہے یا خود حضرت ہاشم ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حیرانی:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ محل کے اوپر سے جھکے ہوئے مسلمانوں کی فوج کی نگرانی کر رہے تھے انہوں نے اسے دیکھ کر یہ فرمایا "اگر ابو محجن قید نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ وہ ابو محجن ہے اور یہ گھوڑا ابلقاء ہے"۔ کسی کی یہ رائے تھی کہ "اگر حضرت خضر (علیہ السلام) جنگوں میں شریک ہو سکتے ہیں تو ہم یہ کہتے کہ بلقاء گھوڑے کے مالک حضرت خضر ہیں"۔ کوئی یہ کہہ رہا تھا "اگر فرشتے براہ راست جنگوں میں شریک ہوتے تو ہم یہ کہتے کہ ایک فرشتہ ہماری حوصلہ افزائی کر رہا ہے"۔ ابو محجن کا کوئی تذکرہ نہیں کر رہا تھا اور نہ کسی کے ذہن میں اس کا تصور آ سکا کیونکہ ان کے خیال میں ابو محجن قید میں تھا۔

ابو محجن رضی اللہ عنہ کی واپسی:

جب آدھی رات ہوگئی تو اہل فارس نے جنگ بند کر دی اور مسلمان بھی لوٹ آئے اس وقت ابو محجن بھی جس دروازے سے نکلا تھا اس دروازے سے محل کے اندر چلا گیا۔ اس نے گھوڑے کو باندھا اور اپنے پاؤں میں بدستور بیڑیاں ڈال لیں اس کے بعد اس نے یہ اشعار کہے:

اشعار:

۱۔ قبیلہ بنو ثقیف کسی فخر کے بغیر یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم شمشیر زنی میں بہتر ہیں۔

۲۔ ہمارے پاس ان سب سے زیادہ مکمل زرہیں موجود ہیں جس وقت لوگ جنگ کے لیے کھڑے ہونے کو پسند کریں تو اس وقت ہم سب سے زیادہ صابر ہوتے ہیں۔

۳۔ ہم روزانہ ان کے وفد بنتے ہیں اگر وہ یہ بات نہ جانتے ہوں تو اس کے بارے میں کسی واقف کار سے پوچھ لیں۔

۴۔ جنگ قادسیہ کی شب کو وہ مجھے نہیں پہچان سکے اور میں نے بھی اپنے نکلنے اور حملہ کرنے کے راز سے انہیں آگاہ نہیں کیا۔

۵۔ اگر مجھے قید میں رکھا گیا ہے تو یہ میری آزمائش ہے تاہم اگر مجھے رہا کر دیا جائے تو میں انہیں (دشمن کو) موت کا مزہ چکھاؤں گا۔

ابو محجن رضی اللہ عنہ کا جرم:

حضرت سلمیٰ نے اس سے پوچھا "تمہیں کس جرم میں قید کیا گیا ہے" وہ بولا: "خدا کی قسم! مجھے کسی حرام چیز کے کھانے یا پینے

کے جرم میں قید نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں عہد جاہلیت میں شراب پیتا تھا اور چونکہ میں شاعر ہوں اس لیے (اس کے بارے میں) کچھ اشعار میری زبان سے بے اختیار نکل گئے۔ جس میں شراب کی تعریف کی گئی تھی اس کی وجہ سے مجھے مقید کیا گیا ہے۔ میں نے یہ اشعار کہے تھے:

۱۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کی جڑ کے قریب دفن کرنا' تا کہ مرنے کے بعد اس کی رگیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔

۲۔ مجھے ویران جنگل میں دفن نہ کرنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کا ذائقہ نہیں چکھ سکوں گا۔

ابو محجن رضی اللہ عنہ کی رہائی:

حضرت سلمٰی یوم ارماث سے پہلے کی شام سے حضرت سعدؓ سے (مذکورۂ بالا گفتگو کی وجہ سے) ناراض تھی' مگر (ابو محجنؓ کی خاطر) وہ اس واقعہ کے بعد اگلے دن صبح کو حضرت سعدؓ کے پاس آئیں اور ان سے صلح کر لی اور انہیں ابو محجن کا واقعہ سنایا۔ حضرت سعدؓ نے اس کو بلا کر رہا کر دیا اور فرمایا:

''جاؤ میں تمہیں کسی بات پر اس وقت تک نہیں پکڑوں گا جب تک کہ تم عملی طور پر اسے انجام نہیں دو گے''۔

ابو محجنؓ نے بھی (وعدہ کرتے ہوئے) کہا:

''میں بھی اپنی زبان کو کسی بری چیز کی تعریف میں آلودہ نہیں کروں گا''۔

باب ۱۴

یوم عماس

محمد، طلحہ، زیاد اور ابن مخراق قبیلہ طے کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ کا تیسرا دن شروع ہوا تو مسلمان اور اہل عجم اپنے اپنے مورچوں پر موجود تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے سخت زخمی سمیت دو ہزار سپاہی شہید ہوئے اور مشرکوں کے دس ہزار سپاہی مارے گئے۔

شہداء کی تجہیز و تدفین:

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حکم دیا تھا کہ جو چاہے وہ شہداء کو غسل دے اور اگر لوگ چاہیں تو وہ اپنے شہداء کو انہی کے خون میں (غسل دیئے بغیر) دفن کر سکتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں نے اپنے شہیدوں کی لاشیں حاصل کیں اور انہیں پیچھے کی طرف روانہ کر دیا اور جو لوگ ان لاشوں کو جمع کر رہے تھے اور وہ انہیں قبرستان کی طرف لے گئے اور جو خطرناک طور پر زخمی تھے انہیں مسلم خواتین کے سپرد کیا جا رہا تھا۔ شہداء کے نگراں حاجب بن زید تھے۔ عورتوں اور بچوں نے گذشتہ دو دنوں میں قبریں کھودیں اور ان میں جنگ قادسیہ کے ڈھائی ہزار شہداء دفن کیے گئے۔

حاجب بن زید اور شہداء کے اعزہ اور رشتہ دار غریب اور قادسیہ کے درمیان کھجور کے ایک درخت کے پاس سے گذرے جو اس زمانے میں وہاں تن تنہا کھجور کا درخت تھا۔ زخمی مسلمان اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ کر اس کی تعریف میں اشعار کہنے لگے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی ہدایات:

محمد، طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ رات بھر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے رہے کہ وہ اپنے انہی مورچوں کو سنبھالے رہیں جن پر وہ گذشتہ کل ڈٹے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ فرمانے لگے۔

''جب آفتاب طلوع ہو جائے تو تم سو سو کے دستے میں حملہ کرنے کے لیے جاؤ۔ جب سو کا ایک دستہ نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اس کے بعد سو سپاہیوں پر مشتمل دوسرا دستہ جائے اگر ہاشم (جو شام سے بھیجی ہوئی فوج کے سپہ سالار تھے) آ جائیں تو بہت بہتر ہے ورنہ تم ہی اس طریقے سے مسلمانوں کے دلوں میں جوش و خروش اور امید کے جذبات کی تجدید کرتے رہو۔

انہوں نے حسب ہدایات ایسا ہی کیا اور کسی کو ان کی یہ چال محسوس تک نہ ہوئی۔

میدان میں دشمن کی لاشیں:

جب صبح ہوئی تو مسلمان سپاہی اپنی مورچے پر چلے گئے انہوں نے اپنے شہیدوں کو حاجب بن زید کے حوالے کر دیا تھا۔ مشرکوں کے مقتولین ابھی تک دونوں صفوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے وہ اپنے مردوں کے پاس نہیں جاتے تھے لہٰذا ان مقتولین کی (میدان جنگ میں) موجودگی مسلمانوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی اور اس سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہیں تقویت پہنچی۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی تدبیر:

جب آفتاب طلوع ہوا تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ سوار دستوں کی نگرانی کر رہے تھے جب ان کے گھوڑے آگے بڑھے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسلمانوں نے بھی جواب میں نعرۂ تکبیر کہا اور وہ سمجھے کہ امدادی فوج آ گئی ہے۔ حضرت عاصم بن عمرو نے بھی ہدایت کی تھی کہ ان کی فوج بھی ایسا کرے چنانچہ وہ خفافی کی طرف سے آئی۔ اس کے بعد شہسوار آگے بڑھے اور اپنے فوجی دستوں میں منقسم ہو گئے اور شمشیر زنی و نیزہ بازی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں کی فوجی کمک لگا تار آ رہی تھی۔

حضرت ہاشم کی آمد:

جب حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کا آخری دستہ میدان جنگ میں پہنچا تو حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ بھی (شام سے) سات سو کی فوج لے کر آ پہنچے۔ مسلمانوں نے ان کو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی ان تدبیروں سے مطلع کیا جو انہوں نے ان دو دنوں میں اختیار کی تھیں' لہٰذا انہوں نے بھی اپنے ساتھیوں کو ستر ستر سپاہیوں کے فوجی دستوں میں تقسیم کیا اور جب حضرت قعقاع کا آخری دستہ میدان جنگ میں پہنچ گیا تو حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے اپنے ستر سپاہیوں کو قیس بن ہبیرہ کی قیادت میں بھیجا۔ انہوں نے کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ وہ براہ راست یمن سے یرموک پہنچے تھے اور حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔

تیراندازی کا کمال:

حضرت ہاشمؓ جب مرکزی فوج (قلب) میں پہنچے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا وہ اپنے مورچوں پر پہنچ چکے تھے۔ حضرت ہاشمؓ نے ہدایت کی کہ جنگ کا آغاز سواروں کی لڑائی سے کیا جائے' پھر تیراندازی ہو گی۔ پھر انہوں نے اپنی کمان پر تیر چڑھایا اور لوگوں سے کہنے لگے ''تمہارے خیال میں میرا تیر کہاں تک پہنچے گا؟'' وہ بولے ''عتیق تک'' لہٰذا انہوں نے تیر کمان پر چڑھا کر مارا تو وہ عتیق تک پہنچ گیا۔ اس طرح کئی مرتبہ ان کے تیر وہاں تک پہنچتے رہے۔

ہاتھیوں کی دوبارہ فوج:

مشرکین رات بھر اپنے (ہاتھیوں کے) صندوقوں اور ہودوں کو درست کرتے رہے تا آنکہ انہوں نے انہیں درست کر لیا اور وہ اپنے مورچوں پر آ گئے' ہاتھیوں کو بھی وہ لے آئے۔ پیدل فوج اس بات کی حفاظت کر رہی تھی کہ کہیں ان کے ہودوں کو نہ کاٹ دیا جائے پیدل فوج کی حفاظت کے لیے سوار فوج تھی' جب وہ مسلمانوں کے فوجی دستہ کا قصد کرتے تھے تو وہاں ہاتھی اور ان کی فوج بھیج دیتے تھے تاکہ مسلمانوں کے گھوڑے بدک جائیں۔ مگر گذشتہ دنوں کی طرح وہ خراب کارروائی نہیں کر سکے۔ کیونکہ جب ہاتھی تن تنہا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی نہیں ہوتا ہے تو وہ گھبرا جاتا ہے مگر جب اس کے چاروں طرف آدمی ہوتے ہیں تو وہ مانوس رہتا ہے۔ بہر حال جنگ اسی طرح جاری رہی یہاں تک کہ دن ڈھل گیا۔

گھمسان کا رن:

یوم عماس میں شروع سے لے کر آخر تک نہایت گھمسان کا رن پڑا۔ اس میں عرب و عجم دونوں کا پلہ بھاری تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ معمولی سے معمولی بات بھی لوگ یزدگرد تک پہنچا دیتے تھے اور وہ انہیں امدادی کمک بھیجتا تھا جس سے اہل فارس کو تقویت پہنچتی تھی۔ اگر اللہ مسلمانوں کی اس تدبیر سے مدد نہ کرتا جو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان دونوں دنوں میں اختیار کی تھی تو مسلمان شکست کھا جاتے۔

ہاشم کی فوج:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ ہاشم بن عتبہ شام سے سات سو سپاہیوں کے ساتھ آئے ان کے ساتھ قیس بن مکشوح المبرادی بھی تھا۔ یہ لوگ یرموک اور دمشق کی فتح کے بعد آئے تھے۔ حضرت ہاشمؓ نے جلد ستر سپاہی حملہ کرنے کے لیے بھجوائے۔ ان میں سعید بن عمران الہمدانی بھی شامل تھے۔ مجالد روایت کرتے ہیں کہ قیس بن ابی حازم حضرت ہاشمؓ کے آگے کے دستے میں حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

عصمۃ الواجلی جو جنگ قادسیہ میں شریک تھے، روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم شام سے اہل عراق کو لے کر آئے انہوں نے جلد ایک فوجی دستہ حملہ کے لیے بھیجا جس میں ابن المکشوح بھی شامل تھا۔ جب وہ قریب پہنچے تو ان کے ساتھ تین سو سپاہی تھے وہ اس وقت پہنچے جب مسلمان اپنے جنگی مورچوں پر ڈٹے ہوئے تھے لہٰذا وہ بھی ان کی صفوں میں شامل ہو گئے۔

شدید ترین جنگ:

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ جنگ کا تیسرا دن یوم عماس تھا۔ قادسیہ کی جنگوں میں اس سے زیادہ شدید جنگ کوئی نہیں ہوئی اس میں فریقین ہم پلہ تھے اور ہر فریق اپنے نقصانات پر صابر وشاکر تھا۔ مسلمانوں کو بھی اس جنگ میں اتنا ہی نقصان پہنچا جس قدر کافروں کو نقصان پہنچا تھا۔

اسمٰعیل بن محمد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم بن عتبہ یوم عماس میں قادسیہ آئے۔ وہ گھوڑے کے بجائے گھوڑی پر سوار ہو کر جنگ کر رہے تھے۔ جب وہ لشکر میں پہنچے تو انہوں نے ایک تیر چلایا جو ان کی گھوڑی کے کان کو جا کر لگا۔ انہوں نے کہا "اس بات پر افسوس ہے، تمہارے خیال میں میرا تیر کہاں تک پہنچ سکتا ہے؟"۔

لوگوں نے کہا "ایسے اور ایسے مقام تک" اس پر وہ گھوڑی سے اتر آئے اور اسے چھوڑ کر تیر چلانے لگے تو وہ اس جگہ پہنچے جہاں تک پہنچنے کے لیے لوگوں نے کہا تھا۔ محمد، طلحہ اور زیاد کی روایت ہے کہ وہ میمنہ میں تھے۔ ابو کبران حسن بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ قیس بن المکشوح کہتے ہیں کہ ان کی شام سے آمد حضرت ہاشمؓ کے ساتھ تھی۔ انہوں نے اپنے قریب کے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی:

قیس کی تقریر:

"اے اقوام عرب! خداوند تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہیں مسلمان بنایا اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعے تمہیں عزت بخشی اور تم خدا کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ تمہاری دعوت ایک ہے اور تم متحد ہو گئے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم میں سے ہر ایک دوسرے پر شیر کی طرح حملہ کرتا تھا اور ایک دوسرے پر بھیڑیے کی طرح جھپٹتا تھا اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے ہاتھوں فارس کو فتح کرائے گا جب کہ تمہارے بھائی اہل شام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے شام کو فتح کرایا ہے اور وہاں کے سرخ محل وقصور اور سرخ گھوڑوں پر مسلمان قابض ہو گئے ہیں"۔

حضرت عمرو بن معدیکرب کی شمشیر زنی:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن معدی کرب نے فرمایا: میں ہاتھیوں اور اس کے اردگرد کی فوج پر ہاتھیوں

کی فوج سے حملہ کرنے والا ہوں' تم مجھے قربانی کا جانور سمجھ کر نہ چھوڑ دینا اگر تم (میری مدد کے لیے) دیر سے آئے تو ابوثور (میرا) کا کام تمام ہو جائے گا۔ پھر تمہیں ابوثور جیسا (شہسوار) کہاں ملے گا۔ اگر تم میرے پاس پہنچ گئے تو تم میرے ہاتھ میں تلوار دیکھو گے''۔ یہ کہہ کر انہوں نے حملہ کر دیا اور مشرکوں پر اس زور سے تلوار چلاتے رہے کہ گرد و غبار چھا گیا۔ ان کے ساتھیوں نے (مسلمانوں سے) کہا ''تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ اگر تم نے اسے کھو دیا تو یوں سمجھو کہ مسلمانوں نے اپنے ایک بہت بڑے شہسوار کو ہاتھ سے کھو دیا''۔ اس کے بعد انہوں نے مل کر حملہ کیا تو مشرکین نے انہیں (حضرت معدی کرب کو) نیزے سے زخمی کرنے کے بعد چھوڑ دیا وہ اس وقت بھی تلوار سے حملہ کر رہے تھے ان کا گھوڑا بھی زخمی ہو گیا تھا۔

جب حضرت عمرو بن معدی کرب نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اہل فارس انہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو انہوں نے ایک ایرانی کے گھوڑے کی ٹانگ پکڑ لی۔ جب ایرانی نے گھوڑے کو حرکت دی تو وہ بے چین ہو گیا' اس وقت اس ایرانی نے حضرت عمرو کو دیکھا اور وہ ان کے مقابلہ کے لیے آیا' مسلمانوں نے بھی اسے دیکھ کر گھیر لیا اس پر وہ گھوڑے سے اتر کر ان کے ساتھیوں سے بات چیت کرنے لگا۔ حضرت عمرو نے کہا ''مجھے اس کی لگام دے دو'' ان کے ساتھیوں نے ان کے ہاتھ میں لگام دے دی تو وہ اس پر سوار ہو گئے۔

شبر بن علقمہ کا کارنامہ:

اسود بن قیس بیان کرتے ہیں کہ اس کے بزرگوں نے جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے' یہ بیان کیا ہے کہ جب یوم عماس شروع ہوا تو اہل فارس کا ایک شخص نکلا۔ جب وہ دونوں صفوں کے درمیان پہنچا تو وہ چلانے لگا اور گرج کر بولا ''کون مقابلے کے لیے آ رہا ہے'' اس وقت مسلمانوں میں سے ایک شخص نکلا جسے شبر بن علقمہ کہا جاتا ہے وہ نہایت پستہ قد اور بدصورت تھا۔ وہ بولا ''اے مسلمانو! اس شخص نے تمہارے ساتھ انصاف کیا ہے مگر کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اور نہ کوئی اس کی طرف نکلا۔ خدا کی قسم! اگر تم مجھے حقیر نہ سمجھو تو میں اس کے مقابلے کے لیے نکل سکتا ہوں''۔ جب اس نے دیکھا کہ کوئی اس کو نہیں منع کر رہا ہے تو وہ اپنی تلوار اور نیزہ لے کر آگے بڑھا۔ ایرانی اسے دیکھ کر چلایا پھر وہ اتر کر اس کے مقابلے کے لیے آیا۔ انہوں نے اسے اٹھا لیا اور وہ اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے پھر اس کو قتل کرنے کے لیے تلوار نکالی۔ اس وقت گھوڑے کی رسی کا سرا ان کے ٹپکے سے بندھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے تلوار نکالی تو گھوڑا بدکا اور وہ بھی اس کے ساتھ گھسٹتے ہوئے چلے گئے۔ اس ایرانی کے ساتھی چلانے لگے تو وہ بولے ''تم جس قدر چاہو چلاؤ' خدا کی قسم! میں اسے قتل کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا اور پھر میں اس کا تمام سامان چھین لوں گا'' یہ کہہ کر انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا پھر وہ سامان لے کر حضرت سعدؓ کے پاس آئے تو وہ بولے ''ظہر کے وقت لے کر آنا'' چنانچہ وہ اس وقت آئے تو حضرت سعدؓ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا ''میری رائے یہ ہے کہ میں یہ سامان اس کو بخشش کر دوں کیونکہ جو کوئی کسی کا سامان اسے قتل کرنے کے بعد لیتا ہے تو وہ اسی کا ہوتا ہے'' چنانچہ اس نے اس سامان کو بارہ ہزار میں فروخت کر دیا۔

ہاتھیوں کی تباہی کا طریقہ:

محمد' طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ نے دیکھا کہ ہاتھی مسلمان دستوں کو منتشر کر رہے ہیں اور یوم ارماث کی طرح اپنا کام کر رہے ہیں تو انہوں نے ضخم' مسلم' رافع' عشنق اور ان کے ایرانی ساتھیوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے بلوایا' جب وہ آئے تو

انہوں نے ہاتھیوں کے بارے میں دریافت کیا کہ ہاتھیوں کے قتل ہونے کے مقامات کیا ہے؟'' انہوں نے کہا ''سونڈ اور آنکھیں ہیں ان کے بعد وہ بالکل بیکار ہو جاتے ہیں'' اس کے بعد حضرت سعدؓ نے عمرو کے دونوں فرزند قعقاع اور عاصم کو یہ پیغام بھیجا۔ ''تم دونوں مجھے سفید ہاتھی سے نجات دلاؤ'' یہ ہاتھی ان کے سامنے تھا۔ اسی طرح حمال اور ابیل کو کہلا بھیجا کہ وہ دونوں اپنے سامنے کے ہاتھی کا مقابلہ کریں۔

سونڈ اور آنکھوں پر حملہ:

حضرت قعقاع اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہما نے دو سخت نیزے لیے اور گھوڑ سواروں اور پیدل فوج کو حکم دیا کہ وہ اس ہاتھی کو گھیر لیں۔ حمال اور ابیل نے بھی اپنے ہاتھی کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کیا جب وہ دونوں ہاتھی چاروں طرف سے گھر گئے تو وہ دائیں بائیں دیکھنے لگے تو اس وقت حضرات قعقاع اور عاصم نے سفید ہاتھی کی آنکھوں میں نیزے گھونپ دیئے۔ ہاتھی نے گھبرا کر اپنے فیل بان کو گرا دیا اور اپنی سونڈ لٹکائی تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اسے گرا دیا۔ اور وہ اپنے پہلو کے بل جا گرا' ہاتھی پر جو سوار تھے وہ سب مارے گئے۔ اس طرح حمال نے حملہ کیا اور انہوں نے ابیل سے کہا ''یا تم اس کی سونڈ پر تلوار مارو اور میں اس کی آنکھ میں نیزہ گھونپوں یا تم اس کی آنکھ پر نیزہ مارو اور میں اس کی سونڈ پر تلوار ماروں'' ابیل نے تلوار کے حملے کو پسند کیا۔ تو حمال نے ہاتھی پر اس وقت حملہ کیا جب وہ اپنے چاروں طرف کے لوگوں کو دیکھنے میں مشغول تھا' اس وقت انہوں نے اس کی آنکھ میں نیزہ گھونپ دیا تو وہ دبک کر بیٹھ گیا پھر وہ سیدھا ہوا تو ابیل نے تلوار ماری' اس وقت اس نے سونڈ نکالی جب اس کے فیل بان نے انہیں دیکھا تو اس نے کلہاڑی سے ان کی ناک اور پیشانی کو زخمی کر دیا۔

بڑے ہاتھیوں کی تباہی:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ اسد کے دو افراد نے جن کا نام ابیل اور حمال ہے۔ یوں کہا ''اے مسلمانو! کون سی موت سخت ہے؟'' وہ بولے ''اس ہاتھی پر حملہ کیا جائے۔ اس پر انہوں نے اپنے گھوڑے دوڑائے اور اپنے سامنے کے ہاتھی پر حملہ کیا اور ان دونوں میں سے ایک نے ہاتھی کی آنکھ میں نیزہ مارا تو ہاتھی اپنے پیچھے کے آدمیوں کو روندنے لگا۔ دوسرے شخص نے اس کی سونڈ پر تلوار ماری تو فیل بان نے ان کے منہ پر کلہاڑا مارا' لہٰذا حمال اور ابیل وہاں سے چلے گئے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی نے بھی اپنے سامنے کے ہاتھی پر حملہ کیا ان دونوں نے اس ہاتھی کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیں اور اس کی سونڈ کاٹ دی تو وہ ہاتھی حیران و پریشان دونوں صفوں کے درمیان پھرتا رہا۔ جب وہ مسلمانوں کی صفوں کی طرف آتا تو وہ اسے زخمی کر دیتے تھے اور جب وہ مشرکوں کی صفوں کی طرف جاتا تو وہ اسے ہٹا دیتے تھے۔

ہاتھیوں میں بھگدڑ:

حضرت شعبی کی دوسری روایت ہے کہ ان ہاتھیوں میں دو ہاتھی بہت ممتاز تھے۔ قادسیہ کی جنگ میں ایرانیوں نے ان دو بڑے ہاتھیوں کے ساتھ قلب (مرکزی فوج) پر حملہ کیا تو حضرت سعدؓ نے قعقاع اور عاصم کو جو قبیلہ تمیم سے تعلق رکھتے تھے' نیز حمال اور ابیل کو جو قبیلہ اسد سے تعلق رکھتے تھے ان دونوں ہاتھیوں کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے آگے کے واقعات پہلی روایت کے مطابق ہیں مگر اس پر مزید اضافہ یہ ہے'' دونوں ہاتھی سور کی طرح چلا رہے تھے۔ اس کے بعد وہ ہاتھی جو کانا ہو گیا تھا' پیٹھ موڑ کر بھاگا اور نہر

عتیق میں کود پڑا' دوسرے ہاتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ ایرانیوں کی صفوں سے نکل گئے اور ان ہاتھیوں نے بھی اس کے پیچھے چل کر نہر عتیق کو عبور کیا اور اپنے ہودوں سمیت مدائن پہنچ گئے۔ اور جو ہاتھیوں پر سوار تھے' وہ سب ہلاک ہو گئے۔

تلواروں کی شدید جنگ:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ جب ہاتھی چلے گئے اور صرف مسلمان اور اہل فارس باقی رہ گئے تو اس وقت دن ڈھل چکا تھا اس وقت مسلمانوں نے پھر شدید حملہ کیا اور ان کی حفاظت انہی شہسواروں نے کی جو دن کے ابتدائی حصے میں جنگ کر رہے تھے۔ ان کی بدولت مسلمانوں نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ شام تک تلواروں سے جنگ کرتے رہے اور فریقین کا پلہ برابر رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب مسلمانوں نے ہاتھیوں کا خاتمہ کیا تو دونوں کے دستے قائم ہو گئے تھے اور ان کے ذریعے مقابلہ ہوتا رہا تھا۔

لیلۃ الہریر:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ جب لڑائی میں شام ہو گئی تو رات میں بھی نیزہ بازی ہوتی رہی اور گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ فریقین جنگ پر ڈٹے رہے اس لیے دونوں ہم پلہ رہے۔ اس رات کو لیلۃ الہریر کہا جاتا ہے اس کے بعد قادسیہ میں رات کے وقت کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

حفاظتی دستہ:

عبدالرحمٰن بن جیش روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے لیلۃ الہریر میں حضرت طلیحہ اور عمرو کو لشکر کے نچلے حصے کی طرف بھیجا' تاکہ وہ دونوں وہاں محافظ کی حیثیت سے رہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن اس طرف سے حملہ کرے۔ آپ نے انہیں یہ ہدایت دی تھی ''اگر تم دیکھو کہ دشمن تم سے پہلے وہاں پہنچ گیا ہے تو تم ان کے سامنے اترو اور اگر تم انہیں وہاں نہ دیکھو تو میرے دوسرے حکم کے آنے پر وہیں ٹھہرے رہو''۔

حضرت عمرؓ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ سابق مرتدوں کے سرداروں کو سو مسلمان سپاہیوں کے دستے پر افسر نہ مقرر کریں۔

جب وہ دونوں نشیبی حصے میں پہنچے تو انہوں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا۔ اس وقت حضرت طلیحہ نے کہا ''اگر ہم یہاں پانی میں گھس کر اسے پار کر لیں تو ہم اہل عجم پر ان کے پیچھے سے حملہ کر سکتے ہیں''۔ حضرت عمرو نے کہا ''نہیں ہم نچلے حصے کو عبور کریں''۔

حضرت طلیحہ نے کہا ''جو میں کہہ رہا ہوں وہ مسلمانوں کے لیے زیادہ مفید ہے''۔

حضرت عمرو نے کہا ''آپ مجھے اس چیز کی طرف بلا رہے ہیں جو میری طاقت سے باہر ہے''۔

عمرو کی واپسی:

لہٰذا دونوں الگ الگ ہو گئے۔ حضرت طلیحہ دشمن کے لشکر کی طرف نہر عتیق کے پیچھے سے تنہا روانہ ہوئے اور حضرت عمرو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نچلے حصے کی طرف روانہ ہوئے' انہوں نے حملہ کیا اور ایرانیوں نے بھی ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے بارے میں اندیشہ لاحق ہو گیا تھا اس لیے ان دونوں کے پیچھے آپ نے قیس بن المکشوح کو ستر سپاہیوں کے ساتھ بھیجا۔ یہ ان سرداروں میں سے تھے جنہیں سو سے زیادہ سپاہیوں کا افسر بنانے سے روکا گیا تھا۔ آپ نے یہ فرمایا ''اگر تم ان لوگوں سے مل جاؤ

تو تم ان کے سردار ہو' وہ ان کی طرف روانہ ہوئے جب وہ پانی کی ندی کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا کہ مسلمان عمرو اور ان کے ساتھیوں کے بغیر حملہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے ان کو اس کام سے روک دیا اس کے بعد قیس حضرت عمرو کے پاس آ کر انہیں ملامت کرنے لگے۔ اس پر وہ دونوں جھگڑنے لگے۔ ان کے ساتھیوں نے کہا ''قیس کو تم پر امیر مقرر کیا گیا ہے'' اس پر وہ خاموش ہو گئے' پھر کہنے لگے ''مجھ پر اس شخص کو افسر مقرر کیا گیا ہے جس سے میں نے عہد جاہلیت میں جنگ کی تھی'' یہ کہہ کر وہ مسلمانوں کے فوجی کیمپ کی طرف لوٹ آئے۔

پیچھے سے حملہ:

طلیحہ دشمن کے لشکر کے پیچھے پہنچے تو تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر چلے آئے۔ دشمن ان کی تلاش میں نکلے مگر انہیں نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں چلے گئے' وہ نچلے حصے کی طرف سے ہوتے ہوئے ندی عبور کر کے اپنے لشکر میں آ گئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ مشرکوں پر ان کی تکبیر کا برا اثر ہوا مگر مسلمان خوش ہو گئے کیونکہ دشمن کو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کون تھا۔

قدامۃ الکاہلی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ بنو کاہل بن اسد کے قبیلے کے دس بھائی جنہیں بنو حرب کہا جاتا تھا۔ اس جنگ میں شریک تھے ان میں سے بعض رجز یہ اشعار پڑھ کر نہایت جوش وخروش کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص کی ران (جس کا نام عفاق تھا) زخمی ہو گئی اور وہ اس ضرب سے جاں بر نہ ہو سکا۔

حمید بن ابو شجار راوی ہے کہ حضرت سعدؓ نے طلیحہ کو کسی کام کے لیے بھیجا۔ انہوں نے وہ کام چھوڑ دیا اور نہر عتیق کو عبور کر کے دشمن کے لشکر میں گشت کرنے لگے جب وہ نہر کے بند کے قریب کھڑے تھے تو انہوں نے تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا اس سے اہل فارس خوف زدہ ہو گئے' اور مسلمانوں کو بھی تعجب ہوا۔ وہ یہ بات معلوم کرنے کے لیے دوڑے' اہل عجم نے ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے اور مسلمان بھی اس بارے میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ پھر وہ لوٹ آئے اور از سر نو صف بندی کی' انہوں نے ایسے کام کا آغاز کیا جو گذشتہ تین دن میں نہیں شروع کیا گیا تھا اس وقت حضرت طلیحہ کہہ رہے تھے ''تم اس آدمی کو نہ چھوڑو جو تمہیں کمزور کرنے کی کوشش کرے''۔

دوبارہ صف بندی:

حضرت مسعود بن مالک الاسدی' عاصم بن عمرو التمیمی' ابن ذو البرد بن الہلالی' ابن ذو السہمبس' قیس بن ہبیرہ اسدی اور ان جیسے لوگ جنگ کرنے کے لیے نکلے۔ دشمن بھی مقابلے کے لیے تیار تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے صف بندی کی اور قلب (مرکزی فوج) میں تیرہ صفیں ہو گئی تھیں اور دونوں بازوؤں میں اسی قدر صفیں تھیں۔

بے اجازت حملہ:

جب سواروں نے پیش قدمی کی تو انہوں نے ان پر تیر اندازی کی مگر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار رہے پھر سواروں سے ان کے فوجی دستوں کا مقابلہ ہوا۔ اس رات حضرت خالد بن نعیم التمیمی شہید ہو گئے۔ اس پر حضرت قعقاع نے اس مقام پر حملہ کیا' جہاں سے تیر اندازی کی گئی تھی۔ اس کے بعد جنگ چھڑ گئی اور انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر حملہ کر دیا تھا۔ تاہم حضرت سعدؓ نے فرمایا ''اے اللہ تو انہیں معاف کر اور مدد فرما۔ گو انہوں نے مجھ سے اجازت حاصل نہیں کی تاہم میں نے انہیں اجازت دے دی ہے''۔

صفوں کی ترتیب:

اس وقت اکثر مسلمان اپنے مورچوں پر موجود تھے سوائے ان چند فوجی دستوں کے جنہوں نے حملہ کیا تھا۔ مسلمانوں کی تین صفیں تھیں۔ ایک صف میں نیزہ باز اور شمشیرزن' پیدل فوج تھی۔ دوسری صف میں تیرانداز سپاہی تھے' تیسری صف میں گھوڑسوار تھے جو پیدل فوج سے آگے تھے۔ اس طرح میمنہ اور میسرہ کا دل تھا۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا ''یہ حملہ قعقاع نے خود کیا تھا (میرا حکم یہ ہے کہ) جب تین تکبیریں کہوں تو اس وقت تم لشکرکشی کرو' جب انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو وہ مسلمان تیار ہو گئے اور ان کی رائے کے مطابق عمل کیا۔ اس وقت جنگ حضرت قعقاع رضی اللہ اور ان کے ساتھیوں کے اردگرد گردش کر رہی تھی۔

قیس بن ہبیرہ کی تقریر:

عمرو بن مرہ راوی ہیں کہ اس موقع پر حضرت قیس بن ہبیرہ المرادی جو صرف اسی رات شریک جنگ ہوئے تھے اور اس سے پہلے کی جنگوں میں شریک نہیں تھے' کھڑے ہو کر اپنے قریب کے ساتھیوں سے یوں مخاطب ہوئے۔

''تمہارا دشمن جنگ کا طلب گار ہے اس معاملے میں امیر کی رائے پر عمل کرو۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ سواروں کے دستے پیدل فوج کے بغیر حملہ کریں کیونکہ جب دشمن حملہ کرے گا اور اس وقت سواروں کے ساتھ پیدل فوج نہ ہوئی تو وہ ان کے گھوڑوں کو زخمی کر دیں گے اور ان کی طرف پیش قدمی کرنا ممکن نہیں ہو گا۔ لہٰذا حملہ کے لیے تیار ہو جاؤ اور تکبیر کا انتظار کرو اور مل کر حملہ کرو خواہ اہل عجم کے تیر مسلمانوں کی صفوں میں گھس جائیں''۔

درید بن کعب کی تقریر:

مستنیر بن یزید راوی ہیں کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ درید بن کعب النخعی کے پاس قبیلہ نخع کا علم تھا انہوں نے یہ تقریر کی: ''مسلمان لشکرکشی کے لیے تیار ہو گئے ہیں اس لیے مسلمانوں کو لے کر اللہ اور چھاؤنی کی طرف آگے بڑھو۔ آج کی رات جو آگے بڑھے گا اس کا ثواب اس کی سبقت کے مطابق ہو گا۔ تم انہیں شہادت حاصل کرنے کی ترغیب دو اور خوشی کے ساتھ موت کا استقبال کرو کیونکہ اگر تم حیاتِ جاوداں چاہتے ہو تو اس کا یہی طریقہ ہے ورنہ آخرت تمہارا انتہائی مقصد ہے''۔

حضرت اشعثؓ کا قول:

اجلح کی روایت ہے کہ حضرت اشعث بن قیس نے فرمایا: ''اے اہل عرب! تمہارا دشمن تم سے زیادہ موت کا طالب اور جان قربان کرنے والا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر تم اہل وعیال کی زندگی چاہتے ہو تو قتل ہونے سے نہ گھبراؤ کیونکہ شریفوں اور شہیدوں کی یہ عین آرزو ہے''۔

صبر کی تلقین:

عمرو بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حنظلہ بن الربیع اور امراء الاعشار یوں مخاطب ہوئے ''اے لوگو! تم جنگ کرو اور جیسا ہم کر رہے ہیں اس کے مطابق عمل کرو اور جو مصیبت آ پڑی ہے اس سے نہ گھبراؤ۔ صبر سے تمام پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں''۔ حضرت طلیحہ' غالب' حمال اور تمام قبائل کے بہادر سرداروں نے بھی اسی قسم کی تقریریں کیں۔

حملہ کرنے میں عجلت:

عمرو اور نضر بن السری روایت کرتے ہیں ۔ کہ ضرار بن الخطاب القرشی بھی آئے ہوئے تھے ۔ لوگ حملہ کرنے کے لیے جلدی کر رہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تکبیروں کا انتظار کر رہے تھے اور ان کے بلند ہونے میں تاخیر محسوس کر رہے تھے لہٰذا جب انہوں نے دوسری تکبیر کہی تو عاصم بن عمرو نے حملہ کر دیا ۔ یہاں تک کہ وہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گئے ۔ قبیلہ نخع نے بھی حملہ کر دیا اور سب لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حکم نہیں مانا اور تیسری تکبیر کا صرف لشکر کے سرداروں نے انتظار کیا ۔ تیسری تکبیر کے بعد وہ بھی حملہ میں شریک ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور دشمن کا مقابلہ کرنے لگے ۔ مسلمانوں نے عشاء کی نماز پڑھ کر اس رات کا خوب استقبال کیا ۔

فتح ونصرت کی دعاء:

ابوطیبہ روایت کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر میں مسلمانوں نے عام حملہ کیا اور حملہ کرنے میں حضرت سعدؓ کے حکم کا انتظار نہیں کیا' حضرت سعدؓ نے فرمایا ''اے اللہ ! تو اس کو معاف فرما اور اس کی مدد کر'' اس کے بعد آپ نے فرمایا ''میری رائے یہ ہے کہ جب میں تین تکبیریں کہہ چکوں تو اس وقت تم حملہ کرو'' جب آپ نے پہلی دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا' تو قبیلہ اسد آگے بڑھا اس وقت آپ نے فرمایا ''اے اللہ تو ان کی مغفرت فرما اور ان کی مدد کر ۔ ساری رات قبیلہ اسد کو نصرت حاصل ہو ۔ پھر انہیں بتایا گیا کہ قبیلہ نخع نے حملہ کیا تو آپ نے ان کے لیے بھی مغفرت اور نصرت کی دعاء مانگی پھر بتایا گیا کہ قبیلہ بجیلہ نے حملہ کیا آپ نے فرمایا اے اللہ ! تو ان کی مغفرت فرما اور ان کی دستگیری' بجیلہ کیا ہی اچھا قبیلہ ہے'' ۔ اس کے بعد قبیلہ کندہ نے حملہ کیا اور بتایا گیا کہ قبیلہ کندہ آگے بڑھا ہے تو آپ نے ان کی بھی تعریف کی ۔ اس کے سالاران لشکر جو آخری تکبیر کا انتظار کر رہے تھے' آگے بڑھے اور گھمسان کی جنگ صبح تک ہوتی رہی' اس جنگ کو لیلۃ الہریر کہا جاتا ہے ۔

شدید ترین جنگ:

محمد بن نویرہ اپنے چچا نس ابن الحلیس کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے چچا کہتے ہیں ''میں لیلۃ الہریر میں شریک تھا ۔ اس رات ہتھیاروں کے چلنے کی ایسی آواز آ رہی تھی جیسا کہ لوہار اپنے لوہے کی چیزیں بنا رہے ہوں اور ان کے کام کی وجہ سے لوہے کے بجنے کی آوازیں آ رہی ہوں ۔ جنگ کا سلسلہ صبح تک رہا ۔ ان لوگوں نے زبردست صبر واستقلال کا ثبوت دیا ۔ عرب وعجم نے ایسی جنگ پہلے نہیں دیکھی تھی ۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ بھی رات بھر دعاء میں مشغول رہے ۔ جب صبح ہو گئی تو فریقین نے جنگ بند کر دی ۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمان سربلند رہے اور انہیں غلبہ حاصل ہوا ۔

قعقاع کے اشعار:

اعور بن بیان المنقری روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے اس رات جو پہلی آواز سنی جس سے آخری نصف شب میں انہیں فتح کا ثبوت ملا' وہ حضرت قعقاع بن عمرو کی آواز تھی جو یہ اشعار پڑھ رہے تھے :

۱ ۔ ہم نے پوری جماعت کو قتل کیا ۔ ہم نے صرف چار پانچ کو قتل نہیں کیا' بلکہ اس سے زائد کا کام تمام کیا ۔

۲ ۔ ہم گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے شیر سمجھے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو جاتے ہیں تو دوسرے مجاہد بلا لیتا ہوں ۔ اللہ میرا

پروردگار ہے۔ میں نے ہر جنگجو کی حفاظت کی۔

لیلۃ الہریر کی وجہ تسمیہ:

ابن الرفیل روایت کرتے ہیں کہ مسلمان اس رات آغاز شب سے لے کر صبح تک نہایت بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ وہ زور سے نہیں بول رہے تھے بلکہ بہت آہستہ سے گفتگو کرتے تھے اس وجہ سے اس رات کا نام لیلۃ الہریر مشہور ہو گیا۔

جنگ کا کھیل:

مصعب بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے بجاد کو جو اس وقت نو عمر تھے۔ میدان جنگ کی طرف بھیجا کیونکہ اس وقت اور کوئی قاصد موجود نہیں تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا ''تم جا کر دیکھو مسلمانوں کا حال کیا ہے؟'' جب وہ واپس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا ''اے بیٹے تم نے کیا دیکھا؟'' وہ بولا ''میں نے دیکھا کہ وہ کھیل رہے ہیں''۔

مسلح دشمن سے جنگ:

عابس الجعفی' اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جعفی کے مقابلے میں یوم عماس میں اہل عجم کے ایسے فوجی دستے تھے جو پورے طور پر مسلح تھے وہ ان کے مقابلے پر آئے تو انہوں نے ان کا مقابلہ تلواروں سے کیا مگر انہوں نے دیکھا کہ تلواریں ان پر اثر نہیں کر رہی ہیں اس لیے وہ رک گئے۔ اس پر حمیضہ نے پوچھا ''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟'' وہ بولے ''ہتھیار ان پر اثر نہیں کر رہے ہیں''۔ وہ بولے ''تمہیں میں حملہ کر کے دکھاتا ہوں اسے غور سے دیکھو'' یہ کہہ کر انہوں نے ان کے ایک عجمی سپاہی پر حملہ کیا اور نیزے سے اس کی کمر توڑ دی۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے ''میں دکھا دوں گا کہ وہ تمہارے سامنے مرتے ہیں'' لہٰذا ان سب نے مل کر حملہ کیا اور انہیں ان کی صفوں کی طرف لوٹا دیا۔

قبیلہ کندہ کی بہادری:

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ کندہ میں سے سات سو آدمی اس جنگ میں شریک تھے۔ ان کے سامنے ترک اطبری تھا۔ اس موقع پر حضرت اشعث نے فرمایا ''اے میری قوم! ان لوگوں پر حملہ کرو'' چنانچہ سات سو کے لشکر کے ساتھ انہوں نے ایرانیوں پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا اور (ان کے سردار) ترک کو قتل کر دیا۔

شبِ قادسیہ

محمدؐ طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ جب لیلۃ الہریر کے بعد صبح ہوئی تو لوگ بہت تھکے ہوئے تھے۔ ساری رات ان کی آنکھ نہیں جھپکی تھی۔ لہٰذا حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں گشت کرتے رہے اور یہ کہتے رہے ''تھوڑی دیر کے بعد فتح مندی ہے۔ تھوڑی دیر صبر کرو۔ کیونکہ نصرت صبر کے ساتھ ہے۔ لہٰذا گھبراہٹ پر صبر کو ترجیح دو۔ ان کے پاس سرداروں کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی۔ وہ رستم کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ صبح ہوتے ہی ان کے ساتھ وہ مل گئے جو اس کے قریب تھے۔ قبائل کی یہ حالت دیکھ کر چند (بڑے) لوگ کھڑے ہو گئے۔ جن میں یہ لوگ شامل تھے:

(۱) قیس بن عبد یغوث (۲) اشعث بن قیس (۳) عمرو بن معدیکرب (۴) ابن ذوالہمیسن الخثعی

(۵) ابن ذوالبرد بن الہلال۔ ان لوگوں نے یہ تقریر کی:

حوصلہ افزاء تقریر:

''تمہارے دشمن اللہ کے معاملے میں تم سے زیادہ سرگرم نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ یہ عجمی موت کے مقابلے میں تم سے زیادہ دلیر بن سکتے ہیں اور نہ تم سے زیادہ وہ دنیا کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو سکتے ہیں''۔

اس پر مسلمانوں نے اپنے قریب کے دشمنوں پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ دشمنوں سے گتھم گتھا ہو گئے۔ کچھ لوگ قبیلہ ربیع کے پاس پہنچے اور کہنے لگے:

''تم لوگ ایرانیوں سے زیادہ واقف ہو اور گذشتہ زمانے میں ان کے خلاف سب سے زیادہ دلیری سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آج تمہیں اس بات سے کیا چیز روک رہی ہے کہ تم اپنی سابقہ جرأت سے بڑھ چڑھ کر دلیری کا ثبوت دو''۔

دشمن کی پسپائی:

جب دوپہر ہوگئی تو ہرمزان اور بیرزان سب سے پہلے اشخاص تھے جو پیچھے ہٹ گئے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی پیچھے ہٹ گئے۔ یہ دونوں پیچھے ہٹ کر ایک مقام پر جم گئے اور جب دوپہر ہوئی تو قلب (مرکزی فوج) کا مورچہ خالی ہو گیا تھا اتنے میں گردوغبار نمودار ہوا اور سخت آندھی چلی جس سے رستم کا تخت رواں اڑ گیا اور وہ نہر عتیق میں گر گیا اور پچھلی ہوا کی وجہ سے ان پر گردوغبار چھا گیا۔

رستم کا قتل:

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رستم کے تخت تک پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے رستم کا پتہ چلا لیا تھا جب آندھی اس کا تخت رواں اڑا کر لے گئی تھی تو اس وقت رستم ان خچروں کے پاس کھڑا ہوا تھا جن پر مال لد کر ان دنوں آیا ہوا تھا۔ رستم ایک خچر اور اس کے سامان کے زیر سایہ تھا۔ لہٰذا ہلال بن علفہ نے اس سامان پر تلوار کا وار کیا جس کے نیچے رستم تھا۔ اس کے وار سے بندھے ہوئے سامان

کی رسیاں کٹ گئیں اور سامان کی ایک بوری رستم پر گر پڑی۔ ہلال نے رستم کو نہ دیکھا تھا اور نہ محسوس کیا تھا۔ رستم نے اپنی کمر سے اس سامان کو ہٹایا۔ تلوار کے دوسرے حملے پر انہیں مشک کی خوشبو کی مہک معلوم ہوئی۔ اس وقت رستم نہر عتیق کی طرف بھاگا اور نہر میں کود پڑا۔ ہلال بھی وہاں گھس گئے اور اسے تیرتے ہوئے پکڑا۔ انہوں نے اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے خشکی کی طرف نکال لائے اور اس کی پیشانی پر تلوار مار کر اسے قتل کر دیا۔ پھر اسے لا کر خچروں کی ٹانگوں کے درمیان پھینک دیا اور تخت پر کھڑے ہو کر چلا کر کہنے لگے۔ ''میں نے بخدا رستم کو قتل کر دیا ہے' میری طرف آؤ'' لوگوں نے آ کر چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا اور نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے اور زور زور سے چلانے لگے۔ اس کے بعد مشرکوں کی مرکزی فوج ٹوٹ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ جالینوس پل پر کھڑا ہو کر اہل فارس کے سامنے اعلان کرتا رہا کہ وہ پل کو عبور کر کے جائیں اس کے بعد گرد و غبار چھٹ گیا۔

دشمن کی شکست:

وہ ایرانی فوج جنہوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا' اس قدر گھبرائی کہ وہ سب نہر عتیق میں گر گئے۔ مسلمانوں نے انہیں نیزوں سے مار مار کے مار ڈالا وہ لوگ تیس ہزار کی تعداد میں تھے ان میں سے کوئی خبر دینے کے لیے بھی نہیں بچ سکا۔

حضرت ضرار بن الخطاب نے درخش کاویان پر قبضہ کر لیا انہیں اس کا معاوضہ تیس ہزار ملا۔ اس کی اصل قیمت بارہ لاکھ تھی۔ اس معرکہ میں دشمن کے دس ہزار سپاہی کام میں آئے۔ اس سے پہلے گذشتہ دنوں میں جو مارے گئے تھے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن علفہ نے یوم قادسیہ میں رستم کو قتل کیا۔

مقتولوں کی تعداد:

ابو کعب الطائی اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر سے پہلے ڈھائی ہزار سپاہی مارے گئے اور لیلۃ الہریر اور یوم القادسیہ (آخری دنوں) میں صرف مسلمانوں کے چھ ہزار سپاہی شہید ہوئے انہیں مشرق کے سامنے ایک خندق میں دفن کر دیا گیا۔

دشمن کا تعاقب:

محمد' طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ اہل فارس بھاگ گئے اور خندق اور نہر عتیق کے درمیان ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ قدسیں اور عتیق کے درمیان کا میدان مقتولوں سے پٹا پڑا تھا۔ اس وقت حضرت سعدؓ نے زہرہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا تعاقب کریں۔ چنانچہ حضرت زہرہ آگے کے حصے میں اعلان کرتے رہے اور حضرت قعقاع کو نچلے حصے میں بھیجا اور شرحبیل کو اوپر کے حصے کی طرف تعاقب کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ خالد بن عرفطہ کو مقتولوں کا سامان حاصل کرنے اور شہداء کو دفن کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ لہٰذا لیلۃ الہریر اور یوم قادسیہ کے شہداء قدیس کے ارد گرد دفن کیے گئے اور ڈھائی ہزار نہر عتیق کے پیچھے مشرق کے سامنے دفن کیے گئے اور جو لیلۃ الہریر سے پہلے شہید ہوئے تھے انہیں مشرق کے مقام پر دفن کیا گیا۔

دشمن کے مقتولوں کا ساز و سامان اور مال جمع کیا گیا تو وہ اس قدر تھا کہ نہ تو اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد اس قدر زیادہ مال غنیمت جمع ہو سکا تھا۔

رستم کا سامان:

حضرت سعدؓ نے ہلال کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا ''تمہارا دشمن (رستم کی لاش) کہاں ہے؟'' انہوں نے کہا ''میں نے

خچروں کے نیچے انہیں پھینک دیا تھا'' آپ نے فرمایا: ''جاؤ اسے لے کر آؤ'' وہ اس کی لاش کو لے کر آئے۔ آپ نے فرمایا: ''تم اس کا ساز و سامان جس قدر چاہو لے لو' انہوں نے اس کے جسم کا پورا لباس اور ساز و سامان لے لیا اور کچھ نہیں چھوڑا۔

جب حضرت قعقاع اور شرحبیل واپس آئے تو آپ نے فرمایا: ''تم میں ایک اس طرف (تعاقب کے لیے) روانہ ہو جائے اور دوسرا دوسری طرف نکلے۔ لہٰذا ایک سردار بلند علاقے کی طرف گئے اور دوسرے نچلے علاقے کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ دونوں خرارہ تک قادسیہ میں پہنچ گئے۔

جالینوس کا قتل:

حضرت زہرہؓ بن الحویہ بھی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور وہ پل تک پہنچ گئے تھے' انہوں نے پل کو توڑ دیا تھا تاکہ ان کا تعاقب نہ کیا جا سکے' تاہم حضرت زہرہؓ نے کہا ''اے بکیر! آگے بڑھو' چنانچہ وہ پانی میں گھس گئے اور حضرت زہرہؓ بھی گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں گھس گئے۔ اس کے بعد تین سو سواروں نے بھی ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد حضرت زہرہؓ نے ہدایت کی کہ باقی لوگ پل کی طرف سے آئیں آخر کار مسلمانوں نے ایرانی لشکر کو پکڑ لیا۔ جالینوس (سردار) ان کے آخر میں ان کی حفاظت کے لیے تھا۔ حضرت زہرہؓ نے اس پر حملہ کیا' اور آخر کار تلواروں کے دو واروں کے بعد حضرت زہرہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا ساز و سامان لے لیا۔ بعد ازاں خرارہ سے لے کر سلیحین اور نجف تک دشمن کا صفایا کر دیا گیا۔ شام کے وقت وہ لوٹ گئے اور رات انہوں نے قادسیہ میں گذاری۔

جنگ کا اختتام:

شقیق بیان کرتے ہیں ہیں ''ہم دن کے آغاز میں قادسیہ سے روانہ ہوئے تھے جب ہم واپس آئے تو (ظہر کی) نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ مؤذن شہید ہو گیا تھا تو مسلمان اذان دینے پر جھگڑنے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ تلواریں چلنے لگ جائیں اس لیے حضرت سعدؓ نے قرعہ اندازی کرائی۔ اس کے بعد دن کے باقی حصے اور رات وہیں رہے یہاں تک کہ حضرت زہرہ واپس آ گئے۔

دوسرے صبح کے وقت مسلمانوں کا پورا لشکر یک جا موجود تھا اور کسی لشکر کے واپس آنے کا انتظار نہیں ہو رہا تھا لہٰذا حضرت سعدؓ نے فتح کا حال شہداء کی تعداد اور ان کے نام نیز دشمن کے مقتولوں کی تعداد لکھوا کر یہ خط حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام سعد بن نخیلہ الفزاری کے ہاتھ بھجوایا۔

رستم کے سامان کی قیمت:

رفیل بیان کرتے ہیں ''مجھے حضرت سعدؓ نے بلایا اور مجھے اس کام پر مقرر کیا کہ میں مقتولوں کو دیکھوں اور ان کے سرداروں کے نام انہیں بتاؤں' لہٰذا میں آیا اور ان کے نام بتائے۔ میں نے رستم کی لاش کسی جگہ نہیں دیکھی تھی۔ لہٰذا آپ نے قبیلہ تیم کے ایک شخص کو جس کا نام ہلال تھا بلوایا اور اس سے فرمایا ''کیا تم نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ تم نے رستم کو قتل کیا تھا؟'' اس نے کہا کیوں نہیں (میں نے ہی اسے قتل کیا تھا) آپ نے فرمایا: ''پھر تم نے اس کی لاش کے ساتھ کیا کیا؟'' وہ بولا ''میں نے اسے خچروں کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا تھا''۔ آپ نے فرمایا ''تم نے اسے کیسے قتل کیا تھا'' اس پر اس نے تمام واقعہ سنایا یہاں تک کہ اس نے کہا ''میں نے اس کی پیشانی اور ناک پر تلوار ماری تھی'' اس کے بعد ہم اس کی لاش لائے' اور آپ نے اس کا ساز و سامان اس کے قاتل کو دے دیا۔ رستم

جب پانی میں گھسا تھا تو (اس نے بہت سی چیزیں اتار دی تھیں) اور ہلکا ہو گیا تھا۔ تاہم اس کا (موجودہ) ساز و سامان بھی ستر ہزار میں فروخت ہوا اس کا تاج اگر مل جاتا تو اس کی قیمت ایک لاکھ تھی۔

کچھ لوگ حضرت سعدؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا ''اے امیر! ہم نے آپ کے محل کے دروازے پر رستم کی لاش دیکھی' اس پر کسی دوسرے کا سر تھا اور شمشیر کی ضرب سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا'' اس پر آپ ہنسنے لگے۔

ایرانیوں کا قبول اسلام:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ دیلم اور بعض فوجی چوکیوں کے افسر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے تھے اور اسلام لائے بغیر وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہے۔ انہوں نے اس وقت یہ کہا ''ہمارے وہ بھائی جو شروع سے مسلمان ہو گئے تھے' وہ ہم سے زیادہ عقلمند اور بہتر ہیں۔ خدا کی قسم! اہل فارس رستم کے مرنے کے بعد کبھی کامیاب نہیں ہوں گے' بجز اس صورت کے کہ وہ مسلمان ہو جائیں' لہٰذا وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

بچوں کی جنگی خدمات:

مسلمانوں کے لشکر میں جو بچے تھے۔ وہ شہیدوں اور زخمیوں کی طرف گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پانی کے مشکیزے تھے' وہ ہر اس زخمی مسلمان کو پانی پلاتے تھے جس کے اندر کچھ جان باقی تھی اور جو مشرک سسکتا ہوا نظر آتا تھا اسے مار ڈالتے تھے وہ عشاء کے وقت عذیب سے اترے تھے۔

دشمن کا صفایا:

حضرت زہرہ جالینوس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت قعقاع ان کے بھائی اور شرحبیل ہر بلندی اور پستی کی طرف جانے والے ایرانی سپاہیوں کے تعاقب میں نکلے۔ انہوں نے ہر گاؤں' ہر جنگل اور نہر کے کنارے جہاں کہیں ان کو پایا' قتل کیا اور نماز ظہر کے وقت واپس آ گئے۔ لوگوں نے اپنے امیر کو فتح کی مبارک باد پیش کی اور انہوں نے بھی ہر قبیلہ کی بہت تعریف اور حمد و ثناء کی۔

جالینوس کا ساز و سامان:

سعید بن مرزبان بیان کرتے ہیں کہ حضرت زہرہ نکلے یہاں تک کہ انہوں نے ایرانیوں کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ (سردار) جالینوس کو جا پکڑا وہ بہت عمدہ ساز و سامان کے ساتھ تھا۔ حضرت زہرہ نے اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا ان کا ساز و سامان خستہ حالت میں تھا۔ تاہم وہ جالینوس کا سامان لے کر حضرت سعدؓ کے پاس پہنچے۔ وہاں جو قیدی حضرت سعدؓ کے پاس موجود تھے' انہوں نے اس کے سامان کو پہچان لیا اور تصدیق کی کہ یہ جالینوس کا سامان ہے۔ پھر حضرت سعدؓ نے دریافت کیا:

''کیا اس کے برخلاف کسی نے تمہاری مدد کی ہے؟'' انہوں نے کہا ''ہاں'' اس کے بعد آپ نے حضرت زہرہ کو اس کا سامان دے دیا۔

ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے جالینوس کے ساز و سامان کو بہت زیادہ خیال کرتے ہوئے اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا ''میں نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس کا ساز و سامان اسی کو بخش دیا جائے گا''۔ لہٰذا حضرت سعدؓ نے وہ تمام ساز و سامان انہیں دے دیا انہوں نے اسے ستر ہزار میں

فروخت کیا۔

حضرت زہرہ کا کارنامہ:

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت زہرہؓ نے جالینوس کو پکڑ لیا اور دونوں میں مقابلہ ہوا۔ حضرت زہرہؓ نے تلوار کے ایک وار سے اسے نیچے گرا لیا اور مار ڈالا۔ حضرت زہرہؓ نے عہد جاہلیت اور عہد اسلام دونوں زمانوں میں بہادری کے کارنامے انجام دیئے تھے۔ اس وقت وہ جوان تھے۔ لہٰذا انہوں نے جالینوس کا لباس و ہتھیار پہن لیے۔ اس کی قیمت کا اندازہ ستر ہزار سے کچھ زیادہ تھا۔ جب وہ حضرت سعدؓ کے پاس آئے تو انہوں نے وہ تمام ساز و سامان اتر والیا اور فرمایا تم نے میری اجازت کا انتظار کیوں نہیں کیا' اس کے بعد ان دونوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثانی) سے خط و کتابت کی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ خط تحریر فرمایا:

زہرہ کو مزید انعام کا حکم:

''تم زہرہ جیسے شخص کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہتے ہو حالانکہ اس نے قابل قدر کارنامے انجام دیئے ہیں اور ابھی تک تمہاری جنگ ختم نہیں ہوئی ہے۔ اس طرح تم اس کی ہمت توڑ دو گے اور اس کے دل کو ٹھیس پہنچاؤ گے۔ تم اس کا مال غنیمت اس کو دو اور عطیات کے موقع پر تم اسے اس کے ساتھیوں پر پانچ سو کا مزید انعام دے کر ترجیح دو''۔

عصمۃ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو لکھا ''میں تم سے زیادہ زہرہ کو جانتا ہوں۔ زہرہ ایسا شخص نہیں ہے جو اپنے مال غنیمت میں سے کوئی چیز غائب کر دے جس نے تمہارے پاس اس کے خلاف چغل خوری کی ہے' اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ اسے برا بدلہ دے۔ میں نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے تو وہی اس کے ساز و سامان اور مال غنیمت کا حق دار ہے''۔

حضرت سعدؓ نے وہ مال انہیں دے دیا جسے زہرہ نے ستر ہزار میں فروخت کیا۔

بہادر سپاہیوں کو انعامات:

ابراہیم اور عامر روایت کرتے ہیں کہ یوم قادسیہ کے بہادر سپاہیوں کو عطیات کے موقع پر پانچ سو کا مزید انعام دیا گیا تھا' ایسے انعام حاصل کرنے والے پچیس اشخاص تھے ان میں حضرت زہرہ' عصمۃ الضبی اور کلج شامل تھے۔ وہ اشخاص جو گذشتہ دنوں میں بھی جنگ کر چکے تھے' انہیں تین تین ہزار دیا گیا' انہیں اہل قادسیہ پر ترجیح دی گئی تھی۔

اعتراضات کا جواب:

یزید الضخم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا۔ ''آپ اہل قادسیہ کو بھی ان کے ساتھ شامل کر لیتے'' آپ نے جواب دیا: ''میں ان لوگوں کو کیسے ان میں شامل کر لیتا جب کہ وہ گذشتہ جنگوں مین شریک نہیں ہوئے تھے''۔

حضرت عمرؓ سے یہ بھی کہا گیا ''آپ ان لوگوں کو جن کے گھر دور ہوں' ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے گھروں کے قریب جنگ کی ہو' ترجیح دیتے'' آپ نے فرمایا:

''میں ان لوگوں پر دوسروں کو کیسے ترجیح دوں جب کہ یہی لوگ دشمنوں کے لیے باعث الم تھے۔ کیا مہاجرین نے انصار

کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا۔ حالانکہ وہ اپنے گھروں کے قریب جنگ کرتے رہے''۔

رستم کے قتل کا حال:

حضرت شعبی اور سعید بن المرزبان قبیلہ عبس کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب رستم کو اپنی جگہ چھوڑنی پڑی تو وہ ایک خچر پر سوار ہو گیا۔ جب ہلال اس کے قریب آئے تو اس نے ایک تیر نکالا تو اس کے پاؤں میں گر گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا ''آؤ'' جب حضرت ہلال نے اس کا رخ کیا تو وہ خچر کے نیچے گھس گیا۔ جب وہ اس تک نہیں پہنچ سکے تو انہوں نے اس کے مال کو قطع کیا۔ پھر اتر کر اس کی طرف گئے' اور اس کا سر پھاڑ دیا۔

دشمن کی بے بسی:

شقیق کی روایت ہے ''ہم نے یوم قادسیہ میں ایرانیوں پر متحد و منظم ہو کر حملہ کیا۔ اللہ نے انہیں شکست دی۔ یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ میں نے ان کے کسی سوار کی طرف اشارہ کیا تو وہ خود بخود پورے طور پر مسلح ہونے کے باوجود میرے پاس آتا اور میں اس کی گردن اڑا دیتا تھا۔ اس کے بعد وہ اس کا ساز و سامان جو وہ پہنے ہوئے تھا سب پر قبضہ کر لیتا تھا۔

سعید بن المرزبان قبیلہ عبس کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ اہل فارس کی شکست کھانے کے بعد ایسی بری حالت ہو گئی تھی کہ ان سے پہلے کسی قوم کی ایسی بری حالت نہیں ہوئی تھی' وہ بری طرح مارے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب کوئی مسلمان شخص کسی کو بلاتا تھا تو وہ فوراً آ کر سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور وہ (کسی مزاحمت اور مقابلے کے بغیر) اس کی گردن اڑا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس کا ہتھیار لے کر اسی سے اس کو مار ڈالتا تھا۔ بعض اوقات دو آدمی ہوتے تھے تو انہیں حکم ملتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو مار ڈالیں۔

ایرانیوں کی بری حالت:

ابو اسحاق ایک عینی شاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمان ابن ربیعۃ الباہلی نے دیکھا کہ ایرانیوں کی ایک جماعت نے زمین کھود کر اپنا جھنڈا گاڑ رکھا ہے اور وہ اس کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ یہ کہہ رہے تھے ''ہم مر کر یہاں سے ہٹیں گے'' انہوں نے ان پر حملہ کیا اور جتنے جھنڈے کے نیچے تھے' سب کو مار ڈالا اور ان کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔

سلمان کی شہسواری:

سلمان یوم قادسیہ کے شہسوار تھے اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ایرانیوں کی شکست کے بعد ان کی قائم رہنے والی فوج کا صفایا کیا۔ ان کے ساتھ کے دوسرے افسر عبدالرحمٰن بن ربیعہ ذوالنور تھے۔ انہوں نے بھی ان ایرانی دستوں کا صفایا کیا تھا۔ جو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے رہ گئے تھے اور انہیں اپنے سواروں کی مدد سے پیس ڈالا تھا۔

بقایا فوج کا صفایا:

مہلب' محمد' طلحہ اور ان کے ساتھی روایت کرتے ہیں کہ شکست کھانے کے بعد ایرانیوں کے تیس سے زیادہ فوجی دستے ثابت قدم تھے جو جنگ کر رہے تھے اور راہ فرار اختیار کرنے میں شرم محسوس کرتے تھے مگر اللہ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا۔

ان کے مقابلے کے لیے اسی قدر تعداد میں یعنی تیس سے کچھ زیادہ مسلمان فوجی افسر مقابلے کے لیے گئے۔ چنانچہ سلمان بن

ربیعہ ایک فوجی دستے کے مقابلے پر تھے اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ ذوالنور دوسرے دستے کا مقابلہ کر رہے تھے اس طرح ہر ایرانی دستے کے مقابلے پر ایک مسلمان افسر تھا۔ یہ ایرانی دستے بھی دو قسم کے تھے ان میں سے ایک قسم وہ تھی جو بھاگ گئی اور ایک قسم وہ تھی جو ثابت قدم رہی اور ان کا کام تمام ہوا۔

فوجی افسروں کے نام:

ان فوجی دستوں کے افسروں میں سے جو بھاگ گئے تھے' چند اشخاص یہ ہیں:

۱۔	ہرمزان	جو عطارد کے مقابلے پر تھا۔
۲۔	اہود	یہ حضرت حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ کاتب وحی کے مقابلے پر تھا۔
۳۔	زاذ بن بھیش	یہ حضرت عاصمؓ بن عمرو کے مقابلے پر تھا۔
۴۔	قارن	یہ حضرت قعقاع بن عمرو کے مقابلے پر تھا۔

جو ایرانی افسر مارے گئے ان میں سے چند مشہور یہ تھے:

۱۔	شہریار بن کنارا	یہ سلمان کے مقابلے پر تھا۔
۲۔	ابن الہرید	یہ عبدالرحمٰن کے مقابلے پر تھا۔
۳۔	فرخان اہوازی	یہ بسر بن ابی اہم الجہنی کے مقابلے پر تھا۔
۴۔	خسروشنوم عبدانی	یہ ابن الہذیل کاہلی کے مقابلے پر تھا۔

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھاگنے والوں کے تعاقب میں حضرت قعقاع اور شرحبیل کو بھیجا۔ حضرت زہرہ بنؓ الحویہ نے جالینوس کا تعاقب کیا۔

باب ۱۵

ابواسحاق کی روایت

گذشتہ واقعات کا خلاصہ:

اب ہم ابن اسحاق کی روایت کی طرح رجوع کرتے ہیں وہ اس طرح بیان کرتا ہے: ''جب مثنیٰ بن حارثہ نے وفات پائی' تو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ان کی بیوہ سلمیٰ بنت حفصہ سے نکاح کر لیا یہ واقعہ ۱۴ھ کا ہے۔ اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثانی) نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی سال حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ دمشق میں داخل ہوئے اور انہوں نے موسم سرما وہاں گذارا۔ ہرقل رومیوں کے ساتھ روانہ ہو کر انطاکیہ میں فروکش ہوا۔ ان کے ساتھ عرب کے مندرجہ ذیل قبائل تھے' لخم' جذام' بلقین' بلی' عاملہ' قضاعہ اور غسان کے قبائل میں سے اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے' اور اسی قدر ارمینیہ کے باشندے اس کے ساتھ تھے۔ وہ خود وہاں مقیم ہو گیا اور اپنے خواجہ سرا کو جنگ کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ ایک لاکھ جنگجو سپاہی تھے اور اہل ارمینیہ میں سے بارہ ہزار سپاہی تھے جن کی قیادت جرجہ کر رہا تھا اور عربوں میں سے غسان اور قضاعہ کے قبائل میں سے بارہ ہزار سپاہی تھے۔ جن کی قیادت جبلہ بن ایہم غسانی کر رہا تھا۔ باقی لوگ رومی تھے ان پر صفدر جو ہرقل کا خواجہ سرا تھا قیادت کر رہا تھا۔

خواتین کے کارنامے:

ان کے مقابلے کے لیے چوبیس ہزار مسلمان نکلے جن کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ لوگ یرموک کے مقام پر ماہ رجب ۱۵ھ میں صف آرا ہوئے۔ ان لوگوں نے بہت سخت جنگ کی یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کے لشکر میں گھس آئے۔ اور قریش کی خواتین کو بھی تلواروں سے جنگ کرنی پڑی کیونکہ دشمن ان کے لشکر میں گھس آیا تھا' ان خواتین نے عموماً اور ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے خصوصاً بہت سے بہادرانہ کارنامے انجام دیئے یہاں تک کہ وہ مردوں سے سبقت لے گئیں۔

بعض قبائل کی غداری:

جب مسلمان روم سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے' تو اس وقت لخم اور جذام کے قبیلوں کے افراد بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے مگر جب انہوں نے گھسان کی جنگ دیکھی تو وہ بھاگ گئے اور قریب کے دیہاتوں میں جا کر پناہ لی اور مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کیا۔

حضرت ابن الزبیر کی روایت:

حضرت عبداللہ بن الزبیر فرماتے ہیں ''میں جنگ یرموک میں اپنے والد زبیر کے ساتھ تھا جب مسلمان جنگ کے لیے صف آرا ہوئے تو حضرت زبیرؓ نے اپنی زرہ بکتر پہنی پھر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے اس کے بعد اپنے دو متعلقین سے فرمایا ''تم عبداللہ بن الزبیر کو اپنے ساتھ رکھو کیونکہ وہ چھوٹا بچہ ہے'' اس کے بعد وہ فوج کے ساتھ چلے گئے۔ جب مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہو رہی تھی تو میں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کر رہے ہیں۔ میں حضرت زبیرؓ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جسے وہ اپنے خیمے میں چھوڑ گئے تھے' ان لوگوں کے پاس گیا اور ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا تاکہ

میں دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ابوسفیان بن حرب بھی فتح مکہ کے مہاجرین میں سے ان بوڑھے قریش اشخاص کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ جو جنگ نہیں کر رہے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھے نوعمر لڑکا سمجھا اور میری موجودگی کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

مسلمانوں کے نقصان پر خوشی:

جب رومیوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا تھا تو وہ کہتے تھے ''شاباش' بنوالاصفر (رومی) اور جب مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور رومیوں کو شکست ہوتی تھی تو وہ کہتے تھے ''رومیوں پر افسوس ہو'' میں ان کی ان تمام باتوں پر تعجب کر رہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو شکست دی اور حضرت زبیرؓ واپس آ گئے تو میں نے ان کا واقعہ بیان کیا تو وہ ہنسنے لگے اور کہنے لگے:

''وہ ابھی تک دل میں کینہ رکھے ہوئے ہیں اگر رومی ہم پر غالب آ جاتے تو ان کو کیا فائدہ پہنچتا۔ ہم رومیوں سے ان کے لیے بہتر ہیں''۔

بھائیوں کی شکست:

پھر اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت عطا کی تو رومیوں کو شکست ہوئی اور ہرقل کی ان تمام فوجوں کو بھی شکست ہوئی (جو اس کے ساتھ تھیں) اور اہل روم' ارمینیہ اور ان کے حامی عربوں میں ستر ہزار افراد کام آئے۔ اللہ نے صقلار اور باہان کو بھی قتل کرایا۔ باہان جب ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے صقلار کے پاس اسے بھی بھیج دیا تھا۔ جب رومی بھاگ گئے۔ تو حضرت ابوعبیدہؓ نے عیاض بن غنم کو ان کے تعاقب میں بھیجا وہ بہت دور تک گئے۔ یہاں تک کہ وہ ملطیہ تک پہنچ گئے وہاں کے لوگوں نے جزیہ دینے کے معاہدے پر ان سے صلح کر لی۔ پھر وہ لوٹ آئے۔ جب ہرقل نے (صلح کی خبر) سنی تو اس نے جنگجو سپاہیوں کو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھا اور ملطیہ کو نذر آتش کرنے کا حکم دیا۔

مسلم شہداء:

جنگ یرموک میں مسلمانوں کے نامور سرداروں میں سے مندرجہ ذیل شہید ہوئے۔ بنوامیہ میں سے عمرو بن سعید بن العاصؓ اور ابان میں سعید بن العاصؓ شہید ہوئے۔ بنومخزوم میں سے عبداللہ بن سفیان بن عبداللہ شہید ہوئے اور بنوشہر میں سے سعید بن الحارث بن قیس شہید ہوئے۔

جنگ قادسیہ:

محمد ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ ۱۵ھ کے آخر میں اللہ نے رستم کو عراق میں قتل کرایا۔ جب اہل یرموک جنگ سے فارغ ہوئے تو وہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اس کی (ابتداء) یوں ہوئی کہ جب موسم سرما ختم ہوا تو حضرت سعدؓ قادسیہ کے ارادے سے شراف سے روانہ ہوئے رستم کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ بذاتِ خود جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ حضرت سعدؓ نے جب یہ بات سنی تو وہ وہیں ٹھہر گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر ان سے امداد طلب کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے امدادی فوج حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت چار سو کی تعداد میں بھیجی اور قیس بن مکشوح المرادی کے زیر سرکردگی سات سو سپاہی بھیجے۔ چنانچہ وہ یرموک سے وہاں پہنچے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ وہ اپنی طرف سے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص امیر العراق کی مدد کے لیے ایک ہزار سپاہی بھیجیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے تعمیل حکم کی اور عیاض بن غنم الفہری کی زیر سردگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۵ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

نعمان بن قبیصہ کا قتل:

کسریٰ (شاہ ایران) نے قصر بنومقاتل میں ایک چھاؤنی قائم کر رکھی تھی۔ وہاں کی فوج کا سردار نعمان بن قبیصہ الطائی تھا وہ قبیصہ بن ایاس بن حیر الطائی کا چچازاد بھائی تھا جو حیرہ کا حاکم تھا جب وہ بیٹھا ہوا تھا تو اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص کا نام سنا تو اس نے عبداللہ بن سنان الاسدی سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا ''وہ قریش کے ایک شخص ہیں'' اس پر وہ بولا ''اگر وہ قریشی ہے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں اس سے ضرور جنگ کروں گا کیونکہ قریش غالب افراد کے غلام ہو جاتے ہیں'' اس پر عبداللہ بن سنان کو بہت غصہ آیا تاہم اس نے صبر و مہلت سے کام لیا۔ جب وہ سو رہا تھا تو عبداللہ اس کے پاس آیا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نیزے مار مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ حضرت سعدؓ کے پاس آ کر مسلمان ہو گیا۔

جنگ کی تیاری:

جب حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور قیس بن مکشوح اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس پہنچ گئے تو وہ رستم کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے یہاں تک کہ عذیب کے قریب ایک گاؤں قادس میں فروکش ہوئے۔ تمام لشکر نے بھی وہیں قیام کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قصر عذیب میں ٹھہرے۔ رستم ساٹھ ہزار کی ایرانی فوج کے ساتھ جیسا کہ ہمیں اس کے دفتر کے اعداد و شمار سے پتہ چلا ہے' آیا' نوکر چاکر اور غلام اس کے علاوہ تھے۔ وہ قادسیہ میں فروکش ہوا۔ اس کے اور مسلمانوں کے درمیان عتیق حائل تھا جو قادسیہ کا پل تھا۔

حضرت سعدؓ اپنے گھر میں مقیم تھے۔ ان کے بدن میں بہت سخت پھوڑے نکل آئے تھے۔ ابومحجن بن حبیب الثقفی بھی ان کے محل میں مقید تھا۔ آپ نے اسے شراب پینے کے جرم میں قید کر رکھا تھا۔

قاصد سے گفتگو:

جب رستم وہاں آ پہنچا۔ تو اس نے مسلمانوں کے پاس پیغام بھیجا ''میرے پاس ایک حوصلہ مند شخص بھیجو جس سے میں گفتگو کر سکوں'' مسلمانوں نے اس کی طرف حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیجا۔ وہ چادر اوڑھے ہوئے عجیب ہیئت میں اس کے پاس پہنچے۔ وہ (رستم) عراق کی سمت پرانے پل کے پیچھے تھا اور مسلمان حجاز کی سمت دوسری طرف تھے۔ وہ حصہ قادسیہ اور عذیب کے درمیان تھا۔ رستم نے ان کے سامنے یوں تقریر کی:

''اے اہل عرب! تم بہت مصیبت زدہ اور بدنصیب تھے۔ تم ہمارے پاس تاجر اور مزدور کی حیثیت سے یا وفد کی شکل میں آیا کرتے تھے۔ ہمارا کھانا کھاتے تھے اور ہمارا پانی پیتے تھے اور ہمارے درختوں کے سایوں میں بیٹھتے تھے ہمارے ہاں سے جانے کے بعد تم نے اپنے ساتھیوں کو دعوت دی اور انہیں لے کر ہمارے پاس آ گئے۔ تمہاری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص کا انگور کا باغ تھا وہاں اس نے ایک لومڑی دیکھی اس نے پوچھا ''کیا ایک لومڑی ہے'' تو لومڑی جا کر دوسری لومڑیوں کو بلا لائی

جب وہ سب اس باغ میں اکٹھی ہوگئیں تو باغ کا مالک آیا اس نے وہ سوراخ (بل) بند کردیا جہاں سے وہ لومڑیاں آئی تھیں پھر ان سب کو قتل کردیا۔

اے اہل عرب! میں جانتا ہوں کہ فقروفاقہ نے تمہیں آنے پر آمادہ کیا ہے تم اس سال یہاں سے لوٹ جاؤ کیونکہ تمہاری آمد نے ہمیں اپنے شہروں کی تعمیر اور دشمن کا مقابلہ کرنے سے روک دیا ہے۔ ہم تمہاری سواریوں کو گیہوں اور کھجوروں سے بھردیں گے اور ہم تمہیں پہننے کے لیے لباس مہیا کرنے کا حکم بھی دیں گے۔ لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔ اللہ تمہیں محفوظ رکھے''۔

حضرت مغیرہؓ کا جواب:

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے (جواب میں) فرمایا ''آپ ہمارے فقروفاقے کا ذکر نہ کریں۔ ہم ایسی حالت میں تھے بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں تھے، ہم میں سب سے زیادہ خوش حال وہ ہوتا تھا جو اپنے چچا اور بھائی کو قتل کرکے اس پر قبضہ کرلیتا تھا اور اس کا مال کھا جاتا تھا۔ ہم مردار، خون اور ہڈیاں کھاتے تھے اور ہم اسی حالت میں رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک پیغمبر بھیجا ان پر کتاب نازل کی۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف آنے اور اس کی نازل کردہ کتاب کے احکام ماننے کی دعوت دی۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے ان کی تصدیق کی اور بعض نے انہیں جھٹلایا لہٰذا ان کے ماننے والوں نے ان کے جھٹلانے والوں سے جنگ کی یہاں تک کہ ہم سب ان کے دین اسلام میں داخل ہوگئے۔ اکثر صدق دل سے ایمان لائے تھے اور کچھ زبردستی مسلمان ہوئے تھے۔ آخرکار ہم سب کو یہ معلوم ہوا کہ وہ درحقیقت سچے ہیں اور وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسولؐ ہیں۔

جہاد کا حکم:

انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے مخالفوں سے جنگ کریں۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی سمجھایا کہ ''جو دین کی حفاظت میں شہید ہو جائے، اس کے لیے جنت ہے اور جو (اس جنگ کے بعد) زندہ رہے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور فتح مند ہوگا''۔

اسلام یا جزیہ:

لہٰذا ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور دائرۂ اسلام میں آجاؤ'' اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا ملک آپ کے پاس رہے گا اس ملک میں وہی داخل ہوسکے گا جسے آپ چاہیں گے۔ آپ کو زکوٰۃ اور خمس (پیداوار کا پانچواں حصہ) ادا کرنا ہوگا۔

اگر آپ (مسلمان ہونے سے) انکار کرتے ہیں تو جزیہ ادا کریں اگر (جزیہ ادا کرنے کے) منکر ہیں تو ہم آپ سے جنگ کریں گے تا آنکہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ کرے۔

رستم کی دھمکی:

رستم نے انؓ سے کہا ''میرے خواب و خیال میں بھی یہ نہیں تھا کہ مجھے اپنی زندگی ہی میں تمہاری یہ باتیں سننی ہوں گی۔ بہرحال کل شام نہیں آئے گی کہ میں اس سے پہلے تم سے فارغ ہوجاؤں گا اور تم سب کو قتل کرادوں گا''۔

پھر اس نے حکم دیا کہ عتیق کا پل درست کرایا جائے چنانچہ رات بھر مٹی اور لکڑی کی شاخوں وغیرہ سے پل تیار ہوتا رہا اور صبح تک وہاں چلنے کا راستہ بن گیا۔

صف آرائی:

مسلمان بھی صف آرا ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے خالد بن عرفطہ کو مسلمانوں کا عام سپہ سالار بنایا جو بنو امیہ کے حلیف تھے۔ میمنہ (دائیں بازو) پر جریر بن عبداللہ البجلی کو مقرر کیا۔ میسرہ (بائیں بازو کی فوج) پر قیس بن مکشوح مرادی افسر مقرر ہوئے۔

4 اس کے بعد رستم نے لشکرکشی کی اور مسلمان بھی مقابلے کے لیے تیار ہوئے مگر ان کے پاس کافی سامان جنگ نہیں تھا۔ ان کے پاس اپنی حفاظت کے لیے نہ لوہے کے خود تھے اور نہ عمدہ ڈھالیں تھیں چمڑے اور کھالوں سے وہ ڈھال کا کام لیتے تھے۔ اس کے مقابلے میں ایرانیوں کے پاس لوہے کے زرہ بکتر، خود اور ڈھالیں تھیں۔ اس کے باوجود گھمسان کی لڑائی ہوئی۔

حضرت سلمٰی کا واقعہ:

حضرت سعد محل میں بیٹھ کر جنگ کی نگرانی کر رہے تھے ان کے پاس (ان کی بیوی) سلمٰی بنت حفصہ بھی (بیٹھی ہوئی) تھیں اس کے پیشتر وہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ کے نکاح میں تھیں۔ جب گھوڑے دوڑے اور سواروں میں سخت جنگ شروع ہوئی تو وہ ڈر گئیں اور کہنے لگیں "ہائے مثنیٰ نہ ہوئے۔ مجھے مثنیٰ جیسا آج کوئی نظر نہیں آ رہا ہے"۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر غیرت اور شرم محسوس ہوئی تو انہوں نے ان کے منہ پر ایک تھپڑ مارا اس پر وہ کہنے لگیں "کیا آپ حسد اور بزدلی کی وجہ سے (یہ محسوس کر رہے ہیں؟)"۔

ابومحجن کے اشعار:

جب ابومحجن نے گھوڑ سواروں کے سخت حملے دیکھے جن کا مظاہرہ وہ قصر عذیب سے کر رہا تھا تو اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے (ان کا ترجمہ یہ ہے)

(۱) "یہ غم کیا کم ہے کہ گھوڑے نیزوں کے ساتھ دوڑ رہے ہوں اور میں زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔

(۲) جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو لوہے (کی بیڑیاں) مجھے روک لیتی ہیں حالانکہ میرے سامنے گرنے اور مرنے والے پکارنے والے کی پکار کا جواب نہیں دیتے ہیں۔

(۳) میں بہت مال دار تھا اور میرے بہت بھائی تھے مگر اب انہوں نے مجھے اس حالت میں تنہا چھوڑ دیا ہے کہ میرا کوئی بھائی نہیں رہا"۔

عارضی رہائی:

بعدازاں اس نے حضرت سعدؓ کی ام ولد (لونڈی) زبراء سے گفتگو کی جن کے پاس وہ مقید تھا۔ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ قلعہ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے مسلمانوں کی جنگ کی نگرانی کر رہے تھے۔ وہ بولا "اے زبراء! آپ مجھے آزاد کر دیں میں آپ کے سامنے اللہ سے یہ پختہ عہد کرتا ہوں کہ اگر میں مقتول نہیں ہوا تو آپ کے پاس لوٹ کر آؤں گا تاکہ آپ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں" اس پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور حضرت سعدؓ کے گھوڑے بلقاء پر اسے سوار کرا دیا اور اسے راستے پر چھوڑ دیا۔

ابومحجن کے حملے:

ابومحجن دشمن پر سخت حملے کرنے لگا۔ حضرت سعدؓ انہیں دیکھ رہے تھے وہ اپنے گھوڑے کی پہچان بھی کر رہے تھے اور اس کے منکر بھی تھے۔ جب لوگ جنگ سے فارغ ہوئے اور اللہ نے ایرانی لشکر کو شکست دی تو ابومحجن زبراء کے پاس پہنچے اور خود بخود اپنے

پاؤں میں بیڑیاں ڈال لیں۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ قلعہ کی چوٹی سے اترے تو انہوں نے اپنے گھوڑے کو پسینے میں نہایا ہوا دیکھا اس سے وہ سمجھ گئے کہ اس گھوڑے پر سواری کی گئی ہے لہٰذا انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن معدیکرب مسلمانوں کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔

دشمن کی بے بسی:

حضرت اسود نخعی بیان کرتے ہیں ''میں قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا تھا' میں نے اپنے قبیلہ نخع کے ایک نوعمر لڑکے کو دیکھا کہ وہ ''فرزندان احرار'' (ایرانی) کے ساتھ یا اسی آدمیوں کو ہنکائے لیے جا رہا ہے۔ اس وقت میں نے کہا'' (اللہ نے فرزندان احرار) کو ذلیل وخوار کر دیا ہے''۔

ہاتھی اور تیر اندازی:

قیس بن ابو حازم البجلی جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے' فرماتے ہیں'' ہمارے ساتھ جنگ قادسیہ میں قبیلہ ثقیف کا ایک شخص تھا جو مرتد ہو کر ایرانیوں کے ساتھ مل گیا تھا اس نے انہیں اطلاع دی کہ مسلمانوں کا زور اور بہادری اس جانب ہے' جہاں قبیلہ بجیلہ ہے۔ ہم اس وقت اسلامی لشکر کا چوتھائی حصہ تھے۔ لہٰذا ایرانیوں نے ہماری طرف سولہ ہاتھی بھیجے اور باقی لشکر کی طرف صرف دو ہاتھی تھے انہوں نے ہمارے گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے لوہے کے کانٹے بچھا دیئے تھے اور وہ ہم پر تیروں کی بارش برسا رہے تھے انہوں نے گھوڑوں کو ایک دوسرے ساتھ زنجیروں میں جکڑ دیا تھا تا کہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ حضرت عمرو بن معدیکرب ہمارے پاس سے گذرے تو کہنے لگے ''اے مہاجرین کی جماعت! تم شیر بنے رہو کیونکہ شیر بے نیازی کی شان میں ہوتا ہے'' اس وقت ان کے سوار ایسے تیر چلا رہے تھے کہ ان کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ لہٰذا ہم نے ان سے کہا ''اے ابو ثور! اس ایرانی سے احتیاط کرو کیونکہ اس کا تیر خطا نہیں جا رہا ہے''۔ یہ سن کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایرانی نے ان پر تیر چلایا جو اس کی کمان پر جا کر لگا اس کے بعد حضرت عمروؓ بن معدی کرب نے اس پر حملہ کیا اور اس کے گلے سے لپٹ کر اسے ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس کے سونے کے دو کنگن' سونے کا پٹکا اور ریشم کے لباس کو چھین لیا۔

رستم کا قتل:

اللہ نے رستم کو بھی قتل کرایا اور اس کا لشکر اور ان کی چیزیں مسلمانوں کو مال غنیمت میں ملیں۔ مسلمان چھ یا سات ہزار تھے جس نے رستم کو قتل کیا اس کا نام ہلال بن علفہ التیمی تھا۔ ہلال نے جب رستم کو دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھے اس پر رستم نے تیر چلایا جو ان کے پاؤں پر لگا اس پر وہ اس کا پیچھا کرتے رہے رستم فارسی زبان میں کہہ رہا تھا ''بیا'' (آؤ) پھر ہلال بن علفہ نے حملہ کر کے تلوار ماری اور اسے قتل کر دیا بعد ازاں اس کا سر کاٹ کر اسے لٹکا دیا۔ اس کے بعد ایرانی بھاگ گئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کرتے رہے۔

جب ایرانی خرارہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں وہ اترے' کھانا کھایا اور شراب پی۔ پھر جب وہ روانہ ہوئے تو وہ اپنی تیر اندازی پر تعجب کر رہے تھے کہ وہ عربوں کے لیے کارگر ثابت نہیں ہوگی۔

جالینوس کا قتل:

جب جالینوس نکلا تو اس پر حملہ کیا گیا وہ تیراندازی کرتا رہا۔ آخرکار مسلمانوں کے شہسوار وہاں پہنچ گئے اور زہرہ بن حویہ التمیمی نے اسے (جالینوس کو) قتل کر دیا۔ اس کے بعد ایرانی شکست کھا کر دیرقرہ اور اس کے پیچھے کی طرف بھاگ گئے۔

امدادی فوج:

حضرت سعد بھی مسلمانوں کو لے کر دیرقرہ پہنچ گئے کیونکہ وہاں ایرانی موجود تھے جب مسلمانوں کی فوج دیرقرہ پہنچی تو اس مقام پر حضرت عیاض بن غنم کی امدادی فوج بھی آ کر شامل ہوگئی یہ فوج ایک ہزار تھی لہٰذا حضرت سعدؓ نے ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لیے جنگ قادسیہ کے مال غنیمت میں سے ان کے لیے حصہ مقرر کیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر اعتراضات:

حضرت سعدؓ اس وقت بھی اپنے پھوڑوں کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ اس موقع پر حضرت جریر بن عبداللہ نے یہ شعر کہا (ترجمہ یہ ہے)

۱۔ میں جریر ہوں اور میری کنیت ابوعمر ہے۔ اللہ نے (ہماری) مدد اور نصرت فرمائی حالانکہ (حضرت) سعد محل میں (بیٹھے ہوئے تھے)

کسی دوسرے مسلمان نے یہ اشعار کہے (ان کا ترجمہ یہ ہے)

۱۔ ہم جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اپنی نصرت نازل فرمائی حالانکہ حضرت سعد قادسیہ کے دروازے پر مقیم تھے۔

۲۔ ہم ایسی حالت میں (جنگ سے) واپس آئے جب کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہوگئی تھیں۔ مگر (حضرت) سعد کی خواتین میں سے کوئی بھی بیوہ نہ تھی۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کا علم ہوا تو وہ باہر نکل کر آئے اور مسلمانوں کے سامنے اپنی معذرت پیش کی اور اپنی رانوں اور پشت کے زخم ان کو دکھائے' اس وقت مسلمانوں نے ان کو معذور خیال کیا۔ حقیقت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بزدل نہیں تھے۔

دشمن کا تعاقب:

بعدازاں ایرانی دیرقرہ سے بھی بھاگ کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے وہ نہاوند کی طرف جانے کا قصد کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھ سیم وزر' ریشم وحریر' ہتھیار' بادشاہ (کسریٰ) اور اس کی بیٹیوں کی پوشاکیں لیں اور ان کے علاوہ اور چیزیں وہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت سعدؓ نے ان کے تعاقب میں مسلمانوں کو بھیجا۔ چنانچہ خالد بن عرفطہ' حلیف بنوامیہ کو سپہ سالار بنایا گیا اور ان کے ساتھ عیاض بن غنم اور ان کی فوج کو بھیجا گیا۔ ہراول دستے پر ہاشم بن عتبہ ابن ابی وقاص تھے۔ میمنہ پر جریر بن عبداللہ بجلی اور میسرہ پر زہرہ بن حویہ تمیمی تھے۔

مزید پیش قدمی:

درد و تکلیف کی وجہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب درد میں افاقہ ہوا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھ کے

مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے اور دریائے دجلہ کے قریب بھرسیر کے مقام پر اپنے لشکر کو جا پکڑا جب دریائے دجلہ پر سامان اور لشکر پہنچا تو انہوں نے راستہ تلاش کیا مگر انہیں کوئی راستہ نہیں ملا۔ تا آنکہ حضرت سعدؓ کے پاس مدائن کا ایک زمیندار آیا۔ اس نے کہا ''میں آپ کو ایسا راستہ بتاؤں گا جس کے ذریعے آپ انہیں تیز بھاگنے سے پہلے پکڑ لیں گے''۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کو قطربل کے ایسے آبی راستے کی طرف لایا اور سب سے پہلے ہاشم بن عتبہ اپنے پیادہ سپاہیوں کے ساتھ اس کے اندر گھسے' جب وہ عبور کر گئے تو سواروں کے دستے بھی ان کے پیچھے گئے پھر حضرت خالد بن عرفطہ اور عیاض بن غنم نے اپنے سواروں کے ساتھ اس کو عبور کیا۔ بعدازاں عام سپاہی چلے اور دریا کو عبور کر گئے وہاں سے چلتے چلتے جب وہ ساباط کے ایک تاریک جنگل میں پہنچے تو مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہاں دشمن کمین میں چھپا ہوا نہ ہو۔

جنگ جلولاء:

اس کی وجہ سے لوگ متردد ہوئے اور ڈرنے لگے لہٰذا سب سے پہلے ہاشم بن عتبہ اپنے لشکر کو لے کر وہاں پہنچے جب انہوں نے اس کو بھی عبور کر لیا' تو لوگوں کو اپنی تلوار دکھائی۔ اس سے لوگوں کو یقین ہوا کہ وہاں کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ لہٰذا خالد بن عرفطہ آگے بڑھے پھر حضرت سعدؓ اپنے سپاہیوں کو لے کر آئے یہاں تک کہ مسلمان جلولاء کے مقام پر پہنچ گئے وہاں ایرانیوں کا ایک لشکر جمع تھا جن کی وجہ سے جنگ جلولاء ہوئی۔ اللہ نے وہاں بھی ایرانیوں کو شکست دی اور وہاں مسلمانوں کو جنگ قادسیہ سے بہتر مال غنیمت حاصل ہوا اور وہاں کسریٰ (شاہ ایران) کی ایک بیٹی یا پوتی بھی گرفتار ہوئی جس کا نام منجانہ تھا۔

توقف کا حکم:

بعدازاں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ کو فتوحات کا حال لکھ کر بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھ بھیجا ''تم اب توقف کرو اور اس سے آگے مت جاؤ''۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے لکھ کر بھیجا:

> ''یہ تو راستہ ہے اصل ملک ہمارے آگے ہے'' اس پر حضرت عمرؓ نے لکھا ''تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اور ایرانیوں کا تعاقب نہ کرو بلکہ مسلمانوں کے لیے ایک چھاؤنی اور جہاد کا ایسا مقام تعمیر کراؤ' جس کے راستے میں میری طرف سمندر حائل نہ ہو''۔

نئے مرکز کی تلاش:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو لے کر انبار میں مقیم ہوئے وہاں مسلمانوں کو بخار آنے لگا اور یہ مقام انہیں موافق نہیں آیا۔ لہٰذا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی تو اس کے جواب میں انہوں نے یہ لکھ کر بھیجا:

> ''اہل عرب کے لیے بھی وہی مقام مناسب ہوگا جو اونٹ بکریوں کے لیے مناسب ہوتا ہے' یعنی کوئی مناسب چراگاہ ہو لہٰذا سمندر کے قریب کوئی جنگل تلاش کرو اور وہاں مسلمانوں کے لیے نئی بستی تعمیر کرو''۔

چنانچہ حسب ہدایت حضرت سعد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کویفہ عمر بن سعد میں پہنچے وہ مقام بھی مسلمانوں کے موافق نہیں آیا وہاں مکھیاں

بہت تھیں اور بخاروں کا زور تھا۔ لہٰذا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک انصاری کو جس کا نام حارث بن سلمہ اور بقول بعض عثمان بن حنیف تھا' مناسب مقام کی تلاش میں بھیجا۔ انہوں نے وہ مقام پسند کیا جہاں آج کل کوفہ ہے' حضرت سعد مسلمان بیبیوں کو لے کر وہاں فروکش ہوئے وہاں مسجد بنوائی اور وہیں لوگوں کی رہائش کے لیے مکانات تعمیر کرائے۔

شام کی فتوحات:

اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف روانہ ہوئے اور جابیہ کے مقام پر اترے اور ان کے ہاتھوں پر بیت المقدس کا شہر ایلیاء فتح ہوا اور اسی سال حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حنظلہ بن طفیل سلمی کو حمص بھیجا ان کے ہاتھوں اللہ نے حمص کو فتح کرایا۔ اسی سال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کندہ کے ایک شخص کو جس کا نام شرحبیل بن السمط تھا' مدائن کا حاکم بنایا۔

باب ۱۶

اہل سواد کا حال

قبیصہ بن جابر روایت کرتے ہیں ''ہم میں سے ایک شخص نے جنگ قادسیہ کی فتح کے بعد یہ شعر کہا۔ (ترجمہ)

۱۔ ہم جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اپنی نصرت نازل کی حالانکہ حضرت سعد قادسیہ کے دروازے پر بیٹھے رہے۔

۲۔ جب ہم (جنگ سے) واپس آئے تو ہماری بہت سی عورتیں بیوہ ہوگئی تھیں۔ مگر (حضرت) سعد کی خواتین میں سے کوئی بھی بیوہ نہیں ہوئی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعاء:

یہ اشعار لوگوں میں مشہور ہوئے اور حضرت سعدؓ کے کانوں تک بھی پہنچے تو انہوں نے (اسے) یہ بددعاء دی:

''اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے یا اس نے یہ شعر ریاکاری شہرت اور دروغ گوئی کی تشہیر کے لیے کہے ہیں تو میری طرف سے اس کے ہاتھ اور زبان کاٹ دے''۔

قبیصہ کہتے ہیں کہ ''وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعاء کی بدولت ایک تیر آیا اور اس کی زبان پر جالگا۔ اس سے اس کی زبان ایسی خشک ہوئی کہ وہ بول نہیں سکا تا آنکہ وہ اللہ کے پاس پہنچ گیا۔

عثمان بن رجاء سعدی بیان کرتے ہیں کہ سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) سب سے زیادہ دلیر اور بہادر تھے وہ دونوں صفوں کے درمیان غیر محفوظ محل میں مقیم تھے اور وہاں سے وہ مسلمانوں کے لشکر کی نگرانی کرتے رہے۔ اگر میدان جنگ سے کوئی تیر پھینکا جاتا تو وہ ان کا بالکل خاتمہ کرسکتا تھا مگر ان شدید جنگوں کے خطرات سے وہ بالکل خوف زدہ نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی کا اظہار کیا۔

خواتین کی جنگی خدمات:

ہمام بن الحارث نخعی کی بیوی ام کثیر بیان کرتی ہیں ''ہم اپنے شوہروں کے ساتھ حضرت سعدؓ کے لشکر میں جنگ قادسیہ کے موقع پر شامل تھے۔ جب ہمیں خبر ملی کہ جنگ ختم ہوگئی ہے تو ہم کمر بستہ ہوگئے۔ ہم نے مشکیزے لیے پھر ہم (زخمیوں اور) شہداء کے مقامات پر گئے جو مسلمان زندہ تھے انہیں ہم نے پانی پلایا اور انہیں اٹھایا اور جو مشرکین زندہ تھے۔ ہم نے ان کا کام تمام کیا۔ ہمارے پیچھے بچے تھے ان کے ذمے بھی ہم اسی قسم کی خدمات سونپ رہے تھے۔

جنگ میں خواتین کی کثرت:

عطیہ بن الحارث ایک عینی شاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ قادسیہ میں قبیلہ بجیلہ اور قبیلہ نخع کی خواتین سب سے زیادہ تھیں۔ قبیلہ نخع کی سات سو خواتین فالتو تھیں اور قبیلہ بجیلہ کی ایک ہزار تھیں۔ چنانچہ عرب کے مختلف قبائل کے ایک ہزار اشخاص سے ان کا رشتہ قائم ہوا اور قبیلہ نخع کی سات سو خواتین کا رشتہ بھی ہوگیا اور اس وجہ سے قبیلہ نخع مہاجرین اور بجیلہ کا سمدھیانہ کہلایا جاتا

ہے۔ان لوگوں نے حضرت خالد' حضرت مہلب اور حضرت ابوعبیدہ کی رعایات سے فائدہ اٹھایا' اسی قدر اہل وعیال اور ساز وسامان کو جنگوں میں منتقل کر لیا تھا۔اس کے بعد انہیں بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

قبیلہ نخع کی خواتین:

محمد' مہلب اور طلحہ بیان کرتے ہیں کہ بکیر بن عبداللہ اللیثی' عتبہ بن فرقد سلمی' سماک بن خرشہ انصاری (جو ابودجانہ نہیں ہے) تینوں نے جنگ قادسیہ میں ایک خاتون کو نکاح کا پیغام دیا۔اس جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی عورتیں بھی تھیں بلکہ قبیلہ نخع میں سات سو خواتین فالتو (بے شادی شدہ) تھیں' اس قبیلہ نخع کے لوگ مہاجرین کے خسر کہلانے لگے تھے کیونکہ مہاجرین نے فتح سے پہلے اور فتح کے بعد ان کی (بے شادی شدہ) خواتین سے نکاح کر لیا تھا اور سات سو خواتین کی شادیاں مختلف قبائل کے سات سو مردوں سے ہو گئی تھیں۔

نکاح کا پیغام:

جب مسلمان جنگ سے فارغ ہوئے تو ان تینوں مذکورہ بالا اشخاص نے اروی بنت عامر ہلالیہ نخعیہ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔اس خاتون کی ہمشیرہ ہنید ہ' حضرت قعقاع بن عمرو تمیمی کی بیوی تھیں اس لیے اس نے اپنی بہن سے کہا:

''تم اپنے شوہر سے مشورہ کرو کہ ان میں سے وہ کس کو ہمارے لیے مناسب سمجھتا ہے''۔

چنانچہ اس کی ہمشیرہ نے فتح کے بعد قادسیہ ہی میں اس بات کا تذکرہ اپنے شوہر سے کیا۔

حضرت قعقاع کا مشورہ:

تو حضرت قعقاع نے فرمایا:''میں ان (تینوں) کا حال اشعار میں بیان کروں گا۔اس لیے تم اپنی بہن کا مناسب رشتہ تلاش کر لینا۔اس کے بعد انہوں نے اشعار پڑھے۔(ان کا ترجمہ یہ ہے)

۱۔ اگر تمہیں مال و دولت کی ضرورت ہے تو تم سماک انصاری یا (عتبہ) ابن فرقد سے نکاح کر لو۔

۲۔ اگر تمہیں ماہر نیزہ باز پسند ہے تو تم بکیر کا قصد کرو جب کہ گھوڑے ہلاکت کے ڈر سے بھاگ رہے ہوں (اس وقت وہی کام آئے گا)

۳۔ تینوں بزرگی اور شرافت کے بلند مقام پر فائز ہیں۔تمہیں اختیار ہے جس کو تم چاہو پسند کرو''۔

جنگ کے نتیجہ کا انتظار:

اہل عرب یہ بیان کرتے ہی چلے آرہے تھے کہ اہل عرب اور اہل فارس کے درمیان فیصلہ کن جنگ قادسیہ میں ہو گی اور اہل فارس کی سلطنت کا قیام اور زوال اسی معرکے پر موقوف ہے۔اس وجہ سے ہر ملک میں لوگ اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے کام ملتوی کر رکھے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ وہ ان پر غور نہیں کریں گے جب تک قادسیہ کی جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔لہٰذا جب جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو اس خبر کو جن لے اڑے اور اس خبر کو انہوں نے انسانی مخبروں سے پہلے عالم انسانیت تک پہنچا دیا۔

نامہ فتح:

محمدؒ مہلب اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فتح کا حال لکھ کر بھیجا اس میں انہوں نے ایرانیوں کے مقتولین کی تعداد اور مسلم شہداء کی تعداد بھی لکھی اور جن کو حضرت سعد جانتے تھے ان کے نام بھی تحریر کیے یہ خط انہوں نے سعد بن عمیلہ فزاری کے ہاتھ بھیجا اس خط کا مضمون یہ تھا۔ (ترجمہ)

''حمد وثناء کے بعد معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل فارس پر فتح عطا کی اور طویل جنگ اور سخت ہنگاموں کے بعد ان کا وہی حشر ہوا جو ان سے پہلے ان کے ہم مذہبوں کا ہوا تھا۔ انہوں نے اس قدر زیادہ تعداد میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا کہ اتنی تعداد دیکھنے والوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی مگر اتنی بڑی تعداد سے اللہ نے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ ان کا تمام مال ومتاع چھن گیا اور وہ مسلمانوں کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ان کا نہروں' جنگلوں اور گھاٹیوں میں تعاقب کیا۔ مسلمانوں میں سعد بن عبید انصاری اور فلاں وفلاں شہید ہو گئے۔ ان کے علاوہ اور مسلمان بھی شہید ہوئے جنہیں ہم نہیں جانتے ہیں اللہ ہی کو ان کا علم ہے۔ جب رات ہوتی تھی تو وہ قرآن آہستہ آہستہ تلاوت کرتے تھے جس طرح شہد کی مکھی بھنبھناتی ہو' وہ مسلمانوں کے شیر تھے۔ جنگل کے شیر ان کی برابری نہیں کر سکتے تھے۔ جو زندہ ہیں ان میں اور گذرے ہوئے لوگوں میں شہادت کی فضیلت کا فرق ہے۔ زندوں کی قسمت میں شہادت نہیں لکھی گئی تھی''۔

قاصد سے استفسار:

مجالد بن سعید کی روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو قادسیہ میں رستم کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ (مدینہ منورہ میں) آنے والے سواروں سے اہل قادسیہ کے بارے میں دریافت کرتے تھے' وہ صبح سے دوپہر (قافلے والوں کے قریب) رہتے تھے پھر اپنے گھر اہل وعیال کے پاس آ جاتے تھے۔ جب خوش خبری سنانے والا وہاں پہنچا تو آپ نے اس نے پوچھا کہ ''وہ کہاں سے آ رہا ہے؟'' جب اس نے جواب دیا تو آپ نے فرمایا ''مجھے (تفصیل سے) بتاؤ'' وہ بولا:

''اللہ نے دشمن کو شکست دے دی'' حضرت عمرؓ اس کے ساتھ دوڑے جاتے تھے اور دریافت کرتے جاتے تھے وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر جا رہا تھا اور آپ کو پہچانتا نہیں تھا۔ جب آپ مدینہ میں آئے تو لوگ امیر المؤمنین کے خطاب سے سلام کرنے لگے۔ اس وقت اس قاصد نے کہا:

''اللہ آپ پر رحم کرے' آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ امیر المؤمنین ہیں''۔

آپ نے فرمایا: ''اے بھائی! کوئی حرج کی بات نہیں ہے''۔

محمدؒ طلحہؒ مہلب اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ مسلمان خوش خبری لانے والے قاصد کا انتظار کرتے رہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ احکام صادر کرتے رہے کہ وہ قبضہ حاصل کریں اور اپنے لشکروں کی حفاظت کریں اور اپنے کاموں کا انتظام کریں۔

شام کی امدادی فوج:

عراق کے وہ جنگی سپاہی جو یرموک اور دمشق کی جنگ میں شریک تھے۔ اہل قادسیہ کی جنگی امداد کے لیے روانہ ہوئے۔ وہ قادسیہ کی فتح کے اگلے دن اور اس کے بعد پہنچے ان کی پہلی فوج کمک یوم اغواث میں پہنچی اور ان کی آخری امدادی فوج فتح کے دو دن

بعد آئی۔ اس امدادی فوج میں مراد و ہمدان کے قبائل اور دیگر مختلف قبائل کے افراد شریک تھے۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثانی) کے پاس خط لکھا گیا کہ ان کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ فتح قادسیہ کے بعد دوسرا خط تھا جو نذیر بن عمرو کے ہاتھ بھیجا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس نامہ فتح پہنچا تو وہ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر اسے سنانے لگے اس کے بعد آپ نے فرمایا ''میری انتہائی کوشش یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو میں مسلمانوں کی ہر ضرورت کو پورا کروں اگر ہماری کوئی ضرورت پوری نہ ہو سکے تو ہم اپنی زندگی میں کفایت شعاری سے کام لیں گے تاکہ ہم سب کا معیارِ زندگی برابر رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میری ذات سے اچھی طرح واقف ہو جاؤ کیونکہ میں صرف عمل کے ذریعے تمہیں تعلیم دوں گا میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تمہیں غلام بنالوں' بلکہ میں صرف اللہ کا ایک بندہ ہوں' مجھے (خلافت کی) امانت سونپی گئی ہے اگر میں اس سے انکار کر دوں اور اسے لوٹا دوں اور اس کے بعد اس حالت میں تمہاری اتباع کروں کہ تم اپنے گھروں میں شکم سیر اور سیراب ہو کر زندگی بسر کرو تو اس وقت میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھوں گا۔ اگر میں اس بارِ امانت کو اٹھا کر تمہیں اپنے گھر کے فائدے کے تابع بنالوں تو یہ میری انتہائی بدنصیبی ہوگی مجھے تھوڑی خوشی ہوگی اور رنج زیادہ ہوگا اور میں کبھی معاف نہیں کیا جاؤں گا''۔

حضرت عمرؓ کے نام دوسرا خط:

''اہل سواد (عراق کے دیہاتی) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ہم سے معاہدے کر رکھے تھے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے' سوائے اہل بانقیا' یسما اور اہل اُلیس کے' جو معاہدوں پر قائم رہے تھے اور ان کی پابندی کی تھی' اور کسی نے معاہدوں کی پابندی نہیں کی۔ یہ اہل سواد معذرت کرتے ہیں یہ اہل فارس نے انہیں مجبور کر کے اپنے ساتھ ملایا تھا۔ لہٰذا انہوں نے (اپنی مرضی سے) ہماری مخالفت نہیں کی اور نہ وہاں سے گئے تھے''۔

تیسرا خط:

ابوالہیاج الاسدی ابن مالک کے ہاتھ یہ خط بھی بھیجا گیا تھا: ''اہل سواد چلے گئے تھے اس کے بعد ہمارے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جنہوں نے اپنے معاہدوں کی پابندی کی تھی اور ہماری مخالفت نہیں کی تھی تو ہم نے ان معاہدوں کی پابندی کی جو انہوں نے ہم سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ کیے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل سواد مدائن چلے گئے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ ان پر زبردستی کر کے انہیں جمع کیا گیا تھا مگر وہ بھاگ گئے تھے اور انہوں نے نہ (ہمارے خلاف) جنگ کی اور نہ ان کی اطاعت قبول کی۔

ہم ایک ایسی نہایت عمدہ سرزمین میں ہیں جو اپنے رہنے والوں سے خالی ہے۔ ہماری تعداد قلیل ہے اور اہل صلح زیادہ ہو گئے ہیں۔ دشمن کو کمزور کرنے کے لیے ان کے ساتھ رعایت کرنے کی زیادہ ضرورت ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

(اس کے جواب میں) حضرت عمرؓ نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ تقریر ارشاد فرمائی۔ درحقیقت جو کوئی اپنی نفسانی خواہش اور نافرمانی کے مطابق عمل کرے گا۔ اس کا حصہ ساقط ہو جائے گا اور وہ صرف اپنی ذات کو نقصان پہنچائے گا اور جو کوئی سنت اور شریعت پر عمل کرے گا اور سیدھے راستے پر چلے گا اور اللہ کے اس ثواب کا خواہاں ہوگا جو اس نے فرماں برداروں کے لیے رکھا

ہے تو اس کا کام درست رہے گا اور اپنی زندگی میں کامیاب ہوگا کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا ہے ''انہوں نے جو عمل کیا ہے اسے موجود حاضر پایا۔ تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے''۔

صحابہؓ سے مشورہ:

گذشتہ جنگوں کے مجاہدین اور اہل قادسیہ اپنے علاقوں پر قابض ہو گئے ہیں وہاں کے لوگ جلاوطن ہو گئے ہیں اس کے بعد وہ لوگ آئے جو اپنے معاہدے پر قائم تھے۔ ان لوگوں کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے جن پر زبردستی کر کے جنگ میں شامل کیا گیا تھا اور وہ اس قسم کی معذرت پیش کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو اس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ وہ ان علاقوں میں رہے' بلکہ اپنے علاقے سے چلے گئے۔ کچھ ایسے ہیں جو وہیں مقیم رہے اور وہاں سے نہیں گئے تھے۔ کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اطاعت قبول کر لی تھی''۔

متفقہ فیصلہ:

لہٰذا (صحابہ کا) اجتماع ہوا کہ جو وہیں مقیم رہے اور جنگ سے باز رہے' تو ان کے معاہدے کی پابندی کی جائے اور ان کا ایفاء کیا جائے اور جو معاہدے کے دعویدار ہوں اور اس کی تصدیق ہو جائے یا ان کی پابندی ثابت ہو جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔ اور جن کے دعوے جھوٹے ثابت ہوں تو ان کے دعوے رد کیے جائیں گے۔ ان کے ساتھ دوبارہ صلح کی بات چیت ہوگی اور جو لوگ اپنی زمینوں سے چلے گئے ہیں تو ان کا فیصلہ کرنا وہیں کے مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر وہ چاہیں تو ان سے مصالحت کر لیں اور وہ لوگ مسلمانوں کے ذمی بن جائیں اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان کی اراضی انہیں نہ دیں اور ان سے جنگ کریں اور جو اقامت اختیار کرے اور مطیع ہو جائے اس کے بارے میں انہیں اختیار دیا جائے کہ وہ ان سے جزیہ لیں یا انہیں جلاوطن کر دیں' یہی حالت کسانوں کی ہوگی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے انس بن الحلیس کے خط کا جواب یوں لکھا۔

دوسرے خط کا جواب:

''حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ اللہ بزرگ و برتر نے ہر چیز میں بعض حالات کے مطابق سہولت اور رعایت رکھی ہے مگر دو چیزوں میں رعایت نہیں ہے۔ ایک عدل و انصاف ہے' دوسری چیز عبادت و ذکر ہے۔ ذکر و عبادت میں تو کسی حالت میں رعایت نہیں ہے اور ذکر کثیر کے بغیر اللہ رضامند نہیں ہے۔ عدل و انصاف میں بھی قریب و بعید' سختی و نرمی' کسی حالت میں بھی رعایت نہیں ہے عدل و انصاف نرم نظر آتا ہے مگر یہ سب سے زیادہ طاقتور چیز ہے۔ یہ ظلم و ستم کی آگ کو بجھاتا ہے اور جور و ظلم سے زیادہ باطل پرستی کا قلع قمع کرتا ہے اور کفر کو سرنگوں کرتا ہے' لہٰذا اہل سواد میں جو کوئی اپنے معاہدے پر قائم ہو اور اس نے تمہارے برخلاف دشمن کی کوئی امداد نہ کی ہو تو وہ تمہاری ذمی رعایا ہیں اور ان پر جزیہ ادا کرنا ضروری ہے۔

مگر جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس پر زبردستی کی گئی تھی اور وہ وہاں سے چلا گیا تھا تو ان کے دعووں کو رد کر دو' البتہ انہیں امن کی جگہ پر پہنچا دو''۔

ابوالہیاج کے خط کے جواب میں حضرت عمرؓ نے یہ جواب تحریر کیا۔

تیسرے خط کا جواب:

''جو لوگ اپنے مقام پر جمے رہیں اور وہاں سے چلے نہ گئے ہوں اور انہوں نے کوئی معاہدہ نہ کیا ہو تو چونکہ وہ تمہارے لیے اپنی جگہ پر برقرار رہے اور تمہاری مخالفت نہیں کی تو ان کا یہ رویہ معاہدہ کرنے کے برابر ہے۔

کسان اور کھیتی باڑی کرنے والے (فلاحین) بھی اگر یہ رویہ اختیار کریں تو ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرے اور اس کے دعوے کی تصدیق ہو جائے تو وہ ذمی ہے۔ اور اگر ان کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو تو اسے رد کر دو۔ مگر جو دشمن کی مدد کرے اور تمہارے مفتوحہ علاقے سے چلا جائے تو اللہ نے اس معاملے میں تمہیں اختیار دیا ہے۔ اگر تم چاہو تو تم انہیں اس بات کی دعوت دو کہ اپنی اراضی میں مقیم ہو جائیں اور جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری میں آ جائیں' اگر وہ آنا نہ چاہیں تو ان کی اراضی کو اپنا سمجھ کر آپس میں تقسیم کر لو۔

واپسی کی دعوت:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط حضرت سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) کے پاس آئے تو مسلمانوں نے ان لوگوں کو جو اپنے وطن چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ دعوت دی کہ وہ واپس آ جائیں اور جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری اور اطاعت میں آ جائیں۔ اس دعوت پر وہ واپس آ گئے اور معاہدے کے پابند افراد کی طرح ذمی بن گئے' مگر ان کا خراج ان سے زیادہ بھاری تھا اور جو لوگ وہیں مقیم رہے وہ معاہدہ کرنے والوں کی طرح سمجھے گئے اور جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان پر زبردستی کی گئی تھی اور وہ جنگ سے بھاگ گئے تھے' انھیں واپس آنے والوں کی طرح سمجھا گیا۔ کسانوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کیا گیا۔

شاہی خاندان کی اراضی:

صلح اور معاہدے میں وہ اراضی نہیں شامل کی گئیں جو شاہی خاندان کی تھیں یا ان لوگوں کی تھیں جو اپنے حکام کے ساتھ شامل ہو کر چلے گئے تھے اور انہوں نے ان دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

(۱) اسلام لائیں (۲) یا جزیہ قبول کریں' لہٰذا وہ بھی اس مال غنیمت میں شامل ہو گئیں۔ جنہیں اللہ نے مسلمانوں کو غنیمت کے طور پر دیا تھا۔ لہٰذا شاہی خاندان کی جائداد اور اراضی' اور مذکورہ بالا لوگوں کی اراضی مال غنیمت (فئی) حاصل کرنے والوں کی ملکیت قرار دی گئیں اور باقی سواد عراق کا علاقہ ذمی لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ ان سے کسریٰ کے خراج کے مطابق وصول کیا جاتا تھا' کسریٰ کا خراج مردوں پر ان کے مقبوضہ مال اور حصوں کے مطابق ہوتا تھا۔ مال غنیمت میں شاہی خاندان کی اور ان کے متعلقین اور ان کے اہل وعیال کی جائدادیں اور اراضی شامل ہیں۔ آتش کدوں' جنگلوں تالابوں اور گلیوں وغیرہ کی زمینیں شاہی خاندان اور ان کے متعلقین کی زمینوں سے الگ ہیں کیونکہ یہ عراق کے تمام دیہاتوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

مشتبہ معاملہ:

حکام نے ان زمینوں کے جھگڑے کے موقع پر ان کی تقسیم کرنے میں سستی کی تھی اس وجہ سے ناواقف لوگوں پر سواد عراق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ اگر عقلمند لوگ ان بیوقوفوں سے اتفاق کرتے جنہوں نے حکام سے تقسیم کرنے کی درخواست کی تھی تو یہ اراضی ان میں تقسیم ہو جاتیں' مگر دانشوروں نے تقسیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور حکام نے بھی ان دانشوروں کے مشورے پر عمل کیا اور عام

لوگوں کے قول پر عمل نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ہر اس (خلیفہ) نے جن سے تقسیم کی درخواست کی گئی تھی' دانشوروں کے مشورے پر عمل کیا کیونکہ ان کا یہ قول تھا کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان (اس تقسیم کی وجہ سے آگے چل کر) ایک دوسرے کی گردن مارنے لگ جائیں۔

سوادعراق کا شرعی حکم:

حضرت شعبی سے دریافت کیا گیا کہ ''سوادعراق کا کیا حال ہے؟'' آپ نے فرمایا یہ علاقہ بزور شمشیر فتح کیا گیا ہے اور چند قلعوں کے علاوہ اس کی تمام اراضی ایسی ہے کہ جہاں کے لوگ دوسری جگہ چلے گئے تھے' انہیں صلح اور ذمی بننے کے لیے بلایا گیا تو انہوں نے یہ دعوت قبول کر لی اور واپس آ گئے اس طرح وہ جزیہ ادا کر کے ذمی بن گئے اور ان کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا۔ یہی وہ مسنون طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل میں اختیار فرمایا تھا' البتہ کسریٰ کے خاندان اور اس کے ساتھ جانے والوں کی زمینیں مال غنیمت قرار دی گئیں۔

اہل سواد کا معاہدہ:

طلحہ' سفیان اور ماہان روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سوادعراق کو مفتوحہ علاقہ قرار دیا ہے اور اسی طرح اس کے اور نہر بلخ کے درمیان کی تمام اراضی ہے۔ البتہ ایک قلعہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یہاں کے باشندوں کو صلح کی طرف دعوت دی گئی تو (اس کو قبول کرنے کی بنا پر) وہ ذمی بن گئے اور ان کی اراضی ان کو لوٹا دی گئی۔ اس میں آلِ کسریٰ کی جائدادیں شامل نہیں ہیں اور ان کے متعلقین اور متعلقین کی جائدادیں شامل ہیں، کیونکہ یہ اراضی اللہ تعالےٰ کے عطاء کردہ مال غنیمت میں شامل ہیں۔

کوئی مفتوحہ چیز اس وقت تک مال غنیمت میں شامل نہیں سمجھی جاتی ہے جب تک کہ وہ تقسیم نہ کر دی جائے اس وجہ سے غنیمت سے مراد تقسیم شدہ شے ہے۔

جزیہ اور ذمی:

حسن بن ابوالحسن فرماتے ہیں کہ عام طور پر مسلمانوں نے اس علاقہ (سوادعراق) کو بزور شمشیر فتح کیا تھا مگر انھوں نے وہاں کے باشندوں کو واپس آ کر ذمی بننے کی دعوت دی اور ان کے سامنے جزیہ کی تجویز پیش کی جسے انہوں نے قبول کر لیا تھا اس لیے ان کی زمینیں وغیرہ محفوظ ہو گئیں۔

عمرو بن محمد نے حضرت شعبیؒ سے دریافت کیا ''لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اہل سوادعراق غلام ہیں''۔ آپ نے فرمایا ''تو پھر غلاموں سے جزیہ کیوں لیا جاتا ہے' جہاں تک مجھے علم ہے ایک پہاڑی قلعہ کے علاوہ تمام سوادعراق بزور شمشیر فتح ہوا۔ تاہم وہاں کے باشندوں کو واپس آنے کی دعوت دی گئی تو وہ واپس آ گئے اور ان سے جزیہ لینا قبول کر لیا گیا اس طرح وہ ذمی بن گئے۔ مال غنیمت وہ تقسیم کیا جاتا ہے جسے چھین لیا جائے مگر جس پر قبضہ نہ ہو اور وہاں کے باشندے تقسیم ہونے سے پیشتر جزیہ دینا قبول کر لیں تو ان کے ساتھ یہی مذکورہ بالا مسنون طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین کا قول:

حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ تمام شہروں پر بزور شمشیر قبضہ کیا گیا البتہ چند قلعے ایسے ہیں جن کے بارے میں وہاں کے لوگوں نے قبضہ سے پہلے معاہدہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد مفتوح قوم کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ واپس آ جائیں اور جزیہ ادا کریں۔ اس

طرح وہ ذمی ہو گئے' اہل سواد جبل کا معاملہ مال غنیمت کی طرح ہونا چاہیے۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے جزیہ قبول کیا اور انہیں ذمی بنالیا۔ یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کے مطابق تھا جب آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تبوک سے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا تو حضرت خالدؓ نے اس پر فتح کر کے قبضہ کرلیا تھا اور اس کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک کو اسیر بنالیا تھا اور اسی طرح انہوں نے عریض کے دونوں بیٹوں کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کیا اور ان دونوں کو گرفتار کرلیا پھر ان سے جزیہ قبول کرنے اور ذمی بننے کا معاہدہ کیا گیا۔ بحنہ بن رقابہ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا جو ایلہ کا حاکم تھا۔

جس کسی نے اس کی خلاف روایت کی اس نے ائمہ کرام اور صحیح راویوں کی تکذیب کی اور ان پر اعتراض کیا۔

اہل کتاب خواتین سے نکاح:

مسلم مولیٰ حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار نے اہل سواد عراق میں سے جو اہل کتاب ہیں' ان کی عورتوں سے نکاح کیا تھا اگر یہ لوگ غلام ہوتے تو ان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس صورت میں اہل کتاب کی لونڈیوں سے نکاح کرنا ان کے لیے جائز نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تم میں سے جو کوئی آزاد اور پاک دامن خواتین سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھے تو وہ تمہاری کسی مومن لونڈی سے (نکاح کرے' اس آیت کریمہ میں مومن نوجوان لڑکی کی قید ہے) اہل کتاب لڑکی کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مدائن کا حاکم بنایا اور مسلم خواتین کی کثرت ہوگئی تو اس وقت حضرت عمرؓ نے یہ لکھ کر بھیجا'' مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے مدائن کے اہل کتاب (عیسائی یا یہودی) کی خاتون سے نکاح کرلیا ہے۔ تم اسے طلاق دے دو'' حضرت حذیفہؓ نے (جواب میں) تحریر کیا۔

''میں اس وقت تک تعمیل حکم نہیں کروں گا جب تم کہ تم مجھے نہ بتاؤ کہ آیا یہ فعل حلال ہے یا حرام؟ نیز یہ کہ تمہارا اس سے کیا مقصد ہے؟'' حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا:

''یہ (نکاح) حلال ہے لیکن عجمی خواتین میں اس قدر دل ربائی ہے کہ اگر تم ان کی طرف متوجہ ہو گئے تو وہ تمہاری دوسری خواتین پر غالب آ جائیں گی'' اس پر حضرت حذیفہؓ نے کہا'' اب (یہ بات میری سمجھ میں آ گئی ہے)'' اس کے بعد انہوں نے اس عورت کو طلاق دے دی۔

حضرت جابر فرماتے ہیں'' میں حضرت سعدؓ کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا تو ہم نے اہل کتاب کی خواتین سے نکاح کیا کیونکہ ہمیں زیادہ مسلمان خواتین نہیں ملتی تھیں۔ جب ہم (جنگ سے) واپس آئے تو ہم سے کچھ لوگوں نے (ان اہل کتاب خواتین کو) طلاق دی اور کچھ لوگوں نے (ان خواتین کو) برقرار رکھا۔

ائمہ کے اقوال:

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں'' سواد عراق مفتوحہ علاقہ ہے تاہم وہاں کے لوگوں کو واپس آنے اور جزیہ ادا کرنے کی دعوت دی گئی چنانچہ وہ واپس آ گئے' اور جزیہ قبول کرلیا' اس لیے وہ ذمی ہو گئے۔ البتہ کسریٰ کے خاندان اور اس کے متعلقین کی ملکیت

مال غنیمت (فئے) میں شامل ہوگئی۔ اہل کوفہ کا یہی مسلک ہے مگر بعض ناواقفوں نے تمام سواد عراق کو اس میں شامل کرلیا ہے ورنہ سواد کی اصل حقیقت یہ ہے (جو بیان کی گئی ہے)۔

حضرت ابراہیم بن یزید نخعی فرماتے ہیں ''سواد عراق پر فتح کرنے کے بعد قبضہ کیا گیا ہے' پھر لوگوں کو واپس آنے کی دعوت دی گئی جس نے دعوت قبول کرلی اس پر جزیہ لگایا گیا اور جس نے انکار کیا اس کا مال (فئے) مال غنیمت میں شامل ہوگیا۔ اس لیے جبل سے عذیب تک سواد کا علاقہ اور خود جبل کے اندر کی زمین' جو فئے (مال غنیمت) میں داخل ہے' قابل فروخت نہیں ہے۔

حضرت شعبی کی جانب سے بھی اس قسم کا قول منقول ہے کہ جبل سے عذیب تک کے مفتوحہ علاقے کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

جاگیروں کی بخشش:

عامر کا قول ہے کہ حضرت زبیر' خباب' ابن مسعود' ابن یاسر اور ابن قبار کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں جاگیریں دی گئیں اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غلطی (خطا) کی تھی تو جن لوگوں نے انہیں قبول کیا' ان کی غلطی اس سے زیادہ سنگین ہے کیونکہ انہی لوگوں سے ہم نے اپنے دین اسلام کا علم حاصل کیا' بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت طلحہ جریر بن عبداللہ اور ربیل بن عمرو کو جاگیریں دیں نیز ابومفر کو ہاتھی خانہ دیا۔ یہ لوگ بھی ان میں شامل ہیں جن سے ہم نے استفادہ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جاگیریں مال غنیمت کے خمس (پانچویں حصہ) میں سے عطیہ اور انعام کے طور پر دی گئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن حنیف کے نام حضرت جریر بن عبداللہ کے ہاتھ یہ خط بھیجا ''حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ تم جریر بن عبداللہ کو ان کی گذراوقات کے مطابق جاگیر دو' نہ وہ کم ہو اور نہ زیادہ ہو''۔

حضرت عثمان بن حنیف نے جواب میں یہ تحریر کیا:

''جریر آپ کی طرف سے اس مضمون کا خط لے کر آئے ہیں کہ آپ ان کی گذراوقات کے لیے جاگیر بخش رہے ہیں لہٰذا مجھے یہ بات ناپسند ہوئی کہ میں آپ سے رجوع کرنے سے پیشتر یہ کام پورا کروں''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا:

''جریر کی بات سچی ہے تم اس حکم کی تعمیل کرو۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھ سے مشورہ لے لیا''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ کو بھی جاگیر دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کردوس بن ہانی الکردوسیہ اور سوید بن غفلۃ الجعفی کو جاگیر دی۔

سوید بن عقلۃ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاگیر کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

''لکھو' علی رضی اللہ عنہ نے سوید کو داذویہ کی اراضی جاگیر میں دی ہے''۔

ابراہیم بن یزید کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

معاہدے کا طریقہ:

''جب تم کسی قوم سے معاہدہ کرو تو اس وقت تم ان کے لشکروں کے نقصانات سے بے تعلقی کا اظہار کرو' لہٰذا جب مسلمان کسی

سے معاہدہ کرتے تھے تو وہ صلح ناموں میں یہ لکھتے تھے:

''ہم تمہارے سامنے فوجوں کے نقصانات سے بری الذمہ ہیں''۔

سن میں اختلاف:

واقدی کا قول ہے کہ جنگ قادسیہ کا آغاز ۱۶ھ میں ہوا۔ بعض اہل کوفہ یہ کہتے ہیں کہ جنگ قادسیہ ۱۴ھ میں ہوئی' مگر ہمارے نزدیک مستند روایت یہی ہے کہ یہ جنگ ۱۴ھ میں ہوئی۔ محمد بن اسحاق (صاحب المغازی) کہتے ہیں کہ یہ جنگ ۱۵ھ میں ہوئی جیسا کہ ہم نے اس کی روایت میں بیان کیا ہے۔

باب ۱۷

شہر بصرہ کی تعمیر

واقدی کا قول ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں ماہ رمضان میں مساجد میں (تراویح) پڑھا کریں۔ دیگر شہروں کے مسلمانوں کو بھی آپ نے اسی قسم کا حکم دیا۔

۱۴ھ میں حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عتبہ بن غزوان کو بصرہ کے علاقے کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں قیام کریں اور اہل فارس کی فوج کو مدائن اور اس کے گردونواح میں آنے سے روکیں۔ یہ مدائن کا قول اور اس کی روایت ہے۔ سیف کی روایت یہ ہے کہ بصرے کے شہر کی تعمیر سنہ ۱۶ھ کے موسم بہار میں ہوئی اور حضرت عتبہ بن غزوان مدائن سے بصرے کی طرف اس وقت گئے۔ جب حضرت سعد جلولا۔ تکریت اور حصنین کی مہموں سے فارغ ہو گئے تھے۔ اور انھیں حضرت سعد نے حضرت عمرؓ کے حکم سے بھیجا تھا۔

ہند کی سرحد:

ابومخنف بواسطہ مجالد حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا۔ مہران ۱۴ھ میں بہ ماہ صفر مقتول ہوا اس موقع پر حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوان سے فرمایا' اللہ بزرگ و برتر نے تمھارے جہرہ اور اس کے گردونواح کے بھائیوں پر فتح عطاء فرمائی ہے اور ان کی ایک عظیم شخصیت ماری گئی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ ان کے بھائی اہل فارس ان کی امداد کریں گے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میں تمھیں ہند کی سرحد کے قریب روانہ کروں تا کہ تم اس علاقے کے لوگوں کو تم اپنے بھائیوں کے برخلاف اپنے بھائیوں کی مدد کرنے سے روک سکو، اور ان سے جنگ کر سکو توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں فتح عطاء کرے گا۔

تم اللہ کا مبارک نام لے کر روانہ ہو جاؤ اور جہاں تک ممکن ہو، اللہ سے ڈرتے رہو اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ نماز اپنے وقت پر پڑھو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

حضرت عتبہ کی روانگی:

حضرت عتبہ بن غزوان تین سو دس سے کچھ زیادہ سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے راستے میں اہل بادیہ میں سے کچھ لوگ شریک ہو گئے۔ اور بصرہ وہ کم و بیش پانچ سو کی تعداد میں پہنچے' وہاں وہ ماہ ربیع الاول یا ربیع الآخر میں ۱۴ھ میں پہنچے تھے۔ بصرہ اس زمانے میں ارض الہند (ہندوستان کی سرحد) کہلاتا تھا۔ وہ خریبہ کے مقام پر اترے' وہاں پہنچ کر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس مقام کا حال لکھا۔ حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا: ''تم مسلمانوں کو ایک ہی مقام پر رکھو' انہیں منتشر نہ کرو''۔ حضرت عتبہ وہاں کئی مہینے مقیم رہے انہوں نے نہ تو کسی سے جنگ کی اور نہ کوئی فوج انہیں وہاں ملی۔

حاکم فرات سے جنگ:

خالد بن عمیر اور ابوالرقاد شویس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ بن غزوان کو روانہ کیا اور

ان سے فرمایا تم اور تمہارے ساتھی چلتے رہیں جب تم عرب کے انتہائی علاقے اور عجم کی قریبی سرحد پر پہنچ جاؤ تو تم وہیں قیام کرو۔ وہ روانہ ہوئے' جب وہ مربد کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے عجیب قسم کی زمین دیکھی پھر وہ آگے بڑھ کر چھوٹے پل کے سامنے پہنچے' جہاں سرکنڈے اور خاردار جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں مسلمانوں نے کہا۔ یہاں تمہیں اترنے کا حکم دیا گیا تھا' وہ حاکم فرات کے قریب اترے۔ وہ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''یہاں ایک علم بردار لشکر ہے جو آپ کے مقابلے کا قصد کر رہا ہے''۔

چنانچہ وہ لوگ چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ (مسلمانوں کے مقابلے کے لیے) آئے' حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک رہا ہوں''۔ جب آفتاب زوال پذیر ہوا تو انہوں نے حکم دیا کہ اب حملہ کیا جائے۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کیا اور ان سب کا صفایا کر دیا اور حاکم فرات کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا۔ مسلمانوں نے اسے قیدی بنالیا۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کا خطاب:

اس کے بعد حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہمارے لیے ایسا مقام تلاش کرو جو ان سب چیزوں سے پاک وصاف ہو'' مسلمانوں نے ان کے لیے ایک منبر تیار کیا اور وہ اس پر کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے:

''دنیا رخصت ہوگئی ہے اور اس نے پیٹھ موڑ لی ہے۔ صرف اس کا تھوڑا سا حصہ اس قدر باقی رہا ہے جس قدر برتن میں کچھ حصہ باقی رہ جائے۔ تم یہاں سے دار القرار (آخرت) کی طرف منتقل ہو جاؤ گے لہٰذا تم پوری تیاری کر کے وہاں جاؤ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی چٹان جہنم کے کنارے سے گرائی جائے تو وہ ستر خریف (سال) تک گرتی جائے گی۔ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو حالانکہ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ میں اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ابتدائی بعثت کے زمانے میں) ساتواں مسلمان تھا۔ ہم صرف درختوں کے پتے کھاتے تھے جن کے کھانے سے ہمارے ہونٹ سوج گئے تھے' مجھے صرف ایک چادر ملی ہوئی تھی جسے میں نے پھاڑ کر اس میں (حضرت) سعد رضی اللہ عنہ کو شریک کر لیا تھا۔ اب ان سات ساتھیوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی بڑے شہر کا حاکم ہے۔ ہمارے بعد بھی لوگوں کو آزمایا جائے گا''۔

نئے مقام کی تلاش:

مہلب' عمرو' محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ المازنی مدائن سے ہند کی سرحد کی طرف روانہ ہوئے تو وہ جزیرۂ عرب کے سامنے سمندر کے کنارے پر فروکش ہوئے۔ وہاں اسلامی فوج تھوڑی دیر ٹھہری' پھر یہ مقام ان کے ناموافق ثابت ہوا تو اس کی شکایت لکھ بھیجی گئی لہٰذا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ تین منزلوں کے بعد وہ پتھریلے مقام پر قیام کریں (چنانچہ انہوں نے کوچ کیا) چوتھی منزل پر وہ بصرہ پہنچے۔ بصرہ ہر اس زمین کو کہتے ہیں جس کے پتھر چونے کے ہوں۔

بصرہ کا مقام:

انہیں دریائے دجلہ سے ایک نہر نکالنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ کوفہ اور بصرہ دونوں کی آبادی اور تعمیر ایک ہی مہینے میں ہوئی تھی۔ اہل بصرہ کا مقام دریائے دجلہ کے کنارے پر تھا وہ مختلف مقامات پر ٹھہرتے رہے اور آگے بڑھتے رہے وہ پیش قدمی کرنے کے ساتھ ساتھ نہر بھی کھودتے رہے یہاں تک کہ وہ بصرے کے مقام پر آئے۔ بصرہ کا شہر بھی اسی طرح بسایا گیا جس طرح کوفہ بسایا گیا

تھا (دونوں کا نقشہ یکساں تھا) بصرے میں مسلمانوں کو بسانے کے کام پر ابوالجرباء عاصم ابن الدلف تمیمی مقرر ہوئے۔

کوفہ میں آباد ہونے سے پیشتر اہل کوفہ مدائن میں قیام پذیر تھے۔اس کے بعد وہ کوفہ میں آباد ہوئے۔

اہم مقام:

نضر بن اسحاق سلمی کی روایت ہے کہ حضرت قطبہ بن قتادہ سدوسی بصرے کے قریب موضع خریبہ پر اسی طرح چھاپے مارتے تھے جس طرح حضرت مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ حیرہ کے علاقے پر چھاپے مارا کرتے تھے۔انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ اس مقام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔اس لیے اگر انہیں تھوڑی سی مزید فوج مل جائے تو وہ قریب کے عجمیوں پر غالب آ سکتے ہیں اور انہیں اس علاقے سے نکال سکتے ہیں۔اس علاقے کے اہل عجم ایک واقعے کے بعد ان سے ڈرنے لگے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

(اس کے جواب میں) حضرت عمرؓ نے یہ تحریر فرمایا: ''مجھے تمہارا خط موصول ہوا کہ تم اپنے قریب کے اہل عجم پر حملہ کرنا چاہتے ہو' تمہاری رائے درست ہے اور ارادہ نیک ہے لہٰذا تم وہیں ٹھہرے رہو جہاں تم ہو اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرتے رہو یہاں تک کہ میرا دوسرا حکم آئے''۔

حضرت عمرؓ نے حضرت شریح بن عامر السعدی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو یہ ہدایت کی ''تم اس علاقے میں مسلمانوں کے مددگار بنو' چنانچہ وہ بصرہ آئے وہاں قطبہ کو چھوڑ کر اہواز کی طرف روانہ ہوئے۔جب وہ عجمیوں کی ایک فوجی چھاؤنی دارس تک پہنچے تو اہل عجم نے انہیں شہید کر دیا۔اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو بصرے کی طرف روانہ کیا تو انہیں یہ ہدایات دیں: ''اے عتبہ! میں نے تمہیں ہندوستان کی سرزمین کی سرحد کا حاکم بنایا ہے یہ دشمن کی جولانگاہ ہے مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے ماحول پر غالب کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا۔میں نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو لکھا ہے کہ وہ تمہاری امداد کے لیے عرفجہ بن ہرثمہ کو بھیجے' وہ دشمن کی چالوں کو سمجھنے والا مرد مجاہد ہے۔جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس سے مشورہ کرو اور اسے اپنے قریب رکھو (بعد ازاں دشمن کو) دعوت حق دو جو تمہاری دعوت کو قبول کرے تو اس کے اسلام کو تسلیم کرو اور جو (دعوت اسلام سے) انکار کرے تو اس سے اطاعت قبول کرنے کا جزیہ لو ورنہ مزید مصالحت کے بغیر تلوار سے (ان کا مقابلہ کرو)

حکومت کے خطرات:

''اپنی حکومت کے کاموں میں خوف خدا کو پیش نظر رکھو۔ایسا نہ ہو کہ تمہارا نفس تمہیں تکبر کی کشمکش میں مبتلا کر دے اور اس سے تمہارے مسلمان بھائیوں کو نقصان پہنچے' حالانکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو اور ذلت کے بعد عزت اور کمزوری کے بعد طاقت حاصل کر چکے ہو۔یہاں تک کہ اب تم زبردست اور قابل اطاعت حاکم بن گئے ہو کہ لوگ تمہاری باتیں غور سے سنتے ہیں اور تمہارے احکام کی تعمیل کرتے ہیں (حکومت کی) یہ نعمت کتنی اچھی ہے' بشرطیکہ یہ تمہیں تمہارے مرتبے سے اونچا نہ کرے اور اپنے ماتحتوں پر تمہیں مغرور و متکبر نہ بنائے۔لہٰذا تم اس نعمت سے (حکومت کے خطروں سے) اسی طرح بچنے کی کوشش کرو جس طرح تم

گناہوں سے بچتے ہو بلکہ یہ میرے نزدیک ان سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ تم اس کے مکروفریب میں جلد آ سکتے ہو پھر یہ تمہیں اس قدر نیچے گرا دے گی کہ تم جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔ اللہ مجھے اور تمہیں اس (کے مکروشر) سے بچائے کیونکہ جب مسلمان خدا کی طرف تیزی کے ساتھ جا رہے تھے کہ اچانک دنیا ان کے سامنے آ گئی اور انہوں نے دنیا کو اختیار کر لیا مگر تم اللہ کا قصد کرو اور دنیا کو پسند نہ کرو۔ بلکہ ظالموں کی لغزشوں اور ان کے خطرناک مقامات سے بچو''۔

اہل ابلہ کا مقابلہ:

حضرت شعبی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ تین سو افراد کی تعداد میں بصرے آئے جب انہوں نے سرکنڈوں کا جنگل دیکھا اور مینڈکوں کی آوازسنی تو فرمانے لگے ''امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سرزمین عرب کے انتہائی مقام اور اہل عجم کی زمین کے ابتدائی حصے کے قریب فروکش ہو جاؤں اور یہ وہ مقام ہے جہاں اتر کر ہمیں اپنے خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ لہٰذا خریبہ کے مقام پر اتر پڑے۔ (اس کے قریب) ابلہ کے مقام پر اساورہ کی قوم میں سے پانچ سو عجمی سپاہی تھے جو اس قیام کی حفاظت کر رہے تھے کیونکہ وہ چین اور اس کے اطراف سے آنے والی کشتیوں کی بندرگاہ تھی۔ اس لیے عتبہؓ وہاں سے روانہ ہو کر اجانہ کے مقام پر فروکش ہوئے۔ یہاں وہ تقریباً ایک مہینے ٹھہرے رہے۔ پھر اہل ابلہ ان کے مقابلے کے لیے آئے تو حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کا مقابلہ کیا۔

انہوں نے قطبہ بن قتادہ سدوسی اور قسام بن زہیر مارنی کو دس سواروں کے ساتھ اپنے (پیچھے) رکھا اور ان دونوں سے فرمایا: ''تم دونوں ہمارے پیچھے رہو۔ بھاگنے والے کو روکو اور جو ہمارے پیچھے سے حملہ کرنے کا ارادہ کرے اس کا مقابلہ کرو''۔

دشمن کو شکست:

اس کے بعد مقابلہ شروع ہوا۔ انہوں نے صرف اتنی دیر جنگ کی تھی جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح ہو کر تقسیم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان پر غالب کر دیا اور دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا۔ پھر دشمن کے سپاہی شہر میں داخل ہو گئے اور عتبہؓ اپنے لشکر کی طرف واپس آ گئے۔ وہاں وہ تھوڑے دن ہی ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں (مسلمانوں کی طرف سے) اس قدر رعب و ہیبت طاری کر دی کہ وہ شہر سے نکل گئے اور ہلکا سا سامان اٹھا کر وہاں سے چلے گئے اور کشتیوں میں بیٹھ کر دریائے فرات کے پار چلے گئے۔ اس طرح شہر خالی ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کے اندر جا کر ان کے ساز و سامان' ہتھیاروں اور دیگر اشیاء پر قبضہ کر لیا۔ نقد مال بھی ان کے ہاتھ آیا جسے انہوں نے آپس میں بانٹ لیا اور ہر مسلمان کے حصے میں دو درہم آئے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حضرت عتبہ بن نافع بن الحارث کو ابلہ کے مال غنیمت کو تقسیم کرنے پر مقرر کیا۔ انہوں نے اس کا خمس (پانچواں حصہ) نکال کر باقی حصہ سپاہیوں میں تقسیم کر دیا اور نافع بن الحارث کے ہاتھ اس کی اطلاع لکھ کر بھیجی گئی۔

شیبہ بن عبید اللہ کی روایت ہے کہ ابلہ کی جنگ میں نافع بن الحارث نے (دشمن کے) نو آدمی قتل کیے اور ابوبکرہ نے چھ آدمی قتل کیے۔

خلفاء بن ابو ہند کی روایت ہے کہ مسلمانوں کو ابلہ میں دراہم میں سے چھ سو درہم ملے۔ ان میں سے ہر ایک مسلمان کو دو درہم

ملے۔ ان دو درہم حاصل کرنے والوں کو حضرت عمرؓ نے دو ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ یہ تین سو افراد تھے۔ ابلہ کی فتح رجب یا شعبان میں ۱۴ھ میں ہوئی۔

ممتاز افراد:

حضرت شعبی کی روایت ہے کہ ابلہ کی فتح کے موقع پر دو سو ستر مسلمان شریک تھے۔ اس میں (مندرجہ ذیل سرکردہ مسلمان شامل) تھے۔ ابوبکرہ' نافع بن الحارث شبلی بن معبد' مغیرہ بن شعبہ' مجاشع بن مسعود' ابوحریم البلوی' ربیعہ بن کلدہ بن ابوالصلت الثقفی اور حجاج۔

دُستِ میسان:

غیابۃ بن عمید عمرو بیان کرتے ہیں' میں (حضرت) عتبہؓ کے ساتھ فتح ابلہ کے موقع پر موجود تھا۔ انہوں نے منافع بن الحارث کو حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا۔ دست میسان کے لوگ ہمارے مقابلہ کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ لہٰذا عتبہؓ نے کہا' ''میری رائے یہ ہے کہ ہم ان کی طرف روانہ ہوں'' لہٰذا ہم روانہ ہوئے۔ دست میسان کے زمیندار حاکم نے ہم سے مقابلہ کیا ہم نے اس سے جنگ کی' آخر کار اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار کر لیا گیا' اس کی قبا اور ٹپکا حاصل کر کے انہیں حضرت عمرؓ کے پاس انس بن حجیہ یشکری کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

مسلمانوں کی خوش حالی:

ابوالملیح الھزلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عتبہؓ نے انس بن حجیہ کے ہاتھ دست میسان کے حاکم کے ٹپکے کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا ''مسلمانوں کا کیا حال ہے؟'' وہ بولے ''دنیا (کاہن) ان پر برس رہا ہے اور وہ سیم و زر میں کھیل رہے ہیں'' یہ سن کر مسلمان بصرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ وہاں آنے لگے۔

حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ کی نیابت:

علی بن زید روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ فتح ابلہ سے فارغ ہوئے تو دست میسان کا حاکم ان کے مقابلے کے لیے تیار ہوا۔ حضرت عتبہ ابلہ سے اس کی طرف روانہ ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے مجاشع بن مسعود کو دریائے فرات کی طرف روانہ کیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو حکم دیا کہ ''وہ اس وقت تک مسلمانوں کو نماز پڑھائیں جب تک کہ مجاشع فرات کے علاقے سے آئیں جب وہ آ جائیں تو وہ امیر ہیں۔''

فیلکان سے جنگ:

حضرت مجاشع اہل فرات پر فتح حاصل کرنے کے بعد بصرہ لوٹ آئے (اس اثناء میں) ابن قباذ کے اکابر میں ایک عظیم شخصیت' فیلکان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار ہوا تو اس کے مقابلے کے لیے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نکلے اور مرغاب کے مقام پر اس سے جنگ کی اور فتح حاصل کی۔ پھر انہوں نے فتح کا حال حضرت عمرؓ فاروق کے پاس لکھ کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ سے دریافت کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعتراض:

''تم نے بصرہ پر کس کو حاکم بنایا ہے؟'' وہ بولے ''مجاشع بن مسعود کو'' آپ نے فرمایا: ''تم ایک بدو صحرانشین شخص کو اہل شہر پر

حاکم بناتے ہو۔تم جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوا؟'' وہ بولے ''نہیں'' (جانتا ہوں) اس پر حضرت عمرؓ نے (حضرت) مغیرہؓ کی فتح کا واقعہ ان کو سنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی عمل داری کی طرف لوٹ جائیں۔ حضرت عتبہؓ (اس کے بعد) راستے میں فوت ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے (ان کے بعد حضرت) مغیرہؓ بن شعبہ کو (بصرے کا) حاکم مقرر کیا۔

حضرت مغیرہؓ کی جنگ:

عبدالرحمٰن بن جوشن کی روایت ہے کہ جب دست مسیان کا حاکم قتل ہوا۔ تو حضرت عتبہؓ روانہ ہو گئے۔ انہوں نے مجاشع کو فرات کی طرف بھیجا اور انہیں اپنا جانشین مقرر کیا اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب تک کہ مجاشع فرات سے واپس آئیں۔ اہل مسیان پھر مقابلے کے لیے جمع ہوئے تو حضرت مغیرہؓ نے ان کا مقابلہ کیا اور مجاشع کے فرات سے واپس آنے سے پہلے (حضرت مغیرہؓ) ان پر غالب آ گئے۔ اس لیے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع دی۔

مسلم خواتین کی جنگی تدبیر:

قتادہؒ کی روایت ہے کہ اہل مسیان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے مجتمع ہو گئے تو حضرت مغیرہؓ ان سے جنگ کرنے کے لیے گئے وہ دریائے دجلہ کے قریب دشمن سے ملے اس وقت اردۃ بنت الحارث بن کلدہ نے کہا'' کاش ہم بھی مسلمان مردوں کے ساتھ شریک ہوتے اور ان کی مدد کرتے'' (یہ کہہ کر) انہوں اپنے دوپٹے کا ایک جھنڈا بنا لیا اور (دوسری مسلمان) خواتین نے بھی اپنے دوپٹوں کے جھنڈے تیار کر لیے اور وہ سب مسلمان مردوں (کی جنگ میں شریک ہونے) کے ارادے سے نکلیں اور وہ وہاں اس حالت میں پہنچیں کہ مشرکین ان کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ جب مشرکین نے جھنڈوں کو آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے فوجی کمک آ رہی ہے۔ اس لیے وہ بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی کافی تعداد کو تہ تیغ کیا۔

حارثہ بن مضرب کی روایت ہے کہ ابلہ بزور شمشیر فتح ہوا۔ حضرت عتبہؓ نے مسلمانوں کے درمیان اس وقت (ان کو) سفید روٹیاں تقسیم کیں۔ حضرت محمد بن سیرین نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

اہم جنگی اسیر:

طبریؒ لکھتے ہیں کہ مسیان کے قیدیوں میں (خواجہ) ابوالحسن بصری کے والد یسار اور حضرت عبداللہ بن عون ارطبان کے دادا ارطبان بھی شامل تھے۔

خوش نصیبی:

مسلمہ بن المحیق بیان کرتے ہیں ''میں ابلہ کی فتح میں شریک تھا۔ میرے حصے میں کچھ تانبا آیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ سونا تھا۔ اس میں تقریباً اسی ہزار مثقال (سونا) تھا۔ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا۔ انہوں نے (جواب میں) لکھا:

''مسلمہ سے اس بات کا حلف لیا جائے کہ جس وقت انہوں نے اس پر قبضہ کیا تھا اس وقت وہ ان کے نزدیک تانبا تھا۔
اگر وہ اس قسم کا حلف اٹھالیں تو وہ مال ان کے سپرد کر دیا جائے ورنہ وہ تمام مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے''۔

میں نے حلف اٹھایا تو وہ مال مجھے سپرد کر دیا گیا۔ ان کے پوتے مثنیٰ بن موسیٰ بن سلمہ کہتے ہیں'' ہمارے پاس آج تک وہی مالی سرمایہ موجود ہے''۔

نعرۂ تکبیر کے اثرات:

عمرہ بنت قیس فرماتی ہیں ''جب مسلمان اہل ابلہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلے تو میرے شوہر اور فرزند دونوں مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ انہوں نے (فی کس) دو درہم حاصل کیے اور کشمش کی کافی مقدار بھی حاصل کی۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے جب وہ ابلہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے دشمن سے کہا ''تم دریا پار کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم آئیں''۔ انہوں نے کہا ''تم دریا عبور کر کے ہمارے پاس آؤ''۔

مسلمانوں نے لکڑی کا پل بنایا اور اس پر سے دریا پار کر کے پہنچے مشرکوں نے (آپس میں) کہا تم ان کے پہلے حصے کو نہ پکڑو تا آنکہ آخری حصہ بھی عبور کر کے نہ آ جاوے'' جب مسلمان خشک زمین میں پہنچے تو انہوں نے دو مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ان کی (سواریوں کے) جانور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے' اور جب مسلمانوں نے تیسری تکبیر کہی (تو سواری کے) جانور اپنے مالک کو زمین پر پھینکنے لگے اور ہم ان کی تباہی کا منظر دیکھ رہے تھے کہ ان کے ذریعے اللہ نے فتح عطا کی۔

زیاد کا کام:

مدائنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ صفیہ بنت الحارث بن کلدہ تھیں اور ان کی ہمشیرہ اردہ بنت الحارث شبل بن معبد البجلی کی زوجہ (محترمہ) تھیں۔ جب حضرت عتبہؓ بصرے کے حاکم مقرر ہوئے تو ان کے ساتھ ان کی سسرال میں سے ابوبکرہ' نافع بن الحارث اور شبل بن معبد روانہ ہوئے۔ زیاد بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب انہوں نے ابلہ کو فتح کیا' انہوں نے کوئی ایسا (موزوں) تقسیم کرنے والا آدمی نہیں پایا۔ اس وقت زیاد کو جو چودہ سال کا لڑکا تھا (مال غنیمت) تقسیم کرنے والا مقرر کیا گیا۔ اس کی اجرت (تنخواہ) روزانہ دو درہم مقرر کی گئی۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت:

کہتے ہیں کہ حضرت عتبہؓ ۱۵ھ میں بصرے کے حاکم مقرر ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ۱۶ھ میں امیر بصرہ ہوئے مگر سب سے پہلی (ہماری روایت ۱۴ھ میں مقرر ہونے کی) صحیح ہے۔ ان کا دور حکومت چھ مہینے تک رہا۔

بصرے کے حکام:

حضرت عمرؓ نے (اس کے بعد) حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بصرے کا حاکم مقرر کیا۔ وہ دو سال بصرے کے حاکم رہے پھر ان پر کچھ الزامات لگائے گئے (اور وہ معزول کر دیئے گئے) اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ (اشعری) حاکم مقرر ہوئے۔ ایک (ضعیف) روایت یہ ہے کہ حضرت عتبہؓ کے بعد حضرت ابوموسیٰ حاکم مقرر ہوئے اور ان کے بعد حضرت مغیرہؓ (حاکم مقرر) ہوئے۔

اسلامی صوبوں کے حکام:

اسی ۱۴ھ میں حضرت عمرؓ نے اپنے فرزند عبیداللہ اور ان کے ساتھیوں کو نیز ابومحجن کو شراب نوشی کے جرم میں (کوڑوں کی) سزا دی۔ اسی سال حضرت عمر بن الخطابؓ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور ایک روایت کے مطابق مکہ کے حاکم حضرت عتاب بن اسید اور یمن کے حاکم یعلی بن منیہ' کوفہ کے حاکم (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ) شام کے حاکم حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح' بحرین کے حاکم عثمان بن ابی العاص اور بقول بعض علاء بن حضرمیؓ تھے۔ عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے۔

باب ۱۸

۱۵ھ کے واقعات

ابن جریر طبریؒ تحریر فرماتے ہیں ''بعض لوگوں کی یہ روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسی سن میں کوفہ کا شہر بسایا۔ اس کے محل وقوع کا پتہ ابن بقیلہ نے بتایا تھا اس نے حضرت سعدؓ سے کہا تھا ''میں آپ کو ایسی زمین کی نشان دہی کراؤں گا جو مچھر پسو وغیرہ سے پاک وصاف ہے اور جنگل سے الگ تھلگ ہے''۔

چنانچہ اس نے اس مقام کی رہنمائی کی جہاں آج کل کوفہ ہے۔

مرج الروم کا واقعہ:

اس سال مرج الروم کا واقعہ رونما ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت ابوعبیدہؓ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ فحل سے حمص جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ یرموک سے جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ انہیں لے کر لوٹے اور تمام لوگ ذوالکلاع پر اترے۔ ہرقل کو ان کی نقل وحرکت کی خبر مل گئی تھی۔ اس لیے اس نے توذر بطریق کو بھیجا۔ وہ مرج دمشق اور اس کے مغرب میں فروکش ہوا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے مرج الروم اور ان کی اس جماعت کا قصد کیا موسم سرما ان پر ٹوٹ پڑا تھا اور زخم ان میں پھیلے ہوئے تھے۔ جب وہ مرج الروم میں ان کے لیے آئے تو ان کے آتے ہی شنس رومی بھی توذرا کے برابر گھوڑ سواروں کے ساتھ فروکش ہوا وہ توذرا کی امداد اور اہل حمص کی حمایت کے لیے آیا تھا۔ وہ ایک علیحدہ مقام پر اپنی فوج کے ساتھ خیمہ زن ہوا۔ جب رات ہوئی تو وہ مقام' توذرا کے جانے کی وجہ سے ویران ہو گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا تعاقب:

حضرت خالدؓ بن الولید توذرا کے مقابلے پر تھے اور حضرت ابوعبیدہؓ شنس کے مقابلے پر تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ توذرا دمشق کی طرف کوچ کر گیا تو حضرت خالدؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ دونوں اس امر پر متفق ہو گئے کہ حضرت خالدؓ اس کا تعاقب کریں' لہٰذا حضرت خالدؓ ایک لشکر لے کر اسی رات اس کے پیچھے روانہ ہوئے۔

ایرانیوں کو شکست:

حضرت یزید بن ابی سفیان کو اس کے فعل کی اطلاع مل گئی تھی۔ لہٰذا انہوں نے توذرا کا مقابلہ کیا اور فریقین میں جنگ شروع ہو گئی۔ دورانِ جنگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور انہوں نے دشمن کے پیچھے سے حملے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آدمی آگے پیچھے دونوں طرف سے مارے گئے اور انہیں موت کی نیند سلا دیا گیا اور جو بھاگ گئے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں بچا۔ مسلمانوں کو حسب دلخواہ مال غنیمت ملا۔ اس میں سواری کے جانور ساز وسامان ہتھیار اور کپڑے بھی شامل تھے۔ جنہیں حضرت یزید بن ابی سفیان نے اپنے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت یزید دمشق کی طرف لوٹ گئے اور حضرت خالدؓ، حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس چلے گئے۔ حضرت خالدؓ نے توذرا کو قتل کیا تھا۔

شنس کا قتل:

حضرت خالدؓ بن ولید کے جانے کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے شنس کا مقابلہ کیا۔ یہ جنگ مرج الروم میں ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے شنس کی فوج کا صفایا کیا اور شنس کو بھی قتل کر دیا۔ میدانِ جنگ رومیوں کی لاشوں سے پٹا پڑا تھا اور وہاں ان (لاشوں کے سڑنے کی وجہ) سے بدبو آ رہی تھی۔ جو بھاگ گئے۔ وہ بچ گئے۔ ان کے علاوہ اور کوئی زندہ نہیں بچ سکا۔

فتح حمص:

ابوعثمان کی روایت ہے کہ جب ہرقل کو مرج الروم کے باشندوں کے قتل کی خبر موصول ہوئی تو اس نے امیر حمص کو حمص جانے کا حکم دیا۔ اس نے کہا:

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان (عربوں) کی غذاء اونٹ کا گوشت اور ان کی شراب اونٹ کا دودھ ہے۔ یہ موسم سرما ہے اس لیے تم ان سے پھر خنک دن میں جنگ کرو۔ اس طرح موسم گرما کے آغاز تک ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا جب کہ ان کا کھانا پینا صاف بھی ہو''۔

موسم سرما کی جنگ:

وہ اپنے لشکر سے رخصت ہو کر رہا ء آیا اور اس کے حاکم کو بھی حمص بھیجا۔ حضرت ابوعبیدہؓ بھی حمص پہنچ گئے اور وہاں خیمہ زن ہوئے۔ ان کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ کر مقیم ہو گئے۔ رومی ہر سرد دن میں صبح سویرے ان سے جنگ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے وہاں بہت شدید سردی محسوس کی' رومیوں نے محاصرہ کو طول دے دیا' تاہم مسلمانوں نے (سردی کی شدت پر) صبر کیا اور مستقل مزاجی سے جمے رہے' اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر و استقلال عطاء کیا اور موسم سرما کے خاتمے پر فتح و نصرت انہی کی تھی۔ دشمن شہر میں اس لیے محصور ہو گیا' کہ انہیں یہ توقع تھی کہ موسم سرما مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دے گا۔

سردی کا مقابلہ:

ابوالزہراء القشیری اپنی قوم کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ اہل حمص ایک دوسرے کو محصور رہنے کی ہدایت کرتے رہے وہ کہتے تھے۔ ''تم لوگ ڈٹے رہو کیونکہ یہ اکھڑ قوم ہے جب شدید سردی ان پر اثر کرے گی تو ان کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ کیونکہ ان کا کھانا پینا ایسا ہے (کہ وہ سردی کا مقابلہ نہیں کر سکتے) تاہم جب اہل روم (شہر کے اندر) واپس لوٹتے تھے تو جرابیں پہننے کے باوجود ان کے پاؤں پھٹ جاتے تھے اور مسلمان (بغیر جرابوں کے) صرف جوتوں میں تھے مگر ان کی کسی انگلی کو نقصان نہیں پہنچا۔

مصالحت کی کوشش:

جب موسم سرما ختم ہوا تو رومیوں کے ایک بوڑھے شخص نے کھڑے ہو کر ان سے کہا کہ وہ مسلمانوں سے مصالحت کر لیں مگر انہوں نے کہا:

''ہم کیسے مصالحت کر لیں جب کہ ہماری سلطنت اور شان و شوکت باقی ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی (مشترکہ) چیز نہیں ہے''۔

پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور بولا: ''موسم سرما چلا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امید بھی منقطع ہوگئی ہے۔ اب تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟'' وہ بولے ''برسام کی بیماری کا (جو دل وجگر کے درمیان پردے میں سوزش کی بیماری ہے' ہم انتظار کر رہے ہیں) یہ موسم سرما میں دب جاتی ہے اور موسم گرما میں نمودار ہوتی ہے''۔ وہ بولا ''یہ قوم ہے جو سب تکالیف برداشت کر لیتی ہے۔ اب اگر تم ان سے صلح کا عہد و پیمان کر لو تو یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ بزورشمشیر تمہیں گرفتار کیا جائے۔ مجھے تم قابل ستائش طریقے سے جواب دو' اس سے پہلے کہ تم قابل مذمت بن کر مجھے جواب دو'' وہ بولے ''یہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔ اسے جنگی امور سے کوئی واقفیت نہیں ہے''۔

نعرۂ تکبیر کے اثرات:

قبیلہ غسان اور بلقین کے بوڑھے اشخاص بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے مسلمانوں کے صبر و استقلال کا یہ بدلہ دیا کہ اہل حمص کے ہاں زلزلہ برپا ہوگیا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب مسلمان ان کے مقابلے کے لیے آئے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس سے رومیوں کے شہر میں زلزلہ برپا ہوا اور ان کی دیواریں پھٹ گئیں تو وہ گھبرا کر اپنے حکام اور اہل رائے کے پاس گئے اور ان سے صلح کرنے کی درخواست کی مگر انہوں نے ان کی بات نہیں مانی بلکہ انہیں بہت شرمندہ اور ذلیل کیا۔

اہل حمص کی مصالحت:

جب مسلمانوں نے دوسری تکبیر کہی تو اس کے بعد بہت سے گھر اور ان کی دیواریں گر گئیں۔ اس وقت پھر گھبرا کر وہ اپنے رؤسا اور اہل رائے کے پاس پہنچے اور کہنے لگے ''کیا تم اللہ کے عذاب کو نہیں دیکھ رہے ہو'' اس پر انہوں نے جواب دیا: ''تمہارے علاوہ اور کوئی صلح کا مطالبہ نہیں کر رہا ہے'' اس پر سب لوگ آگے بڑھے اور ''صلح' صلح'' کی آوازیں لگانے لگے۔ مسلمانوں کو ان کی اندرونی حالت کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ آخر کار اہل حمص کی مصالحت کو مسلمانوں نے اس شرط پر قبول کر لیا کہ مسلمان رومیوں کے مال کو چھوڑ دیں گے اور ان کی عمارتیں بھی چھوڑ دیں گے اور وہاں قیام نہیں کریں گے بلکہ انہیں' انہیں لوگوں کے قیام کے لیے چھوڑ دیں گے۔ بعض لوگوں نے دمشق کی صلح کے مطابق مصالحت کی کہ ہر جریب کے غلے پر ایک دینار ہو خواہ وہ خوشحال ہوں یا تنگ دست ہوں۔

صلح کی شرائط:

بعض لوگوں نے بقدر وسعت (محصول ادا کرنے پر) مصالحت کی کہ اگر ان کا مال زیادہ ہو تو محصول زیادہ کر دیا جائے اور اگر کم ہو تو کم کر دیا جائے۔

دمشق اور اردن کا صلح نامہ بھی اسی قسم کا تھا۔ کچھ لوگوں نے خوشحالی ہو یا تنگ دستی' ہر حالت میں ایک رقم مقرر کر دی تھی اور کچھ لوگوں نے بقدر وسعت و طاقت ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے انتظامات:

حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت سمط بن اسود کو فرزندان معاویہ کے ساتھ اور اشعث بن میناس کو قبیلہ سکون کے ساتھ بھیجا۔ ان کے ساتھ ابن عابس اور مقداد قبیلہ ابلی میں تھے۔ حضرت بلالؓ اور خالدؓ لشکر میں تھے اور صباح بن شتیر اور ذہیل بن عطیہ اور

ذاشمستان بھی تھے۔ انہوں نے خود اپنے لشکر میں قیام کیا۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی اطلاع اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ بھیجا۔ انہوں نے ہرقل کا حال بھی بتایا کہ اس نے دریا کو عبور کر لیا ہے اور جزیرہ پہنچا ہے اور وہ رہاء میں ہے۔ کبھی کہیں ہوتا ہے اور کبھی کہیں نمودار ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام:

حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے انہیں واپس بھیجا۔ پھر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس کوفہ بھیجا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر کیا:

''تم اپنے شہر میں قیام کرو اور شام کے بہادر اور طاقتور عربوں کو (جنگ میں شریک ہونے کی) دعوت دو۔ میں بھی انشاء اللہ امدادی فوج بھیجنا ترک نہیں کروں گا''۔

فتح قنسرین:

ابوعثمان اور جاریہ کی روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے فتح حمص کے بعد حضرت خالدؓ بن الولید کو قنسرین بھیجا۔ جب وہ شہر کے قریب پہنچے تو رومی سپاہی میناس کی قیادت میں ان کے مقابلے کے لیے آئے۔ میناس ہرقل کے بعد روم کا سب سے بڑا اسپہ سالار تھا۔ فریقین کی جنگ شہر کے قریب ہوئی۔ میناس اور اس کے ساتھی بری طرح مارے گئے۔ تمام رومی بھی اس کے ساتھ مارے گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔

اہل علاقہ نے پیغام بھیجا کہ انہیں اہل عرب میں زبردستی جنگ میں لایا گیا تھا۔ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے ان کی (معذرت) قبول کر لی اور انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔

حضرت عمر اور خالد رضی اللہ عنہما:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے فرمایا'' خالدؓ نے اپنے آپ یہ حکم دیا۔ اللہ (حضرت) ابوبکرؓ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے''۔

حضرت عمرؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد حضرت خالدؓ اور مثنیٰ کو معزول کر دیا تھا اور یہ فرمایا تھا:

''میں نے ان کو کسی الزام اور شک وشبہ کی بنا پر معزول نہیں کیا ہے بلکہ (اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ) لوگوں نے ان دونوں کو بہت عظیم شخصیت سمجھ لیا تھا۔ اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ ان دونوں پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں''۔

جب قنسرین کا یہ واقعہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔

حضرت خالدؓ بن الولید وہاں سے چل کر خاص شہر قنسرین کی طرف آئے تو اہل شہر قلعہ بند ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا:
''اگر تم بادلوں میں بھی ہو گے تو اللہ ہمیں تمہاری طرف اٹھا کر لے جائے گا یا تمہیں ہماری طرف اتار دے گا''۔

شہر کی تباہی:

اس پر وہ اپنے معاملات پر غور کرنے لگے اور انہوں نے اہل حمص کا حشر یاد کیا تو انہوں نے اہل حمص کی طرح صلح کرنی چاہی مگر آپ نے صلح قبول نہیں کی' اور شہر کو تباہ کرنے پر اصرار کیا چنانچہ وہ شہر تباہ و برباد کر دیا گیا۔

ہرقل کی پسپائی:

جب حمص اور قنسرین ہاتھوں سے نکل گئے تو ہرقل کو پیچھے ہٹنا پڑا' اس کی پسپائی کی وجہ یہ ہوئی کہ جب حضرت خالدؓ نے میناس کو قتل کر دیا اور اس کے بعد رومیوں کا صفایا ہوا اور حضرت خالدؓ نے قنسرین کے بیرونی علاقے سے صلح کر کے انہیں چھوڑ دیا تو عمر بن مالک کوفہ کی طرف سے نمودار ہو کر قرقیسا کی طرف سے نکل آئے۔ عبداللہ بن المعتم موصل کی طرف سے آئے اور ولید بن عقبہ قبیلہ تغلب اور جزیرہ کے عربوں کو لے کر نکلے انہوں نے ہرقل کی طرف سے جزیرے کے تمام شہروں کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اہل جزیرہ جو حران رقہ نصیبین میں تھے۔ جنگ میں شریک ہو گئے تھے۔ مگر جزیرے میں انہوں نے ولید کو چھوڑ دیا تھا تاکہ کوئی پیچھے سے ان پر نہ حملہ کر دے۔

ناکہ بندی:

یوں حضرت خالدؓ اور عیاض نے شام کی طرف سے اس کی ناکہ بندی کر دی اور حضرات عمرو عبیداللہ نے جزیرے کی طرف سے اس کی ناکہ بندی کی اس سے پہلے اس قسم کی کوئی ناکہ بندی نہیں کی گئی تھی۔ اسلام میں اس قسم کا یہ پہلا واقعہ ہے' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ قنسرین کی طرف لوٹ گئے اور وہاں رہنے لگے۔ ان کی زوجہ محترمہ بھی ان کے پاس آ گئیں۔ جب انہیں معزول کر دیا گیا تو وہ کہنے لگے:

''(حضرت) عمرؓ نے مجھے شام کا حاکم بنایا پھر مجھے معزول کر دیا''۔

سن میں اختلاف:

ابو جعفر طبری تحریر کرتے ہیں کہ ہرقل پھر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا اس کے روانہ ہونے اور شام چھوڑنے کے سن کے بارے میں اختلاف ہے۔ محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ ۱۵ھ میں روانہ ہوا اور سیف کہتے ہیں کہ وہ ۱۶ھ میں روانہ ہوا۔

قسطنطنیہ کی طرف کوچ:

ابوالزہراء قشیری قبیلہ قشیر کے ایک شخص کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہرقل رہاء سے نکلا تو اس نے وہاں کے باشندوں کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو وہ بولے ''ہم بہتر طریقے سے رہتے ہیں'' انہوں نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور وہ اس سے اور مسلمانوں دونوں سے الگ ہو گئے۔ سب سے پہلے جس نے انہیں نکلنے پر مجبور کیا وہ زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ تھے جو صحابی تھے اور عمر بن مالک کے مددگار اور قبیلہ عبد بن قصی کے حلیف تھے۔ اس سے پہلے ہرقل وہاں سے روانہ ہو کر شمشاط آیا پھر اس نے قسطنطنیہ کا رخ کیا۔

مسلمانوں کی خصوصیات:

ہرقل کو راستے میں ایک رومی ملا جو پہلے مسلمانوں کی قید میں تھا پھر وہ بھاگ نکلا تھا۔ ہرقل نے کہا ''مجھے اس قوم (مسلمان) کے حالات سے مطلع کرو''۔ وہ بولا ''میں آپ کو ان کے حالات اس طرح بتاؤں گا کہ گویا آپ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ دن کے وقت شہسوار ہیں اور رات کے وقت راہب (عبادت گزار) ہیں۔ وہ اپنی رعایا کا مال قیمت دے کر کھاتے ہیں اور جب گھروں میں داخل ہوتے ہیں تو سلام کرتے ہیں۔ جو کوئی ان سے جنگ کرتا ہے' وہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کا خاتمہ کر

دیتے ہیں''۔

اس پر ہرقل بولا ''اگر تم مجھ سے سچ بات کہتے ہو تو وہ میرے قدموں کے نیچے کی سرزمین کے ضرور وارث بنیں گے''۔

الوداعی سلام:

عبادہ اور خالد روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی ہرقل بیت المقدس کی زیارت کرتا تھا تو شام سے رخصت ہوتے وقت اور روم جاتے ہوئے یہ کہا کرتا تھا:

''اے شام (سوریہ) تم پر سلام ہو یہ ایسے رخصت ہونے والے کا سلام ہے جس کی تمنا پوری نہیں ہوئی ہے اور وہ پھر لوٹ کر نہ آئے گا''۔

جب مسلمان حمص کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ دریا پار کر کے رہاء آیا اور وہ وہاں اس وقت تک مقیم رہا جب تک کہ اہل کوفہ نمودار ہوئے۔ قنسرین فتح ہوا اور (سپہ سالار) میناس مارا گیا۔ پھر وہ شمشاط چلا گیا۔ جب وہ وہاں سے روم جانے لگا تو ایک ٹیلے پر چڑھ کر شام کے علاقے کی طرف دیکھتا رہا پھر یہ کہا ''اے سوریہ (شام) تم پر سلام ہو۔ یہ سلام ایسا ہے کہ اس کے بعد پھر اجتماع نہیں ہوگا اور کوئی رومی تمہاری طرف لوٹ کر نہیں آئے گا سوائے اس کے کہ وہ خوف زدہ ہو۔ یہ حالت اس وقت تک باقی رہے گی۔ جب تک کہ وہ منحوس لڑکا پیدا ہوگا۔ کاش کہ وہ پیدا نہ ہو' کیونکہ اس کا کام بہت شیریں ہوگا اور اس کا انجام اہل روم کے لیے بہت تلخ ہوگا''۔

شام سے رخصت:

ابوالزہراء اور عمرو بن میمون روایت کرتے ہیں کہ جب ہرقل شمشاط سے روم کے اندر داخل ہونے کے ارادے سے روانہ ہوا تو اس نے شام کی طرف رخ کیا اور کہا:

''(اے شام!) میں اس سے پہلے تمہیں مسافر کی طرح سلام کرتا تھا مگر آج اے سوریہ! میں تمہیں الوداعی سلام کرتا ہوں اب تمہاری طرف کبھی کوئی رومی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ خوف زدہ ہو تا آنکہ ایک منحوس بچہ پیدا ہوگا۔ کاش کہ وہ پیدا نہ ہوتا''۔

قلعوں کی ویرانی:

یہ کہہ کر وہ روانہ ہوگیا اور قسطنطنیہ پہنچ گیا وہ اسکندریہ اور طرسوس کے درمیان قلعے والوں کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا تاکہ مسلمان انطاکیہ اور رومی شہروں کے درمیان آباد بستیوں میں سے نہ گذر سکیں اس نے ان قلعوں کو ویران کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں کو وہاں کوئی نہیں ملا بلکہ بعض اوقات رومی وہاں کمین گاہ میں پوشیدہ ہوتے تھے اور پیچھے رہنے والوں پر حملہ کرتے تھے اس وجہ سے مسلمان احتیاط کرنے لگے تھے۔

فتح قیساریہ:

خالد اور عبادہ روایت کرتے ہیں کہ جب ابوعبیدہؓ اور خالد رضی اللہ عنہ فحل سے حمص کی طرف لوٹے تو عمرو اور شرحبیل' بیسان کی طرف گئے اور ان دونوں نے اسے فتح کر لیا۔ اردن نے ان سے مصالحت کر لی۔ رومیوں کا لشکر اجنادین' بیسان اور غزہ میں اکٹھا ہوا۔ مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دشمن کے منتشر ہونے کا حال تحریر کیا تو حضرت عمرؓ نے یزید کو تحریر فرمایا کہ وہ آدمی بھیج کر ان کی

پشت گرم کریں اور معاویہ کو قیساریہ کی طرف روانہ کر دیں۔ انہوں نے (حضرت) عمرؓ کو لکھا کہ وہ ارطبون کا مقابلہ کریں اور علقمہ کو تحریر کیا کہ وہ فیقار کا مقابلہ کریں۔

حضرت معاویہؓ کے نام خط:

حضرت عمرؓ نے (حضرت) معاویہؓ کے نام یہ خط تحریر کیا: ''حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ میں نے تمہیں قیساریہ کا حاکم بنا دیا ہے تم وہاں جاؤ اور ان کے برخلاف اللہ سے مدد مانگو اور اس (دعاء) کا ورد زیادہ کرتے رہو:

لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ ثِقَتُنَا وَ رَجَاؤُنَا وَ مَوْلَا نَا نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ.

''اللہ ہی کے ذریعے قوت و اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اللہ ہمارا پروردگار ہے۔ ہمارے بھروسہ اور امید (کا مرکز) ہے' وہی ہمارا آقا ہے۔ کیا ہی اچھا مولا اور مددگار ہے''۔

اہل قیساریہ کو شکست:

(مذکورہ بالا) دونوں اشخاص وہاں پہنچے جہاں انہیں حکم دیا گیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنا لشکر لے کر اہل قیساریہ کے پاس پہنچے انہیں شکست دے کر شہر کے اندر محصور کر دیا پھر انہوں نے لشکر کشی کی اور شکست کھائی بلکہ جب کبھی وہ حملہ کرتے تھے' شکست کھا کر اپنے قلعے کے اندر واپس چلے جاتے تھے۔

آخری مرتبہ جب وہ اپنے قلعوں سے نکلے تو نہایت جوش و خروش اور جاں نثاری کے جذبے کے ساتھ جنگ کرتے رہے' یہاں تک کہ میدان جنگ میں ان کے اسی ہزار سپاہیوں کی لاشیں گریں اور آخری شکست کھانے تک ان کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ ہوگئی۔

فتح کے قاصد:

انہوں نے فتح کا حال خاندان ضبیب کے دو افراد کے ذریعے بھیجا۔ پھر انہیں ان دونوں سے ضعف و کمزوری کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن علقمہ فراسی اور زہیر بن الحلاب خثعمی کو روانہ کیا اور ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ان دونوں کے پیچھے جا کر ان سے آگے بڑھ جائیں۔ چنانچہ ان دونوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ سوئے ہوئے تھے۔ اس لیے یہ دونوں ان سے آگے بڑھ گئے۔

فیقار سے گفتگو:

علقمہ بن مجزز بھی روانہ ہوئے انہوں نے غزہ کے قریب فیقار کا محاصرہ کر لیا۔ وہ خود علقمہ کے قاصد بن کر روانہ ہوئے۔ فیقار نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ راستے میں (پوشیدہ ہو کر) بیٹھ جائے جب وہ گذریں تو انہیں قتل کر دیں۔ علقمہ کو اس بات کی خبر ہوگئی تو انہوں نے کہا ''میرے ساتھ میرے ہم خیال دوسرے لوگ بھی شریک ہیں۔ انہیں بھی اپنے ساتھ لاؤں گا'' اس پر اس نے اس آدمی کو پیغام بھیجا ''تم ان سے کوئی تعرض نہ کرو''۔

فتح کی خوشی:

وہ اس کے پاس سے نکلے اور انہوں نے بھی وہی کہا جو عمر نے ارطبون کے ساتھ کیا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتح کی خبر ملی تو انہوں نے مسلمانوں کو جمع کیا اور خوشی کی رات منائی۔ انہوں نے اللہ کی حمد بیان کی اور فرمایا:

''تمہیں اللہ کی حمد کرنی چاہیے کہ اس نے قیساریہ فتح کرایا''۔

جنگی قیدی:

(حضرت) معاویہؓ نے فتح سے پہلے اور فتح کے بعد بھی قیدیوں کو اپنے پاس روکے رکھا۔ آپ فرماتے تھے ''میخائیل جو سلوک ہمارے قیدیوں کے ساتھ کرے گا۔ وہی سلوک ہم ان کے قیدیوں کے ساتھ کریں گے''۔

اس طرح وہ مسلمان قیدیوں کو تکلیف دینے سے باز رہا یہاں تک کہ انہیں فتح حاصل ہوئی۔

فتح بیسان:

جب حضرت علقمہؓ غزہ کی طرف متوجہ تھے اور حضرت معاویہ قیساریہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن العاص ارطبون کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ ہراول دستے پر شرحبیل بن حسنہ تھے۔ انہوں نے اردن کے انتظام کے لیے ابوالاعور کو اپنا جانشین بنایا اور اپنے لشکر کے دونوں بازوؤں پر عبداللہ بن عمرو اور قبادہ بن تمیم مالکی کو سردار مقرر کیا' اس کے بعد انہوں نے اس ارادے سے کوچ کیا کہ اجنادین کے مقام پر روم کے خلاف صف آرائی کریں' رومی لشکر اپنے قلعوں اور خندقوں میں تھا اور ان کا (سپہ سالار) ارطبون تھا جو رومیوں کا سب سے بڑا سیاست داں' بہت گہرا مدبر اور چالاک سپہ سالار تھا۔ اس نے رملہ کے مقام پر بہت بڑا لشکر بھیج رکھا تھا اور ایلیاء کے مقام پر بھی اس کا لشکر جرار موجود تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنگی انتظامات:

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ تمام اطلاعات بھیج دی تھیں جب ان کے پاس حضرت عمرو کا خط آیا تو وہ فرمانے لگے:

''ہم نے روم کے ارطبون کا عرب کے ارطبون سے مقابلہ کرایا ہے' دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کے علاقے کے ہر امیر لشکر کے لیے فوجی امداد بھیجا کرتے تھے۔ لہٰذا جب انہیں یہ خط موصول ہوا کہ رومی لشکر مختلف مقامات پر پہنچا ہوا ہے' تو انہوں نے حضرت یزید ابن سفیان کو تحریر کیا کہ وہ معاویہ کو سواروں کی فوج کے ساتھ قیساریہ بھیجے اور خود معاویہ کو تحریر فرمایا کہ انہیں اہل قیساریہ سے جنگ کرنے کے لیے امیر مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ انہیں حضرت عمرو بن العاصؓ کے خلاف (مقابلہ کرنے) سے روکیں۔ حضرت عمروؓ نے علقمہ بن حکیم الفراسی اور مسروق بن فلان العکی کو اہل ایلیاء کے برخلاف جنگ کرنے کے لیے مقرر کیا تھا اس لیے وہ اہل ایلیاء کے مقابلے کے لیے گئے اور انہیں حضرت عمرو کے مقابلے سے روک لیا تھا۔ نیز انہوں نے ابوایوب مالکی کو رملہ روانہ کیا تھا۔ جہاں کی (رومی فوج کا سردار) تذارق تھا۔ انہیں اس کا مقابلہ کرنا تھا۔

ارطبون سے گفتگو:

جب حضرت عمرو بن العاص کو لگاتار فوجی امداد ملی تو انہوں نے محمد بن عمرو کو علقمہ اور مسروق کی مدد کے لیے اور عمارہ ابن عمرو بن امیہ ضمری کو ابوایوب کی امداد کے لیے بھیجا اور خود عمرو بن العاص اجنادین میں مقیم ہوئے وہ ارطبون سے کوئی معاملہ طے نہیں کر سکے اور نہ وہ قاصدوں کے ذریعے مراسلات کرنے سے مطمئن ہوئے۔ وہ خود ایک قاصد کی حیثیت سے اس کے پاس گئے اسے اپنا پیغام پہنچایا اور اس کی گفتگو سنی اس کے ساتھ انہوں نے اس کے قلعوں کا بغور مشاہدہ کیا اور جو وہ چاہتے تھے وہ تمام باتیں معلوم کر لیں۔

ارطبون کی بدنیتی:

ارطبون نے اپنے دل میں خیال کیا ''خدا کی قسم! یہ عمرو ہے یا وہ شخص ہے جس کی رائے پر عمرو عمل کرتا ہے لہٰذا میں اسے قتل کر کے اپنی قوم کے لیے بہت بڑا کارنامہ انجام دوں گا''۔

پھر اس نے محافظ کو بلایا اور ان کے قتل کے بارے میں پوشیدہ طور پر یہ بات کہی ''تم یہاں سے نکل کر فلاں مقام پر کھڑے ہو جاؤ۔ جب یہ شخص تمہارے پاس سے گذرے تو تم اسے قتل کر دو'' حضرت عمرو یہ بات سمجھ گئے آپ نے فرمایا۔

حضرت عمرو کا تدبر:

آپ کی اور ہماری گفت وشنید ہوگئی ہے۔ آپ کی باتوں کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے میں ان دس آدمیوں میں سے ایک ہوں جنہیں حضرت عمر بن الخطابؓ نے اس حاکم کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ ہم اس کی امداد کریں اور اسے مشورہ دیں۔ میں لوٹ کر انہیں ابھی لاتا ہوں اگر انہوں نے وہ باتیں منظور کر لیں جو آپ نے میرے سامنے پیش کی ہیں تو سمجھ لو کہ امیر نے اور اہل لشکر نے وہ باتیں منظور کر لیں اور اگر انہوں نے وہ باتیں منظور نہیں کیں تو آپ انہیں بحفاظت ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیں گے اس وقت آپ کو اپنے معاملے کا اختیار ہوگا''۔

ارطبون نے یہ بات مان لی اور ایک آدمی کو بلا کر چپکے سے کہا کہ وہ فلاں آدمی کے پاس جائے اور اسے میرے پاس بھیج دے'' اس طرح وہ آدمی اس کے پاس لوٹ آیا۔ پھر اس نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے کہا:

آپ جا کر اپنے ساتھیوں کو لے آئیں' حضرت عمرو نکل آئے اور فیصلہ کیا کہ پھر وہ واپس نہیں آئیں گے۔ رومی (ارطبون) کو بھی معلوم ہو گیا کہ وہ دھوکے میں آ گیا ہے چنانچہ وہ بولا ''اس آدمی نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ یہ سب سے بڑا سیاست داں ہے''۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تعریف:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا ''عمرو (بن العاص) اس پر غالب آ گیا' اللہ عمرو کا بھلا کرے'' اس کے بعد حضرت عمروؓ نے اس کا مقابلہ کیا انہیں اس کی تمام راز کی باتیں معلوم ہوگئی تھیں لہٰذا جنگ شروع ہوئی اور اجنادین کے مقام پر شدید جنگ ہوئی جیسا کہ یرموک کی جنگ تھی۔ اتنی گھمسان کی لڑائی تھی کہ مقتولوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی آخر کار ارطبون اپنے لشکر کو لے کر بھاگا اور ایلیاء جا کر اس نے پناہ لی۔ حضرت عمروؓ اجنادین میں فروکش رہے۔

ایلیاء میں پناہ:

جب ارطبون ایلیاء پہنچا تو مسلمانوں نے اس کے لیے راستہ کھول دیا۔ یہاں تک کہ وہ شہر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے مسلمانوں کو اجنادین بھجوا دیا۔ چنانچہ علقمہ مسروق محمد بن عمرو اور ابوایوب حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس اجنادین پہنچ گئے۔

ارطبون کا خط:

ارطبون نے (حضرت) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خط تحریر کیا:

''آپ میرے دوست اور میرے مشابہ اور ہم پلہ ہیں۔ آپ کی اپنی فوج میں (سیاست دانی کے لحاظ سے) وہی حیثیت ہے جو میری اپنی قوم میں ہے۔ خدا کی قسم! آپ اجنادین کے بعد فلسطین کا کوئی حصہ بھی فتح نہیں کر سکیں گے۔ آپ لوٹ

جائیں اور کسی قسم کا گھمنڈ نہ کریں ورنہ آپ کا بھی وہی حشر ہوگا جو آپ سے پہلے آئے تھے اور شکست کھا کر گئے''۔

خط کا جواب:

حضرت عمرو نے ایک آدمی کو بلایا جو رومی زبان جانتا تھا اسے ارطبون کے پاس بھیجا اور فرمایا ''تم انجان اور ناواقف بنے رہنا اور جو وہ کہے اسے غور سے سننا اور اس کے بعد آ کر مجھے اس کی باتیں بتاؤ''۔ اس کے بعد انہوں نے ارطبون کو یہ لکھا:

''آپ کا خط مجھے موصول ہوا آپ اپنی قوم میں میرے ہم پلہ اور نظیر ہیں۔ آپ جان بوجھ کر میری فضیلت سے ناواقف بنے ہوئے ہیں ورنہ آپ کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ میں اس ملک کا فاتح ہوں۔ آپ فلاں تین وزراء کو بلوائیے اور ان کے سامنے میرا خط پڑھ کر سنائیے اور وہ میرے اور آپ کے درمیان کی (خط و کتابت) پر غور کریں گے''۔

قاصد (یہ خط لے کر) حسب ہدایت روانہ ہوا۔ جب وہ ارطبون کے پاس آیا تو اس نے لوگوں کے سامنے وہ خط کیا۔ اس نے وہ خط پڑھوایا تو سب ہنسنے لگے اور تعجب کرنے لگے وہ ارطبون سے مخاطب ہو کر کہنے لگے:

''تمہیں کہاں سے یہ معلوم ہوا کہ وہ اس علاقے کا فاتح نہیں ہے''۔ وہ بولا ''اس علاقے کا مالک وہ شخص ہے جس کا نام عمرؓ ہے اس کے تین حروف ہیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط:

وہ قاصد (یہ معلومات لے کر) حضرت عمرو بن العاص کے پاس واپس آیا۔ اس وقت انہیں پتہ چلا کہ وہ (حضرت) عمر (ابن الخطاب) ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امداد کے لیے خط لکھا اور یہ تحریر کیا ''میں بہت سخت جنگ لڑ رہا ہوں تاہم میں نے ملک کو آپ کے لیے تیار کر دیا ہے آگے جیسے آپ کی رائے ہو''۔

سفر کا اعلان:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خط پہنچا تو انہیں یقین ہو گیا کہ عمرو بن العاصؓ نے یہ بات پورے علم کے بعد لکھی ہوگی۔ پھر انہوں نے (اپنے سفر کا) اعلان کرایا اور روانہ ہو گئے۔ آپ نے جابیہ کے مقام پر قیام کیا۔

حضرت عمرؓ شام کی طرف کل چار مرتبہ روانہ ہوئے تھے' پہلی مرتبہ آپ گھوڑے پر سوار تھے دوسری مرتبہ اونٹ پر تھے۔ تیسری مرتبہ روانہ ہوئے مگر طاعون کی وباء کی وجہ سے لوٹ آئے تھے' چوتھی مرتبہ گدھے پر سوار ہو کر وہاں داخل ہوئے۔

سپہ سالاروں کی ملاقات:

حضرت عمرؓ نے روانہ ہونے سے پہلے مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ روانہ ہوئے آپ نے اپنی روانگی کی اطلاع تمام سپہ سالاروں کو دے دی تھی کہ وہ جابیہ کے مقام پر آپ سے ملاقات کریں۔ آپ نے دن بھی مقرر کر دیا تھا اور یہ بھی ہدایت کی تھی کہ تمام سپہ سالار اپنے جانشین مقرر کر کے آئیں۔ چنانچہ جابیہ کے مقام وہ پہنچے۔ سب سے پہلے یزید بن ابی سفیان نے آپ سے ملاقات کی پھر حضرت ابوعبیدہؓ آئے پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ آئے وہ گھوڑوں پر سوار اور ریشم اور قیمتی لباس میں ملبوس تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نکتہ چینی:

آپ اترے اور پتھر لے کر ان کی طرف پھینکتے ہوئے فرمانے لگے: ''کتنی جلدی تم لوگوں نے اپنا طریقہ بدل دیا ہے تم اس

لباس میں میرا استقبال کر رہے ہو تم دو سال کے اندر شکم سیر ہو گئے اور اپنے آپے سے باہر ہو گئے ہو خدا کی قسم! اگر تم دو سو سال کے بعد بھی یہ کام کرتے تو تمہارے بجائے میں دوسروں کو مقرر کرتا''۔

وہ بولے: ''ہم ہتھیاروں سے بھی مسلح ہیں'' آپ نے فرمایا ''تو پھر یہ بات درست ہے'' اس کے بعد آپ جابیہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت حضرت عمرو بن العاصؓ اور شرحبیل اجنادین میں تھے' انہوں نے اپنا مقام نہیں چھوڑا۔

فتح بیت المقدس:

حضرت سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں ''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ آئے تو ایک یہودی آپ سے کہنے لگا:

''اے امیر المومنین! آپ اپنے گھر واپس نہ جائیں جب تک کہ اللہ ایلیاء (بیت المقدس) آپ کو فتح نہ کرائے''۔

ابھی حضرت عمرؓ جابیہ کے مقام ہی پر تھے کہ آپ نے گھوڑ سواروں کے ایک دستے کو دیکھا جو آپ کی طرف آ رہا تھا۔ جب وہ قریب آئے تو مسلمانوں نے تلواریں نکال لیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''یہ لوگ پناہ لینے کے لیے آ رہے ہیں تم انہیں پناہ دو''۔

آخر کار معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایلیاء کے شہری ہیں انہوں نے جزیہ ادا کرنے کے معاہدے پر مصالحت کر لی اور آپ کے لیے شہر کھول دیا۔

دجال کے بارے میں سوال:

جب شہر فتح ہو گیا تو آپ نے اس یہودی کو بلوایا کیونکہ آپ کو یہ بتایا گیا کہ وہ (وسیع) معلومات رکھتا ہے۔ آپ نے اس سے دجال کے بارے میں دریافت کیا۔ کیونکہ آپ دجال کے بارے میں لوگوں سے ہمیشہ دریافت کرتے رہتے تھے۔

یہودی بولا: ''اے امیر المومنین! آپ اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں؟' خدا کی قسم! آپ کی عرب قوم دس گز کے فاصلے پر لا کے دروازے کے قریب اسے قتل کر دے گی''۔

یہودی کی پیشین گوئی:

حضرت سالم سے ایک دوسری روایت منقول ہے کہ حضرت عمرؓ شام میں داخل ہوئے تو دمشق کا ایک یہودی ملا۔ وہ بولا:

''السلام علیکم یا فاروق رضی اللہ عنہ! آپ ایلیاء کے مالک ہیں۔ خدا کی قسم! آپ واپس نہیں جائیں گے جب تک اللہ ایلیاء کو (آپ کے لیے) فتح نہیں کرے گا''۔

اہل ایلیاء نے حضرت عمرو بن العاص کو بہت تنگ کیا تھا اور حضرت عمروؓ نے بھی انہیں بہت زچ کیا تھا۔ تاہم نہ تو وہ ایلیاء کو فتح کر سکے اور نہ رملہ کو مفتوح بنا سکے۔

اہل ایلیاء کی مصالحت:

جب حضرت عمرؓ جابیہ کے مقام پر لشکر انداز تھے اس وقت (اچانک) مسلمان ہتھیاروں کی طرف لپکے۔ آپ نے پوچھا ''کیا بات ہے'' وہ بولے ''کیا آپ گھوڑوں اور تلواروں کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟'' اس پر آپ نے نظر دوڑائی تو آپ نے ایک فوجی دستہ دیکھا جن کی تلواریں چمک رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا ''یہ لوگ پناہ گزیں ہیں۔ تم ان سے مت ڈرو بلکہ انہیں پناہ دو'' جب انہیں پناہ

دی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایلیاء کے باشندے ہیں' انہوں نے آپ سے صلح نامہ لکھوایا۔ ایلیاء کا تمام علاقہ اور رملہ کا تمام علاقہ کی طرف سے انہوں نے آپ سے صلح کر لی۔ اس طرح فلسطین کے علاقے کے دو حصے ہو گئے' ایک حصے کا تعلق ایلیاء والوں سے تھا اور دوسرے حصے کا تعلق اہل رملہ سے تھا۔ اس کے دس اضلاع ہیں۔ فلسطین شام کے برابر ہے مذکورہ بالا یہودی بھی صلح کے وقت موجود تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دجال کے بارے میں دریافت کیا وہ بولا ''دجال بنیامین کی اولاد میں سے ہوگا اور تم خدا کی قسم! اے اقوام عرب! لد کے دروازے سے دس گز سے کچھ زیادہ کے فاصلے پر اسے قتل کرو گے''۔

خالد اور عبادہ روایت کرتے ہیں کہ ایلیاء اور رملہ کے عوام نے تمام اہل فلسطین کی طرف سے مصالحت کی تھی کیونکہ ارطبون اور تذارق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جابیہ کی آمد پر مصر چلے گئے تھے اور اس کے بعد موسم گرما کی فوجی مہم میں مارے گئے تھے۔

آمد کی وجہ:

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ شام اسی وجہ سے آئے کہ حضرت ابوعبیدہؓ جب بیت المقدس گئے تھے تو وہاں کے باشندوں نے شام کے دیگر شہروں کی صلح کے مطابق مصالحت کی درخواست کی نیز یہ کہ اس صلح کی تکمیل حضرت عمر ابن الخطابؓ کے ہاتھوں انجام پذیر ہو۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینے خط لکھا لہٰذا حضرت عمرؓ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

عدی بن سہل کی روایت ہے کہ جب اہل شام نے اہل فلسطین کے برخلاف حضرت عمرؓ سے امداد طلب کی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا اور ان کی امداد کے لیے آپ بذاتِ خود روانہ ہوئے اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا:

''آپ بذاتِ خود کہاں جا رہے ہیں؟ آپ ایک سخت دشمن کا قصد کر رہے ہیں''۔

آپ نے فرمایا: ''میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی موت سے پہلے دشمن سے جلد جہاد کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اگر (حضرت) عباسؓ رخصت ہو گئے تو شر وفساد پھیل جائے گا اور یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا''۔

(یہی راوی آگے چل کر) بیان کرتا ہے کہ جب اہل فلسطین سے مصالحت شروع ہوئی تو حضرت عمروؓ اور شرحبیل بھی حضرت عمرؓ کے پاس جابیہ پہنچ گئے تھے اور وہ صلح نامہ کی تحریر کے موقع پر موجود تھے۔

صلح نامہ کا مضمون:

خالد اور عبادہ روایت کرتے ہیں۔ ''جب عمرؓ نے جابیہ کے مقام پر اہل ایلیاء سے صلح کی اور ہر ضلع کے لیے صرف ایک ہی صلح نامہ لکھا مگر اہل ایلیاء اس سے مستثنیٰ تھے۔ صلح نامہ اس مضمون کا تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے (حضرت) عمرؓ امیر المؤمنین نے اہل ایلیاء کو ان کی جانوں' مالوں کی پناہ دی ہے۔ ان کے گرجا' صلیبیں' بیمار' تندرست اور تمام مذاہب کے لوگ پناہ میں رہیں گے۔ ان کے گرجاؤں میں کوئی نہیں رہے گا نہ وہ گرائے جائیں گے' اور ان کی عمارت کی کوئی چیز توڑی نہیں جائے گی اور نہ ان کی صلیب اور مال کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ اور یہودیوں میں سے ان کے ساتھ کوئی ایلیاء میں نہیں رہے گا۔

صلح کی شرائط:

اہل ایلیاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسی طرح جزیہ ادا کریں جس طرح دوسرے شہروں کے لوگ ادا کر رہے ہیں۔ ان کے

لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ رومیوں اور چوروں کو وہاں سے نکال دیں۔ بہر حال جو کوئی وہاں سے نکلے گا اس کے جان و مال کی اس وقت تک حفاظت کی جائے گی۔ جب تک کہ وہ امن کی جگہ پر پہنچ جائیں اور جو کوئی وہاں رہنا پسند کرے گا تو اس کی بھی حفاظت کی جائے گی اور اسے بھی اہل ایلیاء کی طرح جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ اہل ایلیاء میں سے بھی جو کوئی رومیوں کے ساتھ اپنے جان و مال کے ساتھ جانا چاہے اور اپنی صلیبوں اور دوسری مذہبی چیزوں کو لے کر جانا چاہے تو ان کے جان و مال اور سامان کی حفاظت کی جائے گی۔ تا آنکہ وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔

زمینداروں کے لیے رعایت:

فلاں شخص کے قتل سے پہلے' جو زمیندار اور کسان ہیں' انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اہل ایلیاء کی طرح جزیہ ادا کریں اور جو چاہے وہ اہل روم کے ساتھ جا سکتا ہے اور جو چاہے وہ اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ سکتا ہے۔ ان کسانوں سے کوئی محصول نہیں لیا جائے گا جب تک کہ ان کی فصل نہ تیار ہو جائے۔

جو کچھ اس عہد نامہ میں لکھا گیا ہے اس کے لیے اللہ' اس کے رسول' خلفاء اور مومنین ذمہ دار ہیں بشرطیکہ یہ لوگ اپنا واجب الا دا جزیہ ادا کریں۔ اس کے گواہ مندرجہ ذیل (حضرات) ہیں۔

(۱) خالد بن الولیدؓ (۲) عمرو بن العاصؓ (۳) عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۴) معاویہ بن ابی سفیانؓ۔ یہ (عہد نامہ) ۱۵ھ میں لکھا گیا۔

دوسرے معاہدے کا مضمون:

مسلمانوں کے دوسرے معاہدے اہل لد کے معاہدے کے مطابق تھے (جو مندرجہ ذیل ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ (عہد نامہ) اللہ کے بندے (عمرؓ) امیر المؤمنین نے اہل لد اور جو کوئی اہل فلسطین میں سے ان کے ساتھ شامل ہو' تحریر کیا ہے۔

وہ ان کے جان و مال' کلیساؤں' صلیبوں' بیمار و تندرست اور تمام افراد ملت کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں۔ ان کے گرجاؤں میں کوئی نہیں رہے گا اور نہ یہ منہدم ہوں گے اور نہ ان کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا جائے گا خواہ ان کی صلیبیں ہوں یا مال و اسباب ہو' ان کے دین کے معاملے میں زبردستی نہیں کی جائے گی اور نہ ان میں سے کسی شخص کو نقصان پہنچایا جائے گا۔

جزیہ کی ادائیگی:

اہل لد کے لیے اور ان کے ساتھ اہل فلسطین میں سے جو کوئی شامل ہو۔ یہ ضروری ہے کہ وہ اسی طرح جزیہ ادا کریں جس طرح شام کے دوسرے شہر کے لوگ ادا کرتے ہیں اور اگر وہ (یہاں سے) جانا چاہیں تو ان کے لیے بھی وہی مذکورہ بالا شرائط ہیں۔

فلسطین کے دو حصے:

آپ نے فلسطین کے دو حصے قائم کر دیئے۔ ایک نصف حصے پر علقمہ بن حکیم کو مقرر کیا ان کا مرکز رملہ تھا اور اس کے دوسرے نصف حصے پر علقمہ بن مجزز کو مقرر کیا اور ان کا مرکز ایلیاء مقرر ہوا۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک سردار اپنے لشکر کے ساتھ اسی عمل داری میں پہنچ گیا۔

فلسطین کے حکام:

حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ علقمہ بن مجزز کو ایلیاء پر اور علقمہ بن حکیم کو رملہ پر حاکم مقرر کیا گیا ان کے ساتھ وہ فوج تھی جو حضرت عمرو بن العاصؓ کے ہمراہ تھی۔ حضرت عمرو اور شرحبیل کو جابیہ بلا لیا گیا جب وہ دونوں وہاں پہنچے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے گھٹنے چومے اور حضرت ان دونوں سے بغل گیر ہوئے۔

گھوڑے کی خرابی:

عبادہ اور خالد دونوں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے اہل ایلیاء کو امان دی اور وہاں فوج کو ٹھہرایا تو آپ جابیہ سے بیت المقدس (کی زیارت) کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کا گھوڑا لنگڑا رہا ہے۔ آپ اس پر سے اتر گئے۔ پھر آپ کے لیے عمدہ گھوڑا لایا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے تو وہ اکڑ کر چلنے لگا تو آپ اس پر سے اتر گئے اور اس کے منہ پر اپنی چادر مارتے ہوئے فرمایا ''اللہ تجھے غارت کرے کس نے تجھے یہ (چال) سکھائی ہے''۔ پھر آپ نے اپنے گھوڑے کو طلب فرمایا اور اسے ٹھیک کر کے اس پر سوار ہوئے اور اس پر چلتے رہے' تا آنکہ آپ بیت المقدس پہنچ گئے۔ ابو صفیہ کے قبیلہ شیبان کے ایک بوڑھے سے یہ روایت سنی کہ وہ کہتا ہے۔

''جب حضرت عمرؓ شام آئے تو آپ کے لیے ایک نہایت عمدہ گھوڑا مہیا کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ جب وہ چلا تو وہ آپ کو زور زور سے ہلانے لگا۔ اس پر آپ اتر گئے اور اس کے منہ پر مارتے ہوئے فرمایا ''اللہ تمہیں کچھ نہ سکھائے۔ کس نے تمہیں یہ تعلیم دی ہے کہ تم اکڑ کر چلو'' آپ اس سے پہلے اور اس کے بعد پھر کسی عمدہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے۔

ایلیاء (فلسطین) اور اس کی سرزمین آپ کے دستِ مبارک پر فتح ہوئی سوائے اجنادین کے' جو حضرت عمروؓ کے ہاتھوں مفتوح ہوا۔ اور قیساریہ کو حضرت معاویہؓ نے فتح کیا۔

بیت المقدس کی زیارت:

ابو عثمان اور ابو حارثہ روایت کرتے ہیں کہ ایلیاء اور اس کا علاقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ماہ ربیع الآخر میں ۱۷ھ میں مفتوح ہوا۔

ابو مریم بیان کرتے ہیں ''میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایلیاء کی فتح میں شریک تھا۔ آپ جابیہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ ایلیاء آئے پھر وہاں سے چل کر مسجد بیت المقدس میں داخل ہوئے پھر چلے تو محراب داؤد میں پہنچ گئے۔ ہم اس وقت آپ کے ساتھ تھے وہاں پہنچ کر آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے سجدہ کرنے والی آیت تلاوت فرمائی اس کے بعد سجدہ کیا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

بیت المقدس میں نماز:

حضرت رجاء بن حیوۃ ایک عینی شاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ سے ایلیاء تشریف لائے تو مسجد کے دروازے کے قریب آپ نے فرمایا ''میرے پاس کعب کو لاؤ'' جب آپ دروازے پر پہنچے تو آپ نے فرمایا 'لبیک' اے اللہ میں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور اس طرح آیا ہوں جس طرح تجھے پسند ہے''۔ پھر آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب کا

رات کے وقت قصد کیا اور وہاں نماز پڑھی۔ تھوڑی دیر کے بعد فجر نمودار ہوئی تو آپ نے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز میں سورۂ ص پڑھی اور اس میں سجدۂ تلاوت ادا فرمایا۔ پھر آپ نے دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر سورۂ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں پھر رکوع کیا۔

قبلہ کا رخ:

جب آپ لوٹنے لگے تو آپ نے فرمایا ''میرے پاس کعب کو لاؤ'' جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا ''تمہاری رائے میں ہم کس طرف مصلّی مقرر کریں'' وہ بولے ''صخرہ کی طرف'' آپ نے فرمایا ''اے کعب! تمہارے اندر ابھی تک یہودیت کا شائبہ ہے میں نے دیکھا کہ تم نے اپنے جوتے اتار دیئے تھے'' وہ بولے ''میں چاہتا ہوں کہ میں یہاں براہ راست اپنے قدم رکھوں'' آپ نے فرمایا ''میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا'' ہم اس کا قبلہ شروع میں رکھیں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری مساجد کا قبلہ اس کے ابتداء میں رکھا تھا۔ کیونکہ ہمیں صخرہ کی طرف (نماز پڑھنے کا) حکم نہیں دیا گیا ہے۔ بلکہ ہمیں کعبہ کی طرف (نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے)''

لہٰذا آپ نے قبلہ آگے رکھا۔

کعب کی تکبیر:

پھر آپ مصلّی سے اس مقام پر آ گئے جہاں رومیوں نے بنو اسرائیل کے زمانے میں بیت المقدس کو ہندسہ بنا دیا تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو انہوں نے کچھ حصے کو ظاہر کیا اور باقی حصے کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا:

''جیسا میں کروں ویسا تم کرو'' اتنے میں آپ نے نعرۂ تکبیر پیچھے سے سنا۔ آپ نے فرمایا ''یہ کیا ہے'' لوگوں نے کہا ''کعب نے تکبیر کہی ہے اور اس کی تکبیر پر لوگوں نے بھی تکبیر کہی ہے'' آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ''۔ چنانچہ وہ پیش کیے گئے۔ اس وقت انہوں نے کہا:

نبی کی پیشین گوئی:

اے امیر المؤمنین! آج کچھ میں نے کہا ہے اس کے بارے میں پانچ سو برس قبل ایک نبی نے پیشین گوئی کی تھی' آپ نے فرمایا ''وہ کیسے ہوئی'' وہ بولے: ''رومیوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور وہ ان کے مطیع ہو گئے تھے اس وقت انہوں نے اس کو تباہ کر دیا تھا اس کے بعد اہل فارس نے اہل روم پر حملہ کیا تو انہوں نے بنی اسرائیل پر زیادتیاں کیں۔ پھر اہل روم ان پر غالب آ گئے تا آنکہ آپ حاکم ہوئے۔

اللہ نے اس حالت میں ایک نبی بھیجا انہوں نے یہ فرمایا:

''اے اوروشلم (بیت المقدس) تمہیں خوش خبری ہو۔ تمہارے پاس فاروق آئے گا۔ جو تمہیں پاک وصاف کرے گا''۔

قسطنطنیہ بھی ایک نبی بھیجے گئے انہوں نے اس کے ٹیلے پر کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرمایا:

قسطنطنیہ کے لیے بددعا:

''اے قسطنطنیہ! تیرے باشندوں نے میرے گھر کے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے اس کو ویران کر دیا۔ اور تجھے میرے عرش کے مشابہ بنا دیا۔ اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بھی تجھے ویران کر دوں کہ تیرے پاس آ کر کوئی پناہ نہ لے اور نہ کوئی تیرا سایہ تلاش

کرے؟ چنانچہ شام ہوتے ہی وہاں کوئی چیز نہیں رہی۔

ربیعۃ الشامی نے بھی اسی قسم کی روایت کی ہے' اس میں اضافہ یہ ہے تیرے پاس فاروق رضی اللہ عنہ میرے فرماں بردار لشکر کو لے کر آئے گا اور وہ اہل روم سے تیرا انتقام لے گا'' انہوں نے قسطنطنیہ کے بارے میں یہ فرمایا:

''میں تجھے چٹیل میدان چھوڑوں گا۔ سورج تیرے سر پر ہوگا۔ تیری طرف کوئی پناہ نہیں لے گا اور نہ کوئی تیرے زیر سایہ ہوگا''۔

طلاء:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایلیاء میں موجود تھا ایک دفعہ جب کہ حضرت عمرؓ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو آپ کے پاس ایک راہب آیا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ شراب حرام ہے۔ وہ بولا:

''کیا آپ کو اس شراب کی ضرورت ہے جو ہماری کتابوں میں حلال ہے جب کہ آپ شراب سے محروم ہیں'' آپ نے وہ شراب منگوائی اور پوچھا کہ ''یہ کس طرح بنی ہوئی ہے''۔ اس نے بتایا کہ میں نے اس کی حالت میں پکایا جب اس کا تہائی حصہ رہ گیا تو میں نے برتن میں اس کو ہلایا اور اس کے دو حصے کیے۔ آپ نے فرمایا یہ طلاء ہے۔ آپ نے اسے پیا اور شام کے سپہ سالاروں کو بھی اس کے بارے میں حکم دیا۔ میں نے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ کر بھیج دیا۔

''میرے پاس وہ شراب لائی گئی جو رس نکال کر پکائی گئی تھی تا آنکہ اس کا دو تہائی حصہ جل گیا اور صرف ایک تہائی حصہ طلاء کی طرح باقی رہ گیا۔ تم بھی اسے پکاؤ اور مسلمانوں کو استعمال کے لیے دو''۔

ارطبون کا قتل:

ابو عثمان اور ابو حارثہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر جب جابیہ تشریف لائے تو ارطبون مصر چلا گیا اور جو مصالحت کرنے کے خلاف تھے وہ بھی اس کے ساتھ چلے گئے۔ جب اہل مصر مغلوب ہو گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو وہ سمندری راستے سے روم پہنچ گیا۔ اس کے بعد وہ روم کی موسم گرما کی فوجوں کی قیادت کرنے لگا۔ ایک دفعہ اس کا موسم گرما کی مہم میں مسلمانوں کی فوج سے مقابلہ ہوا اور قبیلہ قریش کا ایک شخص جس کا نام ضریس تھا۔ اس کے مقابلہ پر آیا۔ ارطبون نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا مگر اس نے ارطبون کو قتل کر دیا۔ اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے:

ارطبون کے بارے میں اشعار:

۱۔ اگر ارطبون رومی نے اس کے ہاتھ کو خراب کیا تو خدا کا شکر ہے کہ اسے اس سے بہت فائدہ حاصل ہوا۔

۲۔ اگر ارطبون رومی نے مجھے کاٹ دیا ہے تو میں نے بھی اس کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

اس موقع پر زیاد بن حنظلہ نے یہ اشعار کہے:

۱۔ جب روم کی جنگ دراز ہو گئی تو ہم نے اسے یاد کیا کہ ہم کئی سالوں سے جنگ کر رہے ہیں۔

۲۔ ہم سرزمین حجاز کے رہنے والے ہیں اور ہمارے وطن اور اس کے مقام کے درمیان ایک مہینے کی مسافت ہے اور اس کی راہ میں بہت سی تکلیفیں ہیں۔

۳۔ ارطبون رومی اپنے ملک کی حفاظت کر رہا تھا اور اس کا مقابلہ ایک بہادر سپہ سالار کر رہا تھا۔
۴۔ جب فاروق (اعظمؓ) نے اس کی فتح کے زمانے کا اندازہ لگایا تو وہ خدائی لشکر کو لے کر اس کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔
۵۔ جب دشمنوں نے آپ کے آنے کی خبر سنی تو وہ آپ کے حملوں سے خائف ہوئے اور وہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگے "ہم آپ سے صلح کریں گے"۔
۶۔ انہوں نے شام کا علاقہ آپ کے سپرد کر دیا اور اس کی خوش حال اور زرخیز زمین کو آپ کے حوالے کر دیا۔
۷۔ انہوں نے مشرق و مغرب کے درمیان کی وہ سرزمین جوان کی نسلوں کی میراث تھی اور جسے ان کے بہادر سرداروں نے تعمیر کیا تھا۔ ہمارے سپرد کر دی۔

وظائف کی تقسیم:

اس سال (۱۵ھ میں) حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے لیے وظائف مقرر کیے۔ اور رجسٹر (دوادین) تیار کیے۔ آپ نے عطیات دینے کی بنیاد پہلے اسلام لانے پر رکھی' اس وجہ سے آپ نے صفوان بن امیہ' حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو کو اہل فتح مکہ میں شامل کر کے انہیں ان سے پہلے کے مسلمانوں سے کم وظیفہ دیا۔ انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا "ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ کوئی آدمی ہم سے زیادہ شریف خاندان کا ہے"۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں نے حسب و نسب کے لحاظ سے عطیات نہیں دیئے ہیں بلکہ اس کا دارومدار پہلے اسلام لانے پر ہے" لہٰذا انہوں نے اس اصول کو تسلیم کر لیا اور اپنے عطیات وصول کر لیے۔

(مذکورہ تین افراد میں سے) حارث و سہیل اپنے اہل و عیال کو لے کر شام کی طرف گئے' وہ دونوں وہاں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ وہ کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں عمواس کے طاعون میں فوت ہو گئے۔

وظیفہ یابوں کا رجسٹر:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (وظیفہ یاب افراد کا) رجسٹر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ و عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا "پہلے آپ اپنا نام تحریر کیجیے"۔

آپ نے فرمایا "نہیں بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے عم محترم سے اس کا آغاز کروں گا۔ اس کے بعد قریب سے قریب تر کا سلسلہ شروع ہوگا"۔ لہٰذا (حضرت) عباسؓ کے لیے سب سے پہلے وظیفہ مقرر فرمایا۔ پھر اہل بدر کے لیے پانچ پانچ ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ پھر اہل بدر کے بعد کے لوگوں سے لے کر اہل حدیبیہ تک کا چار چار ہزار کا وظیفہ مقرر رہا۔

مجاہدین کی ترتیب:

پھر صلح حدیبیہ کے بعد کے لوگوں سے لے کر ان لوگوں تک جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدین کے خلاف جنگ میں شریک تھے' تین تین ہزار کا عطیہ مقرر رہا۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو فتح مکہ میں شریک تھے اور وہ بھی شامل تھے' جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ کی۔

وہ لوگ جو قادسیہ اور شام کی جنگوں میں شریک تھے' وہ دو دو ہزار کے عطیہ کے مستحق ہوئے اور ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے

نہایت عمدہ اور بہادرانہ کارنامے انجام دیئے تھے۔ انہیں ڈھائی ڈھائی ہزار کے وظائف دیئے گئے۔

اعتراضات کے جوابات:

حضرت عمرؓ سے بعض لوگوں نے یہ کہا ''آپ اہل قادسیہ کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیتے جنہوں نے اس سے پہلے کی جنگوں میں حصہ لیا تھا'' آپ نے (جواب میں) فرمایا ''میں ان لوگوں کو ایسے حضرات کے درجے میں کیسے شامل کر سکتا ہوں جو پہلے کی جنگوں میں حصہ لے چکے ہیں'' آپ سے یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے ان لوگوں کو جن کے گھر دور تھے' ان لوگوں کے برابر کیوں قرار دیا ہے جن کے گھر قریب ہیں؟۔

آپ نے فرمایا ''وہ لوگ جن کے گھر قریب ہیں' وہ زیادہ (عطیات لینے) کے مزید حق دار ہیں کیونکہ وہ بہتر مددگار ثابت ہوئے اور دشمن کے لیے زیادہ نقصان دہ ہیں (اگر یہ بات صحیح ہوتی تو) مہاجرین نے کیوں تمہاری طرح اعتراض نہیں کیا جب کہ ہم نے پہلے اسلام لانے والے مہاجرین اور انصار دونوں کو برابر قرار دیا تھا۔ انصار نے اپنے گھر میں مدد کی تھی اور مہاجرین ان کے پاس دور سے ہجرت کر کے آئے تھے''۔

دیگر مجاہدین:

حضرت عمرؓ نے یرموک اور قادسیہ کے بعد کے لوگوں (مسلم مجاہدین) کو ایک ایک ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ آپ نے حضرت مثنیٰ کے امدادی رضا کاروں کو پانچ پانچ سو وظیفہ مقرر کیا اور دوسرے رضا کاروں کو جو ان کے بعد تھے' تین تین سو کا وظیفہ دیا۔ عطیہ دینے میں آپ نے طاقتور' کمزور' عرب وعجم سب میں مساوات قائم رکھی۔ ربیع کے امدادی سپاہیوں کو ڈھائی سو کا عطیہ مقرر کیا اور ان کے بعد کے لوگوں کو جن میں اہل ہجر اور عباد شامل ہیں' دو سو دیئے۔

خصوصی افراد:

آپ نے اہل بدر میں مندرجہ ذیل چار حضرات کو بھی شامل کر دیا تھا: (۱) حسنؓ (۲) حسینؓ (۳) ابوذرؓ (۴) سلمانؓ۔ آپ نے حضرت عباسؓ کے لیے پچیس ہزار کا عطیہ مقرر کیا بعض لوگ کہتے ہیں بارہ ہزار ہے۔ آپ نے ازواج مطہرات نبویؐ کے لیے دس دس ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ پہلے اس میں کچھ فرق تھا مگر ازواج مطہرات نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تقسیم میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے'' لہٰذا آپ نے ان سب کو برابر رکھا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو ہزار زائد دینے چاہے مگر انہوں نے اس (فرق کو) قبول نہیں فرمایا۔

خواتین کے وظائف:

آپ نے اہل بدر کی خواتین کے لیے پانچ پانچ سو کا وظیفہ مقرر کیا اور ان کے بعد اہل حدیبیہ تک کے مسلمانوں کی خواتین کا چار چار سو مقرر فرمایا اور بعد کی خواتین کا تین تین سو تک وظیفہ مقرر کیا۔ اہل قادسیہ کی خواتین کا دو دو سو وظیفہ مقرر فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے خواتین کا برابر کا حصہ مقرر فرمایا۔ بچوں کا حصہ آپ نے سو سو کا برابر رکھا۔

اخراجات کا اندازہ:

بعد ازاں آپ نے ساٹھ غریبوں کو جمع کر کے انہیں روٹی کھلائی اور ان سب کی پوری غذا کا شمار کیا تو معلوم ہوا کہ ان پر دو

جریب (گندم کا آٹا) خرچ ہوا (اس اندازے کے مطابق) آپ نے ہر انسان اور اس کے خاندان کے لیے ماہانہ دو جریب (غلہ) مقرر کیا۔ آپ اپنی وفات سے پیشتر فرمایا کرتے تھے۔

میرا ارادہ یہ ہے کہ میں چار چار ہزار کا وظیفہ مقرر کروں تا کہ ایک ہزار ہر کوئی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور ایک ہزار توشہ کے طور پر رکھے۔ ایک ہزار سے سامان مہیا کرے اور ایک ہزار پس انداز کرے'' مگر اسے عملی طور پر نافذ کرنے سے پیشتر آپ کی وفات ہوگئی''۔

مال غنیمت کا اصول:

ابوسلمہ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے وظیفہ ان لوگوں کے لیے مقرر فرمایا جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت عطاء فرمایا تھا۔ وہ اہل مدائن تھے' اس کے بعد وہ کوفہ' بصرہ' دمشق' حمص' اردن' فلسطین اور مصر کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا'' مال غنیمت ان شہر والوں کے لیے ہے اور ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو ان کے ساتھ شامل ہیں' ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے ساتھ مقیم ہیں۔ آپ نے دوسرے لوگوں کے لیے کچھ نہیں مقرر فرمایا۔ یہی لوگ شہروں اور بستیوں میں مقیم تھے۔ صلح بھی ان پر جاری ہوئی اور جزیہ بھی انہی کو ادا کیا گیا نیز سرحدوں کی حفاظت اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے ذمہ دار بھی یہی تھے۔ پھر آپ نے اہل وظائف کو وظیفہ دینے کے لیے ایک ہی دفعہ یعنی ۱۵ھ میں تحریر لکھی۔

ناگہانی حادثہ کے لیے رقم:

کسی نے کہا اے امیر المومنین! آپ بیت المال میں کسی ناگہانی حادثہ کے لیے بھی مال جمع رکھا کریں' آپ نے فرمایا'' یہ لفظ شیطان نے تمہاری زبان سے نکلوایا ہے اللہ مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ یہ بعد (کے لوگوں کے لیے) فتنہ وفساد (کا باعث بن سکتا) ہے' بلکہ تمہیں چاہیے کہ تم ان کے لیے وہی چیز تیار رکھو جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ یہی ہمارا وہ سامان ہے جس کے ذریعے ہم اس حالت پر پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو۔ جب یہ مال تمہاری دین داری کی قیمت بن جائے گا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

حاکم کی تنخواہ کا معیار:

محمد' مہلب' طلحہ' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عطاء کیں اور رستم مقتول ہوا۔ نیز حضرت عمرؓ کے پاس شام سے بھی فتوحات کا مال آیا تو آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا'' حاکم کے لیے اس مال میں سے کس قدر (لینا) جائز ہے۔ وہ سب بولے'' اپنی ذات کے لیے تو (صرف اس قدر لینا جائز) ہے۔ جو اس کے اور اس کے اہل وعیال کے کھانے کے لیے کافی ہو۔ نہ کم ہو نہ زیادہ۔ نیز گرمی' سردی کے پہننے کا لباس جو اس کے لیے اور اس کے اہل وعیال کے لیے کافی ہو۔ اور دو سواری کے جانور ہوں جو جہاد اور نجی ضروریات اور حج وعمرہ کے سفر کے لیے سواری کا کام دے سکیں۔

منصفانہ تقسیم یہ ہے کہ جنگجو سپاہیوں کو ان کے جنگی کارناموں کے مطابق عطیات دیئے جائیں اور انتظامی معاملات اور ناگہانی مصائب وحوادث کے لیے رقم مخصوص کی جائے اور اس رقم کا آغاز فاتحین سے کیا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تنخواہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ نے مدینہ کے لوگوں کو جمع کیا جب کہ آپ کے پاس قادسیہ اور دمشق کی فتوحات کا مال آیا تھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

''پہلے میں تاجر تھا اللہ نے میرے اہل وعیال کو میری تجارت کی وجہ سے بے نیاز کر رکھا تھا مگر اب میں تمہارے کاموں میں مشغول ہوں اس لیے تمہاری کیا رائے ہے کہ میں بیت المال میں سے کس قدر رقم لے سکتا ہوں؟''۔

حضرت مسلم روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہو کر حضرت عمرؓ سے پوچھنے لگا ''اس مال میں سے آپ کے لیے کس قدر لینا جائز ہے'' آپ نے فرمایا ''جو میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے جائز طور پر کافی ہو سکے۔ نیز سردی گرمی کا لباس ہو اور حج وعمرے کے لیے اونٹنی ہو اور ذاتی ضروریات اور جہاد کے لیے ایک سواری کا جانور ہو''۔

تنخواہ بڑھانے کی کوشش:

حضرت سالم بن عبداللہؒ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ اس رقم کے مطابق گذارہ کرتے رہے جو مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کے لیے مقرر کی تھی جب آپ پر تنگ دستی زیادہ ہو گئی تو مہاجرین کی ایک جماعت جن میں حضرت عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ شامل تھے' اکٹھی ہوئی۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا ''ہمیں (حضرت) عمرؓ سے کہنا چاہیے کہ ہم ان کا وظیفہ بڑھانا چاہتے ہیں'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا' وہ عمرؓ ہیں آؤ ہم در پردہ ان کے خیالات معلوم کریں۔ ہم حضرت حفصہؓ کے پاس چلتے ہیں اور ان کے ذریعے پوشیدہ طور پر معلوم کرتے ہیں'' یہ کہہ کر وہ سب (حضرت حفصہؓ کے پاس) آئے اور ان سے کہا کہ وہ صورت حال سے ان کی طرف سے آگاہ کریں اور ان میں سے کسی کا نام نہ لیں بجز اس صورت کے کہ وہ اس بات کو تسلیم کر لیں'' (یہ پیغام دے کر) وہ چلے آئے۔ حضرت حفصہؓ اس معاملے میں ان سے ملیں تو ان کے چہرے پر غیظ وغضب کے آثار دیکھے آپ نے پوچھا ''وہ کون ہیں؟'' وہ بولیں ''آپ کو ان کا علم نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے آپ کے خیالات کا علم نہ ہو''۔

رسول اکرم ﷺ کا طریقہ:

آپ نے فرمایا ''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کون ہیں تو میں ان سے برا سلوک کرتا' تم ان کے درمیان واسطہ بن کر آئی ہو تو میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہارے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بہترین لباس کیا تھا؟'' وہ بولیں ''دو صاف کپڑے تھے جنہیں آپ (قبائل کے) وفد کے سامنے یا مجمع کو خطبہ دینے کے وقت زیب تن فرماتے تھے'' پھر پوچھا:

''رسول اللہ ﷺ نے تمہارے ہاں سب سے عمدہ کھانا کیا کھایا تھا؟''۔

وہ بولیں: ''ہماری روٹی جو کی روٹی ہوتی تھی جسے ہم گرم' چکنی اور میٹھی صورت میں پیش کیا کرتے تھے اس کو آپ تناول فرماتے تھے'' آپ نے پھر دریافت فرمایا:

''تمہارے ہاں آپ ﷺ کا سب سے نرم بچھونا کیا تھا؟''۔

(حضرت حفصہؓ نے) جواب دیا ''ہمارے ہاں ایک کھردری چادر ہوتی تھی جسے ہم موسم گرما میں چار حصے کر کے بچھا لیتے تھے اور جب موسم سرما آتا تھا تو ہم اس کا نصف حصہ بچھا لیتے تھے' اور نصف حصہ اوڑھ لیتے تھے''۔

سنت نبوی کی پیروی:

(یہ سن کر) آپ نے فرمایا ''اے حفصہؓ! تم انہیں میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ رسول اللہ ﷺ کفایت شعاری کرتے تھے۔ آپ نے فضول خرچی چھوڑ رکھی تھی۔

''خدا کی قسم! میں بھی کفایت شعاری کروں گا اور فضول خرچی نہیں کروں گا۔ میری اور میرے ساتھیوں کی مثالیں ایسی ہیں جیسے کہ تین افراد ایک راستے پر چلے' پہلے شخص کے پاس زیادہ زادراہ تھا تو وہ اس راہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچا۔ دوسرے نے بھی ان کی پیروی کی اور انہی کی راہ پر چلتا رہا تو وہ بھی منزل تک پہنچ گیا۔ تیسرے شخص نے بھی ان کی پیروی کی اگر وہ ان دونوں کے طریقے پر چلتا رہے اور ان کے زادراہ سے مطمئن رہے تو وہ بھی ان دونوں میں شامل ہو جائے گا۔ اور ان کے ساتھ رہے گا اور اگر وہ ان کے طریقے پر نہیں چل سکا تو وہ ان دونوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا''۔

مال غنیمت کی تقسیم میں مشورہ:

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں ''جب قادسیہ فتح ہوا اور اہل سواد نے مصالحت کی اس کے ساتھ ساتھ دمشق فتح ہوا اور اہل دمشق نے مصالحت کی تو اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا ''تم مجھے اہل قادسیہ اور اہل شام کے مال غنیمت کے بارے میں مشورہ دو'' حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اس رائے پر متفق تھے کہ وہ قرآن حکیم کے حکم کے مطابق عمل کریں انہوں نے فرمایا:

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت دلوایا۔ ان میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ اللہ نے رسول ﷺ کو حکم دیا اور رسولؐ نے اس کے حکم کے مطابق رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کیا۔ (جیسا کہ قرآن کریم کی آیات میں مذکور ہے) بلکہ ان آیات کی (ذیل کی اس) آیت سے بھی تشریح ہوتی ہے۔

یہ ان غریب مہاجروں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حمایت کرتے ہیں نیز ان (انصاری) لوگوں کے لیے بھی ہے جنہوں نے انہیں اپنے گھروں میں آباد کیا۔''

لہٰذا دیگر آیات کی روشنی میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ نکال کر باقی حصے تقسیم کر دیے۔ اس رائے پر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ متفق تھے اور اس کے بعد مسلمانوں نے بھی اس پر عمل کیا۔

تقسیم کی ترتیب:

(مال غنیمت کی تقسیم میں) مہاجرین سے ابتداء کی گئی پھر انصار کو تقسیم کیا گیا اس کے بعد ان تابعین کو دیا گیا جنہوں نے ان کی مدد کی تھی اور ان کے ساتھ (جنگ میں) شریک ہوئے تھے۔

جزیہ کا مصرف:

اس کے بعد کے عطیات اس جزیہ میں سے دیئے گئے تھے جو ان لوگوں سے وصول کیا گیا تھا۔ جنہوں نے مصالحت کی تھی یا جن کو صلح کی دعوت دی گئی تھی' جزیہ میں الگ خمس (پانچواں حصہ) نہیں نکالا جاتا ہے بلکہ یہ ان لوگوں کا حق ہے جو ذمیوں کی حفاظت کریں اور ان کے معاہدے کی تکمیل کرائیں۔ اس میں وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے حکام کی مدد کی ہو۔ ان کے علاوہ اور لوگوں کو بھی اگر وہ خوشی سے دینا چاہیں تو ہمدردی کے طور پر دے سکتے ہیں۔

محمد بن اسحاق کا اختلاف:

طبری کہتے ہیں کہ اس ۱۵ھ میں جو واقعات سیف وعمرو کے قول کے مطابق رونما ہوئے وہ محمد ابن اسحاق کے قول کے مطابق ۱۶ھ میں ہوئے جیسا کہ ہم اس سے پہلے اس کی روایت بیان کر چکے ہیں۔ واقدی کا قول بھی اسی طرح ہے۔

بعد کے واقعات:

اب ہم وہ واقعات بیان کرتے ہیں جن کے سن کے بارے میں ان (مؤرخین) کا اختلاف ہے ان میں وہ جنگیں بھی شامل ہیں جو سال کے آخر تک ہوتی رہیں۔

اہل وعیال کا محافظ دستہ:

محمد' مہلت' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب وہ مدائن کی طرف روانہ ہوں تو وہ خواتین اور بچوں کو عتیق چھوڑ جائیں اور ان کی حفاظت کے لیے ایک فوجی دستہ بھی مقرر کریں۔ حضرت سعدؓ نے ایسا ہی کیا انہیں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ وہ فوجی دستہ جو مسلمانوں کے اہل وعیال کی حفاظت کے لیے پیچھے رہ جائے' مال غنیمت میں شریک ہونے کا حق دار ہے۔

ہراول دستہ:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فتح کے بعد قادسیہ میں دو مہینے رہے وہ آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں خط وکتابت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرتے رہے۔ انہوں نے حضرت زہرہ کو اس مقام کی طرف بھیجا جہاں آج کل کوفہ ہے اور اس سے پہلے حیرہ کا مقام تھا۔ وہاں (ایرانیوں کا سپہ سالار) نخیر جان خیمہ زن تھا۔ جب اس نے مسلمانوں کے روانہ ہونے کی خبر سنی' تو وہ بھاگ گیا اور ثابت قدم نہیں رہ سکا بلکہ اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا۔

یوم برس:

حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہؓ بن الحویہ کو ہراول دستہ کا سردار بنا کر بھیجنے کے بعد ان کے پیچھے حضرت عبداللہ بن المعتم' شرحبیل اور ہاشم بن عتبہ کو پے در پے بھیجا۔ آپ نے اپنے خلیفہ وجانشین خالد بن عرفطہ کو پیچھے کے لشکر کا سردار بنا کر رکھا۔ اور اس کے بعد خود بھی روانہ ہو گئے اب تمام مسلمان گھوڑوں پر سوار تھے اور پورے ساز وسامان کے ساتھ مسلح تھے کیونکہ ایرانی لشکر میں جو ساز وسامان تھا' وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

یہ روانگی ماہ شوال کے آخری دنوں میں ہوئی تھی۔ سب سے پہلے حضرت زہرہ (اپنی فوج کے ساتھ) آگے بڑھ کر اس مقام پر پہنچے جہاں کوفہ (آج کل) ہے۔ کوفہ ہر اس زمین کو کہتے ہیں جس میں سنگریزے اور سرخ نرم مٹی ملی ہوئی ہو۔

ایرانی فوج کو شکست:

جب اس مقام پر عبداللہ اور شرحبیل آئے تو ان کی آمد پر حضرت زہرہؓ کی فوج کا اس کی فوج سے مقابلہ ہوا جس میں ایرانی فوج کو شکست ہوئی اور بصبھری اور اس کے ساتھی بابل کی طرف بھاگ گئے۔ وہاں قادسیہ کی شکست خوردہ فوج اور ان کے باقی ماندہ سپہ سالار نخیر جان' مہران رازی' ہرمزان اور دوسرے سردار پناہ گزیں تھے۔ ان لوگوں نے یہاں فیروزان کو اپنا

حاکم بنا رکھا تھا۔ بصبھری بھی یہاں نیزے سے زخمی ہو کر بھاگ آیا تھا مگر وہ (اپنے زخموں سے) جاں بر نہ ہو سکا۔

رفیل راوی ہیں کہ زہرہ نے جنگ برس میں بصبھری پر نیزہ کا وار کیا وہ نہر میں گر پڑا تھا اس کے بعد وہ بابل بھاگ گیا جہاں وہ نیزے کے زخم سے مر گیا۔

جب بصبھری کو شکست ہوئی تو برس کا زمیندار آیا اس نے حضرت زہرہؓ سے معاہدہ کر لیا اور ان کے لیے پل تیار کیے اور دشمن کے بابل میں جمع ہونے کی خبریں بہم پہنچائیں۔

جنگِ بابل:

جب بسطام نے حضرت زہرہؓ کو دشمن کے بابل میں اجتماع کی معلومات بہم پہنچائیں' یہ وہ لوگ تھے جو قادسیہ کی جنگ میں شکست کھا کر آئے تھے۔ ایسی صورت میں حضرت زہرہ نے (برس میں) قیام کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ معلومات لکھ کر بھیجیں۔

جب حضرت سعدؓ ہاشم بن عتبہ کے ساتھ ان مسلمانوں کے پاس آئے جو کوفے میں مقیم تھے تو انہیں حضرت زہرہ کی طرف سے یہ خبر ملی کہ اہل فارس خیرزان کی زیر قیادت بابل میں جمع ہیں۔ اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ منتشر ہونے سے پیشتر مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔

اہل فارس:

حضرت سعدؓ نے (یہ سن کر) سب سے پہلے عبداللہ کو بھیجا۔ اس کے بعد شرحبیل اور ہاشم کو بھیجا اور آخر میں خود بھی پہنچے اہل فارس نے خیرزان کی زیر قیادت جنگ کی۔ بہت جلد انھیں شکست ہوئی اور اہل کوفہ منہ اٹھا کر چلتے بنے اس وقت ادھر ادھر منتشر ہونے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ ہرمزان نے اہواز کا رخ کیا اور اس پر قبضہ کر کے اسے اور مہرجان قذق کو کھا گیا۔

فیروزان نہاوند پہنچا وہاں کسریٰ کے خزانے تھے اس نے تمام خزانوں پر قبضہ کیا اور ماہن کو بھی ہضم کیا۔ نخیر جان اور مہران رازی نے مدائن کا قصد کیا اور دریا کے دوسرے کنارے پر عبور کر کے بھرسیر کے مقام پر پہنچ گئے۔ پھر ان دونوں نے پل کو کاٹ دیا۔

ایرانی سرداروں کا قتل:

حضرت سعدؓ چند دن بابل میں رہے انہیں یہ خبر ملی تھی کہ نخیر جان نے شہریار کو جو ایک زمیندار تھا' کوثی میں اپنا جانشین بنایا ہے اور وہاں فوج بھی چھوڑی ہے۔ لہٰذا انہوں نے زہرہ کو آگے بھیجا۔ اس کے بعد مزید فوج بھیجی گئی۔ حضرت زہرہؓ روانہ ہوئے تاکہ شہریار کا کوثی میں مقابلہ کریں اس وقت تک فیومان اور فرحان سورا اور دیر کے درمیان قتل کر دیئے گئے تھے۔

دشمن کی فوج کا صفایا:

رفیل روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے قادسیہ سے حضرت زہرہؓ کو آگے روانہ کیا۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں دشمن کی جو جماعت ملی۔ اسے شکست دے کر آگے بڑھتے گئے جو کوئی ایرانی ملتا تھا وہ اسے قتل کرتے تھے۔ انہوں نے ان کا خوب تعاقب کیا۔ جب وہ بابل سے روانہ ہوئے تو حضرت زہرہ نے بکیر بن عبداللہ لیثی اور کثیر بن شہاب سعدی کو جو ملاق کا بھائی تھا' صراۃ کی نہر کو عبور کرنے کے بعد آگے روانہ کیا۔

انہوں نے دشمن کی آخری صفوں کو دیکھا جن میں قبومان اور خرخان ایرانی سردار بھی شامل تھے۔ ایک مسان کا رہنے والا تھا اور دوسرا اہوازی تھا۔ حضرت بکیر نے خرخان کو قتل کیا اور کثیر نے قیومان کو سورا کے مقام پر تہ تیغ کیا۔ حضرت زہرہ سورا سے آگے بڑھ کر خیمہ زن ہوئے۔ اتنے میں حضرت ہاشم بھی ان کے پاس آ گئے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے زہرہ کو آگے روانہ کیا چنانچہ وہ دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے جو دیر اور کوثی کے درمیان مقابلے کے لیے تیار تھا۔

نخیر جان اور مہران نے اپنی فوجوں پر باب کے حاکم شہر یار کو جانشین بنایا اور خود دونوں مدائن کی طرف طرف چلے گئے اور شہر یار کو وہاں چھوڑ گئے تھے۔

غلام کا مقابلہ:

جب مسلمانوں کی فوج نے کوثی کے اطراف میں شہر یار کے لشکر کا مقابلہ شروع کیا تو شہر یار نکلا وہ للکار کر کہنے لگا ''کیا کوئی مرد ہے؟ تمہارا کوئی بہت بڑا شہسوار میرے مقابلے کے لیے آئے تا کہ میں اسے کیفر کردار تک پہنچاؤں''۔

حضرت زہرہؓ نے فرمایا ''میرا ارادہ تھا کہ میں تم سے مبارزہ کروں' مگر جب میں نے تمہارا قول سنا تو اب میں تمہاری طرف ایک غلام کو بھیجوں گا اگر تم اس کے سامنے ثابت قدم رہے تو وہ تمہارا کام تمام کر دے گا اور اگر اللہ نے چاہا تو تمہاری سرکشی کی وجہ سے وہ تمہارا خاتمہ کر دے گا' اور اگر تم بھاگ گئے تو تم ایک غلام کے مقابلے سے بھاگو گے اس کے بعد انہوں نے ابونباتہ نائل بن جشم اعربی کو جو قبیلہ بنو تمیم کا بہادر سورما تھا حکم دیا۔ وہ اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ ہر ایک کے پاس نیزہ تھا اور دونوں بہت طاقتور تھے' مگر شہر یار اونٹ کی طرح تھا۔

شہر یار کا قتل:

جب اس نے نائل کو دیکھا تو اس نے نیزہ پھینک دیا تا کہ وہ اس سے گتھم گتھا ہو جائے۔ نائل نے بھی اپنا نیزہ پھینک دیا تا کہ وہ بھی اس سے چمٹ جائے' دونوں نے اپنی تلواریں نکال لیں اور بہادری کے ساتھ لڑتے رہے پھر دونوں گتھم گتھا ہو گئے اور اپنے گھوڑوں پر سے گر پڑے۔ شہر یار نائل پر گر پڑا۔ اس نے اس کو اپنی ران سے دبوچ لیا اور خنجر نکال لیا۔ وہ زرہ بکتر کو کھولنے والا تھا کہ اس کا انگوٹھا نائل کے منہ کے اندر چلا گیا اور اس نے اس کی ہڈی توڑ دی جس سے وہ سست پڑ گیا۔ لہٰذا نائل نے اس پر حملہ کر کے اسے زمین پر گرا دیا پھر اس کے سینے پر چڑھ کر اس کا خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر سے اس کی زرہ کھول کر خنجر اس کے پیٹ اور پہلو میں گھونپ دیا تا آنکہ وہ مر گیا۔

اس کے بعد نائل نے اس کے گھوڑے اور تمام ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے اور مختلف شہروں میں چلے گئے۔

نائل کا اعزاز:

حضرت زہرہ کوثی میں رہے یہاں تک حضرت سعدؓ وہاں پہنچے' اس وقت انہوں نے (نائل کو) حضرت سعدؓ کے روبرو پیش کیا تو حضرت سعدؓ نے فرمایا:

''اے نائل! میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے ساز و سامان اور زرہ سے مسلح ہو کر آؤ اس کی اچکن پہنو اور اس کے عمدہ

گھوڑے پر سوار ہو کر آؤ''۔

چنانچہ وہ اس کے تمام ہتھیاروں سے لیس ہو کر اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ آپ نے فرمایا ''تم اپنے دونوں کنگنوں کو اتار دو۔ جب جنگ ہو اس وقت پہنا کرو چنانچہ وہ پہلا شخص تھا جسے عراق میں کنگن پہنائے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام:

محمد' طلحہ' مہلب' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کوثی میں چند دنوں مقیم رہے اور اس مقام پر بھی گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کوثی کے مقام میں بیٹھا کرتے تھے اور وہاں بھی آپ گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت دی گئی تھی اور اس گھر کی طرف بھی گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام مقید تھے۔ آپ نے اس کا معائنہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام پر آپ نے درود بھیجا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَ تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِ لُهَا بَیْنَ النَّاسِ ﴾

''یہ ایام ایسے ہیں جن کو ہم لوگوں میں گردش دیتے ہیں''۔

بہرسیر میں آمد:

ابن الرفیل کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہ کو بہرسیر کی طرف بھیجا۔ زہرہ کوثی سے ہراول دستوں کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ وہ بہرسیر جائے۔ ساباط میں شیر زاد نے صلح کا معاہدہ کیا اور جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اسے انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے بعد دیگر فوجی دستے روانہ ہوئے اور حضرت ہاشم بھی روانہ ہوئے۔ ان کے پیچھے حضرت سعد بھی روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ ماہ ذوالحجہ ۱۵ھ میں ہوا۔

شاہی لشکر کو شکست:

حضرت زہرہؓ نے دختر کسریٰ بوران کے لشکر کو مظلم کے قریب شکست دی۔ حضرت ہاشم بھی مظلم ساباط پہنچ گئے تھے۔ وہ وہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ (کے انتظار میں) ٹھہر گئے تھے۔ تا آنکہ حضرت سعدؓ وہاں پہنچ گئے۔ اسی زمانے میں کسریٰ کا مانوس و محبوب شیر واپس آیا جسے مظلم کے شیروں میں سے پسند کیا گیا تھا۔ وہاں ملکہ بوران (دختر کسریٰ) کے خاص فوجی دستے بھی موجود تھے۔ یہ روزانہ قسم کھا کر یہ دعا مانگتے تھے۔ فارس کی سلطنت اس وقت تک نہ فنا ہو جب تک کہ ہم زندہ ہیں۔

حضرت ہاشم کا کارنامہ:

جب حضرت سعدؓ وہاں پہنچ گئے تو سب سے پہلے مقرط وہاں آگے بڑھا۔ حضرت ہاشم اس کی طرف بڑھے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا (اس کارنامے پر) حضرت ہاشم کا سر حضرت سعدؓ نے چوم لیا اور حضرت ہاشم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قدم بوسی کی۔ حضرت سعدؓ نے انہیں بہرسیر بھیجا۔ جب وہ مظلم کے پاس اترے تو انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اَوَلَمْ تَکُوْنُوْا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَالَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴾

''کیا تم نے پہلے یہ قسم نہیں کھائی تھی کہ تمہیں زوال نہیں آئے گا؟''۔

نعرۂ تکبیر:

جب رات کا ایک حصہ گذر گیا تو انہوں نے کوچ کیا اور مسلمانوں کو لے کر بہر سیر کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ مسلمانوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب بہر سیر کے قریب گھوڑے پہنچتے تھے تو وہ ٹھہر جاتے تھے' پھر وہ تکبیر کہتے تھے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ حضرت سعدؓ کے ساتھ کا آخری دستہ آیا۔ حضرت سعدؓ وہاں دو مہینے تک مقیم رہے اور تیسرے مہینے میں انہوں نے دریا کو عبور کیا۔

صوبوں کے امراء:

اسی ۱۵ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اس سال مکہ کے حاکم عتاب بن اسید تھے۔ طائف کے حاکم یعلیٰ بن رفیہ تھے اور یہ یمامہ بحرین کے حاکم عثمان بن ابی العاص تھے۔ عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے۔ شام کے علاقوں کے حاکم حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ کوفہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے قاضی حضرت ابوفروہؓ تھے۔ بصرہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت مغیرہؓ بن شعبہ تھے۔

باب ۱۹

۱۶ھ کے واقعات

ابو جعفر طبری تحریر فرماتے ہیں کہ اس سال مسلمان شہر بھر سیر میں داخل ہوئے اور انہوں نے مدائن کو فتح کیا اور وہاں سے یزدگرد بن شہریار بھاگ گیا۔

بھر سیر میں داخل:

محمد، طلحہ اور مہلب روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہر سیر کے قریب خیمہ زن ہوئے تو انہوں نے گھوڑ سواروں کو بھیجا تو انہوں نے دریائے دجلہ کے درمیانی علاقے کا گشت کیا اور اہل فرات تک پہنچے جن کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا۔ جب ان علاقوں میں سے انہوں نے ایک لاکھ کسان پکڑ لیے تو ساباط کے زمیندار شیر زاد نے کہا آپ ان کا کیا کریں گے؟ یہ اہل فارس کی رعیت ہیں انہوں نے آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ آپ انہیں میرے پاس چھوڑ دیجیے' چنانچہ انہوں نے ان کے نام لکھ کر انہیں اس کے حوالے کر دیا۔ وہ بولا ''تم اپنے دیہاتوں کو واپس چلے جاؤ''۔

کسانوں کا معاملہ:

حضرت سعدؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط تحریر کیا۔ ''قادسیہ اور بہر سیر کے درمیان ہم نے دشمن کا مقابلہ کیا اس کے بعد ہم بہر سیر کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ کوئی ہمارے مقابلے پر جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا تو میں نے گھوڑ سواروں کو (مختلف اطراف میں) بھیج دیا اور تمام دیہاتوں اور جنگلوں سے کسانوں کو اکٹھا کر لیا ہے۔ آپ اپنے فیصلے سے آگاہ کیجیے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب بھیجا ''کسانوں میں سے جو تمہارے ہاتھ آئیں اگر وہ وہاں کے باشندے ہوں اور انہوں نے تمہارے برخلاف دشمن کو کوئی امداد نہیں پہنچائی ہو تو انہیں پناہ دی جائے اور جو بھاگ گئے ہوں اور تم نے انہیں پکڑ لیا ہو تو ان کے بارے میں تمہیں اختیار ہے''۔

جب یہ خط آیا تو انہیں چھوڑ دیا گیا۔

جزیہ دینے کا وعدہ:

گاؤں کے زمینداروں نے ان سے خط و کتابت کی تو حضرت سعدؓ نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی وہ واپس آ کر جزیہ ادا کریں تاکہ وہ مسلمانوں کی حفاظت اور ذمہ داری میں آ جائیں۔ انہوں نے جزیہ ادا کرنے اور زیر حفاظت آنے کو قبول کر لیا۔ اس معاہدے میں کسریٰ کی اراضی اور وہ لوگ شامل نہیں تھے جو اس کے ساتھ تھے۔

بہر حال مغربی دجلہ سے لے کر سرزمین عرب تک ہر عراقی باشندے کو امن و امان حاصل ہو گیا تھا اور وہ اسلامی حکومت سے مطمئن تھے۔ انہوں نے خراج کی شرط کو بھی قبول کیا۔

بہر سیر کا محاصرہ:

مسلمان بہر سیر کے قریب دو مہینے خیمہ زن رہے۔ وہ شہر پر منجنیقوں سے سنگ باری کرتے رہے اور ہر قسم کے سامانِ جنگ

سے ان کا مقابلہ کرتے رہے۔

شریح الحارثی کی روایت ہے کہ مسلمان بہرسیر کے قریب خیمہ زن ہوئے اس شہر کے چاروں طرف خندقیں اور محافظ مقرر تھے اور دیگر سامان حرب بھی موجود تھا۔ مسلمانوں نے ان پر منجنیقوں اور دیگر آلات سے سنگ باری کی۔ حضرت سعدؓ نے شہرزاد سے منجنیقیں تیار کرائیں اور بہرسیر کے باشندوں کے برخلاف بیس منجنیق نصب کرادی تھیں اور ان کے ذریعے مقابلہ جاری رکھا۔

اہل فارس کی قلعہ بندی:

رفیل کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد بہرسیر کے قریب فروکش ہوئے تو عربوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اہل عجم شہر کے اندر قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ کبھی کبھی اہل عجم اپنے ساز و سامان کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے باہر نکلتے تھے مگر مقابلہ کی تاب نہ لاتے تھے۔ آخری دفعہ وہ پیدل فوجوں اور تیراندازوں کے ساتھ نکلے وہ جنگ کا مصمم ارادہ کیے ہوئے تھے اور صبر و استقلال کے ساتھ جنگ کرنے کا معاہدہ کر لیا تھا۔ جب مسلمانوں نے ان سے جنگ کی تو وہ ثابت قدم نہیں رہ سکے اور جھوٹے ثابت ہو کر بھاگ نکلے۔

حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زہرہؓ بن الحویہ کی زرہ کی کڑیاں کھل گئی تھیں' ان سے کہا گیا ''آپ ان کڑیوں کو درست کرائیں۔ انہوں نے فرمایا ''کیوں؟'' وہ بولے ''ہمیں آپ کی جان کا اندیشہ ہے''۔

انہوں نے فرمایا ''مجھے اللہ کے کرم و قدرت پر بھروسہ ہے'' تاہم وہ پہلے مسلمان تھے جنہیں اس دن تیر لگا اور ان کی زرہ کی رخنہ اندازی کی وجہ سے وہ ان کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے کہا ''ان کے بدن سے یہ تیر نکال دیں مگر وہ فرمانے لگے'' مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دو کیونکہ جب تک کہ یہ تیر میرے اندر ہے' میری جان اس میں اٹکی ہوئی ہے۔ شاید اس عرصے میں دشمن پر نیزہ زنی یا شمشیر زنی کر سکوں۔ چنانچہ وہ دشمن کی طرف گئے اور اپنی تلوار سے اصطخر کے رہنے والے شہر براز پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد چاروں طرف سے دشمن نے انہیں گھر لیا اور انہیں شہید کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں' 'جب اللہ بزرگ و برتر نے فتوحات عطاء فرمائیں اور رستم مارا گیا اور اس کے ساتھی بھی جنگ قادسیہ میں مارے گئے اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا تا آنکہ وہ مدائن میں پناہ گزیں ہوئے۔ اہل فارس کا شیرازہ منتشر ہو گیا تھا اور وہ انھی پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے تھے' ان کے شہسوار اور فوجی دستے تتر بتر ہو گئے تھے۔ تاہم ان کا بادشاہ ان کے شہر میں مقیم تھا اس کے ساتھ اہل فارس کی باقی ماندہ فوج تھی۔

صلح کا شاہی پیغام:

انس بن حلیس بیان کرتے ہیں' ہم بہرسیر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے دشمن شکست کھا چکا تھا۔ محاصرہ کے دوران ہمارے پاس ایک قاصد آیا اور کہنے لگا:

''ہمارے بادشاہ فرماتے ہیں کیا آپ لوگ اس امر پر مصالحت کر سکتے ہیں کہ ہمارے قریب دریائے دجلہ اور ہمارے

پہاڑ کے قریب کا جو علاقہ ہے اس پر ہمارا قبضہ رہے اور تم دریائے جبلہ سے اپنی سرحد تک قابض رہو۔ کیا ابھی تک تمہارا پیٹ نہیں بھرا ہے؟ خدا کرے کہ تمہارا پیٹ نہ بھرے''۔

ابو مغرز کے نامعلوم الفاظ کے اثرات:

اس کے جواب کے لیے حضرت ابو مغرز اسود بن خطبہ سب سے آگے بڑھے۔ اللہ نے ان کے منہ سے کچھ الفاظ ادا کرائے جس کے بارے میں نہ وہ کچھ جانتے تھے اور نہ ہمیں کچھ علم ہو سکا' جب وہ آدمی واپس گیا تو دشمن مدائن کی طرف بھاگنے لگا' ہم نے کہا:

''اے ابو مغرز! تم نے اس سے کیا کہا تھا؟'' وہ بولے ''اس ذات کی قسم! جس نے (حضرت) محمد ﷺ کو برحق (رسول) بنا کر بھیجا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں نے کیا کہا سوائے اس کے کہ مجھے روحانی الہام ہوا اور مجھے توقع ہے کہ میں نے بہتر بات کہی ہوگی''۔

اس کے بعد لوگ باری باری ان کے پاس آنے لگے۔ یہاں تک یہ بات حضرت سعد تک بھی پہنچی تو وہ خود ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے ''اے ابو مغرز! تم نے کیا کہا۔ خدا کی قسم! وہ خوب بھاگ رہے ہیں'' (اس پر) انہوں نے وہی بات کہی جو ہمارے سامنے کہی تھی۔

فصیل پر سنگ باری:

پھر انہوں نے اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے اس وقت بھی ہماری مجانیق ان پر سنگ باری کر رہی تھیں' مگر شہر کی فصیل پر کوئی نمودار نہیں ہوا اور ہماری طرف ایک شخص کے علاوہ اور کوئی نہیں نکلا۔ اس نے علانیہ امان کی درخواست کی۔ ہم نے اس کو پناہ دے دی تو اس نے کہا ''اس شہر میں کوئی باقی نہیں رہا۔ تمہیں کوئی نہیں روکے گا''۔

شہر کا انخلاء:

مسلمان اس کی فصیل پر چڑھ گئے اور ہم نے اس کے دروازے کھول دیئے ہم نے وہاں کوئی چیز نہیں پائی اور نہ چند قیدیوں کے سوا کسی کو دیکھا۔ جب وہ نکل رہے تھے تو ہم نے ان کو قید کر لیا اور ان قیدیوں اور اس شخص سے دریافت کیا ''وہ کیوں بھاگ گئے؟''۔

فرار کی وجہ:

وہ بولے ''بادشاہ نے ایک شخص تمہاری طرف صلح کی پیش کش کے لیے بھیجا تھا۔ اس وقت تم لوگوں نے جواب دیا تھا ''ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نہیں ہو سکتی' جب تک کہ ہم افریدین کے شہد کے ساتھ کوثی کے ترنج نہ کھالیں'' اس وقت بادشاہ نے کہا:

فرشتوں کا جواب:

ہائے افسوس! یہ حقیقت ہے کہ فرشتے ان کی زبانوں سے گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ فرشتے ہیں جو ہمارے پاس آ کر عربوں کی طرف سے جواب دے رہے ہیں۔ اگر یہ بات ایسی نہیں ہے تو یہ جواب اس شخص کو الہامی طور پر حاصل ہوا ہے تاکہ ہم ختم ہو جائیں' اس کے بعد وہ شہر (مدائن) کی طرف بھاگ گئے۔

شہر میں داخلہ:

محمد، طلحہ، مہلب، عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد اور مسلمان بہرسیر کے شہر کے اندر گئے تو حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو ٹھہرایا اور تمام لشکر وہیں منتقل ہو گیا۔ جب آپ نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ اہل فارس بطاتم اور تکریت کے درمیان تمام کشتیوں پر قابض ہو گئے ہیں۔

سفید محل کا نظارہ:

جب مسلمان آدھی رات کے وقت بہرسیر میں داخل ہوئے تو انہیں سفید عمارت نظر آئی۔ اس وقت ضرار بن الخطابؓ نے فرمایا ''اللہ اکبر! یہ کسریٰ کا وہ سفید محل ہے جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا'' اس کے بعد تمام مسلمان لگاتار نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

سخت محاصرہ:

ابو مالک حبیب بن صہبان بیان کرتے ہیں ''ہم مدائن سے پہلے قریبی شہر بہرسیر پہنچے تو ہم نے اہل فارس کے بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کا محاصرہ کیا (وہ اس قدر سخت تھا کہ کھانے پینے کی چیزیں شہر کے اندر نہیں پہنچ سکیں) یہاں تک کہ وہ کتے اور بلیاں کھانے پر مجبور ہوئے۔ مسلمان اس شہر میں اس وقت داخل ہوئے۔ جب کسی شخص نے (بہ آواز بلند) اعلان کیا ''خدا کی قسم! اس شہر میں کوئی نہیں ہے'' چنانچہ جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

فتح مدائن اور ایوان کسریٰ:

فتح مدائن بقول سیف ۱۶ھ میں ہوئی، بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت سعدؓ مدائن کے قریبی شہر بہرسیر میں داخل ہوئے تو انہوں نے کشتیاں طلب کیں تاکہ وہ مسلمانوں کو لے کر دوسرے شہر (مدائن) کی طرف دریا عبور کر کے پہنچ سکیں مگر انہیں کوئی کشتی نہیں مل سکی۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ کشتیوں پر قابض ہو گئے ہیں۔ لہٰذا مسلمان ماہ صفر کے چند ایام بہرسیر میں مقیم رہے۔ مسلمان چاہتے تھے کہ وہ پانی کو عبور کر کے نکل جائیں مگر حضرت سعد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ہمدردی میں جانے سے پرہیز کر رہے تھے۔ تا آنکہ چند دیہاتی آئے اور انہوں نے انہیں (عبور کرنے کا آسان) راستہ بتایا، مگر آپ نے (اس کے مشورے پر) عمل نہیں کیا اور پس و پیش کرتے رہے۔ کیونکہ اچانک دریا طغیانی پر آ گیا۔ آخر کار آپ نے ایک خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے پانی میں گھس گئے ہیں اور عبور کر گئے ہیں حالانکہ وہاں بہت طغیانی تھی۔

عبور دریا کا عزم:

اس خواب کی تعبیر (کو حقیقت میں تبدیل کرنے) کے لیے حضرت سعدؓ نے عبور کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ یہ موسم گرما تھا۔ اس موقع پر حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد یوں ارشاد فرمایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تقریر:

تمہارے دشمن نے اس دریا کا سہارا لیا ہے اس کی وجہ سے تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے ہو مگر جب وہ چاہیں، انہی کشتیوں کے ذریعے تمہارے پاس آ سکتے ہیں۔ تمہارے پیچھے تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ تمہارے بہادر سپاہیوں نے یہ خطرہ دور کر دیا

ہے۔ انہوں نے دشمن کی سرحد کو بیکار کر دیا ہے اور ان کے محافظوں کو فنا کر دیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ دنیا تمہیں چاروں طرف سے گھیرے‘ تم دشمن کے برخلاف صدق دل سے جہاد کرنے میں جلدی کرو۔

آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تا کہ ہم دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے وہاں پہنچ جائیں۔

سب مسلمانوں نے بیک زبان یہ کہا ”اللہ ہمیں اور آپ کو رشد و ہدایت کے لیے عزم صمیم کی توفیق دے۔ آپ ضرور یہ کام کریں“۔

محافظ دستہ:

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو عبور کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

”کون اس کام کا آغاز کر کے ساحل کی اس وقت تک حفاظت کرے گا جب تک کہ سب مسلمان نہ پہنچ جائیں تا کہ دشمن مسلمانوں کو نکلنے سے نہ روک سکے“۔

عاصم کی پیش قدمی:

حضرت عاصمؓ بن عمرو جو بہت دلیر تھے‘ اس کام کے لیے تیار ہوئے۔ ان کے بعد چھ سو بہادر نو جوانوں نے اپنی خدمات پیش کیں تو آپ نے حضرت عاصم کو ان کا افسر مقرر کیا اور وہ انہیں لے کر روانہ ہوئے‘ یہاں تک کہ دریائے دجلہ کے کنارے پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے۔ کون میرے ساتھ جائے گا تا کہ ساحل کی حفاظت کریں اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ تمہاری بھی حفاظت کریں تا کہ تم دریا عبور کر سکو‘۔ اس پر ساٹھ آدمی تیار ہوئے جن میں اصم بن ولاد اور شرحبیل جیسے لوگ شامل تھے۔ انہوں نے اس دستہ کے دو حصے کیے اور نر و مادہ دونوں قسم کے گھوڑوں پر سوار کرایا تا کہ گھوڑوں کے تیرنے میں آسانی ہو پھر وہ دریائے دجلہ کے اندر گھس گئے اور چھ سو میں سے باقی لشکر بھی ان کے پیچھے (دریا میں) گھس گیا۔

پیش رو حضرات:

ان ساٹھ میں سے سب سے پہلے جو آگے بڑھے اس میں یہ حضرات شامل تھے (۱) اصم التیم (۲) کلج (۳) ابو مفرز (۴) شرحبیل (۵) حجل العجلی (۶) مالک بن کعب ہمدانی (۷) بنو الحارث کا غلام۔

دشمن کا مقابلہ اور شکست:

جب اہل عجم نے انہیں دیکھا کہ وہ اس طرح آ رہے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں کے گھوڑ سواروں کے مساوی تعداد میں سوار بھیجے۔ وہ بھی دریا میں گھس کر اور تیر کر مسلمانوں کے قریب پہنچے اور بہت جلد حضرت عاصمؓ کے مقابلے پر آئے۔ جو ساحل کے قریب پہنچ گئے تھے۔ حضرت عاصم نے مسلمانوں سے کہا:

”نیزوں کو درست کرو اور ان کی آنکھیں پھوڑ دو“۔ چنانچہ نیزہ بازی کا مقابلہ ہوا اور مسلمانوں نے ان کی آنکھوں پر نیزے مارے تو وہ بھاگ گئے مسلمان ان کا تعاقب کر کے انہیں گھوڑوں سے گرا رہے تھے اور ان کے پیچھے خشکی میں بھی پہنچ کر انہیں قتل کیا اور جو بچ کر بھاگ گئے وہ کانے ہو گئے ان کے گھوڑے بھی بدک گئے تھے۔

عبور دریا کی دعاء:

بعد ازاں ساٹھ سواروں کے پیچھے چھ سو سوار بھی بلا خوف و خطر پہنچ گئے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت عاصم نے

ساحل کو محفوظ بنا رکھا ہے تو انہوں نے دیگر مسلمانوں کو دریا میں گھسنے کی اجازت دے دی اور فرمایا یہ (دعا پڑھو):

نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

''ہم اللہ سے امداد کے خواہاں ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ خدائے بلند و اعظم کے علاوہ اور کسی کو قوت و اختیار حاصل نہیں ہے''۔

دریا میں لشکر کثیر:

مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر دریا پر سوار تھا اس وقت دریائے دجلہ میں تلاطم برپا تھا وہ (کثیر لشکر کی وجہ سے) سیاہ ہو رہا تھا' مسلمان وہاں تیرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسا کہ خشکی پر چلتے ہوئے باتیں کیا کرتے تھے انہیں کسی قسم کا خوف و ہراس لاحق نہ تھا۔

مدائن پر قبضہ:

اہل فارس نے ناگہانی طور پر ایسا منظر دیکھا جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا اس لیے جلدی سے وہ اپنا مال و دولت سمیٹ کر بھاگ گئے۔ مسلمان وہاں (مدائن میں) ۱۶ھ میں بماہ صفر داخل ہوئے۔ وہ کسریٰ (شاہ ایران) کے گھروں میں جو مال باقی رہ گیا تھا اس پر قابض ہو گئے جو تقریباً دس لاکھ اور تیرہ ہزار تھا۔ اس کے علاوہ مشیری (ایرانی بادشاہ) اور اس کے بعد کے (بادشاہوں کی) جمع کردہ مال و دولت بھی تھی۔

دیہاتی کا مشورہ:

ابوطیبہ کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ دریائے دجلہ کے قریب مقیم تھے تو ان کے پاس ایک دیہاتی آ کر کہنے لگا۔

''آپ یہاں کیوں مقیم ہیں۔ آپ پر تیسرا دن نہیں گزرنے پائے گا کہ شاہ یزدگرد مدائن سے ہر چیز نکال کر لے جائے گا''

اس بات نے انہیں آمادہ کیا کہ وہ (مسلمانوں کو) دریا کے عبور کی دعوت دیں۔

عجیب منظر:

ابوعثمان نہدی نے بھی دریا عبور کرنے کے بارے میں اس قسم کی روایت بیان کی ہے (مزید) کہا ہے ''ہم نے دریائے دجلہ کو مردوں' گھوڑوں اور مویشیوں سے بھر دیا تھا۔ یہاں تک کہ کسی شخص کو دریا کے کنارے پر سے پانی نظر نہیں آتا تھا۔ ہمارے گھوڑے دم ہلاتے ہوئے اور ہنہناتے ہوئے ہمیں اہل عجم کی طرف لے گئے۔ جب دشمن نے یہ حالت دیکھی تو وہ بھاگ گیا اور پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا جب ہم سفید محل میں داخل ہوئے تو ہم نے وہاں ایک جماعت دیکھی جو قلعہ بند ہو گئی تھی ان میں سے کچھ لوگ ہم سے مخاطب ہوئے اور ہم سے گفتگو کرتے رہے۔ ہم نے ان کو دعوت (اسلام) دی اور کہا۔

جزیہ دینے کا معاہدہ:

''ہم تمہارے سامنے تین چیزیں پیش کرتے ہیں۔ تمہیں اختیار ہے کہ ان میں سے جو چاہو پسند کرو'' وہ بولے ''وہ کیا ہیں' ہم نے کہا:

۱۔ ''اسلام' اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں بھی وہ حقوق حاصل ہوں گے جو ہمارے حقوق ہیں اور تمہارے (فرائض) بھی وہی ہوں گے جو ہمارے (فرائض) ہیں۔

۲۔ اگر تم اس سے انکار کرو تو جزیہ (ادا کرنا) ہے اور اگر تم اس سے بھی انکار کرو تو۔

۳۔ تم سے جنگ کی جائے گی تا آنکہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے''۔

ان کے ایک جواب دینے والے (نمائندے) نے ہمیں یہ جواب دیا:

''ہمیں پہلی اور آخری (صورت) منظور نہیں' بلکہ درمیانی (صورت یعنی جزیہ منظور) ہے۔ عتبہ نے اس قسم کی روایت بیان کی ہے (انہوں نے مزید) کہا''۔ سفیر حضرت سلمان تھے۔

مال و دولت پر قبضہ:

ابن الرفیل کی روایت ہے کہ جب مسلمانوں نے اہل عجم کو پانی میں شکست دی اور انہیں خشکی کی طرف بھگایا۔ پھر انہیں خشکی پر سے بھی نکال دیا اور انہیں ان کے مال و دولت سے محروم کر دیا گیا۔ بجز اس مال کے جو وہ پہلے بھیج چکے تھے۔ کسریٰ کے خزانوں میں تین ارب کا مال تھا۔ انہوں نے نصف مال رستم کے ساتھ بھیج دیا تھا اور باقی نصف مال خزانوں میں تھا۔

عاصم کے کارناموں کی تعریف:

ابو بکر بن حفص بن عمر کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ عام مسلمانوں کو ساحل پر دشمن سے جنگ کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے اس موقع پر انہوں نے فرمایا:

خدا کی قسم! اگر گونگوں کا وہ دستہ (الکتیبۃ الخرساء) جس میں حضرت قعقاع بن عمرو' حمال بن مالک اور ربیل بن عمرو ہے' اسی طرح جنگ کرتا جس طرح یہ لوگ لڑ رہے ہیں تو وہ (دشمن کے لیے) کافی ہوتا اور (ہمیں) بے نیاز کر دیتا'' حضرت عاصم کا فوجی دستہ جو ''ہولناک دستہ'' (کتیبۃ الاہوال) ہے۔ آپ نے اس ''ہولناک دستہ'' کو جب پانی اور خشکی میں جنگ کرتے ہوئے دیکھا تو اسے ''گونگے دستے'' کے مشابہ قرار دے دیا۔ پھر چند فوجی جھڑپوں کے بعد انہوں نے جانے کا اعلان کیا یہاں تک کہ دشمن پانی سے باہر نکل آیا اور مسلمان بھی ان کے پیچھے پہنچ گئے۔ جب دشمن اور مسلمانوں کا تمام ہولناک دستہ ساحل پر پہنچ گیا تو اس وقت حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو دریا میں گھسنے کا حکم دیا۔ پانی میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت سعدؓ کے ساتھ تھے۔ گھوڑے مسلمانوں کو لے کر پانی میں تیرتے رہے اور حضرت سعدؓ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعا:

حَسۡبُنَـا اللّٰهُ وَ نِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ وَ اللّٰهِ لَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ وَ لِيَّهٗ. وَ لَيُظۡهِرَنَّ اللّٰهُ دِيۡنَهٗ وَ لَيَهۡزِمَنَّ اللّٰهُ عَدُوَّهٗ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ فِي الۡجَيۡشِ بَغۡيٌ اَوۡ ذُنُوۡبٌ تَغۡلِبُ الۡحَسَنَاتِ.

''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی عمدہ کارساز ہے۔ خدا کی قسم! اللہ ضرور اپنے دوست کی مدد کرے گا اور ضرور اپنے دین کو غالب کرے گا اور یقینی طور پر اپنے دشمن کو شکست دے گا بشرطیکہ (اسلامی) لشکر میں بغاوت اور گناہگاروں کا ہو جو نیکیوں پر غالب آ سکے''۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی:

حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا ''اسلام جدید اور تروتازہ ہے۔ جس طرح خشک زمین مسلمانوں کے لیے مسخر کردی گئی ہے اسی طرح دریا اور سمندر بھی ان کے تابع بنا دیئے گئے ہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے' یہ مسلمان اس دریا سے فوج درفوج نکلیں گے''۔

چنانچہ وہ پانی پر اس قدر چھائے ہوئے تھے کہ کنارے پر سے پانی دکھائی نہیں دیتا تھا اور مسلمان سطح آب پر خشکی پر چلنے کی بہ نسبت زیادہ باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے اور جیسا کہ حضرت سلمانؓ نے فرمایا تھا اسی طرح وہ دریا میں سے نکلے نہ تو ان کی کوئی چیز گم ہوئی اور نہ کوئی آدمی غرق ہوا۔

صحیح وسالم:

حضرت ابوعثمان نہدی روایت کرتے ہیں کہ تمام لوگ صحیح سالم نکل آئے' سوائے قبیلہ بارق کے ایک شخص کے' جس کا نام غرقدہ تھا' وہ اپنے سرخ وسیاہ گھوڑے پر سے گر پڑا وہ حرکت کرتا رہا' تا آنکہ حضرت قعقاع بن عمرو نے اپنے گھوڑے کی باگ اس کی طرف موڑی اور اس کے ہاتھ کو پکڑ کر کھینچ لائے یہاں تک کہ اس نے دریا کو عبور کر لیا۔ یہ بارقی شخص بہت طاقتور تھا۔ اس موقع پر وہ کہنے لگا:

''اے قعقاع! ہماری بہنیں تمہارے جیسا انسان جننے سے عاجز ہیں''۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کا یہ قبیلہ ننھیال تھا۔

پیالے کی گم شدگی:

محمد' طلحہ' مہلب' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ پانی میں مسلمانوں کی کوئی چیز گم نہیں ہوئی' البتہ ایک پیالہ جو کمزور طریقے سے بندھا ہوا تھا' اس سے ٹوٹ کر پانی میں گر گیا۔ ایک شخص نے جو اس کے ساتھ تیرتا ہوا جا رہا تھا' طنز کے طور پر پیالہ کے مالک سے کہا ''اس کا مقررہ وقت آ گیا تھا اس لیے وہ ضائع ہو گیا'' اس پر پیالے والا بولا:

''خدا کی قسم! میں ایسی حالت میں ہوں کہ اللہ تمام اہل لشکر میں سے صرف مجھ سے چھین کر نہیں لے جائے گا''۔

جب تمام مسلمان عبور کر کے آ گئے تو ساحل کا ایک محافظ شخص نیچے اترا' اس وقت ہوا اور موجوں کے تھپیڑوں نے اس پیالے کو کنارے کی طرف پھینک دیا وہ شخص اپنے نیزے کی مدد سے اسے پکڑ کر لشکر میں لے آیا اس کے مالک نے اسے شناخت کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس شخص سے جو اس کے ساتھ تیر رہا تھا' کہنے لگا ''کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا'' پیالہ کا مالک قریش کا حلیف اور قبیلہ عنز سے تعلق رکھتا تھا اس کا نام مالک بن عامر تھا اور جس نے یہ کہا تھا کہ ''وہ (پیالہ) ضائع ہو گیا'' اس کا نام عامر بن مالک ہے۔

پانی کے اندر سفر:

عمیر الصائدی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ مسلمانوں کے ساتھ پانی میں گھسے تو سب مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ حضرت سلمان حضرت سعدؓ کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ پانی میں چل رہے تھے۔ حضرت سعدؓ یہ فرما رہے ہیں'' یہ عزت والے اور علم والے خدا کا اندازہ ہے'' پانی انہیں بہائے لے جا رہا تھا جب کوئی گھوڑا تھک جاتا تھا تو وہ اسی طرح آرام کرتا تھا جیسا کہ وہ زمین پر ہے۔ مدائن میں اس واقعہ سے زیادہ عجیب کوئی واقعہ نہیں تھا۔ یہ یوم الماء (پانی کا دن) اور یوم الجراثیم کہلاتا ہے۔

قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں ''جب ہم دریائے دجلہ کے اندر گئے تو وہ خوب بہہ رہا تھا۔ تاہم جب ہم ایسے مقام پر پہنچے جہاں پانی زیادہ تھا' تو اس جگہ بھی سوار کھڑے ہو جاتے تھے' کیونکہ پانی ان کی کمر تک نہیں پہنچتا تھا۔

عبور کرنے میں سہولت:

حبیب بن صہبان ابو مالک روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ قریبی شہر (بھرسیر) میں داخل ہوئے تو دشمن نے پل کو توڑ دیا تھا اور کشتیوں کو لے گئے تھے۔ مسلمانوں نے کہا ''تم اس تھوڑے سے پانی کے لیے (کس بات کا) انتظار کر رہے ہو''۔ (اس پر) ایک آدمی پانی میں گھسا اس کے بعد تمام مسلمان گھس گئے اس کے بعد نہ تو کوئی انسان غرق ہوا اور نہ کوئی چیز گم ہوئی البتہ ایک مسلمان کا پیالہ گم ہو گیا تھا جسے میں نے پانی کی سطح پر تیرتا ہوا دیکھا۔

دشمن کا فرار:

محمد' مہلب اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ اہل فارس کے محافظ ساحل پر جنگ کر رہے تھے تا آنکہ ایک دمی نے آ کر کہا ''تم کس چیز کے لیے اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو؟ خدا کی قسم! مدائن میں کوئی نہیں ہے''۔

بادشاہ کی روانگی:

انہی راویوں کی دوسری روایت ہے کہ جب مشرکین نے مسلمانوں کو عبور ہوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے انہیں عبور ہونے سے روکنے کے لیے کچھ اشخاص بھیجے' جب وہ روانہ ہوئے تو وہ بھاگ گئے۔ شاہ یزدگرد نے بہرسیر کے مفتوح ہونے کے بعد اپنے خاندان کو حلوان بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد شاہ یزدگرد خود بھی روانہ ہوا اور وہ حلوان اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مہران رازی اور نخیر جان کو جانشین بنا دیا تھا۔ اس کا خزانہ نہروان میں تھا۔

سرکاری خزانہ کی منتقلی:

اہل فارس اپنا بیش قیمت اور ہلکا سامان جس قدر لے جا سکے لے گئے۔ وہ سرکاری خزانہ' عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے' اور کپڑے' برتن' جواہرات وزیورات تیل وعطر وغیرہ چھوڑ گئے تھے جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ انہوں نے محاصرے کے اندیشے سے جو گائے بھیڑ بکری اور خورد و نوش کا بہت سا سامان جمع کر لیا تھا' وہ بھی چھوڑ گئے تھے۔

اسلامی فوجوں کا داخلہ:

مدائن میں سب سے پہلے ''ہولناک دستہ'' (حضرت عاصم کا فوجی دستہ) داخل ہوا۔ پھر گونگا دستہ (حضرت قعقاع کا فوجی دستہ) داخل ہوا وہ اس کے گلی کوچوں میں گشت کرتے رہے مگر انہیں کوئی آدمی نہیں ملا بجز اس کے کہ قصر ابیض میں کچھ لوگ موجود تھے۔ اس کا محاصرہ کر لیا گیا۔ انہیں (اسلام یا جزیہ کی) دعوت دی گئی تو انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جزیہ ادا کرنے اور ذمی بننے کی دعوت قبول کر لی۔ اہل مدائن بھی بعد میں لوٹ کر آئے اور انہوں نے بھی اس قسم کا معاہدہ کر لیا البتہ اس معاہدے میں وہ کسریٰ کے خاندان اور ان لوگوں کی مقبوضات شامل نہیں تھا جو ان کے ساتھ نکل گئے تھے۔

دشمن کا تعاقب:

حضرت سعد قصر ابیض (سفید محل یعنی ایوان کسریٰ) میں مقیم ہوئے اور انہوں نے دشمن کے تعاقب میں حضرت زہرہ کو ہراول

دستے کے ساتھ نہروان کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ روانہ ہو کر نہروان تک پہنچے۔ آپ نے ہر سمت سے اسی قدر فوجی دستے (ان کے تعاقب میں) روانہ کئے۔

دیوآمدند:

ابو مالک حبیب بن ابو صہبان روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا' اس وقت (اہل فارس) انہیں دیکھ رہے تھے کہ وہ دریا کو کس طرح عبور کرتے ہیں (جب وہ قریب پہنچے تو) وہ کہنے لگے'' دیوآمدند'' (یعنی دیو آ گئے ہیں) وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے'' خدا کی قسم! تم انسانوں سے جنگ نہیں کر رہے ہو بلکہ تم جنات سے لڑ رہے ہو'' آخر کار انہیں شکست ہوئی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی دعوت:

ابوالبختری روایت کرتے ہیں کہ (اس وقت) مسلمانوں کے سفیر (حضرت) سلمان فارسیؓ تھے۔ مسلمانوں نے انہیں اہل فارس کو دعوت دینے کے لیے مقرر کیا تھا۔ عطیہ اور عطاء روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے انہیں اہل بہر سیر کو دعوت دینے کے لیے بھی مقرر کیا تھا اور قصر ابیض کے لوگوں کو دعوت دینے کے لیے بھی وہ مقرر تھے حضرت سلمان فارسیؓ انہیں ان الفاظ میں دعوت دیتے تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ میں تمہاری نسل سے تعلق رکھتا ہوں مجھے تم سے ہمدردی ہے اس وجہ سے میں تمہیں تین باتوں میں سے ایک کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

(۱) اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے تمہیں وہ حقوق حاصل ہوں گے جو ہمارے (حقوق) ہیں اور تمہارے فرائض بھی وہی ہوں گے جو ہمارے (فرائض) ہیں۔

(۲) ورنہ تم جزیہ ادا کرو۔

(۳) یا دو بدو ہم تم سے جنگ کریں گے کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

جنگ یا جزیہ:

عطیہ (راوی) بیان کرتا ہے کہ جب بہر سیر میں تیسرا دن ختم ہوا تو انہوں نے کسی ایک بات کو ماننے سے انکار کر دیا تو ان کے انکار کرنے کے بعد مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی۔ اس طرح جب قصر ابیض کے لیے مدائن میں تیسرا دن ہوا تو قصر ابیض کے باشندوں نے (جزیہ) قبول کر لیا اور وہاں سے نکل آئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ قصر ابیض میں مقیم ہو گئے۔ انہوں نے ایوان کسریٰ کو مصلیٰ (نماز پڑھنے کا مقام) بنا لیا تھا۔ اس کی عمارت میں تصاویر و نقوش تھے۔ جن کو مٹایا نہیں گیا تھا۔

شاہی خاندان حلوان میں:

محمد' طلحہ' مہلب اور سماک ہجیمی روایت کرتے ہیں کہ جب بہر سیر فتح ہوا۔ تو بادشاہ (یزدگرد) نے اہل و عیال کو حلوان روانہ کر دیا تھا۔ جب مسلمان گھوڑوں پر پانی کے اندر سوار ہو کر چلے تو اہل فارس بھاگ گئے ان کے گھوڑ سوار دریا کے کنارے پر مسلمانوں کو روکنے میں مشغول رہے۔ ان کی مسلمانوں کے ساتھ بہت سخت جنگ برپا رہی' تا آنکہ ایک شخص نے آ کر کہا:

'' تم کیوں اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہو خدا کی قسم! مدائن میں کوئی نہیں رہا'' یہ (سن کر) وہ بھی بھاگ گئے اور حضرت سعدؓ باقی ماندہ لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کر کے آ گئے۔

محافظ کا قتل:

مذکورہ بالا راویوں کی دوسری روایت ہے کہ مسلمانوں کے پہلے دستوں نے اہل فارس کے آخری دستے کو پکڑ لیا تھا۔ ایک مسلمان نے جس کا نام ثقیف تھا اور جو قبیلہ عدی بن شریف سے تعلق رکھتا تھا' اہل فارس کے ایک شخص کو دیکھا جو راستہ روکے ہوئے اپنے ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کر رہا تھا۔ (ثقیف نے) اس کی طرف جانے کے لیے گھوڑا دوڑایا تو وہ پیچھے ہٹ گیا آگے نہیں بڑھا۔ پھر وہ مسلمان اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کی گردن اڑا دی اور اس کے سامان پر قبضہ کر لیا۔

ایرانی شہسوار کا قتل:

عطیہ' عمرو اور ابو عمر دثار روایت کرتے ہیں کہ اہل عجم کا ایک بڑا شہسوار جو مدائن کا تھا' اس زمانے میں جازر کے قریب تھا۔ اسے بتایا گیا کہ اہل عرب (مدائن میں) داخل ہو گئے ہیں اور اہل فارس بھاگ گئے ہیں۔ اس نے لوگوں کے اس قول کی طرف توجہ نہیں دی' اسے اپنے اوپر بہت زیادہ اعتماد تھا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوا تا آنکہ وہ اپنے دیہاتیوں کے گھر میں آیا جو اپنے کپڑے لے جا رہے تھے۔ اس نے پوچھا:

''تمہیں کیا ہو گیا ہے'' وہ بولے ''بھڑوں نے ہمیں نکال دیا ہے اور وہ ہمارے گھروں پر غالب آ گئی ہیں'' اس نے ان پر نشانہ لگا کر انہیں دیوار کی طرف بھگا دیا اور پھر انہیں فنا کر دیا۔ پھر اسے بہت گھبراہٹ محسوس ہوئی تو وہ کھڑا ہو گیا اور ایک دیہاتی کو گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس نے (گھوڑے پر) زین کسی' جس کا کمر بند ٹوٹ گیا اس نے جلدی سے اسے باندھا اور سوار ہو کر باہر نکل کر کھڑا ہو گیا اس کے پاس سے ایک آدمی گذرا اس نے نیزے سے حملہ کیا اور کہا ''تم یہ مزہ چکھو' میں ابن المخارق ہوں'' اس نے اس کو قتل کیا پھر وہ روانہ ہو گیا اور اس کی طرف کوئی رخ نہیں کیا۔

تیر انداز کا خاتمہ:

ایک مسلمان نے ایک ایرانی کو پکڑا جو ایسی جماعت کے ساتھ تھا جو ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے ''ہم کس چیز سے بھاگے'' وہاں ایک ایسا تیر انداز بھی تھا جس کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ وہ مسلمان اس کے پاس پہنچا اور اس کا کام تمام کر دیا' اور کہنے لگا ''میں ابن مشترط الجارہ ہوں'' اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

ایوانِ کسریٰ میں نماز:

مذکورہ بالا راویان بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد مدائن میں داخل ہوئے تو اس کی خلوت گاہیں دیکھیں جب وہ ایوان کسریٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴾

''انہوں نے بہت سے باغات' چشمے' کھیت' عمدہ مقامات اور نعمتیں چھوڑیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے ان چیزوں کا ہم نے دوسری قوم کو وارث بنایا''۔

انہوں نے یہاں آ کر فتح و نصرت کے (شکرانہ) نوافل آٹھ لگا تار رکعت کے پڑھے جو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھے

جاتے ہیں ان (رکعتوں) کے درمیان (سلام کے ذریعے) فرق نہیں کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس (ایوان کسریٰ) کو مسجد بنالیا حالانکہ اس میں مردوں اور گھوڑوں کی پختہ چونے سے تصاویر نقش کی ہوئی تھیں مگر حضرت سعدؓ اور دوسرے مسلمان ان کی وجہ سے (نماز پڑھنے سے) نہیں رکے۔ انہوں نے ان (تصاویر) کو اپنی حالت پر رہنے دیا۔ حضرت سعدؓ جب مدائن میں داخل ہوئے تو اس وقت سے وہ پوری نماز (قصر نہیں کرتے تھے) پڑھتے تھے کیونکہ انہوں نے یہاں مقیم ہونے کا ارادہ کرلیا تھا۔

پہلا جمعہ:

عراق میں سب سے پہلا جمعہ جماعت کے ساتھ مدائن میں ماہ صفر ۱۶ھ میں ادا کیا گیا تھا۔

مدائن کا مال غنیمت:

محمدٗ مہلبٗ عقبہٗ عمروٗ ابوعمر اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ ایوانِ کسریٰ میں مقیم ہوئے۔ انہوں نے حضرت زہرہؓ کو حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر اپنے لشکر کے ساتھ نہروان کی طرف جائیں۔ انہوں نے اسی قدر فوج ہر طرف مشرکوں کو دور کرنے اور مال غنیمت جمع کرنے کے لیے بھیجی۔ پھر حضرت سعد تین دن کے بعد قصر کی طرف منتقل ہوگئے اور مدائن کے مال غنیمت کو جمع کرنے اور اس پر قبضہ کرنے کے لیے عمرو بن عمرو بن مقرن کو مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ قصرٗ ایوان کسریٰ اور لوگوں کے گھروں سے جو مال غنیمت ملے ان سب کو جمع کرلیں اور تلاش کرنے کے بعد جو مال لایا جائے اس کا بھی حساب رکھا جائے۔

اہل مدائن کا تعاقب:

اہل مدائن کو جب شکست ہوئی تو اس وقت انہوں نے تمام مال لوٹ لیا تھا اور وہ مال لے کر ہر طرف بھاگ گئے تھے اس لیے ہر طرف سے ان کا تعاقب کیا گیا اور انہیں پکڑ کر جو سامان وہ لے کر بھاگے تھےٗ چھین لیا گیا اور انہیں جمع شدہ مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا۔ سب سے پہلے جو مال غنیمت جمع کیا گیا وہ قصر ابیضٗ منازل کسریٰ (بادشاہ کے گھروں) اور مدائن کے باقی گھروں سے حاصل کیا گیا تھا۔

سونے چاندی کے برتن:

حبیب بن صہبان روایت کرتے ہیں ''جب ہم مدائن میں داخل ہوئے۔ ہم نے ترکی خیمے دیکھے جو سر بمہر ٹوکروں سے بھرے ہوئے تھے۔ ہم نے خیال کیا کہ ان میں کھانے پینے کا سامان ہوگا مگر ان میں سونے چاندی کے برتن نکلے جو بعد میں مسلمانوں میں تقسیم ہوئے۔ میں نے خود ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گشت کر رہا تھا اور اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔ چاندی کے بدلے سونے (کے برتن لے لو''۔

ہمیں وہاں کافور کی بہت مقدار ملی۔ ہم نے اسے نمک خیال کیا اور آٹے میں ملا کر گوندھا تو روٹی میں اس کی تلخی پائی۔

شاہی جواہرات و دیگر سامان:

فیل بن میسور بیان کرتے ہیں کہ حضرت زہرہ ہراول دستہ لے کر دشمن کے تعاقب میں نکلے یہاں تک کہ وہ نہروان کے پل پر پہنچ گئے وہاں (اہل فارس) موجود تھے۔ مسلمانوں نے حملہ کیا تو خچر پانی میں گر پڑا وہ جلدی سے اس (خچر) کی طرف گئے تو حضرت زہرہؓ نے فرمایا ''میں خدا کی قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ یہ خچر بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے لیے ایرانی اس کی طرف گئے اور اس

خطرناک موقع پر انہوں نے تلواروں کا خوف نہیں کیا''۔

لہٰذا حضرت زہرہ گھوڑے سے اترے اور ان لوگوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ خچر کو نکالیں جب وہ اسے نکال کر لائے تو اس پر کسریٰ (شاہ ایران) کی قیمتی پوشاکیں' ہار' زیورات اور وہ زرہ تھی جو جواہرات سے آراستہ تھی وہ اسے زیب تن کر کے فخر و ناز کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ یہ خچر مال غنیمت کے مرکز کی طرف پہنچا دیا گیا انہیں کچھ نہیں معلوم تھا کہ اس پر کیا ہے۔

زہرہؓ کے اشعار:

حضرت زہرہؓ نے اس موقع پر یہ رجز یہ اشعار کہے:

۱۔ ''آج میری قوم پر میرا ننھیال اور ددھیال دونوں قربان ہوں کیونکہ انہوں نے نہر کی جنگ پر مجھے چھوڑ کر چلے جانا پسند نہیں کیا۔

۲۔ انہوں نے خچر کی لڑائی میں شمشیر براں سے دشمنوں کے سر کاٹ دیئے۔

۳۔ انہوں نے اہل فارس کو ٹیلوں پر اس طرح گرایا جیسے کہ وہ کوئی چوپائے اور مویشی ہوں۔''

شاہی تاج اور قیمتی لباس:

کلج بیان کرتے ہیں ''میں ان لوگوں میں تھا جو (اہل فارس کا) تعاقب کرنے نکلے تھے ہمیں دو خچر والے ملے جو تیراندازی سے گھوڑ سواروں کو لوٹا دیتے تھے۔ میں ان دونوں کے پاس پہنچا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا ''تم تیر چلاؤ میں تمہاری حفاظت کرتا ہوں'' چنانچہ ہر ایک نے دوسرے کی حفاظت کرتے ہوئے تیر چلائے۔ مگر میں نے ان پر حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ میں ان دونوں خچروں کو لے کر مال غنیمت کے مہتمم کے پاس پہنچا' وہ لوگوں کی لائی ہوئی چیزوں کو لکھ رہے تھے اور خزانوں اور گھروں کی چیزوں کو بھی لکھ رہے تھے۔ وہ کہنے لگے ''تم ٹھہر جاؤ تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہے'' میں نے ان کا سامان زمین پر گرایا تو بڑے بڑے تھیلے ایک خچر کے اوپر سے نکلے جن میں کسریٰ (شاہ ایران) کی وہ پوشاکیں تھیں جو ریشم کی تھیں اور سونے کے تاروں سے بنی ہوئی تھیں اور جواہرات سے آراستہ تھیں اور دوسرے تھیلے میں کسریٰ کا مرصع تاج تھا جو جواہرات سے جڑا ہوا تھا۔

بادشاہوں کی زرہیں اور تلواریں:

محمد' طلحہ اور مہلب روایت کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی اس دن تعاقب میں نکلے' انہیں ایک ایرانی ملا' جو لوگوں کی حفاظت کر رہا تھا اس کے ساتھ ان کی جنگ ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس کے پاس دو چمڑے کے بیگ تھے اور دو غلاف تھے۔ ایک غلاف میں پانچ تلواریں تھیں۔ دوسرے میں چھ تلواریں تھیں۔ چمڑے کے دونوں بیگوں میں بہت سی زرہیں تھیں اور ان زرہوں میں کسریٰ کی زرہ' اسی کا خود' ہاتھوں اور پاؤں کا لوہے کا لباس' ہرقل' خاقان' داہر' بہرام چوبین' سیاوخش اور نعمان کی زرہیں تھیں۔ یہ ایران کے بادشاہوں نے اس وقت حاصل کی تھیں جب انہوں نے خاقان' ہرقل اور داہر سے جنگیں کی تھیں' نعمان (شاہ جرد) اور بھرام چوبین کی زرہیں اس وقت ملی تھیں۔ جب ان دونوں نے کسریٰ سے بغاوت کی تھی اور (زرہیں چھوڑ کر) بھاگ گئے تھے۔

یادگار سامان کی تقسیم:

ان دونوں غلافوں میں سے ایک غلاف میں کسریٰ، ہرمز' خباد اور فیروز کی تلواریں تھیں' دوسری تلواروں میں ہرقل' خاقان' داہر' بہرام' سیاوخش اور نعمان کی تلواریں تھیں۔ وہ ان چیزوں کو حضرت سعدؓ کے پاس لائے تو حضرت نے فرمایا ''تم ان تلواروں میں

سے کسی ایک کا انتخاب کر لو' انہوں نے ہرقل کی تلوار پسند کی اور حضرت سعدؓ نے انہیں بہرام کی زرہ دی۔ باقی چیزوں کو کسریٰ اور نعمان کی تلواروں کے علاوہ' ان کے لشکر میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان دو تلواروں کو حضرت عمرؓ کے پاس روانہ کیا گیا تا کہ تمام عرب اس خبر کو سن لیں کیونکہ وہ ان دونوں تلواروں سے واقف تھے۔ ان دونوں تلواروں کو خمس (سرکاری مال غنیمت) میں شامل کیا گیا۔ کسریٰ کے زیورات تاج اور پوشاکیں بھی حضرت عمرؓ کے پاس بھیجی گئیں تا کہ تمام مسلمان ان کو ملاحظہ کر سکیں اور تمام عرب کو (اس خبر کا) علم ہو جائے۔ اس بنیاد پر خالد بن سعید نے حضرت عمرو بن معدیکرب کی (مشہور) تلوار صمصام کو اس زمانے میں چھین لیا تھا جب کہ وہ مرتد تھے۔

سونے چاندی کی مورتیاں:

حضرت عصمۃ بن الحارث الضبی بیان کرتے ہیں "میں بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلا جو تعاقب کے لیے روانہ ہوئے تھے' میں نے ایک عام راستہ اختیار کیا' وہاں ایک گدھے والا تھا' جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ اسے ہنکا کر دوسرے شخص کے پاس لے گیا جو اس کے سامنے تھا' وہ دونوں اپنے گدھے کو ایک ایسی نہر کے پاس لے گئے جس کا پل ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچا۔ اس وقت وہ دونوں منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے مجھے تیر مارا لہٰذا میں نے جنگ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ دوسرا بھاگ گیا تو میں دونوں گدھوں کو لے کر مال غنیمت کے مہتمم کے پاس لایا۔ انہوں نے ان کا سامان دیکھا تو ان میں سے ایک پر دو تھیلے تھے۔ ایک میں سونے کا بنا ہوا گھوڑا تھا جس کی زین چاندی کی تھی اور اس کے منہ کے اندر اور گلے پر یاقوت اور زمرد چاندی کے ساتھ پروئے ہوئے تھے اس کی لگام بھی اسی قسم کی تھی۔ اس کا سوار چاندی کا بنا ہوا تھا اور اس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔

آخر میں چاندی کی بنی ہوئی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کا نمدہ تھا اور استر بھی سونے کا تھا اور اس کی باگ بھی سونے کی تھی اور ہر چیز میں یاقوت پروئے ہوئے تھے۔ اس (اونٹنی) پر سونے کا بنا ہوا ایک مرد (سوار) تھا جس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔ کسریٰ ان دونوں کو تاج کے دو ستونوں پر رکھتا تھا۔

مسلم سپاہیوں کی دیانت داری:

ابوعبدہ عنبری روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان مدائن میں مقیم ہوئے۔ اور انہوں نے مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کیا تو ایک آدمی ایک ڈبا لے کر آیا اور اسے مال غنیمت کے مہتمم کے حوالے کر دیا جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہوں نے کہا:

"ہم نے ایسی چیز نہیں دیکھی ہماری کوئی چیز اس کے ہم پلہ نہیں ہے اور نہ اس کے قریب ہے"۔

لوگوں نے کہا "کیا تم نے اس میں سے کوئی چیز نکالی ہے؟" وہ بولا "اگر اللہ نہ ہوتا تو میں تمہارے پاس اسے لے کر نہ آتا"

اس پر لوگوں نے خیال کیا کہ وہ اہم شخصیت کا مالک ہے لہٰذا انہوں نے پوچھا "تم کون ہو" وہ بولا:

"نہیں خدا کی قسم! میں اپنا نام تمہیں اور دوسروں کو نہیں بتاؤں گا کیونکہ تم لوگ میری تعریف و تحسین کرو گے۔ میں اللہ ہی کی تعریف کروں گا اور اس کے ثواب پر رضامند رہوں گا"۔

لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا تو انہوں نے اس کے بارے میں دریافت کیا (معلوم

ہوا کہ) وہ عامر بن عبد قیس ہے۔

دیانت داری کی تعریف:

محمد' طلحہ' مہلب' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے فرمایا ''خدا کی قسم! (یہ) لشکر امانت دار ہے اگر اہل بدر کو پہلے سے (فضیلت) نہ حاصل ہوتی تو میں کہتا کہ وہ اہل بدر کی فضیلت رکھتے ہیں۔ میں نے بہت سی قوموں کے بارے میں تحقیق کی ان کے اندر مال حاصل کرنے کے سلسلے میں کچھ خامیاں ہوتی ہیں مگر ان لوگوں کی ایسی کوئی خامی میں نے نہ سنی اور نہ میں خیال میں لایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں ''اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اہل قادسیہ میں سے ہم نے کسی کو نہیں پایا کہ وہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کا طلب گار بھی ہو' ہم نے تین اشخاص پر الزام لگایا تھا مگر اپنے زہد اور ایمان داری میں انہیں الزام کے برخلاف پایا ایسے اشخاص یہ ہیں:

(۱) طلیحہ بن خویلد (۲) عمرو بن معدیکرب (۳) قیس بن المکشوح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین:

قیس العجلی بیان کرتے ہیں ''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کا پٹکا' تلوار اور دیگر ساز و سامان آیا تو آپ نے فرمایا:

''وہ قوم جس نے یہ چیزیں بھیجیں' نہایت ہی امانت دار ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''چونکہ آپ عفت شعار اور پاکیزہ ہیں اس لیے رعایا بھی پاک دامن اور ایماندار ہے''۔

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے ہتھیار ملاحظہ فرمائے تو آپ نے فرمایا ''وہ قوم جس نے یہ چیزیں بھیجی ہیں نہایت ہی دیانت دار ہے''۔

مال غنیمت کی تقسیم:

محمد' طلحہ' عمرو' سعید اور مہلب روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ نے مدائن میں قیام کرنے کے بعد اہل عجم کی تلاش و تعاقب میں (فوجی دستے) بھیجے تو تعاقب کرنے والے نہروان تک پہنچ گئے تھے پھر وہ واپس آ گئے تھے۔ مشرکین حلوان تک پہنچ گئے تھے۔

حضرت سعدؓ نے خمس (پانچواں حصہ) نکال کر مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا ہر سوار کو بارہ ہزار کی رقم ملی۔ اس وقت تمام مسلمان سوار تھے۔ ان میں سے کوئی پاپیادہ نہیں تھا۔ مدائن میں گھوڑے بہت زیادہ تھے۔

حضرت شعبیؒ نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

مذکورہ بالا راویان بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے مدائن کے گھروں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا اور وہ ان میں رہنے لگے تھے۔

مال غنیمت پر قبضہ کرنے کے منتظم عمرو بن عمرو المزنی تھے تقسیم کرنے کی نگرانی سلمان بن ربیعہ کرتے تھے۔ مدائن ماہ صفر ۱۶ھ میں فتح ہوا۔

ایوانِ کسریٰ میں عبادت:

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن میں داخل ہوئے تو وہ پوری نماز پڑھنے لگے تھے (سفر کی نماز نہیں پڑھتے تھے) وہ روزے بھی رکھتے تھے انہوں نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ایوان کسریٰ میں نماز پڑھیں۔ انہوں نے اسے عید گاہ بھی بنالیا تھا اور وہاں ایک منبر بھی نصب کر دیا تھا۔ وہ تصویروں کے باوجود وہاں نماز پڑھتے تھے اور جمعہ کی نماز بھی وہیں پڑھتے تھے۔

جب عید الفطر کا دن آیا تو لوگوں نے کہا:

''باہر میدان میں نماز پڑھی جائے' کیونکہ عیدین کا مسنون طریقہ باہر نماز پڑھنا ہے''۔

اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم اس کے اندر نماز پڑھو (ایسی صورت) خواہ بستی کے اندر نماز پڑھی جائے یا باہر پڑھی جائے (دونوں کا حکم یکساں ہے)''۔

مدائن میں قیام:

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں:

''جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن میں فروکش ہوئے اور انہوں نے گھروں کو تقسیم کر دیا تو انہوں نے (مسلمانوں کے) اہل و عیال کو بلوالیا اور انہیں گھروں میں اتارا' اس طرح مسلمان مدائن میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ جلولاء تکریت اور محاصل کی مہموں سے فارغ نہیں ہوئے اس کے بعد وہ کوفہ کی طرف منتقل ہو گئے''۔